

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_224113**

UNIVERSAL  
LIBRARY



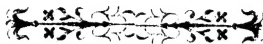
## فہرست مضامین

صفحہ	مضمون نگار	مضمون	صفحہ
۱	(مترجمہ) جناب ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب	۱. دقتاسی	۱
۲۱	ڈی۔ اے۔ (پیرس) پروفیسر جامعہ عثمانیہ	۲. روسی ادب	۲
۵۷	انور پروفیسر معتمد عجیب صاحب بی۔ اے۔	۳. مغربی اسماء معروفہ اردو	۳
۷۱	جناب احمد الدین صاحب مار۔ ر۔	قالب میں	۴
۷۳	ادبیت	۵. جنگ فامہ سید عالم	۵
۱۲۲	جناب مرزا فدا علی صاحب "خنجر" لکھنوی	۶. علی خاں	۶
۱۴۲	جناب صفدر مرزا پوری مرحوم	۷. اردو کے ان پڑہ شعرا	۷
۱۵۳	ادبیت	۸. تبصرے	۸





# تہذیب الاخلاق



Checked 1975

جلد سوم

بابت سال تمام سنہ ۱۲۸۹ ہجری



مطبوعہ — مطبع علیحدہ انسٹیٹیوٹ پریس



بانتہام حافظ عبدالرزاق

سنہ ۱۲۸۹ ہجری • مطابق سنہ ۱۸۷۳ ع



نمبر	نام مضمون	نام مصنف	نمبر صفحہ
۸۶	خط متعلق چندہ مدرسۃ العلوم	منشی مشتاق حسین	۸۷
۸۷	ہمارے قوم اگر چاہے تو کس درجہ	تک ترقی کر سکتی ہے	۱۸
۹۰	* فہرست چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۹۰
۸۸	چٹھیا گورنمنٹ نسبت مدرسۃ	سکرٹری گورنمنٹ	۹۲
۸۹	خط بنام مولوی سید مہدی علی	سید احمد	۱۰
۹۸	* خط بنام سید احمد متعلق تصدق آدم	مولوی عبید اللہ	۹۸
۹۰	اسپیج مولوی سید مہدی علی مقام	مولوی سید مہدی علی	۹۱
۹۱	عائی اسکول مرزا پور	سید احمد	۱۰۲
۹۲	غلط نامہ رسالہ غلامی	سید احمد	۱۰۳
۹۳	عقاید مذہب اسلام عقیدہ اول نسبت	سید احمد	۱۰۶
۹۴	وجہ باری	سید نجف علی	۱۰۷
۹۵	نصیحت کا صلہ	حافظ کریم بخش	۱۱۲
۹۶	ایک مسلمان کے خیالات	سید احمد	۱۱۳
۹۷	عقاید مذہب اسلام عقیدہ دوم نسبت	سید احمد	۱۱۴
۹۸	وحدانیت باری	سید احمد	۱۱۵
۹۹	فہرست چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۱۶
۱۰۰	چٹھیا گورنمنٹ نسبت مدرسۃ العلوم	سکرٹری گورنمنٹ	۱۱۷
۱۰۱	مسلمانان	سکرٹری گورنمنٹ	۱۱۸
۱۰۲	روندان مدرسۃ العلوم مسلمانان منعقدہ	سید احمد	۱۱۹
۱۰۳	۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع	سید احمد	۱۲۰
۱۰۴	مسلمانوں کی نسبت	سید احمد	۱۲۱
۱۰۵	طریقہ تعلیم مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۲۲
۱۰۶	خط متعلق بعض وجہ آسمان بنام	سید احمد	۱۲۳
۱۰۷	اقتیاری اخبار میو گزٹ	محمد میو	۱۲۴
۱۰۸	فہرست چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۲۵
۱۰۹	روندان کمیٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۲۶
۱۱۰	* چٹھیا گورنمنٹ نسبت مدرسۃ العلوم	سید احمد	۱۲۷

## فہرست مضامین تہذیب الاخلاق باب ۱۲۸۹ ہجری

## سنہ ۱۲۸۹ ہجری

نمبر	نام مضمون	نام مصنف	نمبر صفحہ
۶۳	مصاد پرچہ تہذیب الاخلاق	سید احمد	۴
۶۵	علوم معقول و منقول	مولوی سید مہدی علی	۶
۶۶	جوتی پٹے نماز پڑھنے	سید احمد	۷
۶۷	قومی عزت	مولوی سید مہدی علی	۷
۶۸	تعلیم و تربیت	سید احمد	۱۰
۶۹	مجتہد	سید احمد	۱۰
۷۰	کاملی	سید احمد	۱۱
۷۱	یونیورسٹی ٹیمپل	سید مصدق	۱۲
۷۲	شکریہ صفحہ دلیہ	سید احمد	۱۶
۷۳	جواب خط جیسویں ہمارا مذہب	مولوی سید مہدی علی	۱۸
۷۴	و درستان لکھا تھا	مولوی سید مہدی علی	۲۱
۷۵	تعریف الفاظ علم	سید احمد	۲۳
۷۶	طریقہ اول طعام	مولوی سید مہدی علی	۲۶
۷۷	علم فقہی	سید احمد	۳۰
۷۸	آدم کی سرگزشت	منشی محمد یار خان	۳۵
۷۹	ہندوستان کی تعلیم	سید احمد	۵۰
۸۰	طریقہ تعلیم مسلمانان	سید احمد	۵۰
۸۱	جواب استفتا نسبت قوان اور ہونے	مولوی سید مہدی علی	۶۰
۸۲	روایات احادیث کے بالمعنی	مولوی سید مہدی علی	۶۶
۸۳	استفتا بلا جواب نسبت بعض اقوال	سید احمد	۷۸
۸۴	علماء متقدمین	سید احمد	۷۸
۸۵	خط بنام مولوی سید مہدی علی	سید احمد	۷۸
۸۶	نسبت وجہ خارجی شیطان	سید احمد	۷۸
۸۷	روندان کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم	سید احمد	۷۸
۸۸	مسلمانان منعقدہ ۱۲ مئی سنہ	سید احمد	۷۸
۸۹	۱۸۷۲ ع	سید احمد	۷۸
۹۰	روندان کمیٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۸۱
۹۱	۸۶	سید احمد	۸۱

## اشتہار

### معاوضہ اخبار

ہم نے کچھ عرصہ سے تہذیب الاخلاق کا معاوضہ اور اخباروں سے صرف اس خیال سے نہیں کیا تھا کہ جو اخبار معاوضہ میں ہمارے پاس آ رہے اُن سے صرف مجھ کو نائدہ ہوگا اور تہذیب الاخلاق کے اور ممبروں کو اُن سے کچھ فائدہ نہ پہونچےگا — لیکن اب انٹر ممبروں کی رائے یہ ہے کہ معاوضہ کو نا چاہیئے اسلئے اب ہم اطلاع دیتے ہیں کہ جو مہتممان اخبار ہمارے پرچہ تہذیب الاخلاق سے معاوضہ کو نا چاہینگے تو ہم بہت خوشی اور شکرگزاری سے معاوضہ کو منظور کرینگے \*

دائم

سید احمد

منیجر اور ممبر تہذیب الاخلاق

## اطلاع

### بخدمت خریداران تہذیب الاخلاق

جو کہ ماہ معزم قریب آیا ہی اور سال سنہ ۱۲۸۹ ہجری ختم کرنے کو ہی اسلئے خریداران تہذیب الاخلاق کی خدمت میں التماس ہی کہ قبل اختتام سال ہجری چار روپیہ زر قیمت تہذیب الاخلاق بابت سال سنہ ۱۲۹۰ ہجری پیشگی مرحوم نورانی جس صاحب کے پاس سے پیشگی زر قیمت قبل اختتام سال ہجری نہ آجاریگا اُن کے نام پر یکم محرم سنہ ۱۲۹۰ ہجری سے تہذیب الاخلاق روانہ ہوگا \*

دائم

سید احمد

نمبر صفحہ	نام مصنف	نام مضمون	نمبر
۱۰۵	ایک ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ ع متعلق	رجسٹری کمیٹی	۱۰۵
۱۰۶	خط متعلق قصہ آدم و حور خارجی	شیطان	۱۰۶
۱۰۷	مذاکرہ نسبت طعام اہل کتاب	مراوی سید مہدی علی	۱۰۷
۱۰۸	اجماع	مراوی سید مہدی علی	۱۰۸
۱۰۹	آرٹیکل نسبت مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۰۹
۱۱۰	انڈین آئین اور مسلمان	سید احمد	۱۱۰
۱۱۱	رہنمائی کمیٹی مدرسۃ العلوم	سید احمد	۱۱۱
۱۱۲	رہنمائی مقام مدرسۃ العلوم	مسلمانان	۱۱۲
۱۱۳	فہرست چند مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۱۳
۱۱۴	مذہب یعنی تمیز جس سے بھلائی	پرائی میں امتیاز کیا جاتا ہی	۱۱۴
۱۱۵	عام مذہب	منشی مشتاق حسین	۱۱۵
۱۱۶	تعلیم	اے قی سید احمد	۱۱۶
۱۱۷	روحانیہ نیکی	اے قی سید احمد	۱۱۷
۱۱۸	اخلاق	اے قی سید احمد	۱۱۸
۱۱۹	ریا	اے قی سید احمد	۱۱۹
۱۲۰	مسلمانوں اور مسیحیوں کا جلسہ	اخبار پابریٹر	۱۲۰
۱۲۱	خط بنام مراوی سید مہدی علی نسبت	طیور منقذہ اہل کتاب	۱۲۱
۱۲۲	مختلف	ہندوؤں میں ترقی تہذیب	۱۲۲
۱۲۳	خرشامد	سید احمد	۱۲۳
۱۲۴	خط شکر	سید احمد	۱۲۴
۱۲۵	تہذیب مذہبیہ	ایس۔ ٹی سید احمد	۱۲۵
۱۲۶	تہذیب الاخلاق	امجدالہ	۱۲۶
۱۲۷	تہذیب	مراوی سید احمد	۱۲۷
۱۲۸	خرامہ ہوسف	سید غلام حیدر	۱۲۸

# حساب جمع خرچ پرچہ تہذیب الاخلاق بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری \*

سید احمد خان بہادر سی  
ایس آئی جی سمائل کار کورٹ بنارس

آمدنی سالانہ از خریداران اخبار

پادری ایم اے شیرنگ صاحب  
ایم اے بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری

خواجہ احمد حسن صاحب انسپکٹر  
پولس شاہجہانپور ابتدای ۱۶ ذیقعدہ  
سنہ ۱۲۸۸ لغایت آخر سنہ ۱۲۸۹ ہجری

مولوی قدا علی صاحب از مقام  
میرتھہ بابت سنہ ۱۲۸۹

شیخ فخرالدین احمد صاحب  
ہیت ماسٹر ضلع اسکول نرسنگپور  
بابت سنہ ۱۲۸۹

مولوی عبیداللہ صاحب پروفیسر  
عربی و انگریزی ہوگلی کالج بابت  
سنہ ۱۲۸۹ ہجری

مولوی علی بخش خان صاحب  
بہادر سب آرٹینٹ جی گورکھپور  
ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت  
آخر سنہ ۱۲۸۹ ہجری

محمد معصوم خان صاحب منصرم  
عدالت ججی گورکھپور ابتدای شوال  
سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹ ہجری

صفدر حسین خان صاحب ناظر  
عدالت دیوانی گورکھپور ابتدای  
شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹  
ہجری

باقیات سابق تحویل منیجر ..

آمدنی زر چندہ از ممبران \*

مولوی محمد سمیع اللہ خان  
صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد

مولوی سید زین العابدین صاحب  
صدر امین بلشد شہر ..

منشی الہی بخش صاحب سب  
اسسٹنٹ انجینیر بہادر نہر گنگ

میر سید ظہور حسین صاحب  
وکیل ہائی کورٹ الہ آباد ..

مرزا عابد علی بیگ صاحب  
متصف ہاترس ضاح علیگڈہ ..

حافظ احمد حسن صاحب رئیس  
بدایوں مقیم لندن سفیر نواب صاحب  
سابق والی تونک ..

قاضی شہاب الدین صاحب وزیر  
مہاراجہ کچھہ بالہ فعل وارد زنجاہار

سید محمد احمد خان صاحب  
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گونڈہ متعلق

اودہ ...  
میر تراب علی صاحب ڈپٹی

کلکٹر این پوری ..  
محمد رحمت اللہ بیگ صاحب

رئیس بنارس وکیل عدالت ..  
مولوی سید مہدی علی صاحب

رئیس اتارہ ڈپٹی کلکٹر بہادر مرزاپور  
مولوی محمد یوسف صاحب

رئیس علیگڈہ وکیل عدالت و انریوی  
مہجسٹریٹ ..

حافظ محمد حسین صاحب	حافظ محمد حسین صاحب
از اجمیر از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷	از اجمیر از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷
لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری ...	لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری ...
بابو کاشی ناتھه بسواس بهادر	بابو کاشی ناتھه بسواس بهادر
سب آرڈینت چیچ الہ آباد بابت	سب آرڈینت چیچ الہ آباد بابت
سنه ۱۲۸۹ هجری ...	سنه ۱۲۸۹ هجری ...
مولوي منیرالدین صاحب منصف	مولوي منیرالدین صاحب منصف
چونپور ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت	چونپور ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت
سنه ۱۲۸۹ هجری ...	سنه ۱۲۸۹ هجری ...
راجہ چیکشن داس بهادر سی	راجہ چیکشن داس بهادر سی
ایس آئی ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷	ایس آئی ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷
لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری ...	لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری ...
سید میر بادشاہ صاحب منصف	سید میر بادشاہ صاحب منصف
کانپور ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷	کانپور ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷
لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری ...	لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری ...
ڈاکٹر محمد شایق خان صاحب	ڈاکٹر محمد شایق خان صاحب
سب اسسٹنٹ سرچن گورکھپور ابتدای	سب اسسٹنٹ سرچن گورکھپور ابتدای
شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹	شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹
هجری ...	هجری ...
منشی بنیاد علی صاحب منصرم	منشی بنیاد علی صاحب منصرم
عدالت صدر امینتی گورکھپور بابت	عدالت صدر امینتی گورکھپور بابت
سنه ۱۲۸۹ هجری ...	سنه ۱۲۸۹ هجری ...
منشی غلام حسین صاحب صوبہ دار	منشی غلام حسین صاحب صوبہ دار
رجعت ۲۸ بابت سه ماہی سنه ۱۲۸۷	رجعت ۲۸ بابت سه ماہی سنه ۱۲۸۷
و سالتام سنه ۱۲۸۹ هجری ...	و سالتام سنه ۱۲۸۹ هجری ...
شیخ رعایت حسین صاحب وکیل	شیخ رعایت حسین صاحب وکیل
عدالت هر دوئی بابت سنه ۱۲۸۹	عدالت هر دوئی بابت سنه ۱۲۸۹
هجری ...	هجری ...
مولوي محمد اکرام اللہ خان صاحب	مولوي محمد اکرام اللہ خان صاحب
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر هر دوئی بابت	اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر هر دوئی بابت
سنه ۱۲۸۹ هجری ...	سنه ۱۲۸۹ هجری ...
سکرٹری انجمن علمی دهلي	سکرٹری انجمن علمی دهلي
بابت سنه ۱۲۸۹	بابت سنه ۱۲۸۹
پادری رجب علی صاحب از	پادری رجب علی صاحب از
ابتدای ۱۵ صفر سنه ۱۲۸۹ لغایت	ابتدای ۱۵ صفر سنه ۱۲۸۹ لغایت
۱۵ صفر سنه ۱۲۹۰ هجری	۱۵ صفر سنه ۱۲۹۰ هجری
چناب جی آر ریڈ صاحب بهادر	چناب جی آر ریڈ صاحب بهادر
مہتمم بندوبست اعظم گڈہ بابت سه	مہتمم بندوبست اعظم گڈہ بابت سه
ماہی سنه ۱۲۸۹ هجری ...	ماہی سنه ۱۲۸۹ هجری ...
شیخ الطاف حسین صاحب از لکھنو	شیخ الطاف حسین صاحب از لکھنو
بابت سنه ۱۲۸۹ هجری ...	بابت سنه ۱۲۸۹ هجری ...
ہز ہینس مہاراجہ وچہ نگرم	ہز ہینس مہاراجہ وچہ نگرم
از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت	از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت
سنه ۱۲۸۹ هجری ...	سنه ۱۲۸۹ هجری ...
سید عزت حسین صاحب وکیل	سید عزت حسین صاحب وکیل
عدالت بلند شهر ابتدای شوال	عدالت بلند شهر ابتدای شوال
سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری	سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری
محمد حسین خان صاحب وکیل	محمد حسین خان صاحب وکیل
عدالت بلند شهر ابتدای شوال	عدالت بلند شهر ابتدای شوال
سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹	سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹
قاضی محمد جمال الدین صاحب	قاضی محمد جمال الدین صاحب
وکیل عدالت بلند شهر بابت	وکیل عدالت بلند شهر بابت
سنه ۱۲۸۹	سنه ۱۲۸۹
منشی چنی لال صاحب وکیل	منشی چنی لال صاحب وکیل
عدالت بلند شهر ابتدای شوال	عدالت بلند شهر ابتدای شوال
سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری	سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری
سید امداد حسین صاحب مختار	سید امداد حسین صاحب مختار
عام منشی گوپال رای صاحب بابت	عام منشی گوپال رای صاحب بابت
سنه ۱۲۸۹ هجری ...	سنه ۱۲۸۹ هجری ...
مولوي عبدالعہی صاحب وکیل	مولوي عبدالعہی صاحب وکیل
عدالت بلند شهر بابت سنه ۱۲۸۹	عدالت بلند شهر بابت سنه ۱۲۸۹
هجری ...	هجری ...
سید عنایت علی صاحب مقرر	سید عنایت علی صاحب مقرر
منشی چنی لال صاحب وکیل بلند شهر	منشی چنی لال صاحب وکیل بلند شهر
بابت سنه ۱۲۸۹	بابت سنه ۱۲۸۹
لالہ سدا شکر صاحب وکیل	لالہ سدا شکر صاحب وکیل
عدالت بلند شهر بابت سنه ۱۲۸۹	عدالت بلند شهر بابت سنه ۱۲۸۹
هجری ...	هجری ...
سید عنایت علی صاحب نایب	سید عنایت علی صاحب نایب
بخشی سرکار پتیاالہ بابت سنه ۱۲۸۹	بخشی سرکار پتیاالہ بابت سنه ۱۲۸۹
هجری ...	هجری ...

شیخ محمد قدرت الله صاحب  
سوداگر مقیم پتیاله بابت سنه ۱۲۸۹  
هجري ... ..  
جناب عالی خلیفه سید محمد  
حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پتیاله  
از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت  
سنه ۱۲۸۹ هجری ... ..  
سید محمد علی صاحب  
سرشته دار اجلاس خاص سرریخسور  
مهاراجه پتیاله بابت سنه ۱۲۸۹  
هجری ... ..  
شیخ فخرالدین صاحب سول چیچ  
پتیاله بابت سنه ۱۲۸۹ هجری ... ..  
سید کرامت علی صاحب وکیل  
سرکار پتیاله بابت سنه ۱۲۸۹ هجری  
مرزا احمد بیگ صاحب تکصیلدار  
پتیاله بابت سنه ۱۲۸۹ هجری ... ..  
نواب تقی علی خان صاحب وکیل  
عدالت کانپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجری  
شیخ ولایت علی صاحب رئیس  
کانپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجری ... ..  
سید عبدالکیم صاحب وکیل  
عدالت کانپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجری  
سید محمد صاحب رئیس قصبه  
سرای کهتا از ابتدای شوال  
سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری  
سید وزیر حیدر صاحب بابت  
سنه ۱۲۸۹ هجری ... ..  
سید علاءالدین صاحب تکصیلدار  
رتلام بابت سنه ۱۲۸۹ هجری ... ..  
منشی اوده بهاری لال صاحب  
پیشکار کلکتری بنارس بابت سنه ۱۲۸۹  
هجری ... ..  
منشی رانده کشن صاحب پیشکار  
بنارس بابت سنه ۱۲۸۹ هجری ...

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

لاح

محمد سلطان خان صاحب تپتی  
مجستریٹ نہر گنگ بابت سنه ۱۲۸۹  
هجری ... ..

لاح

سید عطا الله صاحب از ناگپور  
بابت سنه ۱۲۸۹ ... ..

لاح

نواب محمد علی خان صاحب  
رئیس جهانگیر آباد بابت سنه ۱۲۸۹

لاح

شیخ عبدالقادر صاحب انسپکتر  
پولس پونا بابت سنه ۱۲۸۹ ... ..

لاح

محمد رکن الدین احمد صاحب  
تپتی انسپکتر مدارس ضلع گورکھپور  
ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت  
سنه ۱۲۸۹ ... ..

لاح

منشی سید ابراهیم صاحب  
حسینی بابت سنه ۱۲۸۹ هجری ... ..

لاح

منشی تفضل حسین صاحب  
سرشته دار کلکتری ضلع بستی  
بابت سنه ۱۲۸۹ هجری ... ..

لاح

منشی درگا پرشاد صاحب مترجم  
عدالت بنارس ابتدای شوال  
سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۸ هجری

صم

راجہ شمشہو نواین سنگہ بہادر  
راجہ بنارس از ابتدای شوال  
سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری

لاح

مولوی سید فضل الرحمن صاحب  
رئیس پتنہ ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷  
لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری ... ..

لاح

تھاگر گر پرشاد سنگہ صاحب بہادر  
رئیس بیسوان ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷  
لغایت سنه ۱۲۸۹ هجری ... ..

لاح

مولوی فخرالدین خان صاحب  
تپتی انسپکتر مدارس بدایون ... ..  
بابت قیمت پرچہ های متفرق ...

لاح

۶۲۶ پائی

پیشگی جو خریداروں سے وصول ہوا  
بابت سال آئندہ

مولوی سید علاء الدین صاحب	
تخصیص دار و تلام از ابتدای محرم	
سنہ ۱۲۹۰ لغایت ۱۵ صفر سنہ ۱۲۹۰	لا
منشی محمد سلطان خان صاحب	
تہیتی ماستریت نہر گنگ از ابتدای	
محرم سنہ ۱۲۹۰ لغایت ۱۵ صفر	لا
سنہ ۱۲۹۰ .. ..	لا
سید مظاہر اللہ خان صاحب	
از ناگپور ابتدای محرم سنہ ۱۲۹۰	
لغایت ۱۵ صفر سنہ ۱۲۹۰ ..	لا
تھا کر گر پرشاد سنگہ صاحب بہادر	
وٹیس بیسواں بابت سنہ ۱۲۹۰ ..	لا
حکیم محمد امجد علی خان	
صاحب تخصیص دار و متھرا بابت سال	
تمام سنہ ۱۲۹۰ .. ..	لا
مولوی سید فضل الرحمن صاحب	
وٹیس پٹنہ بابت سال تمام	
سنہ ۱۲۹۰ و سہ ماہی اول سنہ ۱۲۹۱	ص
منشی الہی بخش صاحب	
استانت انجمنیہ نہر گنگ بابت	
سال تمام سنہ ۱۲۹۰ .. ..	لا
منشی غلام مرتضیٰ خان صاحب	
وکیل منصفی فتح آباد ضلع آگرہ	
بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لا
سید عنایت علی صاحب نایب	
بخشی سوکار پتیالہ بابت سال تمام	
سنہ ۱۲۹۰ .. ..	لا
شیخ قدرت اللہ صاحب سوداگر	
پتیالہ بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لا
بابو مادھو داس مدہ سودن داس	
وٹیسان بنارس بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰	لا
لالہ انندی سہای صاحب	
تعلقہ دار فتح پور ہسوا بابت سال	
تمام سنہ ۱۲۹۰ .. ..	لا

شیخ عبدالقادر صاحب انسپکٹر	
پولس پونا بابت سہ ماہی اول	
سنہ ۱۲۹۰ .. ..	ص
مولوی علی بخش خان صاحب	
سپار دینت جج بہادر گورکھپور	
بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لا
مولوی فخر الدین خان صاحب	
تہیتی انسپکٹر مدارس بدایوں بابت	
سنہ ۱۲۹۰ .. ..	لا

میزان کل

۱۲/۹ پائی

اخراجات بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری

خرید کاغذ از کلکتہ و لندن معہ	
اخراجات .. ..	لا
آجرت چھپائی اخبار لغایت ۱۵	
ذی الحجۃ سنہ ۱۲۸۹ .. ..	ص
آجرت چھاپہ حساب و تجویز	
طریقہ تعلیم مدرسہ العلوم مسلمانان	
جو میڈیکل ہال پریس بنارس	
میں چھپا .. ..	ص
محصول خطوط و تقسیم پرچہ	
تہذیب الاخلاق معہ محصول آمدورفت	
صندوقہای پرچہ مذکور از علیگڑہ	
و بنارس .. ..	لا

۱۲/۹ پائی

بابت اخراجات ہند آوں ..	لا
دو عدد العاری واسطے دکنے	
تہذیب الاخلاق کے .. ..	ص
دو صندوق واسطے آمد و رفت	
اخبار کی از علیگڑہ تا بنارس ..	لا
تذخواہ ماکرر بابت سال	
سنہ ۱۲۸۹ ہجری .. ..	ص
سایر خرچ .. ..	لا

میزان کل

۱۲/۹ پائی

باقی بتحویل منیجر لغایت

آخر ذی الحجۃ سنہ ۱۲۸۹ .. ..

۱۲/۹ پائی



# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۱ ]

یکم محرم الحرام سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[ جلد - دوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے ليئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترنیشن کے منایب فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے آنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارعام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و تصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر کیا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ ملے گا نہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ ہر ماہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

مضمون نمبر ۶۱۳

## تہذیب الاخلاق

ہمارے اس پرچہ کی عمر سو برس کی ہوئی اور تریستھ مضمون اس میں چھٹی اب ہر سرچٹا چاہئے نہ ہم کو اس سے قومی تہذیب اور قومی ترقی حاصل ہونے کی کیا توقع ہے \*

انسان ایک ایسی ہستی ہے کہ آئندہ کی خیر اُس کو نہیں ہو سکتی مگر گزشتہ زمانہ کے تجربہ سے آئندہ زمانہ کی امیدوں کو خیال کر سکتا ہے پس ہم کو اس پرچہ کی بابت آئندہ زمانہ کی پیشین گوئی کرنے کے لئے پچھلے حالات اور واقعات پر نظر کرنی چاہئے \*

جب ہم کچھ اُدھر پچھلے قریب سو برس کی دنیا پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم جانتے ہیں کہ لندن میں بھی وہ زمانہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اب ہندوستان میں ہے اور وہاں بھی اُس زمانہ میں اسی قسم کے پڑے جاری ہوئے تھے جن کے سبب تمام چیزوں میں تہذیب و شایستگی پیدا ہوئی تھی پس اولہ ہم اُن پرچوں کا کچھ حال بیان کرتے ہیں اور پھر اس پرچہ تہذیب الاخلاق کو اُن سے مقابلاً کوہنگے اور پھر آئندہ کی حالت ہندوستان کا اُس کو قیاس کر کے اپنی قومی ترقی کی نسبت پیشین گوئی کرتے \*

جب کہ یورپ میں باہمی ملکی لڑائیوں کا زمانہ تھا تو یہاں سے بڑے بڑے شہروں میں اخبار کا چھپنا اور پھیلنا شروع ہو گیا تھا اور خاص لندن میں بھی اخبار چھپنے لگا تھا مگر اپنی قوم کی روز مرہ کی زندگی اور اُن کے مزاج اور عادت اور خصلت پر نکتہ چینی کرنے اور اُس میں سے برائیوں کے نکالنے اور عمدہ اور نیک خصلتوں کو ترقی دینے کا کسی کو کسی ملک میں خیال نہ تھا ہاں الیٹہ فرنج لوگوں نے اس پر کچھ خیال کیا تھا اور سولہویں صدی میں مانٹین صاحب نے جو ایک مشہور فرنج عالم تھے خصلت و عادت پر کچھ مضمون چھپرائے تھے اُس کے بعد لاپروے صاحب نے جو ایک فرنج عالم تھے ایک کتاب چھاپی تھی جس میں چودھویں لوٹی بادشاہ فرانس کے دربار کی بناؤں کو نہایت سلیقہ کی ملاحظہ ظنی سے بیان کیا تھا لیکن کسی شخص کو یہ خیال نہ آیا تھا کہ کوئی ایسا پرچہ یا رسالہ نکالے جو جلد جلد ایک مناسب ميعاد پر چھپا کرے اور قومی برائیوں کو جتایا کرے اور لوگوں کو قومی بھلائی کی ترقی پر رغبت دلاتا رہے مگر خدا نے یہ کام لندن کے پیغمبروں اور سوشلسٹوں کے دیوتاؤں سرچرچہ اسٹیل اور مسٹر اڈیس کی سمیت میں لکھا تھا \*

سرچرچہ اسٹیل صاحب نے سنہ ۱۷۰۹ ع میں ایک پرچہ نکالا جس کا نام ٹیٹل تھا اس کے اصلی ایڈیٹر تو اسٹیل صاحب تھے مگر اڈیس صاحب بھی کبھی کبھی مدد دیتے تھے یہ پرچہ ہفتہ میں تین دنہ چھپتا تھا یہ پرچہ اس کا بارہویں اپریل سنہ ۱۷۰۹ ع کو نکلا تھا \*

سرچرچہ اسٹیل صاحب نے خود کہا ہے کہ اُن کی فرض اس پرچہ کے نکالنے سے یہ تھی کہ انسان کی زندگی جو جھوٹی بناؤں سے ملبہ دار ہوتی ہے اُسے بے ملبہ کریں اور مکاری اور جھوٹی شیطانی مکاریوں اور جھوٹی ہرشاک کو اُناریں اور اپنی قوم کی ہرشاک اور گفتگو اور برتاؤ میں عام سادہ پن پیدا کریں \*

اس پرچہ کے صرف دو سو انتہو نمبر چھپے چنانچہ اخیر پرچہ اسکا دوسری جنوری سنہ ۱۷۱۱ ع کو چھپا اور پھر بند ہو گیا \*

اس کے بعد سرچرچہ اسٹیل اور مسٹر اڈیس صاحب نے ملکر ایک آڑ پرچہ نکالا اور اُس کا نام ”اسپیکٹیر“ رکھا یہ پرچہ ہر روز چھپتا تھا اور وہی درجنوں صاحب اخیر تک اُس میں مضمون لکھا کرتے تھے یہاں پرچہ اسکا یکم مارچ سنہ ۱۷۱۱ ع کو چھپا تھا اور صرف تین سو پینتیس نمبر اس کے چھپے تھے \*

یہ پرچہ اپنے زمانہ میں بے نظیر تھا اور صرف ٹیٹل ہی کو اس نے نہیں بھلا دیا تھا بلکہ اُس زمانہ میں جس قدر کتابیں اس قسم کی تصنیف ہوئی تھیں اُن سب پر نصیحت رکھتا تھا — عمدہ عمدہ اخلاق و ادب اس میں لکھے جاتے تھے خریدش و افراط کے ساتھ سادگ کرنے کے عمدہ قاعدے اُس میں بیان ہوتے تھے اس بات کا کہ انسان اپنی اُس قوت کو جس کا نام شوق ہے کس طرح دیکھ بھال اور سوچ بچار کر کس بات میں صرف کرے نہایت عمدگی سے ذکر ہوتا تھا اور ہر ایک مضمون نہایت خوبی اور بردباری اور مصیبت و غریب مذق سے بھرا ہوتا تھا \*

یہ پرچہ اس لئے بھی بے انتہا تعریف کا مستحق ہے کہ اس نے طرز تحریر لوگوں کو سہادی اور لوگوں کی گفتگو کو جو بڑے کلمات اور بد معادرات اور ناپاک قسموں سے خراب ہو رہی تھی درست کر دیا \*

ہر روز صبح کو یہ پرچہ نکلا کرتا تھا اور حاضری کھانے وقت تک لوگوں کے پاس آجاتا تھا اور حاضری ہی کی میز پر لوگ اُس کو پڑھا کرتے تھے سنہ ۱۷۱۳ ع میں اس کا چھپنا موقوف ہو گیا \*

اُس کے بعد سرچرچہ اسٹیل نے مسٹر اڈیس صاحب کی سے ایک اور پرچہ نکالا جس کا نام گارڈین تھا یہ پرچہ

اِتنا ہی کہلانا چاہتا ہوں کہ میں نے فلسفہ کو مدرسوں اور مکتبوں کے کتب خانوں کی کونٹریوں میں سے نکالا اور جلسوں اور چاء و قہرہ پینے کی مجالسوں تک میں پھیلایا اور ہر ایک دل میں پسایا \*

اسٹیل اور اڈیسن کی ایسی عمدہ تصویروں ہوتی تھیں کہ اُن کا اثر صرف مجالسوں کی تہذیب و زبان و گفتگو کی خالصتگی ہی پر نہیں ہوتا تھا بلکہ اُس زمانہ کے مصنفوں پر بھی اُس کا نہایت عمدہ اثر ہوا تھا \*

ڈاکٹر دریک صاحب کا قول ہی کہ عام لوگوں کو علم ادب کا شوق اُس وقت سے ہوا جب سے کہ ٹیگور چھپنا شروع ہوا اور اسپیکٹور اور کارڈین نے اِس شوق کو اور زیادہ بھڑکا دیا — ان پڑحوں کی تاثیر صرف لمحہ در لمحہ کے لیئے نہ تھی بلکہ انگلستان میں ہر فرقہ کے لوگوں میں نہایت مضبوطی سے پھیل گئی تھی — ان پڑحوں سے علم کو جو فائدہ ہوا وہ ہمیشہ یاد رہیگا — اِن پڑحوں نے اول اول نہایت خراب اسلوبی سے گذشتہ حال کے زمانہ کے عمدہ اور لائق مصنفوں کو بتلایا اور اُن کی خوبصورتی کی قدر کرنے کا شوق دلایا مشہور ہی کہ ملٹن صاحب کی پارڈیز لاسٹ کا جو نہایت عمدہ اور بے نظیر کتاب ہی اُنھی پڑحوں کی بدولت نورج ہوا — ان پڑحوں کے مذاق تصویر اور خیالات کے رنگ ڈھنگ نے بڑی تصویروں کے اسباب کو بتا دیا اور چوتھی عبارت ارائی اور لغو انشا پردازی کو جو کئیوں کے بنائے سنگار کی مانند تھی اور رقاصوں کے سے طائفے مٹنے یا لوتوں کی سی گام گلچ کو تصویروں میں سے بالکل دور کر دیا — اچھی و بڑی تصویروں میں تمیز کرنا اور سنجیدہ اور متین نکتہ چینی اور اور تحقیقات کا شوق پیدا کیا ذہانت اور متانت دونوں کو ترقی دی اور تصویر میں مناسبت اور تہذیب کا خیال لوگوں کے دل میں بٹھا دیا ان باتوں سے ان پڑحوں کے پڑنے والے لائق اور عالم مصنفوں کی تصنیفوں سے حظ اُٹھانے لگے اور تمیز کے ساتھ اُن کی قدر کرنے لگے \*

اڈیسن صاحب کی تصویروں سے بالخصوص طرز عبارت بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ صاف و شستہ و سلیس نہایت دلچسپ ہو گئی اور در حقیقت اڈیسن صاحب کی تصویر سے انگریزی زبان کے علم انشاء میں ایک انقلاب عظیم واقع ہو گیا — بارجور دیکھ زمانہ حال میں تصویروں کے عیب و زور کو لوگ خوب جانچتے ہیں اِس پر بھی اڈیسن صاحب کی تصویر پر بیچز تعریف کے اور کچھ نہیں کہتے \* علامہ ان باتوں کے اسپیکٹور کے پڑحوں میں انسان کے خیالات کے منظر اور اُن خیالات سے جو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں اُنکی تفریق نہایت خوبی اور خراب اسلوبی سے بتلانی گئی اور اُس سے نسبتاً یہ ہوا کہ شاعروں کے خیالات اور اُن کے اشعاروں کی خیال بندی

ہر روز چھپتا تھا اور صرف ایک سو پچھتر نمبر اِس کے نکلے تھے کہ بند ہو گیا \*

اِس کے بعد اٹھارویں صدی میں بہت سے بڑے اسی مقصد سے نکلے مگر اُن میں سے راسل اور ادورنچرز اور ایدار اور وولٹ اور مرر اور لونچر نے کچھ شہرت پائی اور اِن کے سوا اور کسیکو کچھ فروغ نہ ہوا \*

ان پڑحوں کے جاری ہونے سے انگریزوں کے اخلاق اور عادات اور ہینداری کو نہایت فائدہ پہنچا اور ہر ایک کے دل پر اُن کا اثر ہوا جس زمانہ میں کہ پہلے ہل ٹیگور نکلا ہی انگلستان کے لوگوں کی جہالت اور بد اخلاقی اور ناخاستگی نفرت کے قابل تھی وضع دار لوگ کیا مرد و کیا عورت تحصیل علم سے نفرت رکھتے تھے اور علم پڑھنے کو خود فردھی و باد فردھی کہتے تھے اور کمینوں کا کام سمجھتے تھے علم جو اب عام لوگوں میں پھیل ہوا ہی شاذ و نادر کہیں کہیں پایا جاتا تھا علم کا دعویٰ تو در کنار جہالت کی شرم بھی کسیکو نہ تھی عورت کا پڑھا لکھا ہونا اُس کی بدنامی کا باعث ہوتا تھا اٹھارویں کے جلسوں میں امور سلطنت کی باتیں ہوتی تھیں اور عورتیں آپس میں ایک دوسرے کی بدگوئی کیا کرتی تھیں قسموں پر قسمیں نہانا اور خلاف تہذیب کے باتیں کرنا گویا ایک بڑی وضع داری گئی جاتی تھی قمار بازی اور شراب خوری اور خانہ جنگی کی کچھ حد نہ تھی چارلس دوم کے عہد میں جو خرابیاں تھیں وہ شریف شریف اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی گویا عادت ہو گئی تھی — بیلوں اور ریچھوں کو ٹٹوں سے پھڑانا لوگوں کو انعام دیکر اُڑانا اور خود ایسے تماشوں کو دیکھ کر خراب ہونا گویا ہر ایک امیر کے شوق کی بات تھی \*

ان تمام خرابیوں کی درستگی میں اسٹیل اور اڈیسن نہایت ہی سرگرم تھے اور جس سرگرمی سے وہ اُس میں مصروف ہوئے دیکھی ہی کامیابی بھی اُس میں اُن کو ہوئی \* اسپیکٹور میں ایک دفعہ لکھا تھا کہ ”میں اخلاق میں خرابی طبعی کی جاں ڈالوں گا اور خراب طبعی کو اخلاق سے ملاؤں گا تاہ جہاں تک ممکن ہو اُس کے پڑھنے والے دونوں باتوں میں نصیحت پڑویں اور تاریکیہ لوگ ان تمام خرابیوں سے جن میں اِس زمانہ کے لوگ پڑے ہیں سنبھل نہ جائیں ہر روز اُن کو نصیحت کی باتیں یاد دلاتا رہوں گا کیونکہ جو دل ایک دن بھی بیکار ہوا رہتا ہی اُس میں بے شمار عیب جو پکڑ جاتے ہیں جسکے دیشے بہت ہی مشکل سے دور ہوتے ہیں — سقراط کی نسبت ایسا کہا گیا ہے کہ اُس نے فلسفہ کو آسمان سے اترایا اور انسانوں کو پسایا مگر میں اپنی نسبت صرف

کے پڑنے سے ہوگز تمیز نہیں ہوسکتی کہ حقیقت میں اس خط کا لکھنے والا ایسا ہی ہمارا دوست ہی جیسا کہ اسی میں لکھا ہی یا یہ صرف معمولی مضمون ہی جسکے لکھنے کا عموماً رواج پڑ گیا ہی پس ایسی طرز تصویر نے تصویر کا اثر ہمارے دلوں سے نکودیا ہی اور ہمکو جھوٹی اور ہٹاؤٹی تصویر کا عادی کردیا ہی \*

نن شامی جیسا ہمارے زمانہ میں خراب اور ناقص ہی اُس سے زیادہ کوئی چیز بڑی نہرہی مضمون تو بجز عاشقانہ کے اور کچھ نہیں ہی وہ بھی نیک جذبات انسانی کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ اُن بد جذبات کی طرف اشارہ کرتا ہی جو ضد حقیقی تہذیب و اخلاق کے ہیں \*

خیال بندی کا طریقہ اور تشبیہ و استعارہ کا قاعدہ ایسا خراب و ناقص پڑ گیا ہی جس سے ایک تعجب تو طبیعت پر آتا ہی مگر اُسکا اثر مطاق دلوں یا خلصات میں یا اُس انسانی جذبہ میں جس سے وہ متعلق ہی کچھ بھی نہیں ہوتا شاموں کو یہ خیال ہی نہیں ہی کہ نظریاتی جذبات اور اُنکی قدرتی تحریک اور اُنکی جلیبی حاکم کا کسی پیرایہ یا کنایہ و اشارہ یا تشبیہ و استعارہ میں بیان کرنا کیا کچھ دل پر اثر کرتا ہی صائن کی پارہیز استعارہ کچھ چیز نہیں ہی بجز اس کے کہ انسان کی طبیعت کی حاکم کی تصویر ہی جسکا ہرہر شمر دل میں گھر کرتا جاتا ہی شکسید میں کچھ نہیں ہی بجز اس کے کہ اُس نے انسان کا نیچر یعنی قدرتی بناؤت طبیعت کو بیان کیا ہی جو نہایت مروت انسان کی طبیعت پر ہی \*

علم دین تو وہ خراب ہوا ہی جیسا خراب ہونے کا حق ہی اُس مہموم سیدھے سادے سچے اور نیک طبیعت والے پیغمبر نے جو خدا تعالیٰ کے احکام بھی سداہرت و صفائی و بے تکلفی سے جاہل ان پڑا بادیت نشین عرب کی قوم کو پھونچائے تھے اُس میں وہ نکتہ چینیایا باریکیاں گہیز کی گئیں اور وہ مسائل فلسفہ اور دلائل منطقیہ ملائی گئیں کہ اُس میں اُس صفائی اور سداہرت اور سادہ پن کا معلق اثر نہیں رہا پیچیدہ اور اُگروں کو اصلی احکام کو جو قرابت و معتمد معتمد حدیثوں میں تھے چھوڑنا پڑا اور زید و عمر کے بنائے ہوئے اصول کی پیروی کرنی پڑی \*

علم مجلس اور اخلاق اور ہٹاؤت دوستی کا ایک ایسے طریقہ پر پڑ گیا ہی جو نفاق سے بھی بدتر ہی اخلاق صرف منہ پر میٹھی میٹھی باتوں بنائی اور اوپر تپاک جتانے کا نام ہی آپس میں دو شخص ایسی مہمت اور دل سوزی کی باتیں کرتے ہیں کہ دیکھنے سننے والے اُن دونوں کو یک مغز و دو پیوس سمجھتے ہیں مگر جب اُنکے دل کو دیکھو تو یک پیوس و دو مغز سے زیادہ بے میل ہی صرف مکابی اور ظہرداری کا نام اخلاق رہ گیا ہی اور بے ایمانی اور دغا بازی کا نام ہر خیاری \*

نہایت عمدہ اور درسہ ہرگنی لغر اور بے درسہ مضمون اشعار میں سے خارج ہوئے اور اُن کی جگہ پر تاثیر مضمونوں نے جگہ پائی ہر ایک کو لٹیک اور قابل مصنفوں کی تھکڑوں کے جانچنے اور اُن کی قدر کرنے اور اُن سے مزا اُٹھانے کی لیاقت پیدا ہوئی اور رفتہ رفتہ تمام قوم عالم اور مسحق کے لقب کی مستحق ٹھہر گئی اسپیکٹور کے پڑنے والوں کو علم انشاء کی وہ خوبی جو اقدیس کے ذہن میں تھی معلوم ہوئی سب لوگ اُس کی تھری کے اطف و صفائی کی تعریف کرنے لگے اور سب لوگوں کو ایسے شخص کی تھریوں کے جانچنے کی جو علم انشاء میں قاسری کے خواہاں ہوتے تھے لیاقت حاصل ہو گئی \*

اُن پڑھوں سے صرف علم ادب اور علم انشاء ہی میں ترقی نہیں ہوئی بلکہ اخلاق اور عادت اور خلصات کو بھی بہت کچھ ترقی ہوئی نیکی کے ہوتاؤ میں جو خود انسان کی اپنی ذات سے اور اپنے خدیش اور اقربا دوست آشنا یگانہ و بیگانہ سے علافہ رکھتی ہی نہایت اصلی درجہ کی تہذیب حاصل ہوئی اور خود تہذیب و شایستگی کو ایسی عمدہ صیقل ہوئی جس کی آج تک کوئی نظیر نہیں ملکی اُمررات کی بھٹ و مباحثہ میں جو تیزنی اور مدارت اور دشمنی پیدا ہوتی تھی وہ تھوڑے سے عرصہ میں نہایت کم ہو گئی اور جو لیاقت کے صرف بھٹ و مباحثہ میں صرف ہوتی تھی وہ خوشگوار پائی کی مانند خوبصورت تھروں میں بٹنے لگی جنہوں نے اخلاق اور علم و ادب کو سیراب و کور اور کور کے دلوں کے بڑے اور خراب جوش کو پاک و صاف کر دیا \*

ہندوستان میں ہماری قوم کا حال اُس زمانہ سے بھی زیادہ بدتر ہی اگر ہماری قوم میں صرف جہالت ہی ہوتی تو چنداں مشکل نہ تھی مشکل تو یہ ہی کہ قوم کی قوم جہل مرکب میں مبتلا ہی عاموں جگہ رواج ہماری قوم میں تھا یا ہی اور جسکے تکبر اور غرور سے ہر ایک پھولا ہوا ہی دین و دنیا دونوں میں بکار آمد نہیں غلط اور بے اصل باتوں کی پیروی کرنا اور بے اصل اور اپنے آپ پیدا کیئے ہوئے خیالات کو امور واقعی اور حقیقی سمجھ لینا اور پھر اُنپر فرضی بحثیں بڑھاتے جانا اور دوسری بات کو گو وہ کیسی ہی سچ اور واقعی کیوں نہ ہو ناماننا لفظی بحثوں پر علم و نصیحت کا دار مدار ہونا اُنکا نتیجہ ہی \*

علم ادب و انشاء کی خوبی صرف لفظوں کے جمع کرنے اور ہمزوں اور قریب الفاظ ناموں کے تک ملانے اور دور از کار خیالات بیان کرنے اور مبالغہ آمیز باتوں کے لکھنے پر منحصر ہی یہاں تک کہ دوستانہ خط و کتابت اور چھوٹے چھوٹے روز مرہ کے رقعوں میں بھی یہ سب برائیاں بھری ہوئی ہیں گئی غلط یا رقمہ ایسا ٹھہرا جسمیں جھوٹ اور وہ بات جو حقیقت میں دلوں میں نہیں ہی مخرج نہو خطرہ رسمہ

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۳ ]

۲۰ محرم الحرام سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[ عدد سوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کوئی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے ليئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اختیار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اخرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی جس معارف اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو فضا اُنہا اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹا دی جائے \*

### اطلاع

تشریح قیمت و تصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت و وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے وقتی میں صرف کیا جائیگا \*  
ماٹوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور دے اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا \*  
پرچہ ہر سہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ شکی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ کا \*  
دینی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو ہی پرچہ جملہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \*  
وہ کر بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا حصہ و وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

## خط معہ جواب

## خط معہ جواب

مضمون نمبر ۷۳

## خط معہ جواب

برادر من سید مہدی علی صاحب زادہ لطفہ

حمد سلام مسنون کے مدعا یہ ہے کہ آپ میرے بوائے یار ہیں اور میرے عزیز اور بھائی ہیں اس لیے مجھے اُمید ہے کہ آپ میری تحریر سے جو صرف براہِ مصحف کرتا ہوں ناراض نہ ہونگے بھائی میرے مجھے نہایت اندوس ہے کہ تم سید احمد خاں کی مصحف میں لا مذہب ہو گئے اور اُسکا تنصیر تم میں بھی آگیا اور اُسکے خلیفہ مشہور ہو گئے وہ دعا کا ٹھنڈا اور مجلس میلاد میں ذکر خیر کرنا اور علامہ کی تقلید کرنا اور اسلام کی وضع کا لحاظ رکھنا سب تم نے چھوڑ دیا اور اُسی کوشاں کی طرح تم مضامین لکھنے لگے تقلید کے قارک ہو گئے علامہ سے مخالفت کرنے لگے وضع اپنی لباس و خوراک میں بدل ڈالی سو بھائی اب بھی کچھ نہیں بگڑا تم اُسکی مصحف چھوڑو اور اپنے آپ کو بدنام نہ کرو آئندہ اختیار ہی والسلام علی من اتبع الهدی \*

## جواب خط

جناب بھائی صاحب آپ کا نصیحت نامہ جسکے لفظ لفظ سے مصحف کی بو آتی تھی اور جسکی ہر سطر سے درد اور دلسوزی ظاہر ہوتی تھی میں نے پایا میں دل و جان سے اُسکا شکر کرتا ہوں اور نہایت ادب سے اُسکا جواب لکھتا ہوں \*

بھائی صاحب جب تک میں نے سید احمد خاں کو نہ دیکھا تھا اور اُنکے اصلی حالات اور مذہبی خیالات سے مجھے ناواقفیت تھی میں سب سے پڑھکر اُنکا دشمن تھا بلکہ اُنکے الحاد اور ارتداد اور تنصیر کا قایل تھا مگر جب سے میں اُن سے ملا ہوں اور اُنکے حالات اور خیالات مجھکو معلوم ہوئے ہیں تب سے مجھے اُنکی سچائی اور ایمان اور اُنکے عقاید کی خوبی اور اُنکے مذہبی خیالات کی صفائی کا ایسا یقین ہو گیا ہے کہ اور تشف انصاف سازدست یقیناً \*

میں اُنکے مذہبی خیالات کی خوبی اور صفائی کا صرف اقرار ہی نہیں کرتا بلکہ اس پر حیرت بھی کرتا ہوں کہ ایسے زمانہ میں جبکہ اکثر لوگوں کے دلوں سے سچائی اور حق کی تحقیق کا نور جاتا رہا تھا اور رسم و رواج کی پابندی اور ہندوؤں کی تقلید اور مرام کی نگاہوں میں جھوٹی وقعت پیدا کرنے کی آرزو اور رشتی اتفاق اور توجع کی شہرت کے شرع نے جاہلانہ تعصبات میں لوگوں کو مبتلا کر رکھا تھا اور تقلید نے حقیقت احیاء کے ادراک کی قوت کو جو ہر انسان کی لطافت میں خدا

پرانی اور پاک حکموں سے چشم پڑھی کر کے لوگوں نے زُرد و مدو کی روایات چھوڑنے قصص و حکایات ۱۲ و ۱۳ مذہب کا مدعا دیا رکھا تھا

اور مذہبی احکام کے ملک اور اغراض اور اسرار کی تحقیق دلوں سے جاتا رہا تھا اور برادری کی مرام اور جمہور کی مصحف خوف اور کفر کے تئوں کے ذرے نہ حق و باطل میں تمیز کرنے بند کر دی تھی کیونکہ عمارت ہی قوم میں سے ایک شخص کو تحقیق کا خیال آیا اور کس طرح حقائق احیاء کے اہراک پر متور اور کیونکہ اسلام کی مصحف نے اُسکے دل کو ایسا قوی کر دیا کہ ظاہر کرنے اور سچی راہ پر چلنے اور تقلید کے چھوڑنے میں نہ کا خیال کیا نہ جمہور کی مخالفت سے قرا نہ کفر کے تئوں سے ہوا قلندہ و علی اللہ اجرہ \*

پس بھائی صاحب جب میرے دل میں اُس شخص کی نصیحت کی مصحف کا یہ خیال ہو تو میں کیونکہ اُسکی مصحف چھوڑ کس طرح اُسکو برا سمجھوں سچ یہ ہے کہ جس طرح آپ اور اُنکو لڑک صرف اسلام کی وجہ سے اُن سے مداوت رکھتے ہیں ویساہ نقطہ اُنکے سچے ایمان کے سبب سے اُن سے مصحف رکھتا ہوں و فیما یمشقرن مذاہب \*

حضرت مولوی ہونا ترقیہ ہندوؤں مرمی عمامہ سر پر پابند لینا دانہ کی تسبیح زردوں کی زیب گلو نورالینا قیام نورانی سے یا مزین کر لینا مقدس و ایزار اور شیخ وقتہ ہو جانا مجلس دعا نکات و اسرار بیاں کر کے سامعین کو ہلا دینا خانقاہ میں بیٹھ کر کے دقائق اور توحید کے تئوں ارشاد فرما کر سننے والوں کو وجد میں یا کسی مزار و درگاہ میں جائز خریدار یا صدق و صفا کو حلقہ میں بیٹھ کر عرض کی زیارت کرا دینا آسان ہے اور نہایت آ مگر مشکل اور سب سے زیادہ مشکل ہے مسلمان ہونا اور یکرنگی اور یکدلی کے ساتھ معاملہ رکھنا اور ریا اور سکو سے بچنا \*

شراب پیکر مردار کھا کر ملائیت سب کے سامنے اقرار کر دینا ہر چیز کو اپنے اصلی حالات اور اپنے دلی خیالات کا خطبہ پڑھ دے کی سچائی ہے نہ کہ نورانی کرتے پھنکر اپنے دافوں کو - مرمی عمامہ پابند کر اپنے تئوں مقدس جتناں اور میٹھی میٹھ کر کے اپنے آپکر حضرت اور شیخ بنانا اور قرآن کے دام میں سرور چیزوں کا شکار کھیلنا اور روکھی سرکھی ضرورت بننا کر لقمہ نورانا اسلام سے اور ران مکاریوں سے کیا نصیحت —

مرد این را نشانے دیگر اسے

بھائی صاحب انفسس ہے کہ آپ لوگوں نے سید احمد خاں کی اپنک نہیں جانی اور تھسب اور تقلید یا بعض اور حسد نے غویہوں کو آپ کی نظروں سے چھپا دیا ورنہ آپ لوگوں کی

جو کتاب لکھی ہوتی تھی اُس کے ایک فقرہ سے انکار کرنے کو بھی بد اعتقادی جانتا تھا اور آپ کی طرح ہر عالم اور ہر مولوی کی کتاب کو کالرحی المنزل من السماء سمجھ کر اُس پر یقین کرنے کو ایمان کا نتیجہ سمجھتا تھا مگر ایک روز امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی چند سطروں کو دیکھ کر میں بد اعتقاد ہو گیا اور حضرات علما کے اقوال اور راویوں کے اتباع کرنے اور اُن کی ہر بات کو سچ جاننے اور اُن کے ہر امر میں تقلید کرنے کو ضعف اسلام کا ثمرہ سمجھنے لگا اور مخالف جمہور کا جو خوف میرے دل میں تھا وہ بالکل جاتا رہا امام صاحب اہل تو حضرات علما کی نسبت لکھتے ہیں کہ ”اُنہوں نے علم کی حقیقت کو لفظوں پر منحصر کر دیا ہے اور تبدیلی الفاظ سے لوگوں کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے فقہ اور حکمت اور تصرف اور کلام کو حرام مال پیدا کرنے کا دام بنا رکھا ہے اور جو مراد خدا اور رسول کی ان لفظوں سے تھی اُسے بدل دیا ہے اور اپنی وسط گویی اور قصہ خوانی اور فصاحت و بلاغت اور اصطلاحات جدیدہ اور عبارات مغرورہ پر علم دین کا مداد بھرا رکھا ہے“ اور پھر امام صاحب مخالف جمہور کی نسبت لکھتے ہیں کہ ”بڑا مانع تحقیق حق کا مخالف جمہور کا خیال ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ سب لوگ ہمکو معجزوں و دیرانہ بتا رہینگے اور ہم سے مسخرگی اور تہمتہ کریں گے اسلیئے اگر ہم باطل پر ہیں تو خیر کیا مضائقہ ہے جو سب کا حال ہوگا وہی ہمارا ہوگا مگر انبیا جتنے دارم مگر ایسے خیال کرنے والے کو سرچنا چاہیئے کہ اگر اُس کے ساتھی گویا لکھیں مگر وہ ایک کھتی پالے اور اُس پر سرار ہو کر بچنے پر یقین کرے اور اُن کے چہرے پر اپنی نجات سمجھ کر کہتا اُس وقت لوگوں کا ساتھ دیگا اور اپنی نجات کے ذریعہ کو چہرے دیگا کوئی نادان یہی ایسی وفات کو پسند نہ کریگا ورنہ یہ ایک الکفار الاموات اہل زمانہ حیف قابوا انا وجدنا اہلنا علی امة و انا اثارہم مقتدون“

حضرت من بلا شبہ تحقیق حق کا بڑا مزاحم یہی خیال مخالف جمہور کا ہے اور جہلانہ خوش اعتقادی ہی راہ راست کے ڈھونڈنے کی بڑی مانع ہے اچھے بڑے لکھ یہی خیال کر کے کہ اکثر نے کوئی بات نہیں چھوڑی اور سارے امور کی تحقیق کر لی ہے قصد ہی نہیں کرتے کہ اصلیت اور حقیقت کو کماہی ہی دریافت کریں مگر وہ اپنے خیال نہیں کرتے کہ سب اگلے اور سارے بزرگ یہی کرتے آئے تحقیق ہی کے سبب سے وہ بزرگ اور محقق کہلاتے ہیں

اور مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ خیال کرتے کر گئے ہیں کہ اصول فقہ اور فقہ کی تدریس کا آئندہ علماء اسلام علم کلام کے اصول و ذریعہ

دنیاوی پہلائی کے لیئے جو کچھ اُنہوں نے کیا ہے اور کر رہے ہیں اُسکا فکر آپ لوگوں سے ادا نہ ہوتا اور جو کچھ اُنکے سامی جمیلہ سے فائدہ ہوا اُس سے آپ معذور نہ رہتے مگر امید ہے کہ آئندہ آنیوالی نسل اُنکے بونے ہوئے بیج کا پہل پلاوے اور آپ لوگوں کی اولاد اُن کے دھس و بازو کا فکر ادا کرے ان اللہ لا یضیع اجراءہ سنہین \*

امام کی مخالفت کا الزام اُن کی نسبت کرنے سے مجھے کچھ تعجب نہیں ہوتا کیونکہ اگر اس مہلک بیماری میں آپ لوگ مبتلا نہ ہوتے اور تقلید نے اسلام کو معصومہ قصص و حکایات نہ بنا دیا ہوتا اور زہد و عود کے اقوال اور بہانوں و فرائیوں مثلاً وحی کے واجب الاتباع نہ سمجھی جاتیں تو اُن کو مخالفت کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی اور تحقیق کے جھنڈے کا پرچم کھولنے پر اُن کا ہاتھ ہی نہ اُٹھتا آپ کی تقلید اور اتباع اقوال تسمائی مالمگیر مصیبت ہی ہے اُن کو اس طرف متوجہ کیا اور اُسی توجہ نے یہ شور و غلبہ ہندوستان میں مچا دیا ہے مگر سچ یہ ہے کہ اگر چند ہندوستان کے مسلمان اسی نیند میں سوتے رہتے اور حضرات علماء تھے کہانیاں کہہ کہہ کر آئندہ آنے والی نسل کو بھی خراب خرگوش میں سلا دیا کرتے اور کوئی اُن کا چونکائے والا اور تازیانہ لیکر جگانے والا نہ ہوتا لوگ اسی طرح تقلید کے پابند رہتے اور مخالف جمہور کے خیال حقیق کا شوق نہ کرتے بلکہ ہر بات کی صحت و غلطی کے ادراک نے اپنے پرانے نسطوں اور لعل کتابوں ہی کے کھولنے کی بد عادت پٹلا رہتے اور خدا اور رسول کے کلام کو چہرے کو پڑانے لوگوں کے دلوں ہی پر تحقیق کو منحصر سمجھتے اور حضرات علماء رحمۃ اللہ علیہم تعصب کے سبب سے یا اپنے خیالات کی غلطی کی وجہ سے یا اپنے تفقہ اور ترویج کی اشاعت کی نظر سے فکر کے تڑوے سے تڑایا کرتے اور ہم گ بھی جنس و ذریعہ کی کنجیاں اُنہیں کے اختیار میں اور رضوان جنس اور مالک داروغہ جہنم کو اُنہیں کا نوکر سمجھ کر سریر ہی پر اپنے آپ کو قطعی جنتی اور یقینی دروزخی سمجھا کرتے اور اُن کے فکر کے تڑوے کے قدرے سے نہ تحقیق حق کا قصد کرتے اور نہ جس کچھ اور دل دل میں پھنسے ہوئے تھے اُس سے کہنے پر کمر ہمت باندھتے تو بلاشبہ دین و مذہب پر موشیہ پڑھتے اور اسلام اور ایمان پر زہرہ کرنے اور سچائی اور صفائی پر ماتم کرنے کا وقت آگیا تھا لیکن علماء ہم اذیۃ لطیف و قد شغل منہم الزمان ولم یبق الا المترمون و قد استحوذ علی اکثرہم الشیطان و استغواہم الطغیان و اصبح کل واحد منہم یحاجل حلقہ مشغولاً بصری المذہب منکراوا المتکرمہمونا \*

پہاٹی صاحب میرے اوپر بھی ایک ایسا زمانہ گذرا ہے میں علماء کی مخالفت کو ارتداد اور العاد کہتا تھا بلکہ عربی عبارت میں

کی تشریح کرتے ہوئے اور کمال خوبی سے بڑھان ترسی اور بڑھان سلمیٰ کو ثابت کرتے ہوئے اور صدرا کی مثلاً بالکنویر کے مقدمے حل کرنے پر ملک العلماء اور پھر العلوم کے حاشیہ کو لے ہوئے اور میر زاهد شرح مراقف کے مثنوی فہامیہ خوش تقریری سے طالب علم کو سمجھاتے ہوئے حالانکہ اگر وہی حضرت علامہ فہامی اُن مسائل حکمیہ کی مسائل جدیدہ سے مقابلہ کریں اور اُس طرز تعلیم کو جو اب جاری ہے دیکھیں تو وہ خود اقرار کریں گے کہ ہم جہل مرکب میں گرفتار ہیں اور اپنی اور اپنی قوم کے لوگوں کی مہر نظر بعثوں اور عیب باتوں میں ضایع کرتے ہیں اور ہرچہ بچہ بچہ باتوں کو علم اور حکمت سمجھتے ہیں \*

مگر وزارت علم اور شہرت فضیلت اور غیرت زہد و تقویٰ حضرت مولانا کی ایسی بلا جان ہے کہ وہ کب اُس تقلید سے نکلنے اور علوم و فنون جدیدہ کے دریافت کرنے اور موافق حال اور ضرورت وقت کے علوم سفیدہ کی تعلیم کرنے کا ارادہ کر سکتے ہیں \*

اگر علوم و فنون سے بھی تمنا نظر کی جاوے اور دین و مذہب پر خیال کیا جاوے تو اُسی تقلید کے سبب سے اُس کا بھی حال اچتر ہے اور تو تقلید ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کی ایمان کی نشانی سمجھی جاتی تھی اب ہو خاندان میں اُس خاندان کے بزرگوں کی چال و چلن کی تقلید نشانی اسلام کی خیال کی جاتی ہے اور ہر رسم کی تہہ پٹا ٹھیک پابندی پڑھیں لکھیں اور دینداری سے تعبیر کی جاتی ہے اگر کسی شک ہو تو وہ حضرات صرفیہ کرام کی خانقاہوں اور مشائخ عظام درگاہوں اور حضرات علماء کے وعظ کی مجلسوں اور عاشقانِ اہلبیت کو اسام پاڑوں میں فرا قدم رنجہ فرماتے اور خدا کی کتاب کو کچھ میں لیکر اُن کے عقاید و اعمال کو اُس سے ملاوے اور انصاف کرے کہ اُس میں اسلام کتنا ہے اور کفر اور شرک اور بدعت کس قدر \*

امور دنیادی پر اگر خیال کیا جاوے تو وہی بلا تقلید ذات و ادما کے نتیجہ دنیا رہی ہے معاشرت کے طریقے زندگی بسر کرنے کے معاش حاصل کرنے کی تدبیریں مخالفت اور مجاہدات کے طور پر

غرض کی رسمیں جو کچھ ہیں وہ سب تقلیدی ہیں اور جو خود ہماری بھائی بعض یا اثر باتوں کی پراگندگی کے منہ ہوں اور اُس کی پابندی کو ذریعہ ذات اور رسوائی اور اقل اور غالبی کا سمجھتے ہوں مگر وہی ترک تقلید اور مخالفت جمہور کا خوف کچھ کرتے نہیں دیتا اور کسیکو اُس پابندی سے نکلنے کی جرأت نہیں ہوتی \*

پس بھائی صاحب ایسی حالت میں جب کہ تقلید اور پابندی رسم کی سہاوی نے دلونکو تاریک کر دیا ہے اور وہ نور جہے عقل بھٹے ہیں چھپ گیا ہو اور سارے عقیدے اور اعمال تقلیدی ہو گئے ہوں اور غم قرویں ہمارے تمصب و جہالت پر غندہ زن اشارے کرتی ہوں اور شب و روز نتائیں اور اخیار ہماری ذات کی باتوں سے سیاہ کیئے جاتے ہوں اگر خدا

اور بعد اُس کے علوم معقولات کی اشاعت ہو حضرات علماء کب توجہ فرماتے اور جو جو ترقیات علمی اسلام میں ہوئیں وہ گیرنکر ہوتیں اگر ہم سنی مسلمانوں کی طرح دے حضرات بھی خوش امتقاد ہوتے اور مخالف سلف کے خیال سے تحقیق کسی چیز کی نہ کرتے اور جن علوم کی ضرورت اور حاجت ہوتی گئی اُس کی تدوین نہ فرماتے اور تقلید کی دلدل میں پھنسے رہتے تو اسلام میں آج تک نہ کوئی عالم ہوتا نہ امام نہ کوئی مجتہد کہلاتا نہ کوئی محقق پس ہم لوگوں کی غفلت اور جہالت اور بد نصیبی ہے جو ہم تحقیق کو مخالفت علماء کی سمجھتے ہیں اور اجتہاد اور حقیقت اشیا کے ادراک کو بد امتقادی جانتے ہیں اور ساری تحقیقاتیں اور تمام اشیا کی حقیقتوں کے دریافت کو اپنے اگاہ پر منحصر اور ختم سمجھتے ہیں فہم القول قول القائل الماهر ثم ترک الاول للآخر وهذا قول الذی علیہ التمولد ومن ذهب الی غیرہ لم یجتہد الی سوا السبیل فان فضائل اللہ لیست معصورة فی قوم ولا مختصة ب قوم دون قوم \*

بھائی صاحب اس تقلید اور پابندی مراسم سے جسے بد نتیجہ اسلام اور مسلمانوں کے حق میں پیدا کیئے ہیں اُس پر اُس شخص کو روتا آتا ہے جو ان باتوں پر غور کرتا ہے اور جو مسلمانوں کے علوم و فنون اور عقاید و اعمال کو نظر غور سے دیکھتا ہے مگر حضرات علماء اور ارباب ہمارے قوم کے وہ آنکھ ہی نہیں رکھتے جس سے ان خرابیوں کو دیکھیں اور وہ دل ہی نہیں رکھتے جس سے اپنی قوم کے تنزلات و رز انزوں کو سرچیں بلکہ وہ تو ایمان اور اسلام اور روح اور تقویٰ اور تہذیب اور وضع واداری کو اسی پر منحصر سمجھتے ہیں کہ تہذیب کی طرح آنکھ پر پٹی باندھ کر رات دن ایک محدود تنگ دائرہ کے اندر گھومنا کریں اور اُن وسیع میدانوں کو جو تفتت جنت کی طرح ہر قسم کے دل جوئوں سے آراستہ ہیں آنکھ اُنہار ہی نہ دیکھیں \*

اسی تقلید کا سبب ہے کہ مسلمانوں کے علوم گھٹ گئے آنکھ عقاید مذہبی بگڑ گئے اُن کے اعمال ہندوانہ ہو گئے اُن کی دنیاری ترقیات رک گئیں اُن کی عزت اور منزلت جاتی رہی غیر قوموں کی نظروں میں ذلیل ہو گئے ترقی یافتہ لوگ جاہل سمجھنے لگے اگر کسی کو شک ہو وہ امتحان کرے اور اپنی آنکھ سے دیکھ لے \*

کسی ایسے بڑے سے بڑے نامی مدرسہ میں جا کر تعلیم کی کیفیت جس کے مدرس کوئی بڑی مشہور متعلق اور نامی فلسفی اور جہل و مقول جاری فروع و اصول ہوں کہ وہاں بھی جاوے شوق نے پابندی رسم کا نور جھلکتا ہوگا حضرت استاد حقیقت اشیا اور کمال قابلیت سے استفسات اربعہ کی کیفیت نے دکھی ہے مملکت نصاحت و بلخ سے طلبہ امت کے مسائل اور پاک حکموں سے چھوٹے قصص و ح



میں ایک جگہ جمع کر کے یہ طرز مناسب صرف کیا جارے تو خود مسلمان دیکھیں کہ اُنکو کیسی ترقی ہوتی ہی اور اُنکی اولاد کیا عزت حاصل کرتی ہی \*

غرضکہ اس زمانہ میں پہلا کام مسلمان کا یہ ہے کہ وہ شرک کی طرح تقلید اور رسم کی پابندی چھوڑے اور اپنی گردن کو اس پھانسی کے پھندے سے نکالے اور فکر کے نقوی اور برادری کے طعن سے نہ ڈرے اور جب تک مسلمان یہ نہ فریگے تب تک ہمارے نزدیک کوئی اُمید اُنکی ترقی کی نہیں ہی الا ان یشاء اللہ پس بھائی صاحب وہ شخص جس نے پہلا یہ کام ہندوستان میں کیا ہی اور جس نے نقط اسلام اور مسلمانوں کے پیچھے اپنا وقت اور مال بلکہ اپنی جان کو قربان کیا ہی وہی ہے جسے لوگ سید احمد کہتے ہیں اور جسپر ہزاروں طعنی فکر اور ارتداد کے ہوتے ہیں اگر مصیبت قومی کی کچھ حقیقت آپ کو دریافت کرنی ہو تو ذرا اُس کے پاس آئیے اور اس درہ کو اُسکے دل سے پوچھیے اور اس جائز و مصیبت کا افسانہ اُسی منہد کی زبان سے سنئیے \*

بعضاں سوے کلیتہ احزان او شہی  
تا بنگری کہ عشق تو یا ار چہ میکند

راہ ————— م

مہدی علی قہشی کلکٹر مرزاپور

نمبر ۷۳

## تحریف الفاظ علوم

اس زمانہ میں جو علوم شرعی علوم سمجھے جاتے ہیں اور جو باتیں بڑی دینداری اور ایمان کی خیال کی جاتی ہیں جب اُسکی حقیقت پر غور کیا جاتا ہی اور خدا و رسول کے کلام سے اُسکی تطبیق دیکھتی ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ نہ وہ علوم حقیقت میں شرعی علوم ہیں اور نہ وہ باتیں فی نفسہ دینداری اور ایمان کی ہیں بلکہ دنیا طامی اور نفس پروری اور فرور و حب کے سبب سے لوگوں نے تہریف کر کے شارح کے مقصود کے برخلاف اُن علوم کی حقیقت کو چھپا کر اپنی بنائی ہوئی باتوں پر اطلاق دینداری اور ایمان کا کر کے نظروں کے التباس سے لوگوں کو دھوکہ اور مغالطہ میں ڈال دیا تاہن اِس فریضہ سے وہ لوگ علماء ربانی سمجھے جاتے ہیں اور نائب رسول اور جانشین نبی نہیں \*

بلشہبہ وہ علوم اور وہ باتیں فی نفسہ ساف صالح اور قرآن میں شرعی علوم اور دین کی باتیں تھیں اور اُنکے جائز دیندار بلکہ نائب رسول تھے مگر اب اُسیں ہوسم  
و تغیر ہو گئی ہی نہ سوائے نظروں کے اُ

اور جو مراد اُن علوم

پس اب اُن علوم کے

کسی کی آنکھ کھولے تو وہ کیا کرے یا کہ جمہور کی موافقت کرے جاہلانہ تقلید کی دلدل میں پھنسا رہے یا اسلام کی مصیبت اور اپنی قوم کی ہمدردی کے جوش میں آکر خود اپنا پائوں اُس کیچڑ سے نکالے اور اپنے بھائیوں کے نکلنے کی خواہش کرے \*

بھائی میرے بڑا مانمہ کی بات نہیں ہی لیکن آپ لوگ ہمدردی اور مصیبت قومی اور مائیک ترقی اور اسلام کی روشنی پھیلانے کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اُس کے اصول ہی سے بیخبر ہیں سچ یہ ہے کہ یہ الفاظ آپ کے نزدیک مہمل اور بے معنی ہیں ورنہ کیا اب تک مسلمانوں کی یہی حالت رہتی اور آئندہ کو سوائے تفرات روز انزوں کے کوئی بھی صورت ترقی کی نہ دکھائی دیتی میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے بھائی سخاوت نہیں کرتے فیاضی ظاہر نہیں فرماتے اب تک خدا کے فضل سے ایسے بلند حوصلہ عالی ہمت صاحب جود و سخا موجود ہیں کہ لاکھوں روپیہ ایک دم میں صرف کر دیتے ہیں لیکن چاہئیے کہ اپنے بھائیوں کی بھلائی میں کچھ خرچ کریں اس کا کیا ذکر ہی \*

اُن بد معاشروں نالایقوں کا کچھ ذکر نہیں جو فواحش اور اور مصیبت کے کاموں میں اسراف کرتے ہیں بلکہ ہم اُن بلند ہمتوں کا ذکر کرتے ہیں جو اپنی شہرت اور عزت اور دین کے لیے بہت کچھ صرف کرتے ہیں جب اُن کے اصراف پر نگار کی جارے تو معلوم ہوگا کہ وہی تقلید اور پابندی رسم کی اُن کے روپیہ کو برباد کرتی ہی اور جھوٹی شہرت اور بے اصل عزت کے حاصل ہونے کی تمنا اُن کا روپیہ لٹا دیتی ہی \*

کیا کسی نے سنا ہی کہ سوائے شادی بیوا میں ہزار ہا روپیہ لگانے یا بھائیوں کو تو وہ ہندی کھانا تقسیم کرنے یا بڑی بڑی عالی شان عمارتیں بنانے یا حاکموں کی خورشاد سے غیر مفید خانقاہوں اور سزاروں اور امام بازاروں میں شرک اور بدعت کے کاموں میں دواست برباد کرنے کے کسی نے اب تک کوئی زر خلیفہ یا رقم نشین بلکہ کچھ حصہ بھی اپنی کمائی کا اپنی قوم کی بھلائی کے کاموں میں لگایا ہو یا لگانے پر رغبت کرتے ہوں پس کیا سبب اسکا صرف پست ہمتی اور بخل ہی ہو کر نہیں بلکہ سبب اسکا یہ ہے کہ تقلید اور پابندی رسم کے سبب سے ہم کو اُس بات کے کرنے کی جرأت ہی نہیں ہوتی جو اب تک ہمنہ نہ کی ہو اور اگر جرأت بھی ہو تو بوجہ تہرنے عادت کے اُس طرف رغبت ہی نہیں ہوتی اور اُس کام کو کچھ مفید یا باعث ثواب یا موجب عزت ہی نہیں سمجھتے ورنہ اگر وہ روپیہ جو محرم اور موس میں بتیوں کے جلانے اور چراغاں کرنے اور دھول بچانے میں صرف کیا جاتا ہی مسلمانوں کی تربیت اور تعلیم

کودیا ہی نوروت کے جاننے اور احکام کی باتوں کے دقائق دریافت کرنے اور مشکل اور عجیب مسائل کی یاد رکھنے اور مصلحتات اور معذرات مختصرہ کے الفاظ کے حفظ ہونے پر \* \* \* اسی واسطے جو شخص اُن نوروت سے غریب واقع ہو اور جسی اُن اصطلاحوں اور اقوال سے زیادہ آگاہی ہو اور جو دقیق اور باریک مسائل کو مثل معنی اور پہیلی کے خوب حل کرتا ہو وہی بڑا فقیہ سمجھا جاتا ہی حالانکہ زمانہ میں صحابہ کے اس لفظ کا اطلاق طریق آخرت کے جاننے والے اور آفات نفوس کی باریکیوں کے پہچاننے اور دنیا کی بے ثباتی پر یقین کرنے نسیم جنت کی خواہش کرنے پر کیا جاتا تھا اور اسی واسطے جو شخص خدا سے غائب اور دنیا سے متنفر اور آخرت کا طالب ہوتا تھا اُسکو فقیہ کہتے تھے اور یہی مراد خدا کے کلام میں اس لفظ سے ہی حیف قال

تبارک و تعالیٰ ایتھموا فی الدین ولینذرو قومہم اذا رجعوا الیہم تاکہ فقیہ ہوں دیں میں اور قراروں اپنی قوم کو جب کہ لوٹیں اُن میں اور ظاہر ہی کہ یہ ذرا نا اور لوگوں کو خدا کا خوف دلانا اُسی فقیہ سے ہوسکتا ہی جو قرن صحابہ میں جاری تھی نہ اُس فقہ سے جواب بنام فقہ کے مشہور ہی کیا کوئی شخص مطلق اور متاق اور امان اور اور سلم اور اجارہ کے مسائل سے کسی کو دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی نعمتوں کا یقین یا اُن فرعی مسائل سے خدا کا خوف دلا سکتا ہی بلکہ نقطہ اسی میں مبتلا رہنا اور انہیں باتوں کو فقہ سمجھنا آدمی کو قبی القلب اور نڈر کو دیتا ہی اور خدا کا خوف ایسے فقیہ کے دل سے جاتا رہتا ہی جیسا کہ ہم اپنے زمانہ کے فقیہوں کا حال دیکھتے ہیں

جنگے حق میں خدا کا یہ قول صادق ہی ہم قارب لایفقرن بہا اسواسطے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ نے ایک شخص سے جبکہ اُس نے کوئی مسئلہ اُن سے پوچھا اور اُنہوں نے کچھ جواب دیا اور اُس پوچھنے والے نے کہا کہ یہ فقہ کے مخالف ہی فرمایا کہ ہلاریت

فقہا یمنک انما الفقیہ الزاہد فی الدنیا الراغب فی الآخرۃ البصیر بدینہ

المدام علی عیدۃ ربہ الروح الکاف نفسہ من امراض المسلمین الفقیہ نہ من امراضہم لخاصہم لخاصہم کہ آیا تو نے کسی فقیہ کو آنکھ سے بھی دیکھا ہی فقیہ وہی جو کہ دنیا کا تارک ہو آخرت پر راقب ہو اپنے دین کو جانتا ہو اپنے پروردگار کی عبادت پر مدارس کرتا ہو پوہیزگار ہو اپنے نفس کو مسلمانوں کی آبرور اور اُن کے مالوں سے بچاتا رہتا ہو اور اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتا رہتا ہو \*

یہ سب صفات فقیہ کی حضرت حسن بصری نے بیان کیں مگر ایک لفظ بھی ایسا نہ فرمایا جس سے معلوم ہوتا کہ فقیہ وہی جو مسائل نوروت کو غریب جانتا ہو \*

سمجھنا اور جو شخص اُنکی اصلاحات اور معذرات کے لفظوں کو زبان پر نہ لاتا ہو اور اُنکی بنائی ہوئی بولیوں نہ جانتا ہو اُسکو جامل اور دین کی باتوں سے بے خبر کہنا اور جو کوئی اُن علوم کی مذمت کرے یا اُنکو شرمی علوم نہ جانے اُسے مرتد اور بد دین بلانا حقیقت میں اُسی تعریف کا نتیجہ ہی پس جب تک کہ اُن لفظوں کی اصلی حقیقت بیان نہ کی جارے اور جو معنی اُسکے ساف صالح اور صحابہ سمجھتے تھے ظاہر نہ کیئے جارین اور جو کچھ تعریف اُس میں کی گئی ہی وہ ثابت نہ کی جارے تب تک یہ مبالغہ اور دھوکہ دفع ہو ہی نہیں سکتا \*

منجملہ اُن لفظوں کے چند لفظوں کا ہم بیان کرتے ہیں — اول لفظ عام دوسرے لفظ فقہ تیسرے لفظ حکم چوتھے لفظ وعظ و تذکر \*

اول لفظ علم لفظ عام کا اطلاق خدا اور اُسکے رسول کے کلام میں اُن چیزوں کے جاننے پر ہی جو متعلق ذات اور صفات اور ایات اور افعال خداے عزوجل کے ہوں اور جس سے اُسکی قدرت اور مہولہ اور جلال کی تاثیر دل پر ہو رہے مگر اس لفظ کی تعریف اس طرح کی گئی ہی کہ لوگوں نے اُسے مختصر اپنے مصلحتات اور معذرات پر کودیا ہی اور جن باتوں کا کچھ ذکر بھی قرن اول میں نہ تھا اُنکو اصل علم قرار دیا ہی اسیر واسطے جو شخص علم کلام خوب جانتا ہو اور مسائل فقیہ میں خوب مناظرہ اور مباحثہ کرتا ہو اور لوگوں کے گھڑے ہوئے اصول سے بخوبی واقف ہو اور کتابی لفظوں کو اچھی طرح یاد رکھتا ہو وہی بڑا عالم اور علامہ سمجھا جاتا ہی اور جو فضائل علماء کے خارج نے بیان کیئے ہیں اُن کا مستحق ٹھرایا جاتا ہی لیکن حقیقت میں وہ نصیبتیں اُن علماء کی نسبت بیان کی گئی ہیں جو کہ اللہ جل شانہ کی ذات و صفات اور قدرت اور جلال کے جاننے والے ہیں \*

دوسرا لفظ فقہ

اس لفظ میں تعریف اس طرح کی گئی ہی کہ اُسے مختصر

الفقہ فقد تصرفا فیہ بالتخصیص لابانقل والتعریف اذخصصہ بمعرفۃ الفروع الفریقیۃ فی الفتاوی والقرن علی دقائق علمہا واستکثار الکلام فیہا وحفظ الاماثل المتعلقۃ فیہا کان اشد تمہقا فیہا و اکثر اشتغالہا فیہا ینقل ہوا لافقہ وقد کان اسم الفقہ فی العصر الاول مطلقا علی علم طریق الآخرۃ و معرفۃ دقائق اُفان النفوس و مفسدات الاعمال و قوۃ الاحیاء الدنیا و شدۃ التطلع الی نسیم الآخرۃ و استیلاء الخوف علی القلب لہ قتلہ مز و جل لیتفقہوا فی الدین ولینذرو قومہم اذا رجعوا یرسل بہ الانذار والتعریف ہو ہذا الفقہ دون تقریمات الطائفت حقیقت اشد الاجارۃ فلذلک لایحکم ہ الانذار لالتعریف بل

پڑا ہے رکھی ہی مملکت نصیحت اور وارادہ معانی الامیان اور پاک حکموں سے جوہرے قصص و حکم

ہاتھ منہ دھونے والوں کو غسل ہی کہ ہم کھانا کھانے والوں کے گزری کسی حرکات ناشایستہ کرتے ہیں اور نہ کھانا کھانے والوں کو آن لوگ کی کونہی آواز سننے اور زرد زرد ہلنے کے ملے ہوئے رنگ کا ادب نہ اور بلغم کے اترنے سے تھوہ کرک چلمچھی یا تاش میں تھوک دینے یا کسی طرح اُس کے پانی پر گھیرتے پھرنے کی برواہ ہی نہ موندنہ بالہ منہ انگیز جس طرح کھانا کھاتے ہیں وہ سب پر روہن ہی اور اچکا بیٹا بھی کچھ ضرور نہیں ہی کیونکہ ہمارے نیک متبع سنا ہم وطن آ۔ تو حدیث میں تشبیہ بقوم نہر منہم کا چہرہ مارینگے \*

مرب میں کھانا کھانے کا یہ دستور ہی نہ ایک چوکی پر چھوڑا، خراں بچھا یا جاتا ہی اور ایک برتن میں ایک قسم کا کھانا آتا ہے جو لوگ چوکی کے گرد بیٹھتے ہیں وہ سب اُس میں کھانا شروع ہیں چند لقمہ کھاتے پر وہ برتن اُٹھ جاتا ہی اور دوسری قسم کھانا دوسرے میں آتا ہی اور چند لقمہ کے بعد وہ بھی اُٹھ جاتا د اور اس طرح آتا جاتا رہتا ہی اس طرح ہر کھانے میں یہ فائدہ ہر نہ چھوڑے برتن اور چھوڑا کھانا سامنے نہیں رہتا \*

مگر جو فحلی پن ہندوستان کے مسلمانوں میں کھانے کی مجلس میں ہوتا ہی نہ موندنہ بالہ منہا کسی ماک کے کھانے کی مجلس میں نہیں ہوتا پس نہایت شرم اور انوس کی بات ہی کہ ہم اپنی ضد و نفسانیت سے اس غچلے پن میں پڑے رہیں اور اُس کی درستی و تہذیب پر متوجہ نہوں \*

ہمارا یہ مطلب نہیں ہی کہ خراہ نقرہ میز کرسی پر بیٹا چھوڑی کاٹے سے کھانا کھا کر مرگ کی طرح چھوڑی چوکی پر ایک بچھاڑ لکے شوق سے بسرا لہ دستور خراں پر کھانا تناول فرما کر گو بہہ سن ہدی کے ادا کی فکر نہر زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانے ہی کی عادی کی پٹوری کرد مگر ہرے خدا یہ فحلی پن چھوڑو اور سب رضع ہو کھانا کھانے میں جہاں تک اصلاح و صفائی ہو سکے اُس کو ا کر صفائی و پاکیزگی اختیار کرنا تو شریعت میں ممنوع نہیں ہی مگر یہ بات یاد رکھنی پڑ چاہئے کہ جب تک کسی کام کے کرکری قاعدہ اور طریقہ مقرر نہیں ہوتا اور بشرطی اوسکی پابندی کی جاتی اُس وقت تک وہ چلتا نہیں اور جب وہ قاعدہ مددہ ہر تررقہ رفتہ از خود اوسکا رواج ہو جاتا ہے اور سب لوگ اُسکو ہر لگتے ہیں اور چاندروسہ ہمد آسکی ہی ایسی عادت ہو جاتی ہی کہ عادیہ ثانی گنی جاتی ہی \*

پس ہمارا مقصد یہ ہی کہ طریقہ تناول طعام کے کچھ قراء سوچتی چاریر اور یہی طریقہ جو دستور خراں پر بیٹھ کر کھانا کھانیکا ہ

اسی میں ایسی اصلاح ہی جارے جسکو لوگ مررد طعن من تشہر بقوم بھی تکریر اور اس فحلی پن سے نجات پائیں چنانچہ ہم اسباب میں کچھ قراء تصویز کیئے ہیں اور ہم اُنکو آئندہ کسی طرح میں لکھینگے \*

واضع

سید احمد

ایسا وقت بالکل حرام ہی اور کھنہ والا اُسکا دشمن اسلام کا ہی بلکہ قہمت کرنے والا پیغمبر کا ہی صلی اللہ علیہ وسلم تقد مرتبہ کیف صرف الشھان ذوامی الشھان من العلوم المستوردة الى المذمومة نکل ذلت من کلیس امام السورہ پندیل الاسلامی \*

راۃ  
مہدی

نمبر ۷۵

## طریقہ تناول طعام

خد اور نفسانیت انسان کے بہت بڑے دشمن ہیں کسی اچھی بات کو ضد سے ٹھاننا اور اُسکی نیک و بد پر غور نہ کرنا درحقیقت انسان کا کام نہیں ہی \*

اگرچہ حکو نہ انگریزوں کی طرح چھوڑی کاٹے سے میز کرسی لگا کر کھانے پر بیٹھ ہی اور نہ حکو ترکوں کی تقلید کی ہوس ہے بلکہ ہم کونہایت سیدھی طرح سے کھانے کے طریق پر غور کرتی ہی اور بدلتدیل وضع جستدر نہ اوسکی نقصان رنج ہو سکتے ہیں اوسی پر ہفت کرنے سے قرض ہی \*

ہندو چوکہ میں چھوڑی چھوڑی پیالیوں یا تشتزیوں یا پتاروں میں تھوڑا تھوڑا سب قسم کا کھانا چن کر آگے رکھ لیتے ہیں اور ہر ایک میں سے کچھ کچھ کھاتے جاتے ہیں اور جو بچتا ہی وہ اُسی برتن میں دھرا رہتا ہی جس میں اُنہوں نے کھایا تھا اور اس سب سے کھانے کے رتب اُنکے سامنے چھوڑے برتن اور نیم خوردہ کھانا سب دھرا رہتا ہی اور کھا چکنے کے بعد وہ سب اُٹھ جاتا ہی \*

ہندوستان میں مسلمانوں کے کھانا کھانے کا بھی یہی طریق ہی جو ہندوؤں کا ہی صرف اتنا فرق ہی کہ ہندو چوکہ میں بیٹھتے ہیں مسلمان دستور خراں بچھا کر بیٹھتے ہیں جس طرح ہندو سب طرح کا کھانا ایک ساتھ اپنے آگے رکھ لیتے ہیں اس طرح مسلمان بھی قابوں اور رکابیوں اور غوروں اور تشتزیوں اور پیالوں میں سب طرح کا کھانا اور سب قسم کی روٹی اور ہر طرح کے کباب اور فیورنی کے خوانچے اور بورانی کے پیالے اور اچار مرچہ کی پیالیاں سیتلا کے پوچاپے کی طرح سب اپنے آگے رکھ لیتے ہیں اور اُس ایک دستور خراں پر کرکری تو فیورنی لقمہ شہادت کی انگلی سے اور کرکری دست پیچیر چاروں انگلیوں سے چلت رہا ہی کرکری پلار میں اردی کا سالن ملا کر کھا رہا ہی کسی نے سالن ملا ہوا پلار کھا کر نان مبی سے تھرا ہوا پنجبہ مارک پونچہ کر روٹی کو سالن میں ڈبو ڈبو کر کھانا شروع کیا ہی کسی نے پورانی کے پیالے کو مہنہ سے لگا سوڈا پھڑا اور یہ کھ کر والہ ہوں تیز ہی آوے آوے کھانا شروع کیا ہی تمام چھوڑی برتن اور نیم خوردہ کھانا اور چھوڑی ہوئی ہڈیاں اور روٹی کے ٹکڑے اور سالن میں کی نکالی ہوئی مکھیاں سب اُگے رکھی ہوئی ہیں اس موصہ میں جو شخص پہلے کھا چکا ہے اوسی ہاتھ دھونا نہ نکار کھنکار کر گلا صاف کرنا اور بیس سے دانت رگڑنے اور زبان پر دو انگلیاں رگڑ کر زبان صاف کرنا شروع کیا ہی اور اور بے تکلف بیٹھ کھانا کھانے میں نہ اُن

بھا اور حافظ

بقام علیکذہ — مطبع علیکذہ انسٹیٹیوٹ

۱۰

محکم عبدالرزاق کے اہتمام سے

## تیسرا لفظ حکمت

۱۔ حکمت کا لفظ اکثر قرآن مجید میں اور احادیث میں واقع ہوا ہے اور جس شخص کو خدا نے حکمت دی ہے اُس کی حمد خدا نے ہی صفحہ کی ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے من یؤت الہکمۃ فقد اوتیٰ کثیرا مگر جو مراد خدا کی اس حکمت سے ہے وہ صرف معروفہ و صفات باری تعالیٰ ہی مگر اب یہ لفظ اُس علم پر اطلاق کیا جاتا ہے جس سے انسان کو گمراہ ہوتا ہے اور رہمی اور خیالی باتوں میں سمجھاتا ہے اور حکماء یونان کے خیالی مسئلوں کا جاننے والا ہی سمجھا جاتا ہے پس جو شخص اُن کے قولوں کو جانتا ہو اور ان کی بیان کی ہر ہر باتوں سے واقفیت رکھتا ہو اور جو لوگوں نے اُن کو مشکل مشکل افکار اور دقیق دقیق عبارات میں اپنی زبان میں گویا ہی اُسے بھڑبھڑیاد رکھتا ہو وہ اُس صفحہ سے عموماً صرف تصور ہوتا جاتا ہے جو خدا نے حکمت کی ہے حالانکہ یہ بڑا دھوکہ ہے \* چوتھا لفظ وعظ و تذکرہ †

وعظ و تذکرہ کی بڑی صفحہ اللہ جل شانہ نے ہی اور اُس کی نصیحت میں خدا نے فرمایا ہے و ذکر فان الذکر ترفع المؤمنین اور حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتہیات نے بھی مجالس ذکر کی بڑی بزرگی بیان فرمائی ہے لیکن اب اس زمانہ میں جس بات پر اطلاق وعظ و تذکرہ کا ہوتا ہے وہ حقیقت میں تعریف ہی یعنی اس زمانہ کے واعظ اپنے وعظ میں قصے کہتے ہیں چھوٹی کہانیاں بیان کرتے ہیں شہوت انگیز کہتے ہیں چھوٹا مذہبی جوش ڈالتے والی رواایتیں جنکی بھی اصلیت نہیں نہایت خوش تقریری سے ایک عمدہ قصہ خواہ نقل کرتے ہیں اور انبیاء اور بزرگان دین کی نسبت بے اصل منسوب کر کے اُسے بڑی دینداری بلکہ ذریعہ نجات سمجھتے ہیں

فذلک الذاک الی ما تروی اثر الوعظ فی هذا الزمان یواعظون ہر القصص والاشعار والشطین والظلمات اما القصص فہی بدعة وقد یالسف من الجاوس الی القصص والابوالم یرک ذلک فی زمن رسول اللہ علیہ وسلم ولا فی زمن ابنی بکر ولا عمر رضی اللہ عنہما حتی العتق وظہر القصاص وری ان ابن عمر رضی اللہ عنہما خرج من قال ما اخرجنی القصاص والاولہ اما خرجت احیاء ومن الناس من یستجیز رضح الحکایات المرفیۃ فی الامعات ویزعم قصہ نہیہا دمر کالظلم الی الحق و هذا من نزغات الشیطان فان صدق متدرجۃ من الکذب و فاما ذکر اللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فغیۃ من الاختراع فی الوعظ کیف و قدورۃ تکلف السجع ومد ذلک التلصع احیاء

واما الاشعار فتکثیرها فی الموعظ مذکور قال اللہ تعالیٰ والشعراء مهم الخادون المکر انہم فی کل واد یجھمون وقال تعالیٰ وما علمنا الشعراء بالیقیۃ لہ و اکثرنا امتداد الوعظ من الاشعار ما یتعلق بالتواص فی العشق جمالہ المشوق روح الرمال والفرق والمجلس لا یجوز الا الجلف واما وواعظہم مشہورۃ بالشہوات وقاویہم غیر منفکۃ من الالتفات الصریح الملیحۃ فللشعرک الاشعار من قلوبہم الاساعی مستکن فیہا فتشتمل اکثران الشہوات فیجتمون و یتموجدون و یحس و اب راکفہ یرجع نوع نقاد

اور لوگوں کے ہاوں میں اُن نے اصل باتوں کا ایسا یقین دلاتے ہیں کہ سننے والے اُسے خدا و رسول کی قول کی براہر جانتے ہیں حالانکہ قصص اور حکایات کا وعظ میں بیان کرنا بدعت ہی اور اُسکا سننا سلف صالح نے نہایت برا جاتا ہے اور قصہ گوئوں کے پاس بیٹھنے سے منع کیا ہے یہاں تک کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد سے نکل گئے اور کہنے لگے کہ ان قصہ گوئوں نے مسجد سے مسجد چھوڑائی اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے سوائے حضرت حسن بصری کے سب واعظوں کو مسجد سے نکال دیا \*

جو شخص اس زمانہ کے واعظوں کی باتیں سننے والا خود اس امر پر یقین کر سکتا ہے کہ اُسکا وعظ قصوں کہانیوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور چھوٹی روایتوں اور بے اصل حکایتوں اور لغو اور خوات باتوں سے مملو ہوتا ہے اور حضرات واعظین اُسے ہدایت کا ذریعہ سمجھتے ہیں بلکہ غیر صحیح روایتوں کا بیان کرنا وعظ و تذکرہ کے لیئے جائز جانتے ہیں اور اُسکو راجح حق پر پہنچنے اور دل میں سوز و گداز پیدا کرنے کا وسیلہ کہتے ہیں حالانکہ یہ وسوسہ شیطان کا ہے کیونکہ کبھی حق چھوڑتے سے حاصل نہیں ہوتا اور بیراہ چلنے سے کوئی دین کی منزل پر نہیں پہنچ سکتا اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلف اور سجع پر صنعت کے اپنی امت کو منع فرمایا ہے حالانکہ اب مدار وعظ کی خوبی کا اُسی پر ہی سب سے زیادہ خرابی اور پرہادی دین کی ان واعظوں کے وعظ سے ہے جو شہرین پڑھتے ہیں اور شہوت انگیز اشعار پڑھتے ہیں اور لوگوں کو وسوسہ دیتے ہیں اور مصالح و فرائض کے مضامین بیان کر کے اس شہوت کو تیز کرتے ہیں اور اُسے مشق حقیقی کا ذریعہ کہتے ہیں \*

اور اُس سے بھی زیادہ براہی اُن لوگوں کے بیان سے پیدا ہوتی ہے جو کہ بڑے لٹری چورے دعویٰ خدا کے مشق و صحبت کرتے ہیں اور وسال اور اتحاد کی حقیقت بیان کر کے اپنے نزدیک لوگوں کو خدا سے مل دینے کی راہ دکھاتے ہیں اور اُسکی خوبی پر ہمن بزرگوں کے حالات اور حکایات کی نقل کرنے سے لوگوں کے دلوں میں کالقبش فی العجز بیٹھا دیتے ہیں اسیر اسلئے اکثر جاہل احمد نادان آدمی ان باتوں سے گمراہ ہوجاتے ہیں اور منصرف کی طوح انزال حق کہتے لگتے ہیں اور آخر کار دنیا اور دین دونوں سے بے نصیب ہوجاتے ہیں \*

علاوہ اس کے اکثر حضرات واعظین خدا کے کلام میں تعریف کرتے ہیں اور جو مراد خدا کی اور اُسکے رسول کی ہے اُسکو چھوڑ کر اپنے علم و فضل ظاہر کرنے اور لوگوں کے دلوں کو غش کرنے کے لیئے غلط معنی بیان کرتے ہیں اور اُسکو شکستہ اور بار بار کی کہتے ہیں اور الفاظ ظاہری کو اپنے ظاہر معنی سے پھیر کر اُسکی بیجا تائیدی کرتے ہیں اور غلط تفسیریں کرتے اپنے تئوں نصیح و پلغ اور علامہ مشہور کراتے ہیں جیسا کہ بعضوں نے بیان کیا ہے بلکہ تفسیروں میں بھی لکھ ہوا ہے کہ الفصی سے مراد رخسارے اور والیک سے مراد زلفیں ہیں یا آدھ اذہب الی فرعون اللہ طفی میں مراد فرعون سے دل کی یا ص بکم می نہم لا یرحمن سے اہل تصرف اور عافان خدا ہیں نہ ایسے معنی بیان کرتے والے اپنی بڑی قابلیت اور مامیت اور معنوں سے ظاہر کرتے ہیں اور سننے والے بھی اُسے سنکر رجد میں آجاتے ہیں مگر حقیقت میں

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۴ ]

۱۵ صفر سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[ جلد سوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی  
منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کرنی مقصود اس  
پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا  
زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترغیث کے منایم نوسانا ہو تو سید احمد  
خان صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جائے غرضکہ  
تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جائے کیونکہ یہ  
پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے  
تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \*  
اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق  
ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں  
مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ  
مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام  
اُس قریٰ کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراء بطور قیمت  
دل ہر وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے  
چرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا \*  
مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور  
ندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا \*  
یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ  
تقتضی مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ  
بمقدار پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ  
حاق نہوگا \*  
اگر کرنی شخص کرنی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ  
بار آتے سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \*  
ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا  
بی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

مضمون نمبر ۷۶

## علم تفسیر

چند روز ہوئے کہ ہم نے ایک مشہور مضمون تفسیر پالراے کی تعریف میں لکھا تھا اُس پر لوگوں نے بہت کچھ اعتراض کیا اور ہم کو متکبر تقاضی اور مخالف علما ٹھرایا اس لیے اب ہم تفسیر کی حقیقت اور مفسرین کے طبقات اور تقاضی کی کیفیت اور نئی تحقیقات کی ضرورت بیان کرتے ہیں تاکہ سمجھ دار لوگ انصاف کریں کہ ہمارا قول اگلے عالموں کے موافق ہی یا اُنکے مخالف اور جس ضرورت سے ہم تحقیق کی آرزو کرتے ہیں وہ ہی نہیں \*

ہمارے بھائیوں کا یہ حال ہی کہ جہاں اُن کے کان تک وہ آواز پہنچتی جسے اُنہوں نے پہلے نہ سنا ہو چونکہ اُنہوں نے یہاں ماسعنا بھذا فی آپائنا الزلیں کہہ کر کہنے والے کو مرتد اور کافر بتاتے ہیں نہ یہ سوجھتے ہیں کہ یہ کہنے والا اسی بات کو کہہ رہا ہے جسے ہزار برس پہلے ہمارے دین کے پیشوا اور امام کہتے تھے نہ اس پر غور کرتے ہیں کہ یہ باتیں وہی ہیں جسکو ہمارے مذہب کے محقق اور عالم لکھ گئے ہیں نہ اُسکی حقیقت اور اصلیت کو دیکھتے ہیں نہ اُسکے ماخذ اور مبداء پر نظر فرماتے ہیں بلکہ عامیانہ طور سے کہنے والے کی طرف العاد و ارتداد کی نسبت کرتے لگتے ہیں اور قدر قدر کا شور آسمان تک پہنچاتے ہیں حالانکہ یہ بات بڑی نادانی کی ہی مائل کا کام ہے کہ وہ کہنے والے کی بات کو غور سے سننے اور کو بوجھ اسکے کہ اُس نے پہلے اُسے نہ سنا ہو اُس پر متعجب ہوئے مگر تحقیق سے تامل نہ کرے اُس کی حقیقت کو سوچے اگر کہنے والے کا قول حق اور صحیح ہو مانتے وقت کالے ہڈ پریش خاوند اُسکو کہنے والے کے سر پر مارے \*

اب میں اصل مطالب کو لکھتا ہوں اور اس مضمون کو چند پھٹوں پر تقسیم کرتا ہوں پہلی بھٹ علم تفسیر کی تعریف میں — دوسری بھٹ مفسرین کے طبقات کے بیان میں — تیسری بھٹ کتب تقاضی کی حقیقت میں \*

## پہلی بھٹ علم تفسیر کی تعریف میں

ہمارے مقدمین امام علم تفسیر کی تعریف میں مختلف ہیں بعض کہتے ہیں کہ علم تفسیر وہ علم ہے جس میں بھٹ کی جاتی ہے نظم نثران سے بقدر طاقہ بشری کے موافق قواعد عربی کے + و ہر علم باحد میں معنی نظم القرآن بحسب الطائفة البشرية وبحسب ماتفسیة القواعد العربیة وفائدہ حصول الفہرۃ علی استنباط الاحکام الشرعیۃ علی وجہ البصۃ — ہذا ما فکرۃ ابوالخیر و ابن صدرالدین

واحد استنباط کرنے احکام شرعی کے اور بعض یہ کہتے ہیں + کہ علم تفسیر وہ علم ہے جس میں بھٹ کی جاتی ہے اللہ جل شانہ کی مراد و مقصود سے جو قرآن مجید میں ہے اور بعض یہ فرماتے ہیں + کہ وہ علم ہے جس میں بھٹ کی جاتی ہے الفاظ کلام اللہ سے تاکہ دلالت کرے مراد پر اللہ جل شانہ کی — ہمارے مذہب کے ایک بڑے معقول نے ان تعریفوں کو جامع مانع نہیں جانا اور یہ لکھا کہ اللہ جل شانہ کی مراد سے بھٹ کرنا علم تفسیر نہیں ہے کیونکہ تفسیر دو ہے: عامیہ اور علمیہ یا روایتی یا کرائیٹا چونکہ اکثر روایتیں تفسیر کی احاد ہیں اس لیے وہ مفید یقین نہیں ہو سکتیں پس از روایت کے مراد خدا کی یقیناً معلوم نہیں ہو سکتی باقی رہا ازروے درایت کے یعنی موافق اپنی سمجھ کے معنی سمجھنا یہ امر بھی ظنی ہی اسی واسطے تفسیر و تہمیں ایک دوسرے اختلاف ہی پس کیونکہ اُس پر یقین کیا جارہے کہ یہی مراد و مقصود خدا ہی پس اصل تعریف جامع مانع علم تفسیر کی یہ ہے کہ وہ علم ہے جس سے کیفیت خدا کے کلام کی من حیث القرانیۃ اس طرح دریافت کی جارہے کہ جس سے علم یا طعن اللہ جل شانہ کی مراد اور مقصود کا بقدر طاقت بشری کے حاصل ہو \*

پس علم تفسیر کی تعریف میں جو باہم امام کے اختلاف ہیں اور جو تعریف جامع مانع اُس علم کی بعض مصنفین نے بیان کی وہ یہ اختلاف اور یہ تعریف ہی اس بات پر اشارہ کرتی ہے کہ تفسیر جو کچھ اگلے لوگوں نے کی ہے وہ نہ سب راجع الیقین ہے اور نہ و معانی جو بیان کیئے گئے ہیں سب منقول مفسر صادق علیہ السلام سے ہیں بلکہ جو کچھ مفسرین نے معانی اور مطالب بیان کیئے ہیں اُس سب کا منقول ہونا صحابہ یا تابعین سے بھی نہیں پایا جاتا پس وہ معانی جو باخبر مشہورہ یا پروایات صحیحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہیں صرف ظنی ہیں اور اگر اُنہیں سے کسی کی غلطی ظاہر ہو جارہے تو اُس کا ماننا کچھ لازم نہیں \*

البتہ تفسیر میں ایک قسم خاص ہے جس میں سوائے یہ طریقہ سمع اور نقل کے تفسیر کرنا ناجائز ہے یعنی بیان کرنا اسباب نزول اور ناسخ و منسوخ (جن کے نزدیک نسخ جائز ہے) اور قرأت اور لغات اور قصص اور اخبار کا مگر سوائے اِس کے استنباط کرنا احکام اصلی

+ ہر ما یبھص فیہ من مراد اللہ سبحانہ و تعالیٰ من قرآن المجید — مولانا قسطل الدین الرازی فی شرحہ للکشاف  
+ خارج تقاضائی —  
+ فالأولیٰ ان یقال علی التسمیۃ معرفۃ احوال کلام اللہ سبحانہ و تعالیٰ من حیث القرائیۃ و من حیث دلالتہ علی ما یعلم ان یدل علیہ مراد اللہ سبحانہ و تعالیٰ بقدر الطائفة الانسانیۃ — کشف القنون

میں وفات پائی، منقطع ہی کیونکہ ضحاک حضرت عبداللہ بن عباس سے نہیں ملا اور اگر اس میں زراعت بشیر بن عمارہ کی ملائی جاوے تو اُس بھی زیادہ ضعیف ہی اور اگر روایت جریر کی ضحاک سے ہی تو بہت ہی زیادہ غیر قابل اعتبار ہو گی \*

دوسرا طبقہ — مفسرین کا طبقہ تابعین ہی جس میں مجاہد بن حومکي + اور سعید بن جبیر اور عکرمہ اور عاؤس بن کثیران یمانی اور عطاء بن ابی ریحان مکی ہی جو اصحاب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہلئے جاتے ہیں اور علقمہ بن قیس اور اسود بن یزید اور ابوہریرہ اشجعی اور شعبی ہیں جو کہ یاران ابن مسعود ہیں اور عبدالرحمن بن زید اور مالک بن انس اور حسن بصری اور عطاء ابن ابی سلمہ اور محمد بن کعب اور ابوہریرہ اور ضحاک ابن مزاحم + اور عطیہ بن سعید اور قتادہ بن دعامة کی اور ربیع بن انس ہیں مگر ان میں سے کسی نے کوئی کتاب تفسیر کی تالیف نہیں کی \*

تیسرا طبقہ — مفسرین کا وہ ہی جنہوں نے کتابیں تفسیر کی تالیف کیں اور اقوال صحابہ اور تابعین کو جمع کیا انکے نام یہ ہیں سفیان بن عیینہ ربیع بن جراح شعبہ بن حیجاج یزید بن ہارون عبدالرزاق مہلب بن ابی طلحہ ابن جریر ابن ابی حاتم ابن ماجہ حاکم ابن مرزوق ابن حبان ابن منذر \*

چوتھا طبقہ — اُن مفسرین کا ہی جنہوں نے تفسیریں تالیف کیں مگر سلسلہ سند کو اڑا دیا مثلاً ابواسحاق زجاج اور ابوعلی فارسی اور ابوبکر نقاش || اور ابو جعفر ثعالب اور مکی بن ابی طالب اور ابوالعباس مہدوی \*

+ قال ابوبکر ابن العیاض تھذا الاعمال مابال تفسیر مجاہد قال اخذھا من اهل الکتاب — میزان الامتداد ذہبی  
+ قال یحییٰ بن سعید الضحاک ضعیف منذل و اما رواياته من ابن عباس و ابی ہریرة و جمیع من روى عنه ففی ذلک کله نظر (میزان ذہبی) الضحاک ضعیف ولم یستمع من ابن عباس — لابی مصدومہ فی الاحادیث الموضوعة للشیخ طبرانی  
+ قال جریر ابن عبدالحمید من غیرة عن الشعمی فیلہ هل رایت قتادة قال نعم رایتہ کحاطب لیل وقال سفیان ابن عیینة قال الضعیفی لقتادة حاطب لیل — مقتصر تہذیب الامال ذہبی

|| کان یکنب فی الحدیث والغالب علیہ القصص وسئل ابوبکر البرقانی عن النقاش فقال لک حدیث مکرر و قال البرقانی وذكر تفسیر النقاش فقال لیس فیہ حدیث صحیح — انساب سمرانی  
کان النقاش یکنب فی الحدیث والغالب علیہ القصص — میزان ذہبی  
النقاش صاحب التفسیر فانه کذاب ارہو احد من الدجاجیل —

لسان میزان مسقلائی  
فی حدیثہ متناہی باسائید مشہورۃ و ذکر النقاش عند طلحہ ابن محمد ابن جعفر فقال کان یکنب فی الحدیث والغالب علیہ القصص وقال البرقانی لیس فی تفسیرہ حدیث صحیح — وقیات الامامین یامنی

اور نرعی کا آیات سے اور مطابقت دینا الفاظ کلام الہی کا حقایق موجودہ مصدقہ سے اور تفصیل کرنا اُن نکات و اسرار کا جو اُن لفظوں سے اجمالاً ظاہر ہوتے ہوں اور رفع کرنا اُن شکوک و شبہات کا جو آیات متشابہات سے پیدا ہوتے ہوں اور جن سے مفسرین و مفسرین کو اُس کلام کی حقیقت پر غلطی کرنے کا موقع ملتا ہو نہ صرف جائز ہی بلکہ بعض صورتوں میں ضروری اور واجب ہی \*

### نوسری بحث طبعات مفسرین کے بیان میں

پہلا طبقہ — مفسرین کا طبقہ صحابہ ہی جس میں خلفاء اربعہ اور حضرت ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور ابو موسیٰ اشجعی اور عبداللہ بن زید اور انس بن مالک اور ابوہریرہ اور جابر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں مگر منجملہ انکے بڑے مفسر حضرت عبداللہ بن عباس ہیں جنکو ترجمان قرآن کہتے ہیں \*

حضرت عبداللہ بن عباس سے جو تفسیر + منقول ہی اُس کے بعد سے سلسلہ ہیں جنہوں سے بعض صحیح بعض مشتبہ اور بعض بالکل غلط اور جوڑتھ ہیں صحیح سلسلہ انکا وہ ہی جو + مہلب بن ابی طلحہ ہاشمی سے (جنہوں نے سنہ ۱۳۳ ہجری میں وفات پائی) منقول ہی اور جابر بظاہر نے اختیار کیا ہی اور سلسلہ قیس بن مسام کوئی کا (جس نے سنہ ۱۲۰ ہجری میں وفات پائی) عطاء بن سائب کی روایت سے بھی صحیح ہی لیکن راہی سلسلوں میں سے انکی تفسیر کا وہ سلسلہ ہی جو ابونصر محمد بن سائب کلبی (جس نے سنہ ۱۳۶ ہجری میں وفات پائی) نے ابو صالح کی روایت سے بیان کیا ہی

ور اگر اس میں زراعت محمد بن مرداس سدی صغیر کی (جس نے سنہ ۱۸۶ ہجری میں وفات پائی) مہلب ہی وہ سلسلہ بالکل ہی غلط و جھوٹا ہی اور اسی طرح پُر مقاتل بن سلمان بن بشیر ازہبی کا جس نے سنہ ۱۵۰ ہجری میں وفات پائی (موضوع اور جھوٹا ہی و سلسلہ ضحاک بن مزاحم کوئی کا (جس نے سنہ ۱۰۴ ہجری

+ یاد رکھنا چاہیئے کہ عبداللہ ابن عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف چار حدیثیں سنیں ہیں کیونکہ وہ بہت چور تھے من میں مگر اُن کی مرسل روایتوں کو قبول کرنے پر بھی اجماع ہی — شرح اصول بزدوی

+ قال قوم لم یسمع ابن ابی طلحہ من ابن عباس التفسیر و اما خذہ من مجاہد او سعید بن جبیر — اتقان

قال یعقوب بن سفیان ضعیف الحدیث یمنی علی ابن ابی طلحہ — میزان ذہبی

قال ربیع ابن مقاتل ابن سلیمان کان کذابا وقال ابن حبان کان یکنب بالحدیث — میزان ذہبی

اپنی کتاب فرزا لکھیو کے آخری حصہ میں لکھ دیا ہی جو چاہے وہ دیکھ لے اس میں یا الفاظ غریب قرآن مجید کے معنی ہیں یا مختصر تفسیر بعض آیات کی ہی مگر وہ لمبی چوڑے قصے اور کہانیاں جو اس کی طرف منسوب کی گئی ہیں ان کا نام و نشان بھی نہیں ہے \* غرض کہ جب ان طرانی تفسیروں میں کوئی ایک بھی ایسی نہیں ہے کہ جو صرف جامع احادیث نبوی اور اقوال صحابہ کبار ہو تو اب ہر تفسیر کے ارد گرد اعتبار کر لینا اور بغیر تحقیق کے جو کچھ کسی عالم کے قلم سے نکل گیا اس کا مان لینا اور مثلاً آیات قرآن مجید کے اس کے انکار کو کفر جاننا حقیقت میں اسلام کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ تقلید کا ثمرہ \*

اگرچہ ہم ان مفسرین کی نہایت تعظیم کرتے ہیں اور انٹر کر ان میں سے اپنا پیشرا اور امام اور مقتدا جانتے ہیں اور جو کچھ انہوں نے اپنی ٹیک ٹیپی اور صفات طیبہ سے ٹیک کوشیں کیں اُس کا شکر کرتے ہیں اور اپنے ارد گرد ان کے علم اور تحقیقات اور تالیفات کا بڑا احسان سمجھتے ہیں اور ان کی کتابوں اور تفاسیر سے بہت بڑی مدد پاتے ہیں اور ہم کو یہ سے عمدہ اور اعلیٰ مباحث میں اُس سے فائدہ پہنچتا ہے مگر بالیں ہم اُن کو معصوم اور مضطر نہیں جانتے اور اُن کی رائے اور سمجھ اور بیان اور تالیف کو غلطی سے بدرا نہیں سمجھتے اور مثلاً اپنے پیغمبر صلعم کے اُن کی ہر بات پر آمنا و صدقنا نہیں کہتے کیونکہ ہم یہ حق صرف اُسی ایک کا جانتے ہیں جسکی شان میں ہمارے خدا نے فرمایا ہے و ما یطاق من الہوے ان ہو الا وحی یوحی پس اگر دوسرے کی نسبت بھی ہم ایسا ہی اعتقاد رکھیں تو حقیقت میں ہم مشرک فی صفۃ النبوة ہیں \*

یہ عقیدہ یا یہ قول ہمارا ہی نہیں ہے تمام متقدمین اور سارے اگلے معتمدین اور مجتہدین کا یہی عقیدہ اور یہی قول تھا بلکہ وہ اصحاب نبوی کی نسبت بھی کہتے تھے کہ اُن کی روایت معصوم ہی مگر اُن کی رائے معصوم نہیں ہے اور سوائے اُن کے اُوروں کی نسبت تو صاف کہتے تھے کہ کانرا رجالاً وتنع رجال والاہر بیئنا و بیئہم بحال \* پس جب کسی کی رائے اور کسی کا قول ہو طرح پر تسلیم کرنا اور اُس کو گور کیسی ہی کھلی غلطی پائی جاوے مان لینا ضروری نہ ہو تو ہر شخص کو تحقیق کرنے اور اُس کے صالحہ ماملہ کے سوجنے کی مٹل اور تنقلا اجازت ہوئی پس کسی مسلمان پر یہ سمجھ اسلام کے کسی تفسیر کی کتاب کا مجموعہ الرجورہ ماننا نہ ضروری ہے نہ جائز بلکہ ہر مسلمان پر محض اُس پر جو اپنی ہر بات اور اپنے ہر عقیدہ کا جواب دینا خدا کے روز پر پھینکی جانتا ہو ضرور ہے کہ وہ

پانچواں مایہ — اُن لوگوں کا ہی جنہوں نے پے سندن قولوں کو نقل کیا اور وہ قسم کی روایات صحیح اور غلط اور ضعیف اور موضوع کو بیان کیا اور بلا تصدیق و تمیز کے ہر قسم کی روایتوں سے اپنی تفسیروں کو بھر دیا یا جن علموں سے وہ واقف ہوئے یا جن باتوں پر اُنکا میلان طبع ہوا اُسی پر آیات قرآنی کو مارل کیا اور اُنہیں علموں اور اُنہیں باتوں سے رزق کے ر ق تفسیروں کے سیاہ کئے مشکل ڈھلی اور کلیہ \* اور واقعی اور امام رازی اور محمود بن حمزہ کومانی وغیرہ کے \*

### تیسری بحث کتب تفاسیر کی حقیقت میں

چنانچہ تفسیر آج تک مشہور ہیں اُن میں کوئی ایک بھی تفسیر کی کتاب ایسی نہیں ہے جس پر مجموعہ الرجورہ صحیح کا یقین کیا جاوے اور جسکی ساری روایتیں اور ساری اقوال مانے جاویں اور جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو کیونکہ کوئی تفسیر نہیں ہے جو صرف احادیث صحیحہ اور اقوال صحیحہ صادق علیہ السلام ہی کی جامع ہو اور لوگوں کی رائیں اور اُنکے قول تک ملے ہوں اور کوئی تفسیر ایسی بھی نہیں ہے جو صرف اقوال صحابہ کی جامع ہو ہاں ایک تفسیر ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے مگر ہم ارد گرد طبقات کی بحث میں لکھ آئے ہیں کہ وہ تفسیر جو منسوب ہے حضرت عبداللہ بن عباس ہی اُسکے کئی سلسلے ہیں اور انٹر چورہے اور رشتے ہیں سچا سلسلہ اُن کی تفسیر کا جو ہے وہ یہ ہے توہرہا ہی اور اُسے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے

+ علامہ سیوطی اس طبقہ کی نسبت لکھتے ہیں کہ ثم الف فی التفسیر طائفة من المتأخرین فاتصروا الاسانید ونقلوا الاثرال تبرا فدخل من ہذا الدخیل والتیس تصحیح بالعلیل ثم صار تل من سنخ الہ قول یوردہ و من خیار بیانا من مہمدہ ثم یقل من ذلک خلف من سلف طائنا ان لہ اصلا غیر ملتصق الی تصریر ماورد من السلف الصالح

‡ چھوی ذکر میں تفسیر طبری کے لکھتے ہیں کہ ولم یتعرض الی الطبری للتفسیر غیر موثق بہ فانه لم یدخل فی کتابہ شئیاً عن کتاب محمد بن السائب الکامی ولا مقاتل ابن سلیمان ولا محمد ابن عمر الرادی لانہم عدلہ انذام

الکلبی نو معروف بالتفسیر ولا لاحد تفسیر اطول منه ولا اہیج بعدہ مقاتل ابن سلیمان الا ان الکامی یفضل لمانی مقاتل من المذہب الریدیۃ — اتقان

قال احمد بن زبیر لاحد بن حنبل یصل النظر فی تفسیر الکلبی قال لا قال الجورجانی وغیرہ انه کذاب وقال الدار قطنی مترک وقال ابن حبان مذہبہ فی الدین ووضوح الکذب فیہ اظهر من ان یتحتاج الی الاغراق فی وصفہ — میزان ذہبی قد قال احمد فی تفسیر الکلبی من اولہ الی آخرہ کذب لا یصل نظرانیہ



ملاوہ موضوع حدیثوں کے ضعیف اور منکر حدیثوں کا ہونا تو تفاسیر میں بعض کے نزدیک موجب قبح نہیں ہی کیونکہ بڑے بڑے اماموں اور محدثین نے فرمایا ہی کہ سوائے اُن احادیث کے جن سے استفراج احکام ہوتا ہی اگر حدیثوں کی تنقیح میں ہم نے خود تسامح کیا ہی + اور بعض فرقوں نے تو حدیث کا مضیع کر لینا تو غریب و توحید کے ایسے جائز تصور کیا ہی جیسا کہ خلاصۃ الخلاصہ میں لکھا ہی تہذیب الکرامیۃ و الطائفة المبدعة نے بعض الصوفیۃ الی جواز وضع الحدیث فی الترویج و الترویج \*

اور تفاسیر وغیرہ میں غیر صحیح حدیثوں کو عالموں نے کچھ جان بوجھ کر ہی نہیں لکھا بلکہ انہوں نے کچھ تحقیق کرنے پر زیادہ ترجیح نہیں دی اور سوائے احکام کے اور احادیث کی صحت کو کچھ بہت ضروری نہیں جانا اور دوسروں کے لکھ ہوئے اور کہے ہوئے پر اعتبار کر لیا اور یہ غلطی کچھ کم علم آدمیوں سے نہیں ہوئی بلکہ بڑے بڑے نامی مشہور محققین سے بھی ہو چکا ہو گیا جیسا کہ +

+ الرابع انہم قد یزورون عنہم احادیث فی الترویج و الترویج و فضائل الاعمال و القصص و احادیث الزہد و معارف الاخلاق و نعر ذلک مما لا یتعلق بالصلال و العرام و سائر الاحکام و هذا الضرب من الحدیث یجوز عند اعلیٰ الحدیث و غیر ہم التسامح فیہ و روایۃ ماریوس الموضوع فیہ و العمل بہ لان اصول ذلک صحیحۃ مقررة فی الشرع معروفة عند اعلیٰ و علی کل حال فان الاثمة لا یزورون من اضعاف شیئا یتحجبون بہ علی انفرادہ فی الاحکام هذا شیئی لا یعلقہ امام من ائمة المحدثین ولا یحقق من غیرہم من العلماء و اما فضل ثبوت من التفہام او اکثر ہم ذلک و اعتماد ہم علیہم یضارب بل تدبیر جداً — خلاصۃ الخلاصہ

+ ہدایہ صرف قتاری فیض القدر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں اجتناب فی تہذیب الاحادیث الی مفرجہا من ائمة الحدیث من البصراع والسنن والمسانید فلا اعز الی شیئی منها الا بعد التفتیش من حالہ و حال مفرجہ ولا اتتہی ہمزہ الی من ایس من اہلہ کعطام المفسرین قال ابن الکمال کتب التفسیر مشہورۃ بالاحادیث الموضوعۃ و کا کبار الفقہاء فان الصدر الاول من اشیان المحدثین لم یعتبروا الی ضبط التفرج و تمیز الصحیح من غیرہ فرقہا فی البہز بنسبۃ احادیث نثریۃ الی ابی صلی اللہ علیہ وسلم و فرعوا علیہا کثیرا من الاحکام مع ضعفہا بل ربما دخل علیہم الموضوع و من مدت علیہ فی هذا الباب حقرات و حفضت علیہ غلطیات الاسدین الامد الکرار الفیور الفار الذی رجح علی جلالتہ الموافقات والمواف والمعاہی والمخالفات و طریقتہ فی المشوقین والمفریین الاسدات الانظام امام الصحیحین و تیمۃ علیہ معارف القراءہ دہقان المعامد اہل القول والمعاند الذی اعترف بامامتہ الخاص والعام مولانا حبیب الاسلام فی نثر من عطام المذاهب الاربعۃ و هذا لا یقدح فی جلالہم بل لانی اجتہاد المحدثین اذلیس فی شرع المحدثہ الاحکام لک حدیث فی الدنیا قال النصار الذین الدین العراقي فی حلیۃ تخریجہ الکبیر الاحیاء دادۃ المتقدمین السکوت عما او وہا من الاحادیث فی تصانیفہم و مدہم بیان جرحہ و بیان الصحیح من الضعیف الا انہما و ان کانوا من ائمة الحدیث حتی جاز الحدیث و تصدالارین ان لا یغفل الناس النظر فی کل علم فی مہنتہ انتہی بلطفہ

تحقیق کرے اور اُن کتابوں کے اندر جو کچھ لکھا ہوا ہی اُس کی جانچ کرے جسے صحیح پارے اُسے سر پر آنکھوں پر رکھے جسے غلط پارے اُس پر خط نسخ کو بیچ دے + \*  
تفسیروں میں جہالتک غور کرنے سے پایا جاتا ہی سوائے اُن باتوں کے جو قلاب و سمع پر موقوف ہیں مثلاً اسباب زلزل وغیرہ کے چند چیزیں ہیں یا احادیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یا اقوال صحابہ کبار اور تابعین کے یا قصص اور اخبار یا واقعات زمانہ آئندہ کے یا استنباط مسائل اصول و فروعی کا یا تشریح حقایق موجودات کی مطابق علوم عقلی کے \*

### ذکر احادیث نموی کا جو تفسیروں میں ہیں

احادیث نموی + جو کتب تفاسیر میں منقول ہیں انثر بلا سلسلہ رواۃ اور بغیر ذکر اسناد کے مذکور ہیں مگر بعض تفسیروں میں اُسکی رعایت ہی پس جو حدیث بے سند ہی یعنی جسمیں نہ راویوں کے نام نہ بیان کرتے والے کا ذکر مفسر نے کیا ہی اُس کی تنقیح کرنا اور جو حدیث بسلسلہ رواۃ مذکور ہی اُس کے رواۃ کی تحقیق کرنا محقق کا کام ہی کیونکہ جب ہمارے پہلے عالموں نے اُن حدیثوں کی تحقیق کی جو تفسیروں میں بھری ہوئی ہیں تو انہوں نے انوار کیا کہ تفسیر کی کتابیں نہ صرف ضعیف اور منکر حدیثوں سے بھری ہوئی ہیں بلکہ موضوع حدیثوں کا مجموعہ ہی جیسا کہ علامہ عبدالرزاق قتاری فیض القدر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں کہ قال ابن الکمال کتب التفسیر مشہورۃ بالاحادیث الموضوعۃ \*

+ کتب التفسیر التي یفعل فیہا الصحیح والضعیف مثل تفسیر الثعلبی والواحیدی والبقری وابن جریر وابن ابی حاتم لم یکن مجرد روایۃ واحد من ہو لا دلیلا علی صحبۃ باتفاق اہل العلم فانہ اذا عرف ان تلك الموقوفات فیہا صحیح وضعیف فلا بد من بیان ان هذا المنقول من قسم الصحیح دون الضعیف — ابن تیمیہ

+ و من تلبیس ابلیس علی علماء المحدثین روایۃ التحدیث الموضوع من غیر ان یجذبوا انہ موضوع و هذا خیانتہ منہم علی الشرع و مقصود ہم تنقیح احادیثہم و کثرت روایاتہم الی قولہ و من هذا الفن تدلیسہم فی الروایۃ نثارۃ یدول احدهم ظن من ظن ان قال ظن من ظن یوہم انہ سمع منہ ولم یسمع و هذا یبطل لانه یجعل المقتطع فی مرتبۃ المتصل — تلبیس ابلیس علامہ ابن جوزی

و کان الامامش و الثوری و ابن سینۃ و ابن اسحاق وغیر ہم یفعلون فی النوع ای تدلیس الاسناد — شرح الشرح تحفۃ الفکر کمال علی قاری و انما معیبتہ من ابی یکر ابن ابی داؤد کیف فرقہ یعنی هذا الضعیف علی کتابہ الذی صنّف فی فضائل القرائن و ہو یعلم انہ حدیث ضعیف و لکن شرح بذلک جمہور المحدثین فان من ادتہم تنقیح احادیثہم و تو بالبراطیل و هذا یبطل منہم — علامہ ابن جوزی

کہ جب صوم زنا کرتا ہی تو ایمان اُس کے سر سے ایسا نکل جاتا ہی جیسا کہ قیص بدن سے آیا اس حدیث کے راویوں کی آپ تصدیق کرتے ہیں یا شک یا تکذیب فرماتے ہیں اگر تصدیق کرتے ہیں تو آپکا امتقاہ خراج کیسا ہوا جاتا ہی اور اگر آپ شک کرتے ہیں تو خراج کے قول میں شک رہتا ہی اور اگر آپ تکذیب کرتے ہیں تو ان بہت سے آدمیوں کی تکذیب لازم آتی ہی جنہوں نے پسند اس حدیث کو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہی تو امام نے جواب دیا کہ میں اُن سب راویوں کی تکذیب کرتا ہوں اور میرا جہر ٹلانا اُن لوگوں کو اور رد کرنا اُنکے قراؤں کا کچھہ تکذیب پیغمبر خدا علیہ السلام و السلام کی نہیں ہی اس لیئے کہ تکذیب قول پیغمبر کی یہہ ہی کہ کرمی شخص کہے کہ میں پیغمبر خدا کے قول کو نہیں مانتا لیکن جبکہ وہ یہہ کہے کہ میں ہر بات پر جو اس حضرت نے فرمائی ہی ایمان رکھتا ہوں اور اُس کی تصدیق کرتا ہوں لیکن میں یہہ جانتا ہوں کہ کرمی بات پیغمبر خدا نے خلاف قرآن شریف کے نہیں فرمائی تو یہہ حقیقت میں تصدیق پیغمبر کی اور تصدیق قرآن کی ہی اور اس سے تنزیہ اور پاکی اس حضرت کی مخالف قرآن سے ثابت ہوتی ہی اور اگر پیغمبر خدا خلاف قرآن کے کچھہ کہتے تو خدا کب چھوڑتا اور کیرنہو ہوسکتا ہی کہ خدا کا نبی ایسی بات کہے جو مخالف خدا کی کتاب کے ہو اور جو مخالف خدا کی کتاب کا ہو وہ کیرنہو خدا کا نبی ہوسکتا ہی پس یہہ حدیث خاں ایمان کی زنا ہے جو لوگوں نے روایت کی ہی خلاف ہی قرآن کے پس ایسے آدمیوں کے قول کو رد کرنا جو پیغمبر خدا کی طرف ایسی بات منسوب کرے جو مخالف ہو قرآن کے پیغمبر کی بات کا رد کرنا نہیں ہی اور نہ اُنکی تکذیب ہی بلکہ حقیقت میں وہ رد ہی اُنکے قول کا جو کہ پیغمبر خدا کی طرف سے ایک باطل بات کو نقل کرتا ہی اور اس حضرت پر تہمت لگاتا ہی اور ہم ہر بات کو پیغمبر خدا کی خرافہ مہنے سنی ہو یا نہ سنی ہو پسو چشم قبول کرتے ہیں اور اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور شہادت دیتے ہیں کہ وہ بات ایسی ہی ہوگی جیسا کہ ان حضرت نے فرمایا ہو لیکن اسی طرح پر ہم یہہ

ولا من النصارى ولكن عنى به المسمعين فود على كل رجل يصدق من النبي عليه السلام بظلفان القرآن ليس رد على النبي ولا تكذيباً له ولكن رد على من يهدت من النبي عليه السلام بالباطل والتممة دخلت عليه لا على النبي والله و نلقى تكلم به النبي عليه السلام سمعنا به ارام نساه فعلى الراس والعين قد آمنا به تشهد انه كما قال النبي عليه السلام و قد ارضا على النبي عليه السلام انه لم يا من يشى نهي الله عنه يعطاف امره تعالى ولم يعطاف شيئا رضاء الله تعالى ولا رضاء امر وصف الله تعالى في الامر بظلفان مارفعة النبي عليه السلام و تشهد انه كان موافقاً لله عز وجل في جميع الامور لم يبدع ولم يتقل فبرما قال الله تعالى ولا من المتكلمين فانك قال الله تعالى من يطيع الرسول فقد اطاع الله

الامتثال ذہبی اور تقریب ابن حجر عسقلانی اور موضوعات ابن جوزی اور اور کتابوں سے جو تحقیق رجال میں ہیں تلمیح اس کی ہوتی ہی فرمے کہ جس بات پر لائق حدیث کا کیا گیا ہی اُسے حدیث ثبوتی جانتا ہوتی غلطی ہی بلکہ مذہب میں رخنے پیدا کرنے اور عقاید حقہ میں شیعہ قائلے اور غیر مذہب والوں کی زبان طعن کھولنے اور دین اسلام کو مظالم کے تیور کا نشانہ بنانے کا ذریعہ ہی چنانچہ میں اس مقام پر دو قول اپنے مذہب کے بڑے اماموں کے نقل کرتا ہوں \*

امام رازی فرماتے ہیں کہ † بعضوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا کہ حضرت ابراہیم نہیں جہر تھے بلکہ مگر تین مرتبہ تو مینے جواب دیا کہ ایسی حدیثوں کو نہ ماننا چاہیئے تو کہنے والے نے براہ انکار کہا کہ اگر ہم نہ مانیں تو راویوں کی تکذیب لازم آتی ہی اس پر مینے جواب دیا کہ اگر ہم مانیں تو حضرت ابراہیم کی تکذیب کرنی پڑتی ہی حالانکہ حضرت ابراہیم کو کذب کی نسبت سے بچانا بہتر ہی چند نامعتبر آدمیوں کی طرف جہر تھے کے منسوب ہونے سے \*

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے ‡ ابو مطیع بلخی نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں اُس حدیث کی نسبت جہر لوگوں نے روایت کی ہی

† واعلم ان بعض العشوية روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ما كذب ابراهيم الا ثلاث ذنبا فقلت الاولى ان لا يقبل مثل هذه الاخبار فقال على طريق الاستنكار ان لم نقله ازمنا تكذيب الرواة فقلت له يا مسكين ان قينما ازمنا الحكم بتكذيب ابراهيم عليه السلام و ان ردناه ازمنا الحكم بتكذيب الرواة ولا شك ان صون ابراهيم عن الكذب اولى من صون عائشة عن الكذب \*

‡ كتاب العالم والمتعلم میں لکھا ہی کہ قال ابی ابو مطیع البلخی ما قولک نبی اناس روى ان المؤمن اذا زنى خلع الايمان من راسه كما يخلع القميص ثم اذا تاب اعيد الله ايمانه اشك في قولهم انهم قد قدم فان صدقت قولهم دخلت في قول الروايج وان شككت في قولهم شككت في قول الروايج و رجعت عن اعدل النبي وصفه ان كذب فزله النبي قالوا كذب يقول النبي عليه السلام فانهم روى من رجال من شتى حتى يفتنوا به الى رسول الله عليه السلام قال الامام ابی ابو حنیفہ کذب ہو ولا یكون تکذیبی له ولا ردی علیہم تکذیبی للنبی علیہ السلام انما یكون التکذیب لقول النبي عليه السلام ان يقول الرجال اننا مذهب للنبي عليه السلام واما اذا قال انا مومن بكل شيء تكلم به النبي عليه السلام غير ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يتكلم بالجور ولم يعطاف القرآن فهذا من التصديق بالنبی و بالقرآن و تنزیہ نہ من الخلف علی القرآن و لو خالف النبي عليه السلام و القرآن فقول علی الله لم يدعه قهار و تعالى حتى ياخذة باليدون ويقطع متعاليوتين كما قال الله تعالى في القرآن وتبين الله الايضاف كتاب الله و مخالف كتاب الله لا يكون نبی الله وهذا نبی روى خلاف القرآن الاترى الى قوله تعالى الزانية الزاني ثم قال والاذان و تبايتها منكم ولم من من المجهود

صحابہ ثابت ہو جاوے اُس وقت ہم کو اُس پر یقین کرنا اور اُس کو  
ہر وقت اپنے پیش نظر رکھنا ضرور ہی پھر اگر ساری خدائی اُس قول  
کے مخالف ہو ہم کو کچھ اعتنا نہ چاہیئے پس ہمارا مقیدہ تو اپنے  
پیغمبر کے اقوال کی نسبت یہ ہے مگر جو لوگ اُسے سعدی و نظامی  
کا قول سمجھتے ہوں یا زید و عمر کی باتوں کی طرح اُسے آسان جانتے  
ہوں وہ مستحق ہیں کہ ہر بات کو حدیث سمجھیں یا ہر شخص کے  
قول کو قول رسول جانیں \*

باتی رہا یہ امر کہ اب تحقیق اور تنقیح احادیث کی کیونکر کی  
جاوے اُسکی نسبت کچھ بہت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہی کیونکہ  
ہمارے اگلے محققین یہ کام کر گئے ہیں اور احادیث کے ضعف اور  
صحیح کی تحقیق کر چکے ہیں اور کتاب الرجال میں راویوں کے حالات  
لکھ گئے ہیں ہمارے واسطے اب کوئی زیادہ دقت نہیں ہی بجز اُسکے  
کہ ہم اُنکی تحقیقات کو دیکھیں اور اُن محققین محدثین کی اُن  
تحقیقات سے فائدہ اُٹھائیں جو اُنہوں نے تنقیح احادیث میں کی ہیں  
پس جو حدیث ایسی ہو کہ جسکا تواتر یا شہرت یا صحیح درجہ یقین  
پر پھر نہ آئے مثلاً آیات قرآن کے واجب الیقین اور واجب العمل جائیں  
جسے مضرع اور غلط اور غیر صحیح پڑیں اُس کی طرف حدیث کے  
لفظ کی نسبت کرنے سے بھی تامل کریں \*

غرض کہ اب انصاف پسند مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ غرر کریں کہ  
ہم مسلمانوں کا کمال اسلام یہ ہے کہ جو بات جس تفسیر میں بنام  
حدیث لکھی ہو اُسے بلا تامل بلا تردد حدیث سمجھیں یا کمال اسلام  
یہ ہے کہ اُسکی صحیح کی تحقیق کریں اُس کے ماخذ و میداد پر  
غور کریں جب امام الصرمین اور امام حصۃ الاسلام سے مولفین اور ہدایہ  
سی معتبر کتاب کے قائلین کرنے والوں کو احادیث غیر صحیح میں  
دھوکہ ہو گیا تو پھر نس کی کتاب پر بلا تحقیق اعتبار کیا جاوے پس  
اگر ہم کاذب یا مرتد ہیں تو صرف اس گناہ میں کہ ہماری خواہش  
یہ ہے کہ ہمارے پیغمبر کا قول اوروں کی باتوں سے جدا ہرجارے  
اور ہمارے مہرب رسول کی طرف کوئی چھوٹی بات کو منسوب نہ کرے  
اور وہ اعتواضات اور عطامن جو دین اسلام پر وضعی اور غیر صحیح  
حدیثوں کے سبب سے ہوتے ہیں مرتفع ہرجاروں اور وہ باتیں جن سے  
مخالفات اقوال رسول کی حقائق محققہ سے سمجھی جاتی ہی باطل  
تھیں اور سب لوگ مذہب اسلام کو ایک مجرورہ ایمان اور نیکی  
اور سچائی اور عقل اور حقیقت کا جانیں سوائے اُس کے نہ کچھ  
دوسری خواہش ہی نہ اور کوئی تمنا ہی نہ ہی ہماری خصلت ہی اور  
یہی ہمارا گناہ ہی - نسبت یاروان طریقہ غیر ازین تصور ما \*

شہادت دیتے ہیں کہ کوئی بات آنحضرت صلعم نے خلاف قرآن کے نہیں  
فرمائی نہ کسی ایسی چیز کا حکم دیا جسے خدا نے منع کر دیا ہو نہ  
کسی ایسی چیز کو جدا کیا جسکے ملانے کا اللہ نے حکم کیا ہو اور نہ  
کسی چیز کی ایسی صفت بیان کی جو مخالف بیان خدا کے ہو اور ہم  
شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا ہر قول موافق تھا خدا کے مروجہ  
کے اور اُسی لئے خدا نے فرمایا ہی کہ جس نے اطاعت کی رسول کی  
اُس نے اطاعت کی خدا کی \*

پس اب ہم مسلمانوں کو ان درتوں قوالوں پر ذرا غور کرنا اور  
انصاف سے دیکھنا چاہیئے کہ ان اماموں نے اُن حدیثوں کو جنکا سلسلہ سند  
آنحضرت تک پہنچتا ہی صرف اصول صحیحہ عقلی پر تمسک کرنے  
سے غلط ٹھوایا اور راویوں کی روایتوں کو غلط کہہ کر اصول دین کو بچایا  
یہ ایک حدیث سے ایک پیغمبر کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہی اور  
دوسری حدیث سے پیغمبر کا قول مخالف قرآن کے ہونا لازم آتا ہی  
پس کیا حال بیان کیا جاوے اُن غلط قوالوں کا جسے جاہلوں نے اپنی  
جہالت سے یا متعصبین نے اپنے تعصب سے یا افسدوں نے اپنی لامذہبی  
سب سے یا نادان دینداروں نے اپنی نادانی کی وجہ سے یا بے سمجھ  
اعظیوں نے لوگوں کے قرآن اور خوش کرنے کے لئے آنحضرت سے منسوب  
کیا اور اُن باطل کو احادیث نبوی ٹھوایا اور پھر کیا بیانی کی جاوے  
قائد کی وہ مصیبت جس نے اُن قوالوں سے کتابوں کو بھر دیا اور ایک نے  
دوسرے سے اور دوسرے نے تیسرے سے نقل کر کے اُنکو تواتر کے درجہ پر  
پہنچادیا ہو \*

الواصل یہ خیال کرنا کہ جس کتاب میں قال قال رسول اللہ  
ای اللہ علیہ وسلم لکھا ہو اُسے سچی حدیث رسول خدا کی سمجھ  
نا اور اُس پر دین کی مہارت کھڑی کرنا نادانی ہی کیونکہ دین  
یک ہوا نازک معاملہ ہی اور کسی قول کو بلا تحقیق یقین کر لینا  
ہمارے پیغمبر صلعم صاحب کا قول ہی نہایت خطرہ کی بات ہی اس  
محلے کہ پیغمبر صلعم کا قول ایک عام آدمی کا قول نہیں ہی جس کا  
انکا نہ ماننا کچھ نقصان کا سبب نہو آنحضرت کا قول ہمارے  
ہم و مذہب کی بنیاد ہی اُس کو بعد صحیح کے نہ ماننا یا اُس پر  
ہیں نہ کرنا یا اُس کے مطابق عمل نہ کرنا ہمارے دین کی پریشانی کا  
بب ہی پس اُس شخص کا قول جو ہماری ہدایت کا ذریعہ ہو  
س نے اور ہمارے دین و دنیا کی بھلائی پرانی موقوف ہو اور  
س پر ہمارے اعتقاد اور اہمال کی بنا ہو ایسا ہی کہ ہم کو نہایت  
د اور فکر سے اُس کی تحقیق کرنا اور نہایت محنت اور دقت سے  
س کی صحیح ثابت کرنا واجب ہے ہی پس جب اگہ ہم کو اُس کی

## ذکر اقوال صحابہ کبار و تابعین کا

## جو تفسیروں میں ہیں

اقوال صحابہ کبار کے دو قسم کے ہیں ایک وہ جسے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پس وہ تو حدیث میں داخل ہیں دوسرے وہ جو کچھ انہوں نے اپنی رائے اور اپنی سمجھ سے کہا پس یہ عقیدہ محققین کا ہی نہ روایت انکی مضموم ہی رائے انکی مضموم نہیں مگر قطع نظر اس کے اُن اقوال کا ثبوت بھی یہ سند صحیح چاہیئے حالانکہ ہند تحقیقات کے بعد ہی کم ثابت ہوگا کہ جو اقوال اُن بزرگرسے منسوب ہیں وہ سب کے سب صحیح ہوں چنانچہ صرف حضرت عبداللہ ابن عباس سی ہزارہا روایت تفسیروں میں پہری ہوئی ہیں اور اکثر اُنہیں سے چوٹی اور وضعی عین اور حضرت عبداللہ ابن عباس پر ترمیم ہی جیسا کہ اوپر ہم بیان کرچکے اور خود حضرت عبداللہ ابن عباس نے صرف چار حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں مگر ہمارے علما نے اُنکی روایت کو اور احادیث کی نسبت بھی قبول کیا ہی لیکن وہ اقوال جو حضرت عبداللہ ابن عباس سے تفسیروں میں منقول ہیں خرافہ وہ اُنکی روایت ہو یا درایت اُنکی نسبت تحقیق کرنا نہ اسکا ثبوت ہوتا ہی یا نہیں ضرور ہی باقی رہے اقوال تابعین کے اگر اُنکی صحت بھی ثابت ہو جائے تو کانوار چال و نعن رجال و الامور یغنیان و بیہم بہال \*

## ذکر قصص اور اخبار کا جو تفسیروں

## میں ہیں

خد اُن قصوں اور کہانیوں کو کسی مسلمان کو نہ دکھائے نہ سنائے جو لوگوں نے تفسیروں میں بھر دیئے ہیں انہر چھوٹے اور بے بنیاد ہیں اور یہودیوں سے سنئے ہوئے ہیں احادیث صحیحہ سے قصص اور اخبار کا ہونا بہت ہی تم پایا جاتا ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیثوں میں اخبارامم سابقہ کو بہت ہی تھوڑا بیان کیا ہی ہمارے پچھلے مامور نے اکثر قسے + یہودیوں سے + جو قصص اور اخبار اور غیب کی باتیں منسوبین نے لکھی ہیں اُنکا لینا اہل کتاب سے بے تحقیق ہمارے محققین کے ثابت ہی اور صرف پچھلے علما کی نسبت از الامداد ابراہیم حاشیہ نغیۃ الفکر میں جسکا نام قصاص الوطی ہے لکھتے ہیں کہ عبداللہ ابن سلام اور عبداللہ عمرو بن عباس نے اہل کتاب سے نقلیں کی ہیں اور جب شام کا ملک فتح ہوا تب ایک بار شتر تھامیں کا اہل کتاب سے عبداللہ عمرو بن عباس نے

سنکر اپنی کتابوں میں نقل کر دیئے اور جنہوں نے اپنی تالیف کو زیادہ مائل دینا چاہا انہوں نے اور اُس میں دخل درمقررات فرمایا ہمارے نزدیک اکثر قصے اور اخبار امیر حمزہ کیسی داستان ہی نہ اعتبار کے لائق نہ اعتماد کے قابل من شاہ فیقل و من شاہ فلیکر \*

## ذکر واقعات آئندہ کا جو تفسیروں میں ہیں

واقعات زمانہ آئندہ کے جو کچھ بیان کیئے گئے ہیں اُنکی نسبت تحقیق کرنا چاہیئے کہ اسکا سلسلہ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہی یا نہیں اور اُس میں بھی وہ روایت بدرجہ شہرت یا صحت پہنچتی ہی یا نہیں اور اُس میں محدثین نے وہ تسامح جو ایسی حدیثوں میں جایز سمجھا گیا ہی کیا ہی یا نہیں اگر بعد

پایا اور اسکر روایت کیا اسی واسطے اُنکی حدیثیں کم ہیں مگر وہ باتیں جو نثر سے اُن سے منقول ہیں وہ صرف اخبار اور قصے بنی اسرائیل کے اور روایات اہل کتاب کی ہیں کہ اس میں اُنکی حدیثیں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ ہیں و ہذا عبارتہ - و مثل الصعابی الذی لم یأخذ عن اسرائیلیات ابوبکر و عمر و عثمان و عی و مثل من أخذ عن عبداللہ بن سلام و قیل عبداللہ عمرو بن عباس فانہ لما فتح الشام أخذ حمل بیزر من کتب اہل الکتاب و کان یحدث منہا فلما انتقاہ الناس نقل حدیثہ و ان کان اکثر حدیثا من ابی ہریرۃ یا عترانہ والعماد بها قصص بنی اسرائیل و ما جاء فی تہمیم - اور سلا علی قاری شرح الشرح نغیۃ الفکر میں لکھتے ہیں - او احدث الذی یقرۃ الصعابی الذی عرف بالنظر فی اسرائیلیات عبداللہ بن سلام و عبداللہ عمرو بن عباس فانہ کان حصل منہ من وثقۃ الیہرمو کتب نغیۃ من اہل الکتاب و کان یخبر بہ انہما من الامور الغیبیۃ حتی کان بعض اصحابہ یوما قال حدثنا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا تعدننا من الصحنۃ - اور علامہ سیوطی عبداللہ عمرو بن عباس کی تفسیر کی نسبت لکھتے ہیں کہ "و ما شیہا بان تکن مما یعملہ من اہل الکتاب" اور دوسرے علقہ کے بڑے مفسر متجاہد رحمۃ اللہ علیہ ہیں اُنکی نسبت میزان الاعتدال ذہبی میں لکھا ہی کہ "قال ابوبکر بن العیاش قلت لامامی ما بال تفسیر مجاہد قال اخذنا من اہل الکتاب" اور دوسرے طبقہ کے بڑے مفسر مقاتل بن سلیمان ہیں جو امام المفسرین کہلائے جاتے ہیں اُنکی نسبت میزان الاعتدال ذہبی میں لکھا ہی کہ قال ابن حبان کان یأخذ من الیہود النصارى من علم القرآن ما یروا فی تہمیم و کان یکنز بالحدیث و قال البخاری قال سفیان بن عیینہ سمعت مقاتلہ یقول ان لم یخرج الدجال فی سنۃ خمسین و مائۃ فاملوا انی کذاب -

اس حدیث کو اُن لوگوں نے جو آئندہ سو برس تک چلے گئے، دسویں صدی میں منظر قیام کے رہے مگر بعد چھ صدیوں بعد دسویں صدی ہوئی اور کچھ بھی آثار قیام کے نظر نہ آئے تو اُس سے پہلے نے انکار کیا اور اُس کو غلط جانا پس اگر وہ لوگ زندہ رہتے جو اُس حدیث کی صحت کے معتقد تھے تو دسویں صدی میں اُن کو اسلام چھوڑنا پڑتا کیونکہ وہ تخریب و سرور کی کرتے اور اگر وہ بزرگ پہلے ہی سے اُس حدیث کی تصدیق کرتے اور اُسے بے اصل سمجھتے تو اُس پر اعتقاد نہ رہتے تو دس صدی کا اگر کچھ صدیاں گزر جاتیں تب بھی اُن کے اعتقاد اور یقین میں کچھ شبہ نہ ہوتا شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ میں یعنی ۹۲۳ ہجری میں اُس حدیث کو غلط بتایا کیونکہ وہ دسویں صدی میں تھے مگر انیسویں ہی نہ

اُنہوں نے بھی ایک دوسری حدیث سے کہ عوراد دنیا سے سیمۃ اہرام میں انعام الاخرة و بعثت فی احوال الیوم السادس اپنی کتاب میں لکھ دیا کہ اب عمر دنیا ۲۷۶ باقی ہی اب ہم اپنے پاک اور نیک سچے مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ وہ ۲۷۶ برس بھی گزر گئے اور عمر دنیا کی ابھی تمام نہیں ہوئی تو اب مسلمان کیا کریں نبی کی سچائی میں شبہ نہ کر کے اسلام کو چھوڑ بیٹھیں یا اُس حدیث کی صحت میں شبہ نہ کریں ہمارے نزدیک ہمارے مسلمانوں کو یہاں بات تو منظور ہو گئی مگر دوسری بات پسند نہ کریں گے کیونکہ اُس تحقیقات کی غلطی ٹپس ہوتی ہی جو بڑے نامی مشہور مفسرین نے کی ہی اور علامہ سیوطی سے مصنف محدث مفسر نے لکھی ہی پس کیا ہمارے بھائی مسلمان ماحد اور مرتد ہیں جو ایسے محدثین کی باتوں کو غلط جانیں اور اُن کے قول سے انکار کریں \*

فرضہ یہ انسانہ درد کہاں تک بیان کیا جاوے اور کتابوں کی ثنوت اور اقرار غیر معتمد کے پھرنے سے جو کچھ خرابیاں عمریں ہیں اُسکا کیا بیان کیا جاوے بڑے مرد اور کامل کا نام ہی نہ رہا اب صحیح و غلط سے تمیز کرے اور بے اصل باتوں کو دینی کتابوں سے خارج کرے ورنہ ایسی ایسی روایتوں اور کہانیوں سے دین اسلام کی صحت سے اعتقاد آج نہیں کل نہیں پرسوں اُٹھ جائیگا \*

## ذکر استنباط مسائل اصولی و فروعی کا

## جو تفسیروں میں تھی

جو مسائل اصولی و فروعی صاف صاف قرآن مجید میں مذکور  
ہیں اُس سے قطع نظر کر کے جو کچھ احتیاط اُن آیات کے اشارات و

تحقیقات کے اُسکی صحت ثابت ہو (حافظہ چھ بہت کم ہوگا) تو  
 اُسے ماننا چاہیئے درتہ اُسکو ایک دل خوش کن کہانی سمجھنا چاہیئے  
 اور اس بات پر قازاں نہونا چاہیئے کہ بڑے بڑے بزرگوں نے اُن  
 واقعات کو بیان کیا ہے اور اچھے اچھے عالموں نے اُسے قبول کیا ہے  
 کیونکہ بعض بلکہ اکثر باتیں ایسی ہیں کہ جن سے کذب کی نسبت  
 آنحضرتؐ کی طرف ہوتی ہے رِعون باللہ من ذاک \*

میں ایک حدیث کو بیان کرتا ہوں + جو کہ اگلے زمانہ میں بہت مشہور تھی اور لوگوں کی زبان پر تھی کہ پیغمبر خدا ﷺ ہزار برس سے زیادہ قبر میں نہ رہینگے مگر ہزار برس کے اندر قیامت آجائیگی

† شيخ جلال الدين سيوطي كتاب الكشف عن معجزة هذا الأمة  
الآلاف من فرصاته هي - ويعد فقد كثير السوال عن الصدق المشهور  
علي السنة الناس ان النبي صلي الله عليه وسلم لا يمكث في قهوة الف  
سنة وانا اجيب بانك باطل لاصل له ثم جاء في رجل في شهر ربيع من  
سنة ٨٩٨ معه ورقة بضله فترآه نقلا من ثنيا فتبى لها بعض اكابر العلماء ممن  
ادركته فيها انه اعتمد مقتضي هذا الصدق وانه يقع في المائة اعاشرة  
مخرج المهدي والدجال و نزول عيسى وسائر الاشراف والنخ في الصور  
ومضي الاربعمائة سنة التي بين النفتين وتنفخ نفخة البعث قبل تمام  
الآلاف فاستمع حديث هذا الكلام من هذا العالم المشار اليه وكره  
ان اصرح بردة قادبا سنة فقله هذا شئ لا يعرف نصرا لني السائل تعري  
المقال في ذلك فلم اذاعه مقصودة الي ان قل فاجبت الي ماساوا و  
شرعه له. منهم فان شاذ اعاجابوا وان شذوا امهروا وسميعة الكشف عن  
معجزة الأمة الآلاف فاقول والالهي دلس عليه الآثار ان هذه الامة تزيد علي  
الف سنة ولا يبلغ الزيادة عليها خمسمائة سنة الى آخر ما قل في تلك

الإرسالة رابعت في آخر بعض النسخ ماعورقة وحكى بعض أهل التاريخ أن قاريخ الدنيا من لدن آدم عليه السلام حين بقيت من الجنة إلى طوفان نوح عليه السلام ألف عام ومائة عام ومن طوفان نوح إلى زمن إبراهيم عليه السلام ألف عام ومائة عام ومن زمن إبراهيم إلى زمن موسى عليه السلام ألف عام ومن زمن موسى عليه السلام إلى زمن عيسى عليه السلام ألف عام ومن زمن عيسى عليه السلام إلى زمن نبينا محمد صلى الله عليه وسلم خمسمائة عام ومن الهجرة إلى الآن تسعمائة عام وأربعة وعشرون سنة مجروح ذلك ستة آلاف وتسعمائة سنة وأربعة وعشرون سنة وعلى هذا يقال الباقي القيام الساعة من يومنا هذا هو ستة وأربعة وعشرون وتسعمائة مائتا سنة وستة وسبعون سنة بديل قوله صلوات الله على الدنيا سبعة أيام من أيام الآخرة ويشتق في آخر يوم السادس وقال الله تعالى وإن زماما عندك كالف سنة مما تعدون —

کتابیات سے کیا ہی اُسمیں اختلاف کا ہونا بھی دلیل اس پر ہی کہ وہ سب منقول صاحب الشریعہ سے بلکہ حلف صالح سے نہیں ہیں اور اس لئے جہاں تک موافق قواعد عربیہ کے استنباط اُسکا ہی وہ واجب قبول ہی اور جو بعض فقہاء نے بعض مسائل کے اثبات میں ایسی آیتوں سے استدلال کیا ہی جنکو حقیقت میں اُن آیتوں سے کچھ تعلق نہیں ہی وہ واجب القبول نہیں \*

بعض متکلمین نے بھی دائرہ احتیاط سے پانوں باہر نکالا ہی اور اُنہوں نے فریق مخالف کے الزام اور اپنے عقاید کے اثبات کے واسطے آیتوں کی ایسی ایسی تفسیر کی ہیں کہ جس سے کچھ تعلق اُس عقیدہ کو نہیں ہی اور اُس کا ثبوت اُن کتابوں کے دیکھنے سے ہوتا ہی جو معتزلی اور دیگر فرقہ مبدعہ کے عقاید کی تردید میں تالیف ہوئی ہیں \*

بعض متصرفین نے بھی اپنے عقاید کے اثبات میں تفسیر میں بہت بے احتیاطی کی ہی بلکہ ثوبت بد تعریف پہنچادی ہی کہ اپنے فاسد عقیدوں کے مطابق ایسے معانی قرآن کے بیان کیئے ہیں کہ جن کو کچھ تعلق الفاظ سے نہیں ہی اور بلا رعایت اصول فروع کے اور بلا لحاظ قواعد عربیہ کے نئے معنی پیدا کیئے ہیں جیسے کہ تفسیر معتمد ابن حمزہ کرمانی کی ہی جس کا نام عجائب غرائب ہی اُس میں ایسے عجیب اقوال لکھے ہیں کہ سننے والے کو تعجب آتا ہی اور بسبب غرائب کے عوام کو اچھ معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت میں وہ اقوال ایسے ہیں کہ اُن پر اعتقاد کرنا کیسا نقل ہوئی اُن کلمات کی جائز نہیں \*

فرض کہ جو مسائل اصولی و ذروعی آیات قرآنی سے استنباط کیئے گئے ہیں اُسکی صحت پر صرف تفسیروں میں لکھا ہوتا ہی کافی نہیں ہی بلکہ اُس استنباط کو دیکھنا اور آیات قرآنی سے اُس استخراج کو جانچنا محقق کا کام ہی کیونکہ جو تفسیریں لوگوں نے بعد طائفہ تبع تابعین کے کی ہیں اُن کا یہ حال ہی کہ جو مفسر جس علم اور جس فن کا شایق ہوا اُس نے اُسی علم اور اُسی فن کو اپنی تفسیر میں پور دیا اور یہاں تک مبالغہ کیا کہ اُس کے نزدیک گویا خدا کو قرآن کے نازل کرنے سے انہیں علموں کا بیان کرنا مقصود تھا اور اپنے کلام کو خدا نے اسی لئے نازل کیا تھا، مثلاً جو لوگ بڑے نہرویی تھے اُنہوں نے اپنی تفسیروں میں امراء اور قراء کو پور دیا اور سارے مسئلے نہرو کے قرآن سے نکالی اور تفسیر کو اُنہوں نے کافہ کی شرح بنا دیا جو لوگ تاریخ میں خوب ماہر تھے اُنہوں نے اپنی تفسیروں کو قصور سے پور دیا اور اگلی پچھلی خبریں جو ذروعی سچی تفسیروں میں پور دیں اور اُنہوں نے تفسیر کو الف لیلا بنا دیا جیسا کہ ثعلبی نے کیا (جسے لوگ بڑا مفسر جانتے ہیں) جو لوگ فقہ کو خوب جانتے تھے اُنہوں نے تفسیر سے سوائے فقہ اور مسائل ذروعی کے ذروعی فرض ہی نہیں جانی اور اُن مسائل کو استنباط آیات سے کیا جو کھیل طرح اُن لفظوں سے نہیں نکلتی مثلاً علامہ قرطبی کے اور جو لوگ علم کلام کے شایق تھے اور عقلی مسائل سے اپنے عقیدوں کو ملاتے تھے اُنہوں نے تو تفسیر کو فلسفہ یونان کے قولوں کا مجموعہ کر دیا اور اُن مباحث کو ایسا طویل دیا کہ دیکھنے والے کو حیرت

کا

کا

کا

کا

کا

بعض العلماء فقہ کل شیئ الانفسیر —

حالانکہ سبب اس کا یہ ہے کہ تفسیروں میں ہیئت یونانیوں کے مسائل مفسرین نے بہر دیئے ہیں اُسے لوگ دیکھتے سنتے رہے ہیں اور راسخو اسلئے وہ اُن اقوال کو بھی دینی مسائل جانتے ہیں کہ وہ کچھ ہی غلط اور پوچھ اور بے اصل ہوں \*

اُن معقولی مسائل کے تفسیروں میں داخل کردینے سے ایک بڑا نقص یہ ہوا کہ وہ باتیں جنکی واقع میں کچھ حقیقت نہ تھی اور جنکی اپ غلطی کہل گئی لیکن اب اُس سے انکار کرنا اور اُن مسائل ہی کو غلط کہنا تنصیر اور العاد سمجھا جاتا ہے بہت ہی کم لوگ ایسے ہونگے جو یہ سمجھیں کہ اُن مسائل کا تفسیر میں داخل کرنا ہی بیجا تھا اور اب اُس سے انکار کرنا اور جو حقائق موجودات اب ثابت ہوئیں اور ہوتی جاتی ہیں اُس کا ماننا کچھ قانع اسلام نہیں \*

بہت سی باتیں یہ نسبت اخبار اور واقعات اور کیفیات موجودات کے تفسیر کیلئے وغیرہ میں ایسی بھری ہوئی ہیں کہ جنکو دیکھنے سے ہنسی آتی ہے اور جنکے ذکر کرنے سے کسی پڑھے لکھے ہونے تربیت یافتہ آدمی کے سامنے شرم معلوم ہوتی ہے اور گو وہ باتیں وہی ہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں تھ کسی صحابی و تابعین نے نہ اُن کی کچھ صحت ہی مگر اب اُس سے بھی انکار کرنا اور اُس کو غلط سمجھنا ارتداد کی نشانی سمجھی جاتی ہے پس سوائے اُن پاک مسلمانوں کے جو غافقاہ سے باہر نہیں نکلتے اور جو سوائے اپنے پیروں کے مکتوبات و ملفوظات کے کچھ نہیں دیکھتے اور جو کچھ کسی شخص نے عربی زبان میں عربی خط سے لکھ دیا ہو اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو بڑی بڑی موتی موتی کتابیں سے روایتیں اور حکایتیں کے نقل کرتے ہی کو اُسکی صحت کی سند جانتے ہیں اور حقائق موجودات سے سوائے اُس کے کہ کوہ ذہن زبرد کا ہی اُسکی چوٹی پر ستون آسمان کے رکھے ہوئے ہیں اور زمین گائے کے سینک پر ہی اور گائے مچھلی کے پیٹ پر کھڑی ہے کچھ نہیں سمجھتے اور اُسی کو خدا کی قدرت سمجھ کر رجد و جال میں مصروف رہتے ہیں وہ شخص جو اب معقولات سے کسیقدر واقف ہو اور تحقیقات جدیدہ سے جس سے موجودات کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے آگاہ ہو کر انکار اپنے عقیدہ میں اُن روایتوں اور حکایتوں کو اصل دین سمجھتا اور کس طرح اُس کا دل اُن قروں کی صحبت پر عین کر لیا اور وہ اپنے ایمان اور اسلام کی تقریر میں کس کیلئے کفر کے قیڑے سے ڈر گیا \*

ہوتی ہے جسکیک تفسیر امام نظرا الدین رازی کی ہے جسکی نسبت ابو حیان وغیرہ محققین نے کہا ہے کہ نیک نل شئی الا التفسیر کہ اُس میں سوائے تفسیر کے سب کچھ ہی \*

پس اب ہم نہایت ادب سے اپنے پاک ٹیک پھاٹیوں سے عوش کرتے ہیں کہ جب کتب تفسیر کی نسبت ہمارے محققین یہ فرما گئے ہوں اور اُسکی ایسی حقیقت لکھ گئے ہوں تو اگر ہم اُن کتابوں پر اجمالی ایمان نہ رکھیں اور سبکو مثل قرآن کے واجب الیقین نہ جائیں بلکہ اُن مختلف کتابوں اور غیر محدود روایتوں اور پیشمار قروں اور لا انتہا قصوں کی تحقیق پر مستعد ہوں اور اُسکی اصلیات دریافت کرنے پر توجہ کریں تو یہ ہماری ایمان کی نشانی ہی یا اللہ ارتداد کی اگر یہی اللہ اور ارتداد ہی تو وہ ہزار اسلم سے بہتر ہے ذلک نقل اللہ پڑھنے سے یہاں \*

### ذکر تشریح حقائق موجودات کا مطابق علوم

#### عقلی کے جو تفسیروں میں ہے

یہ بات ظاہر ہے کہ قرون ثلثہ میں علوم عقلی کا کچھ چرچا نہ تھا اور حکمت اور فلسفہ یونان سے کوئی واقف نہ تھا مگر بعد اُسکے وہ زمانہ آیا جس میں مسائل فلسفہ کا جاری ہونا شروع ہوا آخر اُسکی یہاں تک ترقی ہوئی کہ وہ مسائل دین میں داخل ہو گئے اور مذہبی کتابوں میں اُن پر بحثیں ہونے لگیں اور رفتہ رفتہ یہ توجہ پھیلنے لگی کہ اُس سے تفسیریں بہر دی گئیں اور جملہ تفسیر میں اقوال پیشہیز اور صحابہ کے نقل کیئے جاتے تھے اُسی طرح انصاروں اور ارسطو وغیرہ حکماء یونان کے قول نقل ہونے لگے اور جب یہ سلسلہ جاری ہوا تو پھر ایک مفسر نے دوسرے مفسر سے اور دوسرے نے تیسرے سے اُس کا نقل کرنا یا انتساب کرنا شروع کیا اور اُن قروں کے قانون کا نام بھی لکھنا چھوڑ دیا پہلانت کہ آخر وہ اقوال تفسیروں میں ایسے مل گئے کہ لوگوں کو تھوڑا کرنا مشکل ہو گیا کہ یہ قول ارسطو کا ہی یا صاحب فریض کا یا کسی صحابی کا یا کسی امام کا اور اسیر اسلئے اُن اقوال پر دین کا مدار ٹھہر گیا اور اُن سے انکار کرنا بھی انکار آیات کے برابر سمجھا گیا چنانچہ ہمارے معتزلاً و جہد آسمان کی بھٹ میں اسے بیان کیا ہے کہ اب لوگوں کے نزدیک اس امر سے انکار کرنا کہ آسمان مثل گلاب کے وجود محسوس معلوم ارض ہی اور ستارے اُس میں چڑے ہوئے ہیں کفر ہی

## ضرورت نئی تحقیقات کی بلکہ نئی تفسیر لکھنے کی

ہمارے نزدیک اس زمانہ میں ایک بڑی ضرورت نئی تفسیر لکھنے کی ہے جو احقر وزاید سے خالی ہو اور جو غلط روایتوں سے اور چھوٹی حکایتوں سے پاک ہو اور جس میں کچھ یونانی باتوں کا ذکر نہ ہو اور جس میں حقایق موجودات کی تشریح گامی ہی ہو جس میں وہ احادیث صحاح جنکی صحت بلکہ جنکی شہرت درجہ یقین پر پور نہ تھی ہو اپنے اپنے مرتع پر مذکور ہوں اور جس میں وہ اقوال صحابہ کبار کے جس سے مسائل اصولی و نروسی کا انہوں نے احتیاط کیا ہو مقرر ہوں اور جس میں ان شبہات کا جو اہل عقل اس زمانہ کے کرتے ہیں ایسا جواب ہو کہ مخالف قواعد عربی اور مغائر شریعت مہمدی کے نہ ہو اور جس میں ان اخبار کی صداقت ظاہر کی جاوے جو الفاظ قرآن سے ثابت ہیں اور جس کی تصدیق میں بعض متکبریں بہ سبب مخالفت تاریخ اور تحقیقات زمانہ حال کے شبہ کرتے ہیں اور جس میں ان اقوال اور روایات کی تخریب بہ سند صحیح بیان کی جاوے جو غفلت سے یا سہو سے یا تعامل سے تفسیروں میں داخل ہو گئے ہیں اور جس سے اگر اگلے زمانہ میں کچھ نقصان نہ تھا مگر اب وہی روایتیں اور وہی اقوال مادہ الزام کا قرآن اور صاحب الریح پر تہرائے گئے ہیں تاکہ اب جو زمانہ آیا ہے اور جو اہل علم عقلی کی تعلیم پاتے جاتے ہیں وہ اسلام پر ثابت قدم رہیں اور ان کا دل کسی طرح پر کسی ایک نقطہ سے بھی قرآن کے ثقہ پورے اور وہ اپنے دین کو نہایت سچا اور خدا کا دیا ہوا جانیں اور نہ صرف ہماری ہی اولاد اُس سے فائدہ پائے بلکہ ساری دنیا کے دانشمند اور حکیم اور عاقل اور محقق اُس کی تصدیق کریں اور وہ خدا کے اقوال کو مطابق اُس کے فعل کے جانکر لحد صدق اللہ و رسولہ صدق دل سے کہنے لگیں اگرچہ اس خواہش کا پورا ہونا نہایت دشوار ہے مگر سب مسلمانوں پر اس طرف توجہ کرنا فرض کفایہ ہے اور اگر کچھ اُمید نہیں لیکن خدا سے اُمید ہے کہ ضرور ایسا کریگا اور ہم مسلمانوں کو ایسی توفیق دیگا \*

وہنا تقبل منا انک انتہا السميع العليم

راۃ م

مہدی علی قہنی کلکتہ مرزاپور

## اشتہار

صدر کمیٹی خوا نگار ترقی تعلیم مسلمانان

ہندوستان

واقع ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی رپورٹ پتارس میں چھپ رہی ہے اُس رپورٹ کے تنظیمات تین سو بیس صفحہ ہیں اور اُس میں تین حصہ ہیں \*  
پہلے حصہ میں جو رسالے انعام کے لئے منتخب ہوئے اُن کا ذکر ہے \*

دوسرے حصہ میں چار بحثیں ہیں \*

بعض اول میں گورنمنٹ کا جبر اور اسکالروں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث ہے \*

بعض دوم میں تحصیل و حقہ ہندی مکتبوں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث ہے \*

بعض سوم میں مسلمانوں میں علوم قدیمہ کے کھٹ جانے کے اسباب سے بحث ہے \*

بعض چہارم میں مسلمانوں میں علوم جدیدہ کے رواج نہ پانے کے اسباب سے بحث ہے \*

تیسرے حصہ میں مسلمانوں کی ترقی تعلیم کی تدبیریں اور وہ طریقہ جس طرح دو کہ ان کی تعلیم و تربیت اس زمانہ میں ہونی چاہیئے اور جس طرح کے مدرسہ اور مکتب ان کی تعلیم کے مقرر ہوتے چاہیئیں اُن کا بیان ہے \*

خاتمہ میں اُن پچیس رسالوں کا خلاصہ مندرج ہے جو حسب اشتہار کمیٹی تصنیف ہوئے تھے اور جن کے ہر ایک مضمون پر کمیٹی نے بحث کی ہے \*

اس رپورٹ کی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہوئی ہے جس صاحب کو اُس کا خریدنا منظور ہو راتم اتم پتارس زر قیمت ارسال فرماکر رپورٹ مذکور طلب فرمائے \*

واقع ہو کہ پموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۱ع اس رپورٹ کے چھپانے کے لئے جداگانہ چندہ دونا تجویز ہوا ہے جس جن ممبروں نے خاص اس رپورٹ کے چھپانے کے لئے زر چندہ بقدر پانچ روپیہ یا اُس سے زیادہ دیا ہے کہ اُن کے پاس غیہ رپورٹ پموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۲ع ارسال نہ کرے \*

(دستخط) سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی

سرکاری کمیٹی مقام پتارس

بقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حفظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا



# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER.

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۵ ]

یکم ربیع الاول سنہ ۱۲۸۶ ہجری

[ جلد سوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت مہربان و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بھاری تریشن کے منایہ فرمانا ہو تو سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پناوس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ مالکیت میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے دیتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دہار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹاے جاویں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بھاری چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں مہر متصور ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھاپا کریگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعاقب نہ ہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نہ پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* مسیور کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا یہی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

مضمون نمبر ۷۷

## آدم کی سرگزشت

تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے — یہ تو میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں مگر میرا نام آدمؑ ہی — تم پر کیا گزری — میں نے اپنے تئیں اسی دنیا میں پایا مگر نہ جانا نہ کس طرح بنا اور کسٹے بنایا میں نے آؤر بھی بہت سے چرند و پرند کیڑے مکوڑے دنیا میں دیکھے میں سمجھا کہ جس طرح یہ بنے ہوئے اسی طرح میں بھی بنا ہوگا — مگر میں دیکھتا تھا کہ وہ سب تو ایک سا کام کرتے جاتے ہیں اور کسی اور بات کا ارادہ بھی نہیں کرتے مگر میرے دل میں بہت سے خیال آتے تھے کہ یہی دل چاہتا تھا کہ یہ کروں کہی دل چاہتا تھا کہ وہ کروں کہی کہتا تھا کہ وہ کیا ہی دل گھبراتا تھا اور اُس چرند و پرند کے پاس بیٹھتا تھا کسی کو اپنا ساتھ پاتا تھا اور دل لگتا تھا تنہائی میرے دل کو گھبراتی تھی اور اُس بیکراہی سے یہ بات دلیں آتی تھی کہ میرے لیٹے میری ہی سی کچھ آؤر چیز چاہیئے \*

ایک دن میں نے اپنے ہائیں پھلو کے پاس ایک اپنی ہی سی صورت کی چیز بیٹھی ہوئی دیکھی دل بہت خوش ہوا بے قصد باچھیں کھانے لگیں دل بھی دھک پکڑ کرنے لگا اور اُس کی طرف کھنچنے لگا وہ بھی میرے پاس بیٹھنے سے نہایت خوش معلوم ہوتی تھی اور پیادری پیادری نگاہوں سے مجھے دیکھتی تھی اور مسکراتی تھی آخر میں پیکر اُڑ ہو گیا اور مجھ سے نہوا گیا اور میں نے اُس سے پوچھا کہ بوا تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے وہ بولی کہ بھائی یہ تو میں نہیں جانتی کہ میں کون ہوں جو تم ہو رہی میں ہوں مگر میرا نام حرا ہے میں بہت خوش ہوا اور تالیاں بھانک کر خوب اچھلا اور خوب کودا اور اوپر کو دیکھ دیکھ کر ایک بڑی ہستی اور بڑے قادر مطلق کا خیال کرکے خوب گھٹ گائے اور نہایت شوق و شوق سے یوں چلایا \*

اُو اُو ارے اُو ارے اُو ارے وہ جو ہے — ارے وہ جو ہے — ارے وہ جو ہے — ارے وہ جو دھیکا — ارے وہ جو دھیکا — ارے وہ جو ترہی — ارے وہ جو ترہی — میری شکرت — اُس انتہا جانک کار نے میرا شکریا اب تم اُسی پرکٹ کے پھل پھول ہو \*

اجی دادا جان یہ تو تم نے حال کی کہی ہم تو اُس سے بھی پچھلی پوچھتے ہیں — میرے پیارے وہ تو ہمارے ہوش اور تمیز سے پہلے کی بات ہے مگر اُس کی کچھ نشانیاں ہم پاتے ہیں اور خدا نے اپنی قدرت سے جو کچھ ہم میں بنایا ہے اُس سے وہ پچھلا حال سمجھ سکتے ہیں اگر تم کو اُس کے جاننے کا شوق ہے تو سنو \*

تمام زمینوں پر بسنے والی چیزیں زمین سے پیدا ہوئی ہیں مگر اُن کی آئندہ نسل جاننے کا کوئی قاعدہ بنایا ہو مگر سب سے پہلی نود صرف اُس کی قدرت سے بنی اُس نے کہا کہ ہو وہ ہو گئی پس اسی طرح میں بھی زمین سے پیدا ہو گیا پھر اُو بوا اور بوا مگر جب زمین سے نکلا تھا تو ایسا نہ تھا جیسا اب ہوں رفتہ رفتہ ہم کو یہ ضرورت ملی ہے اگر تم میری وہ حسیات دیکھو جو زمین سے نکلی تھی تو نہایت تعجب کروں کہ وہ بھی باریک اور رانے کے دانے سے بھی چھوٹا بھنگا تھا اور اُسی میں حسن و جمال عقل و کمال سب چھپا ہوا تھا جیسے بیج میں درخت کے تمام پھل پھول ٹھنی پتے چھپے ہوتے ہیں یہ اُس صانع کی قدرت ہے جو ایسی ضعیف و ناچیز چیز کو ایسا بنا ہی جس کے حسن و جمال پر لوگ ذوق مند ہوتے ہیں فرہاد سر پھوڑتا ہی زلیخا ہاتھ کاٹتی ہی مجبور سر بھسٹا نکلتا تھا ہی اپنے تقدس و کمال سے فرشتوں پر فرق لیجاتا ہی اور اپنے آپ سے اپنے صانع کو پہچانتا ہی اور پھر اُس کی مرضی اور خوشی کے بیان کرنے کو اُوروں کے لیئے واضح بناتا ہی \*

تمام قوتیں حیرانی اور انسانی ملکی و حیوانی اُس میں تھیں اور سب اُس کی اطاعت و نواہی برداری میں حاضر تھیں جس جس کام پر وہ مامور تھیں اُن کو وہی تھیں اور اپنے کام میں ذرا سی بھی خطا نہیں کرتی تھیں مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش تھی وہ میری کوئی خدمت نہیں کرتی تھی بلکہ طرح طرح کے جذبات کو جو غصہ اور غضب اور بغض و کینہ عداوت و دشمنی قتل و خون ریزی چوری و زنا کاری کے مشاعرہ میں تصویر دیتی رہتی تھی اُس نے فوٹکوں سے میں نے جان لیا تھا کہ وہ میری بڑی دشمن ہے اُسی پر قلع پانا میرا بڑا کام ہے مگر وہ بھی جتنا ہی تھی کہ میں تیزی دشمنی کہی نہیں چھوڑنے کی جہاں پاؤں گی اپنا کام کر لیتی اور جس طرف سے قابو پاؤں گی مارونگی \*

وہ قوت ایک عجیب و غریب چیز تھی دشمن تو ایسی شمشاد تھی لیکن اگر وہ نہوتی تو ایک آؤر چیز ہم میں نہوتی جو انسان کے کمال کی بھی رہی باعث ہے اور اُس کے دہان کی بھی رہی باعث ہے اور اسی سبب سے وہ قوت کہی شمشاد دشمن دکھائی دیتی تھی اور کہی دوست سمجھا میں آتی تھی مگر میری اطاعت میں کہی نہ تھی \*

خدا نے ایک ایسی مرکب چیز کو جو مشغول قوتوں کا مجموعہ تھی یعنی مجبور ایک جگہ ڈال دیا جہاں نہ مجبور ہو کر تھی نہ پیاس نہ دھرب کی گرمی لگتی تھی نہ کپڑا پہنے کی حاجت ہوتی تھی میں رفتہ رفتہ بڑا ہوتا جاتا تھا اور تمام قوتوں جو مجبور میں

قوت کا نام شیطان اور اُس قوت کا نام جو مجھ میں تھی ہر میرے کام میں نہ تھی نہ میں اُس کو کام میں لانا تھا جب میں بڑا ہوا اور سن تمیز کو پہنچا تو اُسی دشمن قوت نے مجھ کو بتایا کہ اُس سے بھی کام لے کر نیکو رہ جانتی تھی کہ جب میں اُس سے کام لوں گا تب ہی مصیبت میں پھونکا مگر اُسی قوت سے کام لینا کمال کا بھی سبب تھا اس لیے اُس دشمن قوت نے یہ کیا کہ اگر اُس سے کام لینا تو فرشتہ ہو جاویگا اور کبھی فنا نہ ہوگا وہ قوت میری ہی تو تھی اور میں اُس کو کام میں لانے کے قابل بھی ہو چکا تھا میں اُس کو کام میں لایا اور اُسی وقت میرے عیب مجھ پر کھل گئے میں نے جانا کہ میں تو ایک نہایت ناجائز ہستی ہوں بے شک مجھ میں فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کی قوت ہی مگر اُس کے ساتھ بڑا قوی دشمن بھی لگا ہوا ہی اُس سے بچنا نہایت مشکل ہی میں اپنے عیبوں کے چھپانے کی فکر میں بڑا اور خدا نے للکارا کہ خیردار اب تو اپنا آپ مالک ہوا درست دشمن سے واقف ہوا اب جب تک زمین پر رہنا ہی ٹھیک رہد کہ مجھ اور اپنا کام کر میں نہایت حیران ہوا کہ کیا کام کروں اور کس طرح ہر چاروں پہ میں سمجھا کہ خدا کی نشانیاں اور خدا کی ہدایتیں ہمارے ساتھ ہیں اُنہی کو سمجھو اور اُنہی کو مانو اُنہی کی ہدایت پر چلو اور دشمنوں سے نجات پاؤ مگر یہ مجھ میں نہ آتا تھا نہ گذشتہ بدی کا کیا علاج ہو بہت غور کے بعد سمجھا کہ کسی دوسرے سے اُس کا علاج نہیں ہو سکتا بلکہ اُس کا علاج خود مجھ میں ہی جو چیز مجھ میں ٹیڑھی ہو گئی ہے اُسی کا سیدھا کرنا اُس کا علاج ہی تب میرے لئے خدا سے کہا دینا ظلمنا افسسنا ان لم تغفرنا و ترحمنا لنكون من الخسرين

تو میں میرے کام آتی تھیں ایک قوت مجھ میں تو تھی مگر میرے کام میں نہ تھی نہ میں اُس کو کام میں لانا تھا جب میں بڑا ہوا اور سن تمیز کو پہنچا تو اُسی دشمن قوت نے مجھ کو بتایا کہ اُس سے بھی کام لے کر نیکو رہ جانتی تھی کہ جب میں اُس سے کام لوں گا تب ہی مصیبت میں پھونکا مگر اُسی قوت سے کام لینا کمال کا بھی سبب تھا اس لیے اُس دشمن قوت نے یہ کیا کہ اگر اُس سے کام لینا تو فرشتہ ہو جاویگا اور کبھی فنا نہ ہوگا وہ قوت میری ہی تو تھی اور میں اُس کو کام میں لانے کے قابل بھی ہو چکا تھا میں اُس کو کام میں لایا اور اُسی وقت میرے عیب مجھ پر کھل گئے میں نے جانا کہ میں تو ایک نہایت ناجائز ہستی ہوں بے شک مجھ میں فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کی قوت ہی مگر اُس کے ساتھ بڑا قوی دشمن بھی لگا ہوا ہی اُس سے بچنا نہایت مشکل ہی میں اپنے عیبوں کے چھپانے کی فکر میں بڑا اور خدا نے للکارا کہ خیردار اب تو اپنا آپ مالک ہوا درست دشمن سے واقف ہوا اب جب تک زمین پر رہنا ہی ٹھیک رہد کہ مجھ اور اپنا کام کر میں نہایت حیران ہوا کہ کیا کام کروں اور کس طرح ہر چاروں پہ میں سمجھا کہ خدا کی نشانیاں اور خدا کی ہدایتیں ہمارے ساتھ ہیں اُنہی کو سمجھو اور اُنہی کو مانو اُنہی کی ہدایت پر چلو اور دشمنوں سے نجات پاؤ مگر یہ مجھ میں نہ آتا تھا نہ گذشتہ بدی کا کیا علاج ہو بہت غور کے بعد سمجھا کہ کسی دوسرے سے اُس کا علاج نہیں ہو سکتا بلکہ اُس کا علاج خود مجھ میں ہی جو چیز مجھ میں ٹیڑھی ہو گئی ہے اُسی کا سیدھا کرنا اُس کا علاج ہی تب میرے لئے خدا سے کہا دینا ظلمنا افسسنا ان لم تغفرنا و ترحمنا لنكون من الخسرين

کتاب علی انہ ہوا الثواب الرحیم پھر تو خدا نے مجھ کو ایسا رتبہ بخشا کہ زمین پر اپنا ثابت کردیا اور فرشتہ غل ہی مچاتے رہے \*

دادا جان آپ کی باتیں تو ہماری سمجھ میں نہ آئیں اور ہم نہ سمجھ کہ کن قوی کا مجھ پر خدا نے تم کو بتایا تھا وہ کیا قوی تھی جو تمہارے صلیب و فرمانبرداری سے تھی وہ کیا قوت تھی جو سرکش اور نا فرمان بردار تھی وہ کیا چیز تھی جو دشمن بھی تھی اور دوست بھی دکھائی دیتی تھی اُسی نے وہاں میں ڈالا اور اُسی نے کمال کا رستہ بتایا یہ سب باتیں تو ہماری سمجھ سے باہر ہیں اگر کسی طرح پر آپ گفتگو کریں اور ہم کو سمجھا سکیں تو آپ کی نہایت شفقت و عنایت ہوگی \*

آدم نے کہا کہ تمہاری اور تمام دنیا کی سمجھ میں آجانے کے لائق تو اسی بات کو موسیٰ اور محمد نے بہت اچھی تمثیل سے بتایا ہے اُنہوں نے چلکی قریٰ کا نام فرشتہ رکھا ہی اور اُس دشمن دوست نما

خدا نے سہی ہوئی کیجئے جو آگ میں پڑے ہوئے کی مانند گم ہو رہی تھی آدم کو اور اُس کی جوڑی حوا کو پیدا کیا پھر اُن کو اس صورت پر جو ہی بنایا پھر فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر شیطان نے سرکشی کی اور خدا کے حکم کو نمانا اور سجدہ نہ کیا خدا نے اُس سے پوچھا کہ تو نے کیوں سجدہ نہ کیا اُس نے کہا کہ میں آدم سے افضل ہوں تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے خدا نے کہا جا دور ہو تو فرشتوں میں ہونے کے لائق نہیں اُس نے کہا تو مجھ کو قیامت تک ایسا ہی رہنے دو تم ہی نے مجھ کو بھکیا ہی میں بھی انسان کو بھکتا ہی رہوں گا خدا نے کہا دور ہو اے مردرد جو لوگ تیری تابعداری کریں گے اُن سے دوزخ پھر دینگا \*

پھر خدا نے ہم کو سمجھا یا کہ شیطان تمہارا پکا دشمن ہی اُس سے خیردار رہنا پھر ہم کو ہوش میں رکھا رہاں ہم کو نہ بھوک تھی نہ پیاس نہ دھوپ لگتی تھی اور نہ ٹھیکے کی حاجت تھی خدا نے کہا کہ اس میں سے جو کچھ چاہو کھاؤ مگر ایک درخت کو چٹایا کہ اُس کے پاس تک مس جانا اگر جاؤ گے تو اپنے لیے خرد ہوا کر گئے \*

مگر شیطان نے ہم کو بھکیا اور کہا کہ میں تم کو ہمیشگی کا اور ہمیشہ رہنے والی بادشاہی کا درخت بتاؤں اُس نے بھی درخت بتلایا جس سے خدا نے منع کیا تھا اور کہا کہ کسی پرانی کے سبب سے منع نہیں کیا بلکہ اِس لیے منع کیا ہے کہ تم فرشتہ اور ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ اور تمہیں کھاؤ کہا کہ میں تمہارا دوست ہوں — ہم اُس کے بھکائے میں آ گئے اور اُس درخت میں سے کھایا ایک پردہ نادانی کا جو ہم پر تھا کھاتے ہی اُٹھ گیا عیب و صواب معلوم نہ رہے لگا اپنا تنکا پس ہم کو خراب لگا درخت کے پتوں سے اپنی ہر گاموں کو چھپانے لگے اٹنے میں خدا للکارا کہ کیوں اس درخت کے کھانے سے میں نے تم کو منع کیا تھا اور تم کو نہ کھایا تھا کہ شیطان تمہارا پکا دشمن ہی چلو یہاں سے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے چند مدت تک زمین پر رہ کر اُسی میں جبر کے اُسی میں مورگے اُسی سے نکلو گے \*

پھر خدا کے بتانے سے اپنے قصور کی معافی اس طرح پر خدا سے چاہی کہ ”اے ہمارے خدا ہم نے اپنے پر آپ ظلم کیا اور اگر تو معاف نہ کریگا اور رحم نہ کریگا تو ہم آفت میں رہیں گے“ خدا نے معاف کیا

مگر آپ یہ تو فرمائیے کہ جن ثروتوں سے خدا نے ہم کو بنایا، اور جو ہم ہی میں موجود تھیں انہی میں سے کسیکو خرشتہ اور کسیکو شیطان اس طرح پر بیان کیا کہ گویا وہ ہم سے ملحدہ دوسری چیزیں تھیں جن میں سے کوئی ہماری فرماں بردار تھی اور کوئی ہماری دشمن اور اگر درحقیقت وہ ہم ہی میں تھیں تو اس طرح پر کیوں بیان ہوئیں؟

بیٹا ابھی میں نے تم سے بیان کیا کہ انسان عجیب مختلف قوتوں سے بنا ہوا ہے کہ باوصف مرکب ہونے کے ہر ایک قوت جدا جدا کام کرتی ہے مگر تمہاری سمجھ میں کچھ نہ آیا اور جب اس زمانہ میں ہی تم اُسکو نہ سمجھ سکتے تو مری کے اور اُس سے بھی پہلے کے زمانہ میں کون سمجھ سکتا تھا اس لئے خدا نے اُس مطلب کو ایسے نظروں میں بیان کیا کہ سینا کے جنگل میں پھرنے والوں اور عرب کے ریگستان کے رہنے والوں سے لیکر سقراط اور پطرح کے دوجوں تک کے لوگ سمجھ لیں؟

تمام دنیا کے خیال میں ہی کہ مرکب چیز جب متعدد چیزوں سے ملتی ہے تو ایک خاص مزاج پیدا کر لیتی ہے اُسکے ہر ہو فرد کا مزاج اپنی پہلی حالت پر باقی نہیں رہتا بلکہ دونوں سے مل ملا کر ایک قسم کا مزاج پیدا ہوجاتا ہے؟

اگر گرم پانی میں تم ٹھنڈا پانی ملا دے تو اُسکی سردی اور اُسکی گرمی مل کر اُسکو ٹھنڈا کر دیتی ہے یہ کبھی نہیں ہوتا کہ دونوں میں اور سرد پانی کی سردی بدستور سرد اور گرم پانی کی گرمی بدستور گرم رہے؟

یہ سہی گرم و سرد خشک و تر دراڑوں سے ملا کر ایک معجون بناؤ اُن دراڑوں میں سے کسی ایک کا بھی مزاج اپنی اصلی حالت پر باقی نہیں رہنے کا بلکہ سب سے مل ملا کر اُس معجون مرکب کا ایک خاص مزاج پیدا ہوجاویگا مگر انسان ایک عجیب معجون مرکب ہے مختلف قوتوں سے مرکب ہے اور وہی اُسکے وجود کے اور نیز باہم ایک دوسرے قوتوں کے بقا کے سبب ہیں اگر اندرونی قوتوں میں سے ایک قوت انسان میں سے نرسٹ ہو تو دوسری قوت بھی باقی نہیں رہے اور باوجودیکہ یہ سب قوتیں ایسے آپس میں ملے ہوئے ہیں جیسے درودہ میں پانی اُس پر بھی سب اپنے اپنے جدا جدا مزاج پر قائم ہیں اور اپنا اپنا جدا جدا کام کر رہے ہیں پھر اس ترکیب انسانی کو سمجھانے کے لئے تمام چیزوں نے تمثیلی زبان اختیار کی اور جس طرح کہ اُن نے جدا جدا کام تھے اسی طرح اُنکو ملحدہ ملحدہ اس طرح پر بیان کیا کہ گویا وہ الگ الگ ایک دوسرے کے مقابل جدا جدا چیزیں ہیں

اور یہ بتایا کہ تمہارے پاس میری ہدایت آئے گی جو کوئی اُسکی تابعداری کریگا اُسکو کچھ تر نہرگا جو میری نشانیاں کو نہ مانے گا وہ درج میں جاویگا اور ہمیشہ اُسی میں رہے گا؟

پھر خدا نے آدم کو زمین پر اپنا نایب بنایا فرشتوں نے کہا کہ کیا ایسے شخص کو زمین کی نیابت دیگا جو اُس میں فساد کرے اور خون بہا دے اور ہم تو تیری پاکیزگی سے تجھ کو یاد کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں خدا نے کہا کہ ہاں میں سب کچھ جانتا ہوں جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے؟

پھر خدا نے آدم کو سب چیزوں کے نام بتائے اور فرشتوں کے سامنے کیا اور نہا کہ اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ فرشتوں نے کہا کہ تیری دواہائی میں جو کچھ تو نے بتا دیا ہے ہم تو اُس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے پھر آدم سے کہا کہ تم اُنکے نام بتاؤ آدم نے سب کے نام بتا دیئے خدا نے کہا کہ میں نے کہا تھا کہ آسمان و زمین میں کی جھوٹی ہوئی باتیں اور جو کچھ تم ملائیے یا خفیہ کرتے ہو سب کو جانتا ہوں؟

دادا جان یہ باتیں تو صاف صاف ہماری سمجھ میں آئیں ہم سمجھ کہ خدا نے ہم کو پیدا کیا اور ہم کو فرشتوں پر بھی عزت دی اور ہمارے دشمن شیطان کو بھی ہمیں بتلادیا مگر ہم اُسکے قریب میں آئے اور خدا کے حکم کے برخلاف کام کیا اور خود اپنے فعل سے گنہگار ہوئے اور جب اپنے گناہ کا اقرار کیا اور معافی چاہی تو خدا نے معاف کر دیا اور ہم کو زمین پر اپنا نایب کر دیا اور ہمارے پاس ہدایت بھیجنے کا وعدہ کیا پھر اگر ہم اُس کی ہدایت پر چلیں گے اپنا بھلا کرینگے اگر اُس پر نہ جائیں گے خود اپنے لئے کائے برائیوں کے مگر اسمیں بھی کئی باتیں پڑھنی ہیں؟

آپ نے یہ کیا فرمایا کہ خدا نے آدم و حوا کو پہلے پیدا کیا پھر اُنکو اس صورت پر جو اب ہے بنایا؟

بیٹا تم نے قرآن پڑھا ہے اسمیں تو صاف لکھا ہے کہ وَلَقَدْ خَلَقْنَاكَ ثُمَّ صَوَّرْنَاكَ یعنی خدا نے تم کو پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں اصل یہ ہے کہ انسان نطفہ میں نہایت باریک بھینے کی مانند پیدا ہوتا ہے پھر اُسکی صورت بنتی ہی یہی بات خدا نے بھی کہی اور ہمیشہ پڑھنی ہوتا ہے؟

دادا جان یہ تو عجیب بات آپ نے بتائی مرنے تو کبھی سہی بھی نہ تھی قرآن میں تو عجیب عجیب قدرتی باتیں لکھی ہیں جو اُس زمانہ کے لوگوں کے خیال میں بھی نہ تھیں اب جس قدر حقایق موجودات کہلاتی جاتی ہیں قرآن کی حقیقت سمجھ میں آتی جاتی ہی ہے شک یہ خدا کا کلام ہے؟

نعرۂ بالہ نعرۃ اللہ بیٹا توبہ کر توبہ کر گاویں پر سامانچے مار  
یہہ کیسی کفر کی باتیں تھنے کہیں یہہ غلط تھیں ہی بالکل سچ ہی قرآن  
میں بھی لکھا ہوا ہے قال یما افرتین لا تملن اہم صراطک المستقیم  
یعنی شیطان نے خدا سے کہا کہ اس سبب سے کہ تو نے مجھکو گمراہ کیا  
میں بھی اُنکی بات مارنے کے لیئے تیری سیدھی راہ میں بیٹھوں گا \*

مگر غرر کر اور سمجھ کر اُس کا مطلب کیا ہی اور کس بات کا  
اشارہ ہی سمجھ کر وہ سرکش قوت خود خدا نے بنائی ہی اور  
اُس سرکشی کی قوت خود خدا نے اُس میں رکھی ہی پس ان لفظوں  
سے کہ تونے ہی مجھکو بھکاریا ہی اسی بات کا اشارہ ہی کہ اُس  
قوت کا خالق اور اُس قوت کو یہہ قوت دینے والا بھی وہی ایک  
خدا ہی اور یہی اُسکا بھکانا ہی مگر خدا نے انسان میں ایسے بھی  
قوی رکھے ہیں جو اُسکو زہر اور صلیح کر سکتے ہیں اور یہی حکم دینا  
ہی کہ آدم کو سجدہ کو پس ان دونوں صفتوں کو عام فہم کرنے کو خدا نے  
تمثیلی زبان سے یوں بتایا کہ خدا نے شیطان کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ  
کر یعنی ایسے بھی اسباب بنادینے ہیں کہ وہ انسان کا صلیح ہو سکتا  
ہی دیکھو ایرب پیغمبر نے کیسا اُسکو صلیح کیا پھر یوں کہا کہ اُسنے  
سرکشی کی اور خدا کا حکم ٹھاننا یعنی وہ قوت ایسی سرکش ہی کہ  
صلیح ہو ہی نہیں سکتی ایک موقع پر ہم گناہ سے بچتے ہیں اور  
دوسرے موقع پر گناہ میں پڑتے ہیں اگر نہیں پڑتے تو ہکھو اُس  
دشمن کو ہر وقت و ہر دم دباؤ دھنا اور پابندی رکھنا تو ضرور پڑتا ہی  
اور وہ ہم پر ہر دم چھوٹتا اور ہم پر حملہ کرنا تو ضرور چاہتا ہی پس  
اس حقیقت کو نبیوں کی زبان نے کیسی عمدہ طرح پر حکم اور نافرمانی  
کی اصطلاح میں بیان کیا ہی صاوات اللہ علیہم اجمعین \*

دادا جان جو کچھہ تھنے کہا ہم سمجھتے ہیں کہ خدایہ نے تمکو  
بتایا ہی کیونکہ آج تک کسی انسان نے تو ایسے حقائق و معارف بیان  
نہیں کیئے جس سے دلو کو تسکین ہو آپ ہی پر خدا نے اپنا فضل کیا ہی  
جو آپ کے دل سے ایسے حقائق و معارف نکلتے ہیں ابھو ہمیں پوچھتے  
ہو شرم آتی ہی مگر دو چار باتیں تو اور بتا دیجھیئے \*

بیٹا تم کچھہ شرم صہ کرو پوچھتے جاؤ خدا کی بات میں کچھہ  
غلطی ہو ہی نہیں سکتی ہاں ممکن ہی کہ میری بات یا میری سمجھ  
میں غلطی ہو جارے میں بھی انسان ہوں جس طرح تم غلطی میں  
پڑ سکتے ہو میں بھی پڑ سکتا ہوں میرے اُسی نذر کلام میں غلطی  
نہیں ہوتی جس قدر کہ مجھکو وحی آتی ہی یہہ سب باتیں میں نے  
رحی سے نہیں کہیں بلکہ خود اپنے میں اور تم میں دیکھ دیکھ کر

دادا جان یہہ بات تو ہماری سمجھ میں بالکل آگئی اور اس  
بیان سے ایک آؤر مقدمہ حل ہو گیا کہ بعضی روایتوں میں جو یہہ بیان  
ہوا ہی کہ رحم میں نرفتنہ انسان کی صورت بناتا ہی اس سے بھی  
وہی قوت مصورہ مولا ہی جو خدا نے اُس میں رکھی ہی \*

مگر یہہ بات بھی بتا دیجھیئے کہ اُن ملکی قوی کے سجدہ کرنے اور  
اُس ایک قوت کی سرکشی کرنے سے کیا مطلب ہی \*

بیٹا یہہ تو یہہ صاف بات ہی تم خود اپنے آپ کو دیکھو تمام  
قوتیں جس جس مطلب کے لیئے تمہارے میں پیدا ہوئی ہیں سب  
تمہاری قایم ہیں جسوقت تم کسی ایسی قوت کو تعریک دینا چاہتے ہو  
جو نیکی کی منظر ہی لی الفور تعریک میں آتی ہی اور تم سے نیکی اور  
نیک ذاتی رحم و مہربانی رنا شعاری خدا کے سامنے تذلل ظہور  
میں آتا ہی اور صاف ثابت ہوتا ہی کہ وہ تمام قوی جو ان چیزوں کے  
مشافہ ہیں تمکو سجدہ کو رکھ رہے ہیں یعنی تمہارے صلیح و فرمان بردار  
ہیں پر خلاف اسکے اُس قوت کو دیکھو جو بدی اور گناہ کا منظر ہی  
تم اُن انعام کو جو اُس قوت سے پیدا ہوتے ہیں پرا جانتے ہو اور اُن  
کے نکرے کا ارادہ بھی کرتے ہو اور پھر کرتے بھی جاتے ہو جھوٹ کو برا  
سمجھتے ہو اور چاہتے ہو کہ وہ بولیں مگر بولتے جاتے ہو غصہ کو برا  
جاتے ہو اور ہر چند چاہتے ہو کہ روکیں پڑ کرتے جاتے ہو زنا جو سب  
سے بڑے کو بدی ہی اُسکو کوکر نامہ ہرتے ہو خود اپنے آپ پر لعنت کرتے  
ہو سر پیٹتے ہو منہ پر طمانچہ مارتے ہو اور پکا ارادہ کرتے ہو کہ پھر  
تکریگے اور پھر کرتے ہو فرسکہ اُس قوت پر جو تمام بدیوں کی جڑ ہی  
خیال کرو اور دیکھ لو کہ وہ کیسی سوکش اور تمہاری نافرمان بردار  
ہی آہ بیٹا تم انسان اُسی رتہ ہو گئے جب اُس سخت دشمن پر فتح  
پاؤ گے \*

دادا جان یہہ باتیں تو تمہنے ایسی بتائیں کہ ہمارا دل تکرے تکرے  
ہو گیا بالکل سچ ہی اور انسان پر یہی گذرتا ہی جب ہم اپنی بدیوں  
پر نظر کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ مخالف قوت شیطان کیسی ہم  
پر غالب ہی تو ہکھو اپنی زندگی پر اندوس آتا ہی اور ہم کہتے ہیں  
کہ کاش ہم پیدا نہوئے ہوتے \*

مگر ہم نہایت ادب اور عاجزی سے ایک بات اور پوچھنی چاہتے  
ہیں کہ شیطان نے خدا سے یہہ کیا بات کہی کہ ”تم ہی نے مجھے  
بھکاریا ہی میں بھی انسان کو بھکاتا ہی رھونگا“ یہہ تو غلط معلوم  
آتی ہی پہلا خدا نے شیطان کو کاکھو بھکاریا ہونا کیا خدا شیطان کا  
یوٹان تھا اور اگر خود خدا نے ایسا کیا تو پھر اُسکو سجدہ کا کیوں  
لہجہ دیا \*

بعضے لوگ خیال کرتے ہیں کہ انسان بالکل معصوم ہی خراہ نظر آئے اُس کو وہی باتیں کرنی پڑتی ہیں جو اُس کے لیئے مقرر ہو چکی ہیں اور بعضے خیال کرتے ہیں کہ وہ خود مفتار اور اپنے تمام افعال پر قادر ہی جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی بعضے خیال کرتے ہیں کہ نہ معصوم ہی نہ قادر ہی ہیں الجبر والاختیار ہی جیسے ایک معصومی والے نے ایک بادشاہ کو معصومی نذر کرتے وقت اس خیال سے کہ بادشاہ اس کا جوڑا نہ مانگے کہا تھا کہ یہ معصومی مضحکہ ہی — اس مقام پر خدا تالے کو یہ بات بتلائی تھی کہ جو قوی کہ انسان کو خدا نے دیئے ہیں وہ خود اُن کا مالک و مختار ہی اور اُن سب کو خود کام میں لاسکتا ہی پس خدا کے منع کرنے اور انسان کا اُس کے تھا لیئے سے انسان کا اُن قوی پر جو اُس کو دیئے گئے ہیں قادر ہونا اور اُن کے استعمال کی خود قدرت رکھنا بتایا گیا ہی اور جو کہ اُس حالت تک پہنچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا انسان پر گناہ ہونے کا سبب ہی اس لیئے خدا نے فرما دیا کہ اُس حالت پر پہنچنے کے بعد آدم گناہ گوارا —

من ملک بودم و نردوس بریں جاہم بود  
آدم آرد دریں دیر خراب آبادم

السعيد من سعدني بطن امه والشقي من شقي ذي بطن امه  
تہایت صمیم اور سچا قول ہی جو کچھ اس وقت تم انسان کی حالت دیکھتے ہو اچھی یا بری یہاں تک کہ تیری کی ثبوت اور عابدوں کی عبادت زاهدوں کا زہد معشوقوں کا حسن عاشقوں کا عشق شاعروں کی شاعری ناعقوں کا نسق کافروں کا کفر یہ سب وہ اپنی ماں کے بیٹ سے لیکر نکلتے ہیں پس نبی کو ثبوت اور عابد کو عبادت اور زاهدوں کو زہد معشوقوں کو حسن عاشقوں کو عشق شاعروں کو شاعری ناعقوں کو نسق کافروں کا کفر لازمی اور ضروری ہی کہ چے ہوئے وہ ہی نہیں سکتا جو شخص جو کچھ اپنی ماں کے پیٹ سے لایا ہی وہ اُسی کو کاٹا ہی \*

انبیاء یوں فرماتے ہیں کہ انا نبی و آدم بین الاماء والطین \*  
سعدا یوں کہتے ہیں کہ انا سید و آدم بین الاماء والطین \*  
اشقیاء کا یہ قول ہی کہ انا شقی و آدم بین الاماء والطین \*  
اور ہمارا یہ قول ہی کہ انا احمد و آدم بین الاماء والطین \*

مگر نہ عابد کی تجاہد عبادت پر ہی اور نہ ناسق کی درکشت اُس کے نسق پر بلکہ انسان کی تجاہد صرف اس پر ہی کہ جو قوی خدا تعالیٰ نے اُس میں رکھے ہوں اور جس قدر رکھے ہیں اُن سب کو بقدر اپنی طاقت کے کام میں لاتا رہی اگر قوی ہمیشہ اُس پر غالب

کہیں ہیں اور وہ شخص ان باتوں کو اگر اُس کو خدا دیکھنے کے لائق آنکھ دے خود دیکھ سکتا ہی \*

دادا جان خدا نے یہ کیا کیا کہ میں نے شیطان کو آگ سے پیدا کیا اور پہلے فرشتوں میں تھا پھر مردود کردیا وہ تو ایک قوت خود ہم میں ہی \*

بیٹا تمام قوائے انسانی پر جس میں وہ سرکش قوت بھی داخل تھی فوشتوں کا اطلاق کیا گیا اور جب اُس ایک قوت کا سرکش ہونا بتایا گیا تو اُس کو اُن میں سے مصلحت کرکر شیطان بتایا پس یہی اُس کا مردود ہونا اور فرشتوں میں سے نکالا جانا ہی \*

اب تم خود اپنے میں غرر کر کہ تمہارے قوی کی ترکیب میں ایک قسم کی حرارت ہی جس کو کوئی حرارت فیزیکی اور کوئی مادہ الکتریمی کہتا ہی اُس تمام حرارت کا سرچرشی وہ قوت ہی جس کو قوت سرکش یا شیطان بتایا ہی پس وہ قوت سب سے اُچھو ہی اور باقی قوتیں اُس سے نیچے پس شیطان کا یہ کہنا کہ خلقی من نار و خلقی من طین بالکل ٹھیک اور مطابق واقع کے ہی مولوی صاحب جو یہ کہتے ہیں کہ اُن کی درجہ پکڑنے کے چارہ کی آگ سے شیطان بنایا ہی یہ اُن کی نادانی ہی \*

بہ دادا جان جس درخت کے کھانے سے خدا نے منع کیا تھا وہ کیا قوت تھی اور اُس کا کھانا یا استعمال میں لانا کیا حالت تھی \*

بیٹا وہ قوت عقل و علم ہی کیونکہ علم کے لیئے عقل کا ہونا بھی لازم ہی اور جب انسان اُس حد کو پہنچتا ہی کہ اُس قوت کو استعمال میں لانے کے قابل ہو جاوے اُس حالت کا نام انبیاء کی زبان میں شجرہ معرفت کا کھانا یا چکھنا ہی اور زبان شرع میں اُس کا مکلف ہونا اور زبان حکماء میں اُس کا بالغ ہونا ہی \*

دادا جان یہاں تو بڑی مشکل پیش آئی اس لیئے کہ انسان کا چھٹنے سے بڑا ہونا اور عقل و تمیز کی حالت تک پہنچنا ایک ضروری اور لازمی بات ہی اگر انسان زندہ ہی تو خراہ نظر آئے اُس حالت تک پہنچتا ہی پھر خدا کا اُس درخت کے کھانے سے منع کرنیکا اور انسان کا اُس کو کھا لینے کا اور خدا کی نافرمانی کرکر گناہ گوارے کا کیا مطلب ہی \*

بیٹا تم نے تہایت عمدہ بات کہی تمہاری عقل مندی سے میں بہت خوش ہوا جو کچھ تم نے کہا یہ سب سچ ہی مگر اس مقام پر ایک تہایت عمدہ اور مشکل مسئلہ چھو و جد کہ تہایت غریبی اور سہل تمثیل سے حل کیا گیا ہی \*

اگرے بیٹا بھی تو خدائی کا بھید ہی خدا ہوا استاد ہی کچھہ داؤں ہمیشہ اُٹھا رکھتا ہی اس لفظ میں یہہ بھید ہی کہ خدا نے انسانوں کو حقیقت اشیاء کچھہ نہیں بتلائی انسان سب کچھہ بتلا سکتا ہی مگر حقیقت اشیاء نہیں بتلا سکتا پس جب حقیقت نہیں بتلا سکتا تو جو کچھہ وہ بتلاتا ہی صرف اسماء ہیں نہ حقائق اسی لیئے خدا نے نورسایا و علم آدم الاسماء کہا \*

دادا جان آپ نے تو یہہ ایسی بات کہی کہ دامیں کھب کئی اب تو بالکل دلکو تسلی ہو گئی مگر ایک شیعہ پھر دامیں اُٹھا کہ خدا نے ایک ایسا قصہ بیان کیا جو حقیقت میں واقع نہرا تھا اگر ادب سے ہم کچھہ نکلیں تو نکلیں مگر دامیں تو ہم ضرور کھینکے کہ جھوٹ یا فری قصہ ہی \*

استغفر اللہ کیا حماقت کی بات تھئے اسوقت کہی جو کوئی اس بیان کو قصہ یا حکایت سمجھتے وہ خود نادان ہی تھے یہہ قصہ ہی نہ حکایت ہی بلکہ خدا نے اصلی حالت فطرت انسانی کو جسے اس زمانہ کے حکماء فیض پر کہتے ہیں خود انسان کی فطرت کی زبان حال سے بیان کیا ہی جو ایک نہایت عمدہ اور فصیح اور موثر طریقہ بیان کا ہی جو لوگ اس سے ہدایت پانے کا دل رکھتے ہیں ہدایت پاتے ہیں جو نہیں رکھتے وہ گمراہ ہوتے ہیں کمال اللہ تبارک و تعالیٰ یض پک ٹھیرا و پھٹی بہ ٹھیرا \*

پس تمام عبادت اور تمام شکر اور تمام انسانیت بھی ہی کہ انسان اپنے تمام قری کو جو خدا نے اُسکو دیئے ہیں کام میں لاتا دھے اور اُسی طرح جو کام میں لاوے جس طرح کہ اُنکا کام میں لانا اُنکے صانع کی مرضی ہو اور اُس مرضی کے انسان جو ظاہر ہونے کا خدا تعالیٰ نے ان نظموں سے وعدہ کیا ہی — اعبطرا منہا جمیعاً فاما یاتینکم منی ہدی نمن تبج ہدای فلا خوف علیکم و لا ہم یحزنون و الذین کفروا وکذبوا یائتونا اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون \*

راقم

سید احمد

نمبر ۷۸

## ہندوستان کی تعلیم

ہندوستان کی تعلیم کی نسبت راپور ہنری ایلین صاحب نے اپنی کتاب مورسوم اکیڈمیونس آف اے پلینئر اس ہی جنکل آف میجر میں کچھہ حال لکھا ہی جس کا حاصل مطلب ہم بیان کرتے ہیں

لڑے ملکہ کمزور تو اُن کم زور قوی کو بیکار نہ چھوڑے ہی کام میں لاتا دھے کہ یہی اُن گناہوں کا علاج ہی جس کو زبان میں توبہ اور کفارہ کہتے ہیں اور جس کو ہارے نے انھوں میں کہ الکلیب من الذنب کن لاذنب کہ بیان نورمایا ہی پس یہہ مشکل اور باریک مسئلہ تھا جو اس آسان اور عام ذمہ تمثیل میں خدا نے نورمایا \*

دادا جان خدا کا شکر ہی کہ ہم بھی ان حقائق و معارف کا آپ کی زبان مبارک سے سنا اپنی ماں کے پیٹ سے لیکو نکلے تھے مگر یہہ تو نورمائیئے کہ آدم کا زمین پر تائب کرنا اور نورستوں کا تکرار کرنا اور خدا کا آدم کو سب چیز کے نام سکھانا کیا معنی ہیں \*

بیٹا زمین موجود ہی انسان موجود ہی دیکھ لو کہ زمین کی تمام مخلوقات میں زمین کی بادشاہت اور خدا کی نہایت کسکو ہی — کیسے فرشتی کیسی تکرار یہہ تو خصایات کی قسم سے بیان ہی قوی جسقدر کہ ہیں ہمیشہ وہی کام کرتے ہیں جسکے لیئے وہ متفارق ہیں لایعصون اللہ مامورہم و یعطون مایؤمرن مگر انسان ہی ایسی متفارق ہی کہ وہ نیکی بھی کرسکتا ہی اور بدی بھی پس خدا نے اس مقام پر انسان کی حقیقت بیان کر دی کہ وہ کیسے کیسے سخت گناہوں کے کرنے پر قادر ہی مگر اُسکو تائب کرنے کی وجہ کو بھی بتایا کہ وہ قابل تعلیم ہی اور اُسکی غلطیاں اصلاح کے قابل ہیں اور وہ ایسے اعلیٰ درجہ تک ترقی کرسکتا ہی جہاں فرشتوں کا بھی مقدر نہیں کیونکہ اُنہیں جو بات ہی اُس سے زیادہ ترقی کی قوت اُنہیں نہیں ہی قالوا سبھا تک لاعلم لنا الا ما علمتنا — خدا نے آدم کو تمام چیزوں کے نام اس طرح پر نہیں سکوائے تھے جس طرح کہ اُنا بچے کو سکھاتی ہی بلکہ تمام چیزوں کا سکھانا وہ ملکہ عام انسان میں ردیمہ کرنا ہی جس سے آج ہم بقدر اپنی طاقت کے خدا کی خدائی کے کارخانوں پر نگر کرتے ہیں اور جہاں تک ہوسکتا ہی اُسکو جانتے ہیں \*

تم خود اپنے حال پر خیال کرو کہ تم میانجی سے یا مولانا صاحب سے پڑھتے ہو اور نصیحت کی دستار مبارک سر پر باندھ لیتے ہو کیا میانجی صاحب یا جناب مولانا صاحب تمکو سب کچھہ پڑھا دیتے ہیں — نہیں بلکہ ایک ملکہ تم میں حاصل ہوتا ہی جس سے تم عالم کہاتے ہو پس خدا جو اُس ملکہ کا تم میں پیدا کرنے والا ہی اگر یوں

پڑھے کہ و علم آدم الاسماء کہا تو کونسی اسموں مشکل بات ہی \*

یہہ دادا جان یہہ تو ہرا مگر یہہ تو نورمائیئے کہ آدم کو سب چیزوں کے نام سکوائے یہہ نام سکھانے سے کیا مطلب تھا \*

سامان مہیا کر دینے گئے ہیں دیسی زبان کی تعلیم کے واسطے بھی کچھ تدبیریں ہو رہی ہیں۔ سب باتیں سننے میں نہایت پسندیدہ اور معقول معلوم ہوتی ہیں مگر جو شخص اُن کے نتیجہ پر غور کرے گا اُسکے دل میں بہت سے شک پیدا ہونگے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اُس نتیجہ پر بطوری غور کروں اور دیکھوں کہ اگر ہندوستان کا طریقہ تعلیم بدستور رہے اور تبدیل نکلیا جائے تو کیا ہوگا اُن کی رائے ہی کہ لوگ تعلیم یافتہ اور ایسے بھی ہوجائینگے کہ انگریزوں کی برابر سول سروس میں داخل ہوں مگر عام نتیجہ یہی ہوگا کہ ہندوستان کے تھوڑے سے آدمی تعلیم یافتہ ہوجائے سے اعلیٰ اور اوسط اور ادنیٰ درجہ میں ایک ایسا بڑا فرق اور ایسا نہایت سخت فرق قائم ہوگا جو منہ کے چار بورے یعنی برہمن اور چھتری اور پیش اور شردر اور زورے قرامد مذہبی قائم کرنے سے بھی نہرا تھا وہ لکھتے ہیں کہ اگر ہمارا ارادہ اور ہماری اصلی غرض یہ ہے کہ تمام ہندوستانیوں کی حالت میں ترقی ہو اور سب کے توالے عقلی کو شگفتگی حاصل ہو تو جو طریقہ کہ اب ہوتے تعلیم کا جاری کررہا ہے اور جس راہ پر کہ ہم اب چل رہے ہیں اُس سے نا اُمید ہوجاویں جس طرح کہ مصر کے میٹاروں کی چوٹیوں پر سونے کا ملمع کرنے سے وہ مہیاں یعنی مردوں کی لائیں نکالیں گی جو سیکڑوں پوس سے سوئے ہوئے ہیں اسی طرح سے اگر ہم ہندوستان کے چند آدمیوں کو ایسی ترقی پر پہنچائیں جس سے اُن میں اور اُنکے اُن بھائیوں میں ایک بہت بڑا فرق پیدا ہوجاے جو کھیت کیار کے کام میں لگے رہتے ہیں تو ہندوستان کی عام شایستگی پر کچھ بھی اثر نہوگا بلکہ وہ نسبت رہیگی جو جنوبی امریکہ کی روٹی کے کسانوں اور اُن کے مہنگی حبشی غلاموں کے آپس میں ہے ان توبیہ یافتہ خاص لوگوں کے خیالات اور تدبیروں کا سمجھنا تو درکنار اُنکی زبان بھی حرام کی سمجھ میں نہ آریگی تو وہ جسطورہ علوم و فنون میں زیادہ ترقی کرینگے اُسقدر حرام کو اُنکے خیالات اور حالات دیکھکر حیرت زیادہ ہوگی اور آپس میں ایسا فرق معلوم ہوگا کہ یہ کسی اور دنیا کے آدمی ہیں وہ کسی اور دنیا کے اور خرد امی درجہ کے لوگوں کو یہ نقصان ہوگا کہ جب کسی قسم کے مفید اور عمدہ خیالات اُنکے مسافروں میں اُمتد کر آئیگی اور وہ لوگوں کو اس قابل نہ پائیگی کہ اُنکی طرف متوجہ ہوں تو دل ہی دل میں کہتے ہو کہ جاوینگے اور اگر اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی زبان اور اُنکے خیالات کو ادنیٰ درجہ والے سمجھیں تو ایک اعلیٰ درجہ کی ہمدردی پیدا ہو اور عام ترقی کا دور تسلسل اصطلاح پر قائم ہوجاے کہ اعلیٰ درجہ والوں نے ایک عمدہ اور مفید تدبیر سرچو کر ظاہر کی ادنیٰ درجہ والوں نے اُسکو سمجھا اور اُس سے فائدہ اُٹھایا اور اُسکی نسبت کافی فرق اور توجہ

وہ لکھتے ہیں کہ سرکاری مدرسوں میں ہندو بہت ذوق شوق سے پڑھتے ہیں اور تعلیم پوری ہوجانے کے بعد مدرسہ چھوڑکر جب گھر بیٹھتے ہیں تو اُنکی لیاقت دلتا کہت جاتی ہی جیسے ٹی ٹی کھلتی ہوئی کلیاں ہالہ سے مرجھا جاتی ہوں وہ بڑے بڑے دھڑے کرتے ہیں کہ ہم خوب ترقی کرینگے اور بہت سی کوشش کرکے اپنے ہموطنوں کو ترقی کی راہ پر لاوینگے وہ اپنے سینور پر ہاتھ رکھ کر انگریزوں سے کہتے ہیں کہ آپکے شکسپیر ہمارے شکسپیر ہیں آپ کے ملٹن ہمارے ملٹن ہیں آپ کے ٹیوٹن ہمارے ٹیوٹن ہیں \*

مصنف کا قول ہے کہ جب یہ لوگ ہماری زبان کو ایسی نصاحت اور بلاغت کے ساتھ بولتے ہیں کہ ہم کو رشک آتا ہے تو پھر ہم کیونکر یقین نہ کریں کہ بابو صاحب جس کامیابی کی راہ پر چلے ہیں اُس میں ضرور منزل مقصود کو پہنچینگے مگر حق یہ ہے کہ یہ سب اُنکی فوری باتیں ہی باتیں ہوتی ہیں جنکا کوئی نتیجہ نہیں ہوتا شاید لوگوں کو یہ خیال ہو کہ ہندوؤں کی خلت میں کسی خاص ایسی صفت کی کمی رہ گئی ہے جسکے سبب سے وہ اُڑ انسانوں کی مانند نہیں ہیں لیکن ہم کو یقین کرنا چاہیئے کہ انسان کے نیچر کے قاعدے تمام دنیا میں یکساں ہیں اور یہ اصول کہ ہر ایک کام کے کرنے کے لئے کسی غرض اور مقصود کا ہونا ضرور ہے جیسا مغربی ملکوں میں مسلم ہے ویسا ہی مشرقی ملکوں میں تسلیم کیا ہوا ہے ہندو کا اُوکا نہایت ذوق شوق سے مدرسہ میں پڑھتا ہے اور نیا شوق اُسکو آگے بڑھاتا ہے وہ بہت جلد ترقی کرلیتا ہے جب وہ شوق پورا ہو جاتا ہے تو اُسکو نوکری کا حوصلہ ہوتا ہے کیونکہ اُسکو یہ توقع نہیں ہوتی کہ اپنی زندگی میں کوئی مفید کام کرکے ٹیک نامی اور شہرت حاصل کرسکے گا وہ اگر کوئی کتاب لکھے تو کس کے لئے لکھ اس لئے کہ اگر غیر زبان میں لکھے تو سوائے اُسکے چند ہم مکتب دوستوں کے اور کوئی پڑھنے کا نہیں اور جو اپنی زبان میں لکھے تو عام لوگوں کو اُسکی باتوں کے سمجھنے کی لیاقت نہیں صرف تھوڑے سے خاص خاص آدمی پڑھکر سمجھینگے پس اُسکی مصنف اور کوشش سے کچھ فائدہ بھی ہو تو گئے چنے آدمیوں کو ہوسکتا ہے اسی سبب سے وہ اسطرح سے بیفکر ہوجاتا ہے اور اپنے ملک کو کسیطرح سے فائدہ پہنچانے کی تدبیر کرنے کا خیال بھی نہیں کرتا اور جو قوتیں اُس کے شوق کے سبب سے اُبھری ہوئی تھیں وہ بہت جلد دب جاتی ہیں بلکہ ایسی کالعدم ہوجاتی ہیں کہ پہلے کی نسبت اُسکی حالت زیادہ بری ہوجاتی ہے ہندوستان کے جاگروں نے اس معاملہ پر توجہ کی ہے اور وہ اس قباحت کے دور کرنے کے درپے ہیں ہندوستانیوں کے لئے سول سروس کی راہ کھلدی گئی ہے اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی توبیہ کے لئے



ظاہر کی آنکھ متوجہ نہ رہنے سے اعلیٰ درجہ والوں کو اپنے خیالات کو اور اعلیٰ درجہ پر پہنچانے اور اُسی قسم کی یا اُس سے بہتر تدبیریں سوچنے کی تحریک ہوتی جس سے ہمیشہ اُنکے قوائے عقلی حلقہ اور ترقی پذیر ہوتے رہتے اور وہ اپنی زبان مادری کو بھی ترقی دیتے دھینگے \*

عام تعلیم کی نسبت یہ بات ملی ہو چکی ہے کہ صرف کتابوں کا پڑھا دینا نہایت خفیف اور ادنیٰ درجہ کی تعلیم کا ہی قوائے عقلی کو ہمیشہ احتمال اور تھریک دینے والی چیزیں چاہیئیں جتنے ٹھونے کے سبب سے ہندو ایک حد میں سے آگے نہیں بڑھ سکتے بلکہ مدرسہ چھوڑنے پر اُنکے قوائے عقلی حلقہ ہوتے رہتے ہیں وہ بالکل پڑسودہ ہوجاتے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے جو تھریک اور احتمال ہوتی ہے وہ صرف اعلیٰ درجہ کے لوگوں کو ہوتی ہے جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ عام لوگ تو جہالت کے سمندر میں تڑپ رہیں اور اعلیٰ درجہ والے خاص قسم کے تعلیم یافتہ ہوجائیں مگر اب معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے جو یہ خیال کر رکھا تھا کہ اعلیٰ درجہ والوں کو عام کا فکٹر (ٹنگر پائی چھاننے کی کل کو کہتے ہیں) بتایا جارے جس میں سے عام چھوٹے ٹیکنیکا اور عام کی طبیعتوں کی کیفیت میں آبپاشی ہوگی وہ خیال اب دغ ہوتا جاتا ہے تو ضرور ہوا کہ انتظام ملکی اور آپس کے پوتاؤں میں شایستگی اور لیس زراست اور دستکاری کو موصوم پھیلتے اور عام کی روٹھی ہو خاص و عام تک پہنچانے کے لیئے ایسے ذریعے قائم کیئے جاویں جنکے سبب سے گورنمنٹ کے ارادے عام رعایا پر اور تمام رعایا کے عام خیالات گورنمنٹ پر ظاہر ہوتے رہا کریں اور ایسا طریقہ تعلیم و تربیت کا اختیار کیا جاوے جسکا اثر عام ہو اور علم کی روٹھی علی الصوم ہو درجہ کے لوگوں پر یکساں پہنچے — اس تمام تقریر کے لکھنے سے ہماری خاص غرض صرف اسبقدر ہی کہ ہم اپنے بھائی مسلمانوں کو اُن کی اولاد کے طریقہ تعلیم و تربیت کی بھلائی برائی پر غور کرنے کے لیئے متوجہ کریں اور اس طرح پر اسباب پر ہم کچھ گفتگو کرنا نہیں چاہتے کہ جو مرقم اہل اسلام کے سلسلہ تعلیم میں داخل ہیں وہ اس زمکہ کے لحاظ سے مفید نہیں ہیں بلکہ یہ غرض کیئے لیئے ہیں کہ وہ بالکل مفید اور کارآمد ہیں مگر جو طریقہ تعلیم کا قدیم الایام سے مسلمانوں نے اختیار کر رکھا ہے اور اب بھی جہاں کہیں جس شہر اور قصبہ میں اہل اسلام کو اپنی قومی جہالت پر انورس آتا ہے اور از راہ ہمدردی ہم کو دیکھتے ہیں کہ اس تعلیم سے کس طرح

ہر عام تعلیم کا فائدہ ممکن نہیں نہ ہر درجہ اور مختلف خواہش اور ضرورت رکھنے والے مسلمانوں کو اُس سے کچھ حاصل ہو سکتا ہے اگر کچھ فائدہ خیال کیا جاوے تو وہ صرف اسبقدر ہو سکتا ہے کہ مولوی صاحبوں کی کچھ تہذیبی تمدن بڑھ جاوے یعنی جس شہر اور قصبہ میں میں اب ایک یا دو ہیں وہاں دس پانچ ہوجائیں جنکو خود عام ہوجائے۔

۱۔ بعد بجز نوا ذرا سے مسئلوں میں باہم اختلاف پیدا کرنے اور بھائی چہرے اُٹھانے اور مرام کو مختلف گروہوں میں تقسیم کردینے اور صحیح اور سچا مسئلہ دریافت ہو جانے کی نسبت بسبب اختلافات کثیر نے مرام کی طبیعتوں کو غیر مطمئن کردینے کے سوا کوئی فائدہ اور بھلائی نہ دین کی حاصل ہوتی ہے نہ دنیا کی یہاں تک کہ فکر معاش میں حد سے زیادہ مشغول ہوتے ہیں اور اوروں کی بھلائی بیٹھے بٹھاتے کوئے پر آمادہ اور مستعد رہتے ہیں اب غور کرنا چاہیئے کہ یہ طریقہ تعلیم دینا ہی ہے یا کہ نہیں کہ ایک چھوٹا سا گروہ اعلیٰ درجہ کا یعنی اُن لوگوں کا جنکی تحصیل تمام ہو اور تعلیمات کی پیگزی پاندہ کو مولوی صاحب بن جاریں قائم ہو اور ایک بڑا گروہ جو اُس درجہ تک نہ پہنچا ہو قصبہ مہنگ بن جاوے کہ نہ اُن میں سے کسی کو سلیقہ معاش پیدا کرنے کا ہو نہ وہ مولوی صاحب ہوں مرام کا یہ حال رہے کہ اُن اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کی جب ناغہانہ تقریر سنیں تو دھشیں کی طرح اُنکا منہ تکتے رہیں کوئی بات سمجھہ میں آوے کوئی نہ آوے اور اُنکے خیالات کا لکھی سمجھہ میں آتا تو نہایت ہی امر محال ہے پس ایسی طرز تعلیم سے تمام اہل اسلام کی اس غواب اور ایتو حالت سے جس میں وہ آج کل مبتلا ہو رہے ہیں نکلنے کی کیا توقع کی جاتی ہے جس کے لیئے رہیہ خرچ کیا جاتا ہے اس تصویر سے ہماری یہ غرض نہیں ہے کہ عربی زبان کی تعلیم موقوف کردی جاوے بلکہ ہر مسلمان پر اسکا اسبقدر سیکھنا لازم اور واجب ہے مگر نہ اس طرح جیسے کہ اب طریقہ تعلیم جاری ہے مسلمانوں کو لڑنے کی کہ جہاں کہیں کوئی مدرسہ جاری کریں اُس میں ایسا طرز تعلیم اختیار کریں جس سے ہر درجہ اور ہر قسم کی اغراض دینی اور دنیاوی لوگوں کی حاصل ہو سکیں \*

بھٹ دوم میں تحصیل و خلقہ ہندی مکتبوں میں  
مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بھٹ  
ہی \*

بھٹ سوم میں مسلمانوں میں علوم قدیمہ کے گہمت  
جانے کے اسباب سے بھٹ ہی \*

بھٹ چہارم میں مسلمانوں میں عازم جدیدہ کے  
رواج نہ پانے کے اسباب سے بھٹ ہی \*

تیسرے حصہ میں مسلمانوں کی ترقی، تعلیم کی  
تدبیروں اور طریقہ جس طرح ہر کہ ان کی تعلیم و تربیت  
اس زمانہ میں ہونا چاہیئے اور جس طرح کے مدرسہ اور  
مکتب ان کی تعلیم کے مقرر ہونے چاہئیں ان کا بیان ہی \*

خاتمہ میں ان پچیس رسالوں کا خلاصہ مندرج ہی جو  
حسب اشتہار کمیٹی تصنیف ہوئے تھے اور جن کے ہر ایک  
مضمون پر کمیٹی نے بھٹ کی ہی \*

اُس رپورٹ کی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہوئی ہی جس  
صاحب کو اُس کا خریدنا منظور ہو ورنہ اٹھ پانچ روپے  
ارسال فرماکر رپورٹ مذکور طلب فرمائیے \*

واضح ہو کہ بموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۳۱ جولائی  
سنہ ۱۸۷۱ع اس رپورٹ کے چھپنے کے لیئے جداگانہ چندہ  
ہونا تجویز ہوا ہی اس جن ممبروں نے خاص اس رپورٹ  
کے چھپنے کے لیئے زر چندہ بقدر پانچ روپیہ یا اُس سے زیادہ  
ندیا ہوگا اُن کے پاس یہ رپورٹ بموجب تجویز کمیٹی  
منعقدہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۲ع موصل نہرگی \*

(نستخط) سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی

سرکاری کمیٹی مقام بنارس

## اشتہار

ہرچہ ہائے تہذیب الاخلاق ابتداء اجرا سے آج تک بہ  
ترتیب فروخت ہونے کو موجود ہیں قیمت اُن کی حسب  
تفصیل ذیل ہی جس صاحب کو اُس کی خریداری منظور  
ہو زر قیمت سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی  
پاس بمقام بنارس بھیجکر ہرچہ ہائے مذکورہ طلب کرلے \*

تفصیل قیمت یہہ ہی

قیمت ہرچہ ہائے مذکور روز اجرا یعنی یکم شول  
سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر سال  
مذکور بابت سہ ماہ ...

قیمت ہرچہ ہائے مذکور ابتداء معتمد سنہ  
۱۲۸۸ ہجری سے لغایت آخر حال مذکور  
بابت دوازدہ ماہ ...

## اشتہار

صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان  
ہندوستان

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی  
رپورٹ بنارس میں چھپ رہی ہی اُس رپورٹ کے تصنیف  
کے سو بیس صفحہ ہیں اور اُس میں تین حصہ ہیں \*  
پہلے حصہ میں جو رسالے انعام کے لیئے منتخب ہوئے  
اُن کا ذکر ہی \*

دوسرے حصہ میں چار بھٹیں ہیں \*

بھٹ اول میں گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں  
مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے  
بھٹ ہی \*

بمقام عیقہ — مطبع علیحدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شائع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۴ ]

۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[ جلد سوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ غلط و ثابت کرنے منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترقیوں کے منایں فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جارے فرستہ تمام غلط و ثابت بات اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ ملکہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹاے جائیں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مائع  
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہو بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوے گا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں مدبر متصور ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر پٹارس خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دیتی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ متعلق نہ ہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ مہمہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* میزبوں کو بل قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بل قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

مضمون نمبر ۷۹

## طریقہ تعلیم مسلمانان

کمیتی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان نے جو ایک سلیکٹ کمیٹی اس لیئے مقرر کی تھی کہ وہ کمیٹی بعد غور و فکر و پاحسن باہمی کے ایک رپورٹ لکھ کہ مسلمانوں کی تعلیم کے لیئے کونسا عمدہ طریقہ ہی اور کون کون سی زبان اور کون کون سے علوم اور کس طرح پر انکو پڑھائے جاویں چنانچہ اس مطلب پر کمیٹی مذکورہ نے رپورٹ لکھی ہے اس میں اُنیس ممبر تھے اور سب کی رائے اس طریقہ تعلیم پر متفق ہوئی اول سید احمد خاں سکرتوی نے ایک تہییدی تقریر کی اور پھر طریقہ تعلیم بیان کیا اور پھر ممبروں نے اس پر رائے دی چنانچہ اس سب کو ہم اس مقام پر مندرج کرتے ہیں \*

### گفتگو تہییدی

سید احمد خاں نے ممبروں سے یہ بات کہی کہ اس امر سے جسکی نسبت ہم رپورٹ تحریر کرتے ہیں یہ مقصد نہیں ہے نہ ہم لوگ صرف وہی بات لکھیں جو زمانہ حال کے مناسب ہو اور جو اس وقت انجام بھی ہو سکے بلکہ یہ مقصد ہے کہ حالات اور حیثیات موجودہ سے قیاس نظر کر کے وہ طریقہ تعلیم چاہیئے جو پوری پوری اور تھیک تھیک اعلیٰ درجہ پر مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو تاکہ ہم کو معلوم ہو جارے کہ ہم کو درحقیقت کیا کرنا ہے اور بالکل ہم کستدر کر سکتے ہیں \*

سید احمد خاں نے ممبروں سے کہا کہ تجویز اور عمل ان دونوں میں بڑا فرق ہے تجویز ہمیشہ ہم کو پوری اور کامل کرنی چاہیئے اور اس تجویز پر عمل اس قدر جتنا کہ ہم وقتاً فوقتاً کر سکتے ہوں فرض کر کہ ہم کو ایک بہت مالیشان مکان پنانا ہے جب ہم اس کا نقشہ تجویز کریں گے تو اس تمام مکان کا پورا کامل نقشہ تجویز کریں گے اور جب اس کی تعمیر شروع کریں گے تو اس قدر کرنے کی تعمیر شروع کریں گے جس قدر کی تعمیر کا بالکل ہم کو مقدور ہے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ورتہ رفتہ وہ مکان مالیشان مطابق نقشہ معجزہ کے ملنا ہو جائیگا اور اگر ہم بلا پورا اور کامل نقشہ سوچے تعمیر شروع کر دیں گے تو ہم نے اس مکان میں سے کچھ نہ بنایا ہوگا بلکہ اس مکان کے بنانے کے لیئے پھر کر اس قدر عمارت کا بھی ڈھانچا پڑیگا جو بے نقشہ سوچے تعمیر کی تھی میرا مقصد اس تقریر اور تمثیل سے یہ ہے کہ اس وقت طریقہ تعلیم مسلمانوں کا پورا اور کافی تجویز کیا جاوے اور اس بات کا خیال نہ ہو کہ آیا اس وقت ہم اس کو بھی کر سکتے ہیں یا نہیں \*

سید احمد خاں نے کہا کہ اس وقت وہ ایک باتیں اور موضوع کرنی چاہتا ہوں کہ آپ صاحب اس بات سے بطوری واقف ہیں کہ تعلیم ہمیشہ کسی ایک خاص مقصد کے لیئے نہیں ہوتی اور نہ کسی ایک گروہ ٹیڈر کا ہمیشہ ایک ہی مقصد ہوتا ہے بلکہ ایک گروہ کثیر میں سے مختلف جماعتوں کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں ہم جس طریقہ تعلیم کے قرار دیئے کی فکر میں ہیں وہ ایک بہت بڑے گروہ سے ملاکہ رکھتا ہے اور یقینی مختلف جماعتوں کے مختلف مقاصد تعلیم سے ہمیں پس اس وقت ہم کو ایسا طریقہ تعلیم تجویز کرنا چاہیئے جو مختلف جماعتوں کے مختلف مقاصد کے پورا کرنے کو کافی ہو \*

سید احمد خاں نے اس مطلب کو دوبارہ زیادہ تو وضاحت سے بیان کیا اور یہ بات کہی کہ مثلاً ہم مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ہے جو گورنمنٹ کے اعلیٰ اعلیٰ مہدرن کے حامل کرنے اور انتظام گورنمنٹ میں شامل ہو کر دنیاوی عزت حاصل کرنے اور اپنے ملک کو فائدہ پہونچانے کی آرزو رکھتی ہے ایک جماعت ایسی ہے کہ اس کو گورنمنٹ کے مہدرن کے حامل کرنے کا کچھ خیال نہیں ہے بلکہ وہ اپنی قوت بازو سے بذریعہ تجارت یا اجارے کار خانجہات کے اپنی معاش پیدا کرنے کی خواہشمند ہے ایک جماعت ایسی ہے کہ وہ صرف اپنی جائداد اور اپنے ملاقات کے درستی اور اپنے روز مرہ کی زندگی کے امور کو بطور اسلوبی انجام دینے کی آرزو رکھتی ہے ایک جماعت ایسی ہے کہ علوم و فنون کو حاصل کرنا اور ان میں واقفیت کامل حاصل کرنا پسند کرتی ہے ایک جماعت ایسی ہے کہ اس کو ان تمام چیزوں سے چنداں تعلق نہیں ہے بلکہ وہ بلعاط اپنی معاش کے علوم دین میں دستگاہ کامل حاصل کرنا اور اسی میں اپنی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے اور ایک جماعت عوام الناس کی ہے جن کے لیئے کسی قدر عام تعلیم کا ہونا ضروری ہے یا ایں ہمہ ہر ایک کو اپنی اولاد کی نسبت یہ خواہش ہے کہ اُس کے عقید مذہبی بھی درست رہیں اور وہ اُدائے فریض مذہبی سے بھی غافل نہو جاوے پس جب کہ ہم تمام مسلمانوں کی تعلیم کا طریقہ قرار دیتے ہیں تو ہم کو ایسی تجویز کرنی چاہیئے جس سے تمام مقاصد مذکورہ اور نیز دیگر مقاصد جو تعلیم سے متعلق ہیں حاصل ہوں \*

سید احمد خاں نے یہ بھی کہا کہ جب آپ صاحب ان مقاصد پر غور فرماویں گے جن میں سے امور معظمہ کو میں نے ابھی بیان کیا تو آپ یقین کریں گے کہ کسی قوم کو یہ سب مقاصد جب تک کہ وہ خود ان مقاصد کے حامل کرنے پر مستعد نہ ہو حاصل نہیں ہو سکتے پس ہم کو اپنے تمام مقاصد کے انجام کو صرف گورنمنٹ ہی پر منحصر رکھنا نہ چاہیئے بلکہ یقین کرنا چاہیئے کہ ان تمام مقاصد کا گورنمنٹ سے

باتیں حال کے زمانہ اور حال کے زمانہ کی مطابقت کے مناسب نہیں ہیں اور اس لئے بچائے اس کے کہ مسلمانوں کو اُن سے کچھ فائدہ ہو مقصد حاصل ہونے کی توقع ہی اول تو یہی کفایت دیتی ہے کہ اُن کی عمر بیکافادہ چیز میں ضائع نہ جاتی ہے پس میں چاہتا ہوں کہ میرے معزز شریک ممبر میری اس گفتگو سے رجحیدہ نہوں بلکہ ہر وقت تجویز طریقہ تعلیم کے اُن باتوں پر بھی لحاظ رکھیں خواہ اُس کو پسند کریں خواہ نا پسند کریں ۔

لارڈ میکالہ صاحب نے جب کہ وہ ہندوستان کی عام تعلیم کی ہرگز کے میز مجلس تھے اور اُس زمانے میں گورنمنٹ کالجوں میں ایشیائی طریقہ تعلیم جاری تھا گورنمنٹ کالجوں کی نسبت ایک رپورٹ لکھی تھی اُسکا منتضیٰ میں اُس مقام پر بیان کرتا ہوں اُنہوں نے لکھا ہے کہ اگر گورنمنٹ کی رائے پانڈویس موجودہ کو ( یعنی ایشیائی تعلیم موجودہ ) سے غیر مبطل رکھنے پر ہو تو میری مرض یہ ہے کہ میرا میز مجلسی سے استعفا منظور ہو مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ میں اُس میں کچھ کام نہیں آ سکتا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اُس سے مجھ کو اپنی تقریب دینی ہوتی ہے جسکی نسبت مجھ کو خوب یقین ہے کہ وہ صرف ایک دھوکہ ہے مجھ کو یقین ہے کہ موجودہ پانڈویس سچ کی جلدی کرتی کرنے کی طرف نہیں بلکہ معلوم ہندوستانی طریقوں کی علمی مروت کے توقف کرنے پر رجوع کرتا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ ہم کو تعلیم عام کے ہرگز کے معزز نام کا پانفل کچھ حق نہیں ہے ہم ایک ہرگز یعنی مجلس میں واسطہ اُڑانے سیکاری درجہ کے اور واسطے چھاپنے ایسی کتابوں کے جو کم قیمت ہوں اُس کاغذ سے چھپو رہ چھاپی جاتی ہیں جب کہ وہ کرنا تھا اور واسطے چھوٹی دلیوری دینے نامعقول توازن اور نامعقول الہیات اور پیہرہ طایب اور پیہرہ علم مذہبی کے اور واسطے طیار کرنے ایک فرقہ ایسے طالب علموں کے جو اپنی طالب علمی کو اپنے اوپر ایک بوجھ اور عیب پاتے ہیں ۔

لارڈ میکالہ صاحب کے الفاظ جو نسبت مذہب کے ہیں اُن کو چھوڑ دو باقی مطلب پر ضرور کر کہ بالکل سچ ہے پس اب مجھ کو اپنا سلسلہ تعلیم ایسا قائم کرنا چاہیئے کہ جو تمام میزوں سے پاک ہو اور جس سے در حقیقت مسلمانوں کے دین دنیا کی بہتری اور ترقی متصور ہو ۔

ایک آؤر بات یہی قابل اطلاع کے ہے کہ میں اکثر مصنفین رسائل کی بھی رائے دیکھتا ہوں اور میزوں کی بھی رغبت پاتا ہوں اور آؤر لوگوں کی رائے کا بھی رجحان اس طرف دیکھتا ہوں کہ انگریزی زبان اور علوم کی تعلیم کے ساتھ عربی زبان کی اور اُن علوم کی بھی

حاصل ہونا غیر ممکن اور مانند ممکن بالذات کے ہی پس اس وقت مجھ کو قسم کی تجویزیں کوئی چاہیئیں ایک کامل اور پوری ادنیٰ سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم تک کی جو ہمارے تمام مقاصد کو پورا کر سکیں اور جن میں مجھ کو گورنمنٹ سے اُس کی تعمیل کروانے کی کچھ خواہش نہ ہو بلکہ مجھ کو خود اپنی سعی اور کوشش سے آپ اُس کا انجام کرنا مدنظر ہو ۔

دوسری تجویز مجھ کو اُس بات کی کرنی چاہیئے کہ جب تک کہ ہم اُس اول تجویز کو انجام دیں یا اُس کے انجام دینے کے لائق ہوں آپس تک اُن اصول و قواعد سے جو گورنمنٹ نے تعلیم کے لئے مقرر کیئے ہیں کیونکر نایادہ اُنہاروں اور ہمارے متعدد مقاصد سے جو جسنا مقصد تعلیم معینہ گورنمنٹ سے حاصل ہو سکتا ہے اُس کو ہم کیونکر حاصل کریں ۔

سید احمد خاں نے کہا کہ ایک بات میں اور کچھ چاہتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ میری یہ بات میرے شریک میزوں کو بھی معلوم ہوگی اگرچہ اسوس ہی کہ میں اپنے شریکوں کو رجحیدہ کرتا ہوں مگر جو کہ میری رائے میں وہ بات بالکل سچ ہے اسلیئے میں اُس کے کہنے پر مجبور ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ جب مسلمانوں میں کچھ تعلیم کی تحریک ہوتی ہے تو اُن کی سعی ہمیشہ اسی بات پر مقصور ہوتی ہے کہ وہی پورانا مردورٹی طریقہ تعلیم کا اور وہی ناقص سلسلہ نظامیہ درس تئیب کا اختیار کیا جاتا ہے چنانچہ اُس زمانہ میں اُسی پورانے طریقہ پر مسلمانوں نے کئی مدرسہ تعلیم کے لئے جو پورے علیگڑہ کانپور سہارنپور دیوبند دہلی لاہور میں جاری کیئے ہیں مگر میں تھایس سچے دل سے کہتا ہوں کہ وہ محض بیفادہ اور محض لغو ہیں اُن سے کچھ بھی قومی فائدہ ہونے کی توقع نہیں ہے ۔

زمانہ اور زمانہ کی مطابقت اور علوم اور علوم کے نتائج سب تبدیلی ہو گئے ہیں ہمارے ہاں کی قدیم کتابیں اور اُن کا طرز بیان اور اُنکے الفاظ مستعملہ مجھ کو آزادی اور راستی اور صفائی اور سادگی میں اور بے تکلفی اور بات کی اصلیت تک پہنچنا ذرا بھی تعلیم نہیں کرتے بلکہ ہر خلاف اُنکے دھوکہ میں پڑنا اور پیچیدہ بات کہنا اور ہر بات کو لون مرچ لگا دینا اور ہر امر کی نسبت غلط اور خلاف واقع الفاظ شامل کردینا اور چھوٹی تعریف کرنا اور زندگی کو غلامی کی حالت میں رکھنا اور تکبر اور غرور کو خرد پسندی کا منبع بنانا اور اپنے اپنے جنس سے نفرت کرنا ہمدردی کا نہ رکھنا مخالف آمیز باتوں کا ماحول کرنا گذشتہ زمانہ کی تاریخ کو بالکل نا تحقیقی میں ڈالنا اور واقعات واقعی کو مثلاً قصہ و کہانیوں کے بنا دینا سکھاتے ہیں اور یہ تمام

علم قرآن انسانی — علم منطق — علم فلسفہ — علم سیاحت مدن  
یعنی اصول گورنمنٹ — علم انتظام مدن یعنی پولیٹیکل اکونومی \*

### سوم علم ریاضی

علم حساب — علم جبر و مقابلہ — علم ہندسہ فروعات امای  
علم ریاضی کی \*

### چہارم علم طبیعیات

علم سکون — علم حرکت — علم آب — علم ہوا — علم مناظر  
علم برق — علم ہیٹ — علم آواز — علم حرارت — نیچرالفلسفی \*  
تعلیم خاص مسلمانوں کی ان علوم میں ہونی لازم ہے جن کی  
تفصیل ذیل میں مندرج ہے — انجینیئر — اینٹومل فزیالوجی  
یعنی علم حیوانات — اینٹارومی یعنی علم تشریح — ذوالوجی  
حسب اینٹومل فزیالوجی — باگنی یعنی علم نباتات — جیاالوجی  
یعنی علم طبقات الارض — صنواالوجی یعنی علم جمادات — کوسٹری  
یعنی علم کیمیا \*

یہ وہ علم ہوں جن میں مسلمانوں کی تعلیم ہونا چاہیئے  
اُن کی تفریق اور اُن کی مقدار کی تعین ہو ایک درجہ تعلیم کے لیئے  
جدا جدا ہوگی اور جس کا اندازہ ہو ایک درجہ کی تعلیم کے لیئے  
نیا جاریگا \*

### طریقہ تعلیم و تربیت

امراء اور اہل مقدور اور ذی دولت مسلمانوں کے لڑکوں کی تعلیم  
کے لیئے نہایت ضرور ہے کہ اُن کی عمر دس برس تک نہ پہنچنے  
پارے کہ وہ اپنے گھر سے جدا رکھے جائیں اور اُن کی خاص طور پر اور  
خاص نگرانی میں تعلیم ہو اور اس لیئے ضرور ہے کہ کسی شہر کے  
قریب جس کی آب و ہوا عمدہ ہو اور شہر بھی چھوٹا ہو ایک پرفضا  
میدان تحریر کر کے مکانات تعمیر کیئے جائیں اور پھول باغ لگایا  
جائے \*

اُسی عمارت کے شامل ایک مسجد بنائی جائے جس میں صوفی  
و امام مقرر ہو اور ایک کتب خانہ بنایا جائے اور ایک بڑا کمرہ  
کھانا کھانے کے لیئے اور ایک بڑا کمرہ ایسے کھیلوں کے کھیلنے کے لیئے  
جو مکان کے اندر کھیلے جاتے ہیں اور باقی مشقتور و مناسب کمرہ  
اِس طرح ہو کہ ہر ایک لڑکے کو ایک مناسب کمرہ بیٹھنے اور پڑھنے  
کو ملے \*

کسی لڑکے کے ساتھ کوئی خاص خدمت گار ٹوہ بلکہ تمام  
خدمتگار اُنہیں مکانات کے متعلق نکر ہوں اور ہر ایک خدمتگار کو  
کمرے تقسیم کیئے جائیں پس اُن کمروں کے دھنے والے لڑکوں کی

جو عربی میں ہیں تعلیم دی جائے مگر یہ راے اس سب سے قائم  
ہوئی ہے کہ اُن لوگوں نے خیال نہیں کیا کہ انگریزی اور عربی کی  
تحصیل میں کس قدر محنت اور کس قدر وقت درکار ہوتا ہے اگر  
اِس بات کو جاری کیا جاریگا اور کوئی حد و تمیز اس کے لیئے مقرر  
نہوگی تو دفتروں میں سے کوئی حاصل نہیں ہونے کا لڑکے کا ادھر کے  
رہینگے نہ اُدھر کے پس میں چاہتا ہوں کہ تمام جذبات انسانی کو  
جن میں سے پرانی رسم کی پابندی سب سے زیادہ قوت رکھتی ہے اور  
انسان کو ٹھیک بات تک پہنچنے نہیں دیتی خدا دل کو ٹھنڈا کر کر  
تجویز کیا جائے کہ در حقیقت کون بات دیں و دنیا کے لیئے مفید ہے  
جو ہم کو کرنی چاہیئے \*

### بیان طریقہ تعلیم

میزبان شریک نے اس تقریر کو پاکراہ سنا اور اس میں سے  
اِس بات پر متفق الراے ہوئے کہ بلاشبہ تعلیم مسلمانوں کا طریقہ  
در قسم کا تجویز کرنا چاہیئے ایک وہ جو غرہ مسلمان اُس کو قائم  
کریں جس سے اُن کے تمام مقاصد دینی و دنیوی انجام پائیں دوسرے  
وہ جن سے مسلمان اُن اصول و قواعد سے جو گورنمنٹ نے تعلیم کے لیئے  
مقرر کیئے ہیں فائدہ اُٹھائیں پس امور مذکورہ حسب تفصیل ذیل  
پیش ہوئے \*

اول قواعد تعلیم مسلمانان جن کا قائم کرنا اور جاری کرنا خود  
مسلمانوں کو لازم ہے \*

سید احمد خاں نے کہا کہ میں نے اِن امور کے سوچنے اور سمجھنے  
اور غور کرنے میں شاید بہ نسبت اور میوزوں کے زیادہ وقت صرف کیا  
ہے اور زیادہ نکر کی ہے میں چاہتا ہوں کہ جو طریقہ تعلیم صحفہ  
خیال کیا ہے اُس کو میں بہ ترتیب بیان کردوں پھر میوزوں کو  
اُس کے مناظر کرنے یا تبدیل کرنے کا بطریقی مرقع ہرگا \*

### ذکر علوم

مسلمانوں کی تعلیم دو قسم پر منقسم ہوئی چاہیئے ایک تعلیم  
عام اور دوسری خاص \*  
تعلیم عام مسلمانوں کی عام مفصلہ ذیل میں ہوئی چاہیئے \*

### اول دینیات

فقہ — اصول فقہ — حدیث — اصول حدیث — تفسیر  
علم سیر — علم عقاید \*

### دوم علم ادب

زبان ہائی اور انشا پرہازی اُردو — فارسی — عربی — انگریزی  
وہابی — علم تاریخ — عام جغرافیہ — علم اخلاق — میٹنگ سائنس یعنی

مکانات میں رہتے ہیں اور نیز اور مسلمانوں کے جو اُس میں نہیں رہتے موصلاً تعلیم پڑھنے کے \*

یہ مدرسہ در حقیقت تین مدرسوں پر مشتمل ہوگا — اول انگریزی — دوم اردو — سوم عربی فارسی جو مدرسہ انگریزی کا ہوگا اُس میں بالکل انگریزی پڑھائی جائیگی اور تمام علوم و فنون اور جو کچھ کہ اُس میں تعلیم ہوگا وہ سب انگریزی میں ہوگا الا ہر طالب علم کو سکنت لینگوج بھی پڑھنی ہوگی لیکن و اردو یا لیکن و فارسی یا لیکن و عربی اور اس کو ہمشول اپنی تعلیم کے کچھ مختصر کتابیں فقہ و حدیث و عقاید کی اردو زبان میں پڑھنی ہوگی \*

اس مدرسہ کے تدریس کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اب زمانہ ایسا آتا جاتا ہے کہ جو لوگ گورنمنٹ سے اعلیٰ عہدوں کے پائے کی تمنا رکھتے ہیں اور دنیا میں نمایاں اعلیٰ درجہ کی عزت جو رعایاے گورنمنٹ حاصل کر سکتی ہے حاصل کرنا چاہتے ہیں جب تک کہ وہ اعلیٰ درجہ کا کمال انگریزی زبان میں حاصل نہ کریں گے اُس وقت تک یہ وہاں مسلمانوں کو تہذیب نہیں ہونے کی اور ایسا کمال انگریزی میں بغیر اس کے کہ اُس کی خوب حاصل کریں حاصل ہونا غیر ممکن ہے پس جو لوگ کہ اس قسم کے عہدوں اور عزتوں کے خواہاں ہیں اُن کے لیئے یہ تدریس کی گئی ہے \*

علاوہ اس کے ضرور ہے کہ مسلمانوں میں بھی ایک جماعت اس قسم کی ہو کہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کمال انگریزی میں حاصل کرے کیونکہ اُس جماعت سے ملک کو اور ملک کے لوگوں کو اور ترقی تعلیم کو بہت فائدہ ہوگا اور وہ ذریعہ اور منبع ہدیہ علم کے بن جائینگے اُن کی بدولت تمام علوم انگریزی زبان سے اردو زبان میں آجائینگے اور اُن کی ذات سے ملک کو منفعہ عظیم پہونچےگی \*

اردو مدرسہ — اس میں تمام علوم و فنون پڑایاں اردو پڑھائے جائینگے اور جو کچھ تعلیم اس میں ہوگی وہ سب اردو میں ہوگی البتہ ہر طالب علم کو تین زبانوں میں سے کوئی زبان بطور سکنت لینگوج کے اختیار کرنی ہوگی — انگریزی — فارسی — عربی — میں امید کرتا ہوں کہ جو لوگ اس بارہ پرس کی مہر میں اس مدرسہ میں داخل ہوگا وہ ضرور اظہارہ پرس کی مہر تک تمام سہن پائی مازم کو اردو زبان میں اُس قدر تحصیل کرلیگا جس قدر کہ درجہ بی اے کے لیئے مقرر ہیں اور سکنت لینگوج میں اُس کو اس قدر تربیچر آجائیگی جیسے کہ انٹرنس کلاس تک کے پڑھنے والوں کو آتی ہے \*

خدمت اور کمروں کا جھانڈا اور آراستہ کرنا اور پلنگوں اور بچھونوں کا درست کرنا سب وہی لوگ کیا کریں گے \*

ان تمام لوگوں کو ضرور ہوگا کہ مسجد میں ہر روز کی نمازیں جماعت سے پڑھیں اور صبح کی نماز کے بعد کھینچ کران مسجد پموجب اُس قاعدہ کے پڑے لیے کریں جو تدریس کیا جائے اور ہر ایک کو ایک نسیم کا پکسا لباس پہنایا جائے اور سب ملکر ایک جگہ وقت میں بہر کھانا کھائیں اُن کے اوقات پڑھنے اور کھانے کے اور جسمانی ورزش کے سب مقرر کیئے جائیں اور ہر ایک لڑکے کو ہر ایک وقت پر جو کام مقرر ہے اُس کا کرنا واجب و لازم ہو \*

اس مکان پر ایک نہایت لائق اور معتمد شخص بطور اتالیق یا گورنو کے مقرر ہو تاکہ وہ تمام نگرانی اور سب طرح کا بندوبست کرتا رہے اور لوگوں کی صحت و تندرستی کا نگران رہے اور اس بات کی خبر داری اور نگرانی کرے کہ تمام لڑکے اوقات معینہ میں وہی کام کرتے ہیں جو اُس وقت کے لیئے معین ہیں یا نہیں \*

لوگوں کو اپنے گھر جانے اور ماں باپ اور عزیز اقارب سے ملنے یا اُن کو لوگوں سے ملنے اور اُن کا آرام و آسائش کا حال دیکھنے کو آنے کے لیئے قواعد مقرر ہوں اور ہمیشہ اُن قواعد کی پابندی رہے \*

اتفاقہ بیماری یا اتفاقہ ضرورت کے واسطے ایک طبیب ملازم رہے اور اُس مقام کے سرل — درجن سے بھی بندوبست کر لیا جائے تاکہ اتفاقہ اور دمنما کی بیماری کی حالت میں طبیب یا ڈاکٹر کا علاج جیسا کہ اُن لوگوں کے مریضوں نے اجازت دی ہو وہ سب یہ بندوبست صرف اتفاقہ اور ناگہانی بیماری کے لیئے ہی دوتہ بھال بیماری زاید اُس کے مریض اُس کے گھر پر لیجائینگے اور خود جس طرح چاہینگے معالجہ کریں گے \*

یہ مکان عالی شان امرا اور اہل دول کے چندے سے تعمیر ہونا چاہیئے اور اخراجات ماہوار کی کا اوسط لگا کر جو لڑکا اُس میں داخل ہو اور سکونت اختیار کرے اُس کے مریضوں سے وہ خرچ لیا جائے \*

خوب یاد رہے کہ جب تک ہمارے لڑکے گھروں سے ملحدہ ہوکر اِس طرح پر تربیت نہ پائینگے ہمیشہ خراب اور نالایق اور جاہل اور کمینہ عادتوں کے عادی رہینگے \*

### مدرسة العلوم

اُسی مہر میں جہاں یہ مکان تعمیر ہو ایک بہت بڑا مالیشان مدرسہ تعمیر کیا جائے اور اُسکا نام انگریزی زبان میں ”ہی مسجدین اینکلو اور اینکلو کالج“ اور عربی زبان میں ”مدرسة العلوم“ رکھا جائے اس مدرسہ میں وہ لڑکے امرا اور فی مقدر لوگوں کے جو اُن

تمام علوم و فنون انہیں کی زبان میں ہیں اور ہر وقت اور ہر محل پر ان کو اپنے علم کی ترقی کا موقع ہوتا ہے پورے ہندوستان کے کہ انکی تعلیم انکی مادری زبان میں نہیں ہے اور انکو دوسری زبان پر قادر ہونے میں نہایت مشکل پیش آتی ہے اور اُس پر قادر ہونے تک تمام وقت تحصیل علوم و فنون کا گذر جاتا ہے پس اس تبدیلی سے جو اس مدرسہ کے تقرر میں کی گئی ہے اُمید ہے کہ وہ رکارڈ ٹوٹے گی \*

جو طالب علم کہ بنوعید عربی زبان کے علوم تحصیل کرنے پر متوجہ تھے اُن میں بھی یہ نقصان رہتا تھا کہ وہ ان علوم و فنون سے جو نہایت ضروری ہیں غافل مہض رہتے تھے اور اس تبدیلی سے جو طریقہ تعلیم میں کی گئی ہے امید یہ ہے کہ وہ بھی غافل نہ رہینگے اور عربی زبان میں بھی کمال حاصل کرنے کا اُنکو موقع حاصل رہیگا \* عربی فارسی مدرسہ - اس میں ابتداً کسی علم کی تعلیم نہیں ہونے کی بلکہ جو انگریزی اور اُردو پڑھنے والوں نے ان زبانوں میں سے جسکو بطور سکندلنگوج کے اختیار کیا ہوگا اور اُردو میں علوم و فنون پڑا لیئے کے بعد عربی یا فارسی زبان کے لٹریچر و علوم میں کمال حاصل کرنے کا ارادہ کیا ہوگا تو انکی پڑھائی فارسی عربی میں اعلیٰ درجہ تک کی اس مدرسہ میں ہوگی \*

تینوں مدرسہ ملکر درحقیقت ایک مدرسہ ہوگا اور جو کہ ہر قسم کے استاد یعنی انگریزی کے اور اُردو و فارسی و عربی کے اس میں موجود ہونگے تو سلسلہ تعلیم ہر ایک مدرسہ کا جو قائم کیا گیا ہے وہ اُستادوں کی تقسیم اوقات سے بطوری تکمیل پاتا رہیگا \*

### مدارس

یہ چھوٹے چھوٹے مدرسے ہونگے اور ہر شہر و قصبہ و ضلع میں جہاں اسکا قائم ہونا ممکن و مناسب ہو قائم ہونے چاہئیں گے ان میں تعلیم صرف اُن قواعد کے مطابق ہوگی جو اُردو مدرسہ کے لیئے ہیں اور اسی طرح اس مدرسہ کے طالب علموں کو ایک سکندلنگوج مقرر انگریزی یا فارسی یا عربی اختیار کر دی ہوگی \*

اس مدرسہ میں اور پہلے مدرسہ اُردو میں صرف لفظا فرق ہوگا کہ اس مدرسہ میں ایک حد میں تک علوم پڑھائے جاویں گے اور جب اُس حد تک طالب علم پورے چارینگے تو اس مدرسہ سے خارج ہو جاویں گے اور اُنکو اختیار ہوگا کہ اُس سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم اگر چاہیں تو مدرسۃ العلوم میں داخل ہوں یہ مدرسہ اِس مراد سے ہرگز نہ مدرسۃ العلوم کے لیئے لاکھ طیار کریں انکی مثال ہمیشہ ایسی ہوگی جیسے گورنمنٹ شاع اسکول کالجوں کی ہوتی ہے لیئے طالب علم جلد کرتے ہیں \*

پس اِس عمر کے اور اس قدر تحصیل کے بعد طالب علم اُس سکندلنگوج میں سے اُس زبان کی لٹریچر کو جو اُس نے اختیار کی ہے تکمیل کرنی شروع کرے اور تین برس اُس کو اُس کی تکمیل کے لیئے بہت کافی ہونگے پس اگر اُس نے ان تین برس میں انگریزی زبان کی تکمیل کی ہے تو اُسکو تین برس کی اور مہلت اِسلئے بطوری ملیگی کہ وہ عدالت کے قوانین سیکھے اور مختلف مہدوں کے لیئے جو امتحان مقرر ہیں اُن میں امتحان دے اور نوکری گورنمنٹ کی تلاش کرے اور اُس کو حاصل کرے یا اور کسی کاروبار میں جس میں وہ چاہے مشغول ہو \*

اور اگر اُس نے ان تین برس میں فارسی زبان کی تکمیل کی ہے تو اُس نے یقینی گورنمنٹ کی نوکری سے تو قطع نظر کر لی ہے کیونکہ وہ تو پیشہ انگریزی پڑھے حاصل ہوگی پس اُسکو مہلت ہے کہ جہاں تک چاہے فارسی میں کمال بہم پہونچائے اور شاعر و منشی و ادیب ہوکر دنیا میں اپنا نام یادگار چھوڑ جائے \*

اور اگر اُس نے ان تین برس میں عربی زبان کی تکمیل کی ہے تو اُس نے پورے مذکورہ بالا سرکاری نوکری سے تو قطع نظر کر لی ہے پس اُسکو بھی عربی زبان میں اور نیز اُن علوم میں جو عربی زبان میں ہیں اور نیز علوم دین مثل فقہ و حدیث و تفسیر و کلام وغیرہ میں جہاں تک کہ وہ چاہے ترقی کرنے اور کمال بہم پہونچانے کا موقع حاصل ہے \*

یہ مدرسہ جو اس قسم کا تجویز کیا گیا ہے جس میں اول تمام علوم اُردو زبان میں پڑھائے جاویں گے اسکا سبب یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انگریزی مدرسوں میں کافی لیاقت لڑکوں کو نہیں آتی ایک مشکل اُنکو غیر زبان کا سیکھنا اور دوسری مشکل غیر زبان میں علوم کا سیکھنا ہوتا ہے پس اس تدبیر سے ہم نے اُن کی ایک مشکل کو مرتفع کر دیا ہے تاکہ وہ سبب اپنی زبان کے علوم و فنون سے نہایت جلد بطوری واقف ہو جائیں اور بعد اُس کے دوسری زبان کے لٹریچر میں مہلت کو کر جہاں تک اُن سے ہو سکے ترقی کریں \*

اِس تدبیر سے ایک نائدہ یہ بھی ہوگا کہ بہت کم طالب علم علوم و فنون سے گو کہ وہ اُردو ہی زبان میں کہیں نہیں غافل رہینگے اور یہ نسبت حال کے لٹریچر پر مہلت کرنے کی زیادہ مہلت ملیگی اور اُنکو اُس زبان کی لٹریچر پہ نسبت حال کے بہت زیادہ آجاریگی \*

اسیات پر اکثر بھٹ ہوئی ہے کہ سرکاری کالجوں کی تعلیم سے لیاقت کامل نہیں ہوتی اور کہیں وہ تعلیم انگلستان کے کالجوں کی تعلیم کے برابر نہیں ہے پس میری رائے میں اس کا سبب یہی ہے کہ انگلستان میں تعلیم انہیں لوگوں کی زبان میں ہوتی ہے اور



کتابیں جیسی راہ نجات اور حقیقت الصواب وغیرہ ہیں پڑھ لے اور کچھ کچھ لکھا لکھنا بھی سیکھ لے اور اُس کو اس قدر استعمال ہو جاوے کہ اُردو عبارت بآسانی پڑ لکھ سکے اور انگریزی حرفوں اور ہندوس کو پہچاننا اور نام پڑ لکھنا سیکھ لے یہ وہ تعلیم ہی جسکا مکتبوں میں ہونا چاہیئے \*

دوم گیارہ برس سے تیرہ برس تک — اس عمر میں اس قدر پڑھ لینا چاہیئے جو روز مرہ کے کاموں اور اُمورات متعلقہ زندگی اور معاش کے کام میں درکار ہیں سیدھے سادھے مسائل مذہبی و عقاید مذہبی سے بھی واقفیت حاصل ہو یہ وہ تعلیم ہی جو مدارس معززہ میں تجویز کی گئی ہے \*

اہل پیشہ اور فربہ آدمی بھی جو اپنے لوگوں کو اپنے پیشہ میں مصروف کرتے ہیں اس قدر عمر تک لوگوں کو تعلیم میں رکھنے سے کچھ اپنا ہرج تہیں سمجھتے اور اگر اہل پیشہ کے لڑکے اس قدر درجہ تک کی تعلیم پا جاویں اور ہمارے ملک میں عموماً اس قدر درجہ تک علم پھیل جاوے تو ہندوستان ہندوستان نہیں رہنے کا بلکہ فلاح جنت ہو جاوے اور تھیک تھیک ہندوستان جنت نشان کا لقب اُس پر صادق آریگا \*

سوم چودہ برس سے اٹھارہ برس تک — اس عمر میں جملہ علوم و فنون سے جو دین و دنیا میں بکار آمد ہیں واقفیت کلی حاصل ہونی چاہیئے \*

چہارم انیس برس سے اکیس برس تک — اس عمر میں خاص علوم اور خاص زبان جس میں طالب علم کمال حاصل کرنا چاہے حاصل کرنے ہونگے \*

پنجم یاکیس برس سے پچیس برس تک — یہ وہ زمانہ ہی جسمیں طالب علم بعد فراغ تعلیم اُن چیزوں کو پڑھنے اور امتحان دینے میں مشغول رہیگا جنکے ذریعہ سے سرکاری نوکریاں ہاتھ آتی ہیں اور اسی قسم کے حصول معاش کے ذریعوں کو حاصل کرنے میں مشغول ہوگا \*

یہ پچھائی تینوں قسم کی تعلیمیں وہ ہیں جو مدرسہ عام سے ملانہ رکھتی ہیں \*

### سلسلہ تعلیم

انگریزی مدرسہ کے لیئے ہمکو سلسلہ تعلیم نے معین کرنے کی ضرورت نہیں ہی کیونکہ اور اسکورہ کی دو یونیورسٹیاں ہماری ہدایت کے لیئے موجود ہیں پس ہمیشہ ہمکو اُنکی ہی تقلید اور پیروی سے سلسلہ کتب درسیہ کا معین کرنا اور اُسی طریق پر تعلیم دینا کافی ہوگا \*

اُردو مدرسہ کے لیئے البتہ ہمکو کتابیں تلاش کرنی اور اُنکا سلسلہ تعلیم قائم کرنا پڑیگا مگر یہ بات کچھ مشکل نہیں ہی سلسلہ کتب

### مکتب

ہر گائوں اور قصبہ میں جہاں جہاں مدرسے مکتب قائم ہوتے باہر اُن میں قرآن شریف بھی پڑھایا جاوے اور اُردو زبان میں کچھ کتابیں اور حساب وغیرہ سکھایا جاوے اور اُردو میں لکھنا پڑھنا بھی سکھایا جاوے اور اس مکتب میں بھی کسب قدر فارسی اور کسب قدر انگریزی سکھ لینگوج ہو فارسی تو صرف اس قدر ہو جس سے اُردو کو مدد پہنچے اور انگریزی نہایت قلیل صرف اتنی کہ حرف پہچان لے چاہے کے حرفوں میں لکھا ہوا نام پڑ سکے اور انگریزی ہندو سے جو کلام اور اُردو میں پڑ لکھ دیتے ہیں اُن کو پہچان سکے تاکہ اگر کسی نل سے کام لینا ہو تو کام لے سکے \*

اس مکتب میں قرآن مجید نئے قاعدہ سے پڑھایا جاوے جسمیں نل قرآن شریف چھ مہینے میں بخوبی ختم ہو جاتا ہی بعض لوگوں نے قرآن مجید کے کل لفظ بحدف الفاظ مکرر جدا چھانٹ لیئے ہیں اور اُن کو بے ترتیب دو حرفی و سہ حرفی مکتب کرلیا ہی اور الف بے کے بعد صرف اُن لفظوں کے پڑھا دینے سے نل قرآن مجید ناظران پڑھنا بخوبی آجاتا ہی \*

اس مکتب میں نماز پڑھنا بھی بتایا جاویگا اور چھوٹی چھوٹی اُردو کتابیں مسلمانوں کی بھی جیسے کہ راہ نجات حقیقت الصواب وغیرہ ہیں لوگوں کو پڑھانی جاوینگی \*

### حفاظتی مکتب

جو لڑکے مسلمانوں کے قرآن مجید حفظ کرنا چاہیں یا اشعار فا دینا جو قرآن مجید حفظ کرنے کی زیادہ رغبت رکھتے ہیں اُن کے لیئے بڑے بڑے شہروں اور مناسب مناسب مقاموں پر مکتب مقرر ہوں جن میں وہ لوگ قرآن مجید حفظ کیا کریں مگر اس مکتب کو بالکل صلحد رکھنا چاہیئے اور کسی مدرسہ یا مکتب کے شامل کرنا نہیں چاہیئے \*

### عمر تعلیم

اگرچہ ابتدا جب مدرسہ مقرر ہونگے اُن میں عمر کا چنداں لحاظ نہ ہوگا بلکہ منتظامان کی رائے پر اور لوگوں کی حالت پر اُن کا داخلہ منحصر ہوگا مگر جب کہ انتظام بخوبی ہو جاوے اُس وقت ہر ایک قسم کے مدرسہ کے لیئے عمر کی تعین ضرور ہونی پس لوگوں کی تعلیم میں اُن کی عمر کا حسب تفصیل ذیل لحاظ رکھنا چاہیئے گا جسکے لیئے پانچ درجہ قرار دیئے جاتے ہیں \*

اول چھ برس سے دس برس تک — اس میں چاہیئے کہ لڑکا مجید پڑھ لے اور کچھ اُردو کتابیں بھی اور مسائل کی چھوٹی چھوٹی

دیا جارے اسی طرح کتب صحاح ستہ حدیث میں سے احادیث مفیدہ و مستند و مفید و ضروری کا انتخاب کر کر تلخیص البیاضی و تلخیص المسلم و علیٰ هذا القیاس چھوٹی چھوٹی کتابیں بنائی جائیں اور وہ تمامہ پڑھائی جائیں تفسیر میں جلالین شاید نہایت عمدہ ہی اور انتخاب کی بھی ضرورت نہیں رکھتی مگر وہ نہایت آسان ہی اور اُس سے زیادہ قابلیت کے لیئے دوسری تفسیر ہونی چاہیئے پس وہ تفسیر بیضاوی ہی اُس کی بھی تلخیص کی جارے اس طرح پر کہ جہاں تک کہ اُس میں مباحث عربیہ سے متعلق ہیں وہ انتخاب کر لیئے جائیں اور باقی امور چھوڑ دیئے جائیں غرض کہ اسی طرح کتابوں کے انتخاب اور تلخیص سے ایک سلسلہ کتب درسیہ عربیہ کا قیام کر لیا جارے پس یہ وہ طریقہ ہیں جن سے میری دانش میں تعلیم مسلمانوں کی اس طریق پر جو جو دین و دنیا کے لیئے مفید ہو جاری ہو سکتی ہی اور نیک اور چل جو مسلمانوں میں پھیلتا جاتا ہی اُس کا علاج ہو سکتا ہی مگر ہر شخص یہ بات بطوری اور یہ آسانی سمجھ سکتا ہی کہ یہ طریقہ تعلیم کا نہ کی طرح گورنمنٹ اختیار کر سکتی ہی اور نہ سرکاری کالجوں اور اسکولوں میں جاری ہو سکتا ہی خرد مسلمان الیہ بطوری جاری کر سکتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اُسے اجرا کا مقدور بھی رکھتے ہیں صرف ہمت اور مصہنت اور توجہ دیکر ہی \*

دوم وہ طریقہ جس سے گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں کی تعلیم زیادہ تر مسلمانوں کے مناسب حال ہو جارے اور اُس سے مسلمان فائدہ اُٹھائیں \*

مسلمانوں کو چاہیئے کہ گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں کو ایسا تصور کریں کہ صرف انگریزی زبان کی تعلیم کا اس قسم کا مدرسہ ہی جیسا کہ اُنکے لیئے اوپر تجویز ہوا ہی اور تمام علوم و فنون اُس میں بڑیاں انگریزی تعلیم دیئے جاتے ہیں اور اُردو فارسی عربی صرف بطور سکند لیکنج کے ہی اور صرف ان مدرسوں کو زیادہ تو مناسب اور مفید کرنے کے لیئے مفصلہ ذیل باتوں پر توجہ کریں \*

اول گورنمنٹ سے درخواست کریں کہ جس قدر انگریزی کی تعلیم اب دیجاتی ہی اُس میں ترقی کی جارے اور ہر ایک درجہ کی تعلیم بالکل یونیورسٹی کی سطح پر اور اس قدر کی پہنچ کر دی جاوے \*

دوم غرض کے طالب علموں کو لٹریچر میں قدرتی زیادہ دستک دہرتی ہی کہ وہ اُنکی ماہر زاد زبان ہی اُس لیئے اُنکو تہذیبی تحصیل میں آسکتی ہی مگر ہندوستان کے لیئے کالجوں میں لٹریچر کی پڑھائی زیادہ تر کی جارے تاکہ اہلقت تحریر و تقریر میں آجائے \*

درسیہ علوم و فنون معینہ رہی قائم رہے جو انگریزی میں ہو اُنہیں کتابوں کا جو انگریزی میں علوم و فنون کی پڑھائی جائیں اُردو میں ترجمہ ہو اور اُردو میں پڑھائی جائیں پس ان دونوں مدرسوں میں پڑھائی تو ایک سی ہوگی صرف یہ فرق ہوگا کہ جو کتاب انگریزی مدرسہ میں انگریزی زبان میں پڑھائی جاتی ہی وہ اس مدرسہ میں اُردو میں پڑھائی جاری کی \*

عربی و فارسی مدرسہ کے لیئے بھی کتابوں کے متعین کرنے میں چنداں وقف نہ ہوگی فارسی زبان کے عام انشا کی کتابیں نہایت آسانی سے بہت عمدہ اور سادہ منتخب ہو سکتی ہیں جو سلسلہ مناسب سے درس میں داخل ہوں عربی زبان میں جو سلسلہ تعلیم جاری ہی بلاشبہ اُس میں تبدیل عظیم کرنی پڑیگی سلسلہ نظامیہ جو بالفعل جاری ہی محض لقر ہی اور حال کے زمانہ کے مطابق نہیں بلاشبہ اُسکو ترک کرنا اور سلسلہ جدید قائم کرنا چوکیا \*

طالب علموں کو لغو مباحث میں قالنا اور الفاظ کی بحث پر اُن کی عمر کو ضائع کرنا محض بیفائدہ ہی محض اُس کے یہ بات چاہیئے کہ سیدھے سادھے اور صاف مسائل صرف و نحو اُن کو پڑھائے جائیں بغیر کسی بحث کے تاکہ وہ بطوری بموجب قواعد صرف و نحو عربی کی عبارت پڑا سکیں \*

چند رسالہ مطلق خالص کے جو بہت صاف اور سیدھے ہوں اُنکو پڑھانے چاہیئیں اور عام معانی بیان کے سیدھے مسئلہ سکھانے چاہیئیں اور عربی بولنے اور عربی لکھنے کی مشق کرانی چاہیئے پس اس قدر تعلیم متعلق عام ادب کو کافی سمجھنا چاہیئے \*

اِس تعلیم کے لیئے بھی کتابوں کی چنداں مشکل نہیں پڑنے کی کتب موجودہ میں سے ایسی صاف صاف کتابیں یا آسانی منتخب ہو سکتی ہیں اور ہمیشہ کتابوں پر ایک عالم نظر ڈال کر اُن میں سے نضرل مباحث کو حذف کر کر کتابوں کو مناسب حال کر دے سکتا ہی \*

باقی رہی تعلیم کتب مذہبی کی بالفعل ہمارے ہاں یہ رواج ہی کہ کتب مذہبی میں سے ابتدا سے آخر تک کسی کتاب کے پڑھنے کا رواج نہیں ہی بلکہ مقامات معینہ ہر ایک کتاب کے پڑا کر باقی کتاب کو چھوڑ دیتے ہیں میری دانش میں اس طریقہ کو تبدیل کرنا چاہیئے ایک ادا متن جو عمدہ اور مفید ہو وہ تمامہ پڑھایا جارے اور باقی کتابوں میں سے اُن مقامات کا جو اِس زمانہ میں مفید اور پکار آمد ہیں انتخاب کر کر ایک چھوٹی سی کتاب بنائی جارے مثلاً ہادیہ اُس میں سے عمدہ اور مفید مقامات کا انتخاب کر کر تلخیص طبع ہادیہ اُس کا نام رکھا جارے جو چند جز پر ہو اور وہ تمامہ پڑھا

فرض کہ جیسا کہ اب تک گورنمنٹ کے سررشتہ تعلیم سے مسلمان مصلحتہ مصلحتہ رہے ہیں برخلاف اُس کے جہاں تک ممکن ہو اُس میں امانت و مدد کریں اور سررشتہ تعلیم کو ایک اپنی ضروریات سے سمجھیں تاکہ وہ اُس سے فائدہ اُٹھا سکیں اور جو جو نقصان اُس میں ہوں اُس کے رفع کرنے پر قادر ہوں \*

یہ تمام باتیں جو اوپر بیان ہوئیں مسلمانوں کو گورنمنٹ کالجوں و اسکولوں سے فائدہ اُڑھانے کے لیے کافی ہیں اس سے زیادہ اور کچھ گورنمنٹ سے درخواست کرنی یا توقع رکھنی محض پیہرہ بات ہی بلکہ اس میں سے بھی بعض باتیں ایسی ہیں کہ گورنمنٹ بمشکل اُسکر قبول کریگی \*

### راے ممبران

اس تجویز کی نسبت کل ممبران سلیکٹ کمیٹی سے صلاح اور مشورہ کیا گیا جو ممبر کہ بنارس میں موجود تھے اُنہوں نے بالمشافہ اپنی رائیں ظاہر کیں اور جو لوگ کہ بنارس میں موجود نہ تھے اُن کے پاس یہ تجویز بھیجی گئی اور اُنہوں نے پزیریمہ تعویذ کے اپنی رائیں ظاہر کیں جنکی تفصیل ذیل میں مندرج ہے \*

سید احمد خاں مولوی محمدعارف صاحب مولوی سید عبداللہ صاحب محمد یار خاں صاحب مولوی سید زبیر العابدین صاحب مولانا رحمت اللہ بیگ صاحب مولوی اشرف حسین خالص صاحب مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب اور منشی محمد اکرام حسین صاحب نے بلا کسی اختلاف کے مذکورہ بالا تجویز کو پسند اور منظور کیا اور تمام مراتب مذکورہ بالا سے اتفاق رائے ظاہر کیا \*

مولوی سید امداد علی صاحب اور مولوی قطب الدین حسن صاحب اور مولوی حمید الدین صاحب اور منشی محمد سیحان صاحب نے بھی بالکلہ اس تجویز سے اتفاق کیا مگر ان چاروں ممبروں نے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ تلمیذ کتب پزیریمہ علماء کامل اور جلدیوں کے عمل میں آوے \*

مولوی محمد اسماعیل صاحب نے بھی جملہ مراتب مذکورہ سے دلی اتفاق کیا اور یہ لکھا کہ سلسلہ تعلیم میں جو کہ روکنے والی خواہش کی ہی نہایت عمدہ اور مناسب ہے لیکن چاہئے کہ کرتے تھے میں اُن کتابوں کے انتخاب کا پورا ذکر نہیں ہے چاہئے کہ مسجد کی پڑھائی جاری رکھی جائے جس میں ایسا ہی ہے کہ ہر روز صبح کی جب اُس کا موقع آویگا تب میں بالتفصیل رائے دے کر میں اور اُن کے مولوی عبدالرحمن صاحب اور مولوی محمد علی صاحب سے انکار نہیں کرسکتے پھر بادشاہ صاحب نے بھی تجویز مذکورہ سے اتفاق کیا ہے اور ان کے ہاتھ سے اصل فقہ اور کتب حدیث کی ہے پھر یہ معلوم ہوتا ہے اور کہا کہ وہ بدستور سابق تعلیم پھر پر اُن کا استعمال ہوتا ہے

سو ہم کالج میں یہ تصد انتظام پرنسپل کے ایک کلب مقرر ہو جسکا پرنسپل پرنسپل ہو اور ہفتہ اُس میں اعلیٰ کلاسوں کے طالب علم اسپیکھوں مضامین معین میں کیا کریں اور اگر چہرتے کلاسوں میں بھی اسکو وسعت دی جاوے اور ہر کلاس کے ماسٹر کے اہتمام میں اُسکے طالب علم ہر ہفتہ اسکی مشق کیا کریں تو ترقی لڑیچر کے کیئے نہایت مفید ہوگا \*

چہارم مسلمان گورنمنٹ سے درخواست کر کہ بشمول ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ایک کمیٹی مقرر کریں جو اُن کتابوں کو منتخب کریگی خراجہ خود قایل کرے یا تالیف کرائیگی جو سکول لینگویج کی تعلیم کے لیے درکار ہیں اور اُس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اردو و فارسی و عربی کی تعلیم کی کتابوں میں جو بطور سکول لینگویج کے پڑھائی جاتی ہیں کچھ درستگی کی جارے اور کتابیں عمدہ و مفید بصلاح کمیٹی اُس میں داخل کی جائیں تو مسلمان طالب علموں کو رفیع بھی ہوگی اور یہ نسبت حال کے اُن زبانوں کی تعلیم کی بھی ترقی ہو جائیگی اور جب عربی فارسی کی تعلیم ایک عمدہ قاعدہ پر ہوگی تو مسلمان طالب علموں کو کسی وقت پر اُسکو اعلیٰ درجہ تک ترقی دینے کا موقع حاصل رہیگا \*

پنجم بڑے بڑے شہروں اور قصبوں کے مسلمان پمٹروپری گورنمنٹ ایک کمیٹی مقرر کریں جو اس بات کی تحقیقات کیا کریگی کہ کس قدر مسلمان لڑکے شہر یا قصبہ میں ہیں اور وہ کہاں کہاں پڑھتے لکھتے ہیں مصروف ہیں اور کیا کرتے ہیں اُس تحقیقات کی کتابیں اور نمونہ ستریں مرتب ہوں اور ہمیشہ سماہی پر اُنکی جانچ پڑتال ہوا کرے اور جو لڑکے پڑھتے نہیں ہیں اُس کا سبب بھی دریافت کر کر اُس کتاب میں مندرج کیا کریں \*

اس کمیٹی میں پچیس مسلمانوں کے اور کوئی شخص اور نہ کوئی پوریشن حاکم شریک ہو مگر اسکی اطلاع و کیفیت ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن پاس جایا کرے اور خرچ اُس کمیٹی کا مینٹیننس فنڈ سے دیا جاوے \*

ششم ہر کالج اور اسکول کے لیے کمیٹی ہو جس میں مسلمان بھی شریک ہوں اور اُنکو کچھ وقت اور اختیار بھی دیا جاوے اور اُسکا باقی لڑخود اُنہوں سے بنایا جاوے اور گورنمنٹ ہمد اصلاح و ترمیم اُسکو منظور کرے تاکہ گورنمنٹ کالج و اسکول مسلمانوں کے لیے بطور ایک مربی کے متصور ہوں کہ بطور ایک خوراک چیز کے جیسیکہ اب تک رہے ہیں \*

تھمبھی حلقہ ہندی مکتبوں کو بھی اپنے مفید کرنے کے لیے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اُنکے اہتمام اور نگرانی میں زیادہ تر مداخلت کریں اور سب سے عمدہ یہ بات ہے کہ اپنی طرف سے اور باہمی چندہ سے ایسے ایسے چھوٹے مکتب خیرہ قائم کریں اور گورنمنٹ سے اُس میں نصف روپیہ ملنے کی درخواست کریں \*

اسی عمدہ رائے پر چلتے رہینگے بظاہر کی تلفیضیں نے یہ معنی نہیں  
ہیں کہ اُس کے بعض اجزا کو ہم اپنی سمجھ کے موافق قایم رکھیں،  
اور بعض کو نکال دیں بلکہ تلفیضیں نے یہ معنی نہیں کہ اُس کے جو  
مقامات کو مفید اور مناسب وقت میں اُس کو نکال کرے درس میر  
داخل کریں اور اُس میں کوئی قباحیت اور نقصان نہیں ہے اور میں  
اس میں بھی کوئی قباحیت اور نقصان نہیں سمجھتا کہ جو غلطی یا  
خفا کسی کتاب واقع ہے اُس کی گورنٹ کی جائے اور بلا اندیشہ  
و غلطی ظاہر کر دی جارے میں خیال کرتا ہوں کہ ہمیشہ اول طبقہ  
صداغے سے لیکر آج تک ہمارے یہاں کے علما بھی کام کرتے چلے  
آئے ہیں صداغے تاہیں مجتہدین فقہا محدثین مشائخ کرام سب  
کی غلطیوں و خطائوں کو بہت فراحت سے علما نے لکھا ہے اور اس بات  
کو بھی بہت احتیاط سے ملحوظ رکھا کہ اگر کسی پر بیجا اعتراض یا  
نا جائز غلطیاں لکھی گئی ہیں تو اُس کو بدلائل معقول رد کیا اور  
یہ بھی اسی مقام پر میں لکھنا نہایت مناسب جانتا ہوں کہ ہمارے  
سچے مذہب کا عمدہ اصول یہ ہے کہ کوئی عالم اور کوئی مجتہد  
اور کوئی صلحا سے بلکہ کوئی انسان سوائے انبیاء علیہم السلام کے ایسے  
درجہ میں نہیں ہیں کہ جن کے کلام میں خطا اور خلل واقع نہوا ہو  
اگر آج ہم کسی بڑے سے بڑے عالم کے کلام کی غلطی ظاہر کریں اور  
اُس کو عمدہ دلائل سے سچی نیت سے بغض ہوا خوافی اسلم ثابت  
کردیں تو کچھ ہم پر اعتراض نہیں ہی \*

منشی محمد اکبر حسین صاحب نے یہ راہ نکلی کہ مسجد کو جناب سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی کی املا اور مدد اور حکیمانہ تجویز سے بدل اتفاق نالی ہی ہرچند موروثی فرید الدین صاحب کا خیال اُس کی تصویروں خیالی ہونے کی نسبت مسلمانان ہند کی عادت و اقاید و حالات موجودہ پر نظر کرنے سے کسی درجہ تک صادق آتا ہی اور اس قد پر یہ نظر ہی کی تشکیل اجرا کی تمنا مرحلہ امید و بیم میں معلوم ہوتی ہی لیکن جب ہم اُس تشریح اور توضیح پر نظر کرتے ہیں جو جناب سید احمد خاں صاحب مودعہ نے تجویز اور عمل ان دونوں چیزوں کے امتیاز کے باب میں فرمائی ہی تو ہم نے تامل متفق الرائے ہرگز خدائے عزوجل سے اپنے مددہ ارادوں کے پورا کرنے کی دعا مانگتے ہیں السعی متی والاعمال من اللہ !

جو راعے مہڑوں کی اور پڑ بیان ہوئی اُس سے ظاہر ہی کہ جو عاریقہ تعلیم کے تجویز ہوا اُس سے تمام مہڑوں نے اتفاق راعے کیا ہی پس اب میں نہایت خوشی سے اس رپورٹ کو ختم کوتا ہوں اور بموجب ہدایات میوان سلیکٹ کمیٹی کے تمام مہڑان کمیٹی خواہ استکار ترقی تعلیم مسلمانان کے سامنے اس سہج سے پیش کوتا ہوں کہ میوان کمیٹی مدبر درپاب تمیل اور اجوا اس عاریقہ تعلیم کے پنداروں مناسبہ سحر اور کوشش تومانی شروع کریں \*

دستخط: سید احمد خاں

سکریٹری کمیٹی مقام بنارس ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۷۲ء

مراد علی سید نوید الدین احمد صاحب نے اپنی رائے یہ لکھی ہے کہ میں اپنے لائق فاضل مسیح مصر حکیم دھور روہن ضمیر عالی دماغ سید احمد خاں صاحب پرادر سی ایس آئی عمدہ ممبر کی رائے سے بالکل اتفاق نہیں کر سکتا اُس شخص مرض مہلک اور مزمن جہالت کا کہ جو آج کل جسم اسلامی کو لاحق ہو گیا ہے اور جس نے اُن کے حارے دین و دنیا کے امور کو نہایت غلط اور نقصان میں ڈال رکھا ہے جو علاج تجویز کیا ہی وہ معض ایک تصویر خیالی ہے جو حالت موجودہ مسلمانوں سے اس بات کی توقع رہی بھی ہوسکتی کہ وہ اُس عمدہ علاج کے اجزاء نافع کو ہم پہنچا کر استعمال کریں میں اس بات کو نہایت سختائی سے قبول کرتا ہوں کہ وہ نصفہ مجبورہ نہایت بے نظیر و لا جواب ہی اگر اُس کے استعمال کا امکان ہوتا تو وہ بالکل اُس مرض مہلک کی بیخ و بنیاد کو تروڑ ڈالتا اور جسم اسلامی کو اصلی درجہ کی صحت و طاقت کو پہنچا دیتا اور یقینی ہی کہ آئندہ نسلوں میں کوئی وقت ضرور ایسا آریگا کہ اہل اسلام بطورشہ اُس نصفہ کو استعمال کویئے اور خدا کرے کہ جلد وہ وقت آوے میرے خیال میں اُس حکیم حاجت کو ضروری تھا کہ وہ دولت اور ہمت اور توفیق موجودہ مسلمانوں پر بصاحت نورما کر مطابق اُس کے کوئی نصفہ تجویز کرتے کہ جس سے زیادتی اُس مرض کی تو رُک جاتی اور کمی قدر آثار صحت کے نمایاں ہوتے اور اسی طرح وقتاً فوقتاً بصاحت حالہ موجودہ کے اُس نصفہ میں تبدیلی عمل میں لاتے کہ یہی طریقہ بالکل قانون قدرت کے مطابق ہے اگر حکیم مدرجہ بنظر مہربانی پھر دوبارہ تجویز نورما کر کوئی ایسی تدابیر تجویز نورمیں کہ جسکا خارج میں موجود ہونا گو بدست ہو سکو ممکن ہو تو نہایت مناسب و بہتر ہی اور جب میری رائے یہہ قائم ہوئی کہ فی الحال وہ تدبیرات معض خیالی ہیں اور کسی طرح وہ وجود پذیر نہ ہوگی تو اُن تدابیرو کی نسبت مقبلہ رائے لکھتا معض فضول و بیجا بودہ ہی تاہم اس قدر کہنا میں ضروری جانتا ہوں کہ مسلمانوں کے امور معاد کے لحاظ سے ہی اصلی اور مدد تعلیم میں زبان عربی کو دوم درجہ قرار دینا نا مناسب باقی بلکہ مضو ہے جب ہم ایک ایسا خیالی منصوبہ قرار دیں کہ جو اللہ تعالیٰ ترقی تعلیم مسلمانوں کی ہو تو اُس میں حیثیت ہے کہ اول درجہ دوم میں قرار پائے اور چند میوزون سے جو درباب راجع نہیں ہی نتیجتاً اسلام کے رائے دی ہی اور سید احمد خاں کتاب کو چھڑ دیتے یہ کیا ہی میں اُس سید احمد خاں صاحب سے چاہیئے ایک ادہ متن بن خیال کوتا ہوں کہ وقتاً فوقتاً علماے اہل اسلام اور باقی کتابوں میں سے اُن اور پنظر مصالح رفت اور حالت موجودہ اہل شہر و قلعہ و تلخیص مقامات کتب تاریف کرتے بکار آمد ہیں انتصاب کر کو اگر یہ کہ ہمارے یہاں کے لائق آدمی ہمیشہ ہدایہ اُس میں سے عمدہ اور مفید

مطبوعہ اُس کا نام رکھا جارے ہو — علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۷ ]

یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[ جلد سوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترغیث کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجنا جاری فرماتے تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جائے کیونکہ عرب پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے۔ اُترتے تھے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس۔ ان مسجد کی اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں کو فائدہ دے کر اُن کے ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اُتر دینا کے اُور اہل مندرج نہیں ہوتے۔ مقصد اس پرچہ سے اس سے انکار نہیں کر سکتے مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کا بڑا معرکہ۔ انہیں لکھتے جاتے اُس کوئی کے سماع میں وہ متاع جائزہ ہو اُن کا استعمال ہوتا ہے

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مبالغ  
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراج بطور قیمت ادا ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یکجا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعاقب نہ ہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا یہ بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

مضمون نمبر ۸۰

## سوال و جواب

میرے ایک دوست نے بمقام الہ آباد میرے پاس ایک سوال  
تھریزی بھیجا تھا اب میں اُس کا جواب لکھتا ہوں \*

## سوال

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین متین اور شرع مبیین کہ اگر زید  
قرآن شریف کے کسی جزو سے انکار کرے اور کل احادیث کو بے کھ کھے کہ  
سب بالمعنی ہیں کوئی باللفظ نہیں اور باوجود اس کے عمرو زید کو  
پکا مسلمان اور سچا ایماندار جانے اور کہے تو شرماً عمرو کی نسبت کیا  
حکم ہی \*

## جواب

اگر زید قرآن شریف کے کسی جزو سے انکار کرے یعنی کسی سورہ  
یا کسی آیت کو من اللہ اور وحی متلو نہ جانے یا جن چیزوں کا  
ذکر اُس میں ہی اُس کے ہونے سے بوجہ ذاتی یا بوجہ حسی  
یا بوجہ خیالی یا بوجہ عقلمانی یا بوجہ تشبیہی منکر ہو رہے یا  
اُسکے مطلب سے جو الفاظ کی دلائل اور مقام کے قرینہ اور عبارت  
کے سیاق اور عرب کے معادوں سے اجمالاً سمجھا گیا ہو اور اصول  
مقاید کے متعلق ہو بغیر کسی دلیل شرعی اور بوجہان قوی کے انکار کرے  
تو زید کافر ہی اور اگر اُس انکار پر عمرو زید کو پکا مسلمان اور سچا  
دیندار جانے اور اُس تکذیب و انکار میں اپنا اتفاق ظاہر کرے تو وہ  
بھی کافر ہی لیکن اگر زید قرآن کو لفظاً لفظاً خدا کا کلام جانتا ہو اور  
بسم اللہ سے لیکر تا والناس ہو آیت کو وحی متلو سمجھتا ہو اور جو  
کچھ اُس میں مذکور ہی کیا از قبیل اخلاق و مقاید اور کیا از جنس  
مبادیات و معاملات اور کیا از قبیل اہلکار و قصص اور کیا از قسم  
حالات آخرت اُن سب کو حق اور راجح البیقین والعمل جانتا ہو مگر اُن  
الفاظ اور کلمات کے جنکے لفظی معنی مراد لیتے سے متعاضد کسی اصل  
منجملہ اصول دین کے یا کسی مسئلہ سے منجملہ مسائل صحیحہ  
یا کسی امر سے منجملہ امور موجودہ واقعہ کے ہوتی ہو  
تک کہتا ہو بلکہ ایسے صحیح اور اصلی معنی مراد لیتا  
م اور معارضہ عرب کے متعاضد اور شارح کے مقصود  
س یا امام موجودات سے جنکا ذکر قرآن میں  
نہی وہ حقیقت مراد نہ لیتا ہو جو لوگوں نے  
اس کتاب و سنہ سے کچھ نہ پتا ہو اور  
لوگوں کے کوئی عقلمانی دلیل نہ ہو یا اُن

آیات احکامی سے جنکی تعمیم بظاہر معلوم ہوتی ہو بلحاظ اصول  
صحیح کل عام یستعمل التخصیص کے بعض حالات کو باستدلال کتاب و  
سنہ مستثنی کرتا ہو یا اُن مسائل اصولی و فروعی کو جنکا ثبوت  
صراحتاً نہوتا ہو مگر بقیاس بعیدہ لفظوں سے اُن کا استنباط کیا گیا ہو  
نہ مانے یا قرآن مجید کی اُن تفسیروں کو جنکی کوئی سند صحیح  
صاحب الکتاب سے نہ ہو اور لوگوں نے اُسے اپنی سمجھ اور فہم کے  
مطابق بیان کیا ہو و راجح القبول نہ جانتا ہو مگر لوگوں کے نزدیک وہ  
باتیں جزو قرآن سمجھی جاتی ہوں اور اُس کا انکار انکار قرآن  
تصور کیا جاتا ہو اور ان سب حالتوں میں زید کی بیس سوائے اعلان  
کلمۃ اللہ اور احقاق حق اور رفع الزام اور دفع مظالم اور تطہیق  
اصول دین کی اصول صحیحہ عقلمانی سے اور ثابت کرنے حقیقہ مذہب  
اسلام کی سب لوگوں پر کیا جاہل اور کیا عالم اور کیا حکیم اور کچھ  
نہو تو زید بلا شبہ پکا مسلمان اور سچا ایماندار ہی اور عمرو بھی  
جو زید کو ایسا سمجھتا ہو ویسا ہی پکا مسلمان اور سچا ایماندار  
ہی \*

اگر زید کل احادیث کو بالمعنی کہے اور اُن کی روایت کو بالالفاظ  
نہ مانے یعنی بے کھ کہے کہ ان حدیثوں میں سے کسی میں کوئی لفظ  
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہی تو وہ احمق اور  
جاہل ہی لیکن اگر وہ بے کھ کہے کہ احادیث کے الفاظ پر بے یقین  
نہیں ہی کہ بے کھ سب الفاظ وہی ہیں جو شارح نے فرمائے  
ہیں شاید ہوں شاید نہوں اور نہ اس نظم و ترتیب کی نسبت جو  
الفاظ اور کلمات میں احادیث کے ہی بے یقین ہی کہ بے کھ وہی نظم  
و ترتیب ہی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی شاید  
ہو شاید نہو تو زید کہ کافر ہی نہ موقد بلکہ ایک محقق مسلمان ہی  
اور عمرو جو اُسے سچا مسلمان جانے وہ بھی ویسا ہی ہی \*

میں اس جواب کی کچھ ضروری شرح بھی کرنا مناسب سمجھتا  
ہوں تاکہ مستثنیٰ قرآن و حدیث کی تصدیق و تکذیب کی حقیقت سے  
واقف ہو جاوے چونکہ بے جواب متعلق در چیز سے ہی قرآن اور  
حدیث اس لیئے دونوں سے علیحدہ علیحدہ بھٹ کرتا ہوں \*

## بحث اول بک نسبت تاول قرآن

قرآن کی تصدیق حقیقت میں بے کھ ہی کہ اُسے وحی متلو سمجھنا  
اور منزل من اللہ جاننا اُس کی تمام باتوں کو حق اور صحیح پانا  
اور اُس کی تکذیب بے کھ ہی کہ اُسے ایسا نہ جاننا پس جب تک کوئی  
مسلمان قرآن کو خدا کا کلام جانے اور اُس کی سب باتوں کو مانے  
تب تک تصدیق قرآن کی نسبت اُس کی طرف ہوگی اور وہ منکر قرآن

ہے منجملہ مسائل صحیحہ عقلیہ کے یا کسی امر سے منجملہ امر موجودہ و اتمیہ کے ہوتی ہو ظاہری معنی مراد نہ لینا بلکہ وہ اصلی اور حقیقی معنی مراد لینا جو قرینہ مقام اور معاررہ عرب کے مصالح اور شارع کے مقصود اصلی کے برعکس نہ ہوں \*

ثانیاً اہماء موجودات سے جن کا ذکر قرآن میں بلا تشریح آنکے حقیقت کے ہی وہ حقیقت مراد نہ لینا جو لوگوں نے سمجھ رکھی ہو اور جس کا ثبوت نہ کتاب و سنت سے ہوتا ہو نہ جس کے اثبات پر سوائے اوہام و ظنون کے کوئی عقلی دلیل ہو اور اُن اسماء سے موافق قرینہ مقام کے کوئی ایک وجود مراد لینا منجملہ وجود خارجی یا حسی یا خیالی یا عقلی یا تشبیہی کے \*

ثالثاً اُن آیات احکامی سے جن کی تہمید بہ ظاہر معلوم ہوتی ہو وہ لفاظ اصول صحیح کل عام یجتمعت التخصیص کے بعض حالات کو باستدلال کتاب و سنت مستثنی کرنا \*

رابعاً اُن مسائل اصولی و فروعی کا جو صاف صاف لفظوں سے تو ثابت نہوتے ہوں مگر بقیاس بعیدہ لوگوں نے استغراق کیئے ہوں نہ ماننا \*

خاصاً قرآن مجید کی اُن تفسیروں کو جسے بلا سند صحیح صاحب الکتاب نے لوگوں نے اپنی سمجھ اور اپنی فہم کے مطابق بیان کی ہو واجب القبول نہ جاننا \*

پہلی صورت کی تصریح یعنی قرآن کے بعض

الفاظ سے ظاہری معنی مراد نہ لینا

جو الفاظ قرآن مجید میں مذکور ہیں اُن کی نسبت یہ خیال کرنا کہ ہر موقع اور ہر مقام پر اُن کے وہی ظاہری معنی مراد لینا ضروری جس کے واسطے وہ لفظ موضوع کیئے گئے ہیں بڑی نادانی ہی اور اسی واسطے نہ اب تک کسی نے اہل تحقیق سے ایسا خیال کیا نہ کوئی کر سکتا ہی کیونکہ خدا نے قرآن مجید کو عرب کی زبان میں نازل کیا اُن کے معاررہ اور اُن کی بول چال کے مطابق الفاظ کا استعمال کیا پس ہم کو اُن کے معاررہ دیکھنا چاہیئے کہ اہل عرب ہمیشہ لفظوں کو اُن کے ظاہری ہی معنی پر محدود کرتے تھے یا نہیں جیسا ہم عرب کے کلام میں پاؤں دیکھتا ہی قرآن مجید کی نسبت خیال کریں پس جب ہم عرب کے کلام پر نظر کریں اور اُن کے معاررہ اور استعمال کو دیکھیں بلکہ عرب کے سوا دنیا کے اکثر اہل زبانوں کی بول چال پر غور کریں تو کبھی اس سے انکار نہیں کرسکتے کہ الفاظ ہمیشہ اپنے ظاہری معنی ہی پر محدود نہیں کیئے جاتے بلکہ مختلف معنی اور مختلف مقصود پر اُن کا استعمال ہوتا ہی

نہ سمجھا جارہا لیکن جب اُس نے اُسے ایسا نہ جانا یا اُس کی کسی بات کو غلط مانا تو وہ تکذیب کرنے والا قرآن کا ٹھونکا اور تب کفر کی نسبت اُس کی طرف کی جارہی یہ مذہب تو اصل مصطفیٰ کا ہی مگر جو لوگ ہمارے مذہب کی تحقیق کے درجہ پر نہیں پہنچے اور جنہوں نے کفر کو غلط سے بھی زیادہ ارزاں کر دیا اور بات بات پر مسلمانوں کی طرف کفر کی نسبت کی اُنہوں نے قرآن مجید کا انکار کرنا خدا سے اختلاف پر لوگوں کی طرف منسوب کیا اور نہایت بے احتیاطی سے کلام الہی کی تکذیب کے فتویٰ جاری کیئے چنانچہ بعضوں نے فرمایا کہ جو شخص اصول مذہب ماتریدی کا معتقد نہ ہو وہ منکر قرآن ہی پھر حنبلیوں نے اشاعرہ کو کافر جانا کہ وہ آیت علی العرش استوی کی حقیقت ظاہری سے منکر ہیں اشاعرہ نے حنبلیوں کو منکر قرآن خیال کیا کہ وہ آیت لیس کڈلے شیئی کے مضمون کو نہیں مانتے سنیوں نے معتزلیوں کی طرف انکار قرآن کی نسبت کی کہ وہ خدا کی ربوبیت کا جو قرآن سے ثابت ہی اعتقاد نہیں رکھتے معتزلیوں نے اُن کی تکفیر کی کہ وہ اثبات صفات سے توحید کا اقرار نہیں کرتے اس تکذیب و تکفیر نے یہاں تک ترقی کی کہ تملع نظر اختلاف اصول کے اختلاف فروع سے بھی ایک کے دوسرے پر تہمت تکذیب قرآن کی کی اور اپنے ظنون اور شبہات کی تائید میں خدا کے کلام کی سند لئے آخر کار بعض حنفیوں نے شافعیوں کو اور بعض شافعیوں نے حنفیوں کو بدعتی اور گمراہ بتایا اور بدعتیوں نے وہابیوں کو وہابیوں نے بدعتیوں کو کافر اور مشرک ٹھہرایا اور عامی فقہا نے تو اپنی کتابوں میں پے سمجھ کر ہر جہہ تکفیر کے اتنے مسئلے بھر دیئے کہ گویا اُنہوں نے بیٹھنا چلنا پھرنا سب کفر میں داخل ہو گیا پس اب اُن لوگوں کو جو تقلید میں مبتلا ہیں کوئی چارہ اس بلا سے نکلنے کا نہیں کیونکہ اُن کا دین و ایمان عالموں کے اقوال اور فقہوں کی کتابیں ہیں اور وہ فقہروں کے کشفوں کی طرح ہر رنگ کے کھانوں سے بھرے ہوئے ہیں مگر ہاں جو شخص تحقیق کا آرزو مند ہو اور بے سوچے سمجھے کسی بات کو نہ مانے اُسے اس گرداب بلا سے نکلنے کا موقع حاصل ہی اور وہ موقع کیا ہی قرآن کی اصلی تصدیق و تکذیب پر نظر رکھنا حقیقت تصدیق و تکذیب کی تو میں اوپر دیتا چکا اب اُن قیود و شرائط کی تشریح کرتا ہوں جو اُن میں کی گئی ہیں میں نے اوپر لکھا ہی کہ ان حالات میں انکار قرآن کی نسبت کسی طرف کرنا جائز نہیں \*

ارگ اُن الفاظ اور کلمات کی جن کے لفظی معنی مراد لینے سے مخالفت قرآن کی کسی اصل سے منجملہ اصول دین کے یا کسی مسئلہ

چوتھے دلائل کرنا لفظ کا وجود عقلی پر وہ یہ ہے کہ مطلب کا اُن لفظوں میں بیان کرنا جو اصالی حقیقت اُن الفاظ کے معانی کی معنی ثابت ہو مثلاً ہمارا کسی بے رحم آدمی کو کہنا کہ اُسے کچھ دکھلائی نہیں پڑتا پس نہ دیکھنے کا اطلاق ظاہر میں اُسی پر ہوتا ہے جو کہ ظاہری آنکھ نہ رکھتا ہو مگر جو مقصود دیکھنے سے عقل کے نزدیک ہی وہ اس مقام پر مراد ہی یعنی نیک و بد میں تمیز کرنا پس اس مقام پر ان لفظوں کا معمل سوائے وجود عقلی کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا \*

پانچویں دلائل کرنا لفظ کا وجود تشبیہی پر وہ یہ ہے کہ اُس چیز کا بیان کرنا جو کہ نہ خارج میں موجود ہو نہ خواص اور خیال سے متعلق ہو نہ اُس کی کوئی حقیقت خاص ہو بلکہ کسی دوسری چیز کی کسی صفات یا خواص میں سے کسی ایک صفت یا ایک خاصہ سے مشابہ ہو اُس مشابہت کا بیان کرنا جس طرح ہمارا یہ کہنا کہ نقی شخص آنتاب ہی یعنی مثلاً آنتاب کے مشہور ہے \*

پس یہ پانچ مرتبہ موجودات کے ایسے ہیں کہ جب وہ الفاظ میں بیان کیئے جاویں گے تو منجملہ ان مراتب پنجگانہ کے کسی ایک مرتبہ پر اُن کا مضمون کرنا ضرور ہوگا اور یہ مرتبہ کلام کے ایسے ہیں کہ ہر عامی اور ہر جاہل اپنی بول چال میں روز مرہ اس کا استعمال کرتا ہے اور ہمیشہ بات چیت میں ان حقائق دقائق کو ادا کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرب کے ریگستان کے پھرنے والے اور حجاز کے پہاڑوں اور جنگلوں میں بکریاں چرانے والے بظہر سمجھائے بے پائے تزیینہ اور زحمت سے موافق تزیینہ مقام کے اُن الفاظ سے اُن کے کوئی ایک معانی اُن معنیوں میں سے خود بظہر سمجھ جاتے تھے اور اب بھی ساری دنیا کے جاہل اور بے پڑھے لکھے آدمی اُن مراتب کی رعایت اپنے بولنے اور سمجھنے میں رکھتے ہیں گو وہ اُن کی توثیق اور درجہ نہ سمجھیں اور اس حقیقت کو اپنی زبان سے ادا نہ کرسکیں پس الفاظ کے دلائل کرنے سے ان معانی پنجگانہ پر کوئی شخص نہیں ہے جو انکار کرے اور جب یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے تو اب ہر خدا و رسول کے کلام پر نظر کرنی چاہیئے کہ اُنکے کلام میں بھی ان مراتب کی رعایت ہے یا نہیں پس اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں ہے تو یہ مسئلہ اور جنوں ہی کیونکہ خدا کا کلام جو ہماری ہدایت کے لئے نازل ہوا ہمارے ہی معارف اور ہماری ہی طرز پر ہی بولی جاتی ہے جو ہمارے روز مرہ میں ہی وہی طرز و انداز ہے جو ذات جس ہمارے استعمال میں ہے اُس نے اپنے مقصود کو ہماری ہی بولی میں ہمارے ہی طور پر ادا کیا اُس نے اپنے کلام نفسی بے صورت و حرف کو ہمارے ہی لفظوں اور ہمارے ہی کلام کے پیرایہ میں لکھا

اور اُن معانی مختلفہ میں سے کسی ایک معنی کی تخصیص تزیینہ اور معارف کے مطابق خود ذہن سلیم پر منحصر ہے \*

اب ہم کو ذرا غور سے اُن معانی مختلفہ پر غور کرنا چاہیئے جن پر الفاظ دلائل کیا کرتے ہیں چنانچہ مراتب دلائل الفاظ پانچ ہیں اول دلائل کرنا الفاظ کا وجود ذاتی پر دوسرے دلائل کرنا وجود حسی پر تیسرے دلائل کرنا وجود خیالی پر چوتھے دلائل کرنا وجود عقلی پر پانچویں دلائل کرنا وجود تشبیہی پر دلائل کرنا لفظ کا وجود ذاتی پر یہ ہے کہ جس معنی کے واسطے وہ وضع کیا گیا ہو اُسی پر دلائل کرے اور وہ شے جس کی تعبیر اُس لفظ سے کی گئی ہو وہ حقیقت خارج میں موجود بھی ہو مثلاً ہمارا یہ کہنا کہ ایروپ کانر تھا اس مرتبہ میں داخل ہی کیونکہ یہ تواتر ثابت ہے کہ ایروپ ایک مرد مکہ کا رہنے والا تھا اور وہ کانر مرا \*

دوسرے دلائل کرنا لفظ کا وجود حسی پر یہ ہے کہ جس چیز کا بیان کیا گیا ہو وہ نہ صرف موجود نہ ہو اور خارج منالہس اُس کا وجود پایا نہ جارے بلکہ ضرورت مثالی اُس کی خیال میں آنا ہی اُس کا وجود سمجھا جارے اور اُس ضرورت مثالی کی تعبیر لفظوں میں کی جارے جس طرح ہمارا کہنا کہ ہنرے جبرئیل امین کو خراب میں دیکھا پس حقیقت میں نہ وہ ہمارے پاس آئے نہ اُن کی ضرورت ظاہری ہمارے سامنے ہوئی بلکہ اُن کی ضرورت مثالی جو ہمارے ذہن میں گزری وہی اُن کا وجود سمجھا گیا پس اس مقام پر وجود جبرئیل سے مراد وجود حقیقی جسمانی نہیں ہے بلکہ ضرورت مثالی اور وجود روحانی مراد ہے اور چونکہ تزیینہ مقام اس کلام کو مرتبہ اول پر یعنی وجود خارجی مراد لینے پر مانع ہے اس لئے وجود حسی مراد لینا ضرور ہوا \*

تیسرے دلائل کرنا لفظ کا وجود خیالی پر وہ یہ ہے کہ محسوسات کی ضرور و امکان کا جب کہ اُنکے سے غایب ہوں دیکھنا اور اُس دیکھنے کو الفاظ کے ذریعہ سے بیان کرنا مثلاً ہمارا یہ کہنا کہ ہم کعبہ کو دیکھ رہے ہیں اور حاجیوں کا طواف کرنا ہماری آنکھ کے سامنے ہی حالانکہ ہم نہ کعبہ میں ہیں نہ حاجی ہمارے سامنے ہیں مگر کعبہ کی ضرورت اور حاجیوں کے طواف کی تصویر ہمارے خیال میں آتی ہے اُن لفظوں سے تعبیر کیا پس اس مقام پر بھی یہ الفاظ اپنے اصالی معنی پر مضمون نہیں ہوسکتے اور سوائے وجود خیالی کے دوسرا وجود روح اور کعبہ اور طواف کا کسی کے ذہن میں نہیں گزر سکتا بظراف اس کے اگر کوئی بات ہم کعبہ میں کہتے جبکہ حاجی ہمارے سامنے طواف کرتے ہوتے تو اُس وقت اس کلام سے اصالی معنی سمجھ جاتے اور یہ الفاظ وجود خارجی پر دلائل کرتے \*



کے لفظ کو معہول کرتا ہی پس خدا کی توحید اُس کا علم بالہزلیات  
مسائل نوایش و واجبات وغیرہ کا انکار بھی انکار قرآن نہ سمجھا  
جاریا و ماعد لا ضلال بین اسی واسطے ہم نے اُن معانی کے مراد  
ایسے کو بے قید نہیں رکھا اور چند ایسی قیدیں لکھی ہیں کہ ان کے  
لفظ کرنے سے کبھی دس تباروں اعداد نہ بڑھیں اور لا مذہبی اور  
دھرمی پس ہر اطلاق تصدیق قرآن ہوگا وہ قیود جو ہم نے کی ہیں  
یہ ہیں \*

اول لفظی معنی مراد لینے سے مخالفت قرآن کی کسی اصل سے  
منجملہ اصول دین کے \*

دوسری مخالفت اُس کی کسی مسئلہ سے منجملہ مسائل صحیحہ  
مقلد کے \*

تیسری مخالفت اُس کی کسی امر سے منجملہ امور واقعہ کے \*

ان حالتوں میں لفظی معنی سے تجاوز کرنا اور جیسا موقع اور  
قرینہ مقام کا ہو ویسا کسی ایک مرتبہ پر منجملہ مراتب مداروں  
لفظ کے لفظ کو معہول کرنا انکار قرآن نہیں ہی بلکہ اصلی تصدیق  
قرآن کی ہی اور اگر ایسی حالتوں میں لفظی معنی مراد لینے جاریں  
تو اندیشہ بلکہ ظن قوی تکذیب قرآن اور انہدام بنیاد اصول اسلام کا  
ہی چنانچہ میں ہر ایک کی مختصر تشریح کرتا ہوں \*

### اول مخالفت قرآن کی کسی اصل سے

#### منجملہ اصول دین کے

مٹاؤ میں کہتا ہوں کہ منجملہ اصول دین کے ایک بڑا اصول  
تقدس اور تنزیہ باری تعالیٰ کا ضرورت اور جسم سے ہی اور یہ ایسا  
اصول ہی کہ اسلام کی بنیاد اسی پر ہی جو شخص اس کا منکر  
ہو وہ کافر ہی لیکن جب ہم کو قرآن و حدیث میں ایسے لفظ  
میں جن کے ظاہری معنی مراد لینے سے تشبیہ اور تجسیم باری تعالیٰ  
کی ثابت ہو تو اُس وقت ہم کو لازم ہی اُس کے ظاہری معنی سے  
تجاوز کرنا اور اُس کی دوسری حقیقت جو موافق اُس مقام کے ہو  
مراد لینا مثلاً اللہ جل شانہ نورمانا ہی یدالہ فرق ایدہم پس ہاتھ  
کے اصلی معنی ظاہر ہیں اور وجود خارجی اُس کا گروہ پوسٹ کا  
ایک مضر خاص ہی تو اگر اس موقع پر ہم اس لفظ کو مرتبہ  
اول پر معہول کریں اور وجود خارجی اُس کا مراد لیں تو ہمیں  
خدا کا ہاتھ اور پنجہ اور گروہ اور پوسٹ اور رگ اور عرس سب  
چیزوں کا ماننا پڑے اور جب ہم نے ایسا مانا تو ہمارے فکر میں کیا  
ہیہ رہا پس پڑچھ اس کے کہ اس لفظ کے ظاہری معنی مراد لینے

کیا پس سوائے پہلے سورے کے جاہل کے کرن ہی کہ یہ کہہ کہ اُس نے  
اپنے الفاظ کے مداروں کو معہول کر دیا اور سوائے وجود خارجی کے  
موجودات کے اور مراتب کا اپنے نغم میں لفظ نہیں رکھا اور جس  
طرز پر ہم میں سے ہو جاہل و عامی گفتگو کرتا ہی اُس طرز پر  
بدل دیا حقیقت میں نہ خدا نے ایسا کیا نہ ایسا ہو سکتا تھا بلکہ  
اگر کوئی یہ کہہ کہ چونکہ خدا کو ہماری روحانی تعلیم منظور تھی  
اور ہم کو وہ باتیں بتانا چاہتا تھا جسے نہ ہماری آنکھ نے دیکھا  
نہ کانوں نے سنا نہ ہمارے دل میں اُس کا خیال آیا نہ ہم اپنے  
جیتے جی دیکھ سکتے یا خیال کر سکتے ہیں اس لیے اپنے نغم کو  
عام کر دیا اور موجودات کے اُن مراتب میں سے جنکا ہم استعمال  
کرتے تھے کوئی ایک مرتبہ اور بڑھا دیا تو قیاس میں آہی سکتا ہی  
نہ کہ اُس کا کم کر دیا اور باوجود ضرورت تمہیم کے اُسے معہول کر دیا  
ذلک ہی الذین لا یؤمنون اور پھر چونکہ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم کے قول پر خیال کرتے ہیں کہ اِن للقرآن ظہور بطناً اور  
اصحاب نبوی اور علیہ شریعت اور متفقین وقت کی باتوں اور  
تہذیقاتوں کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے ایک ایک لفظ سے قرآن کے  
مختلف معنی مراد لینے ہیں اور سارے حقائق روحانی و دقایق  
علمی کا استنباط انہیں لفظوں سے فرمایا ہی تو ہم کو آؤر بھی کامل  
یقین ہوتا ہی کہ ضرور خدا نے اپنے نغم کو اس طرز پر بیان کیا ہی  
کہ اُس کی ظاہری تفسیر سے تو ہر عامی و جاہل مطلب سمجھ سکتا  
ہی اور اُس کی باطنی تائیل سے ہر حکیم و عاقل حقیقت پر پہنچ  
سکتا ہی \*

فرض کہ جب مداروں الفاظ کے مراتب کی حقیقت معلوم ہو گئی  
تب ہم کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے الفاظ و کلمات کو منجملہ اُن  
مراتب پنجگانہ کے مرتبہ اول پر معہول کرنا ظاہری تفسیر ہی اور  
جب دلیل قوی اُس کے استعمال پر قائم ہو اور کسی آؤر مرتبہ پر  
منجملہ اُن مراتب کے نغم معہول کیا جارے وہ باطنی تفسیر ہی  
اور اُسی کو تائیل کہتے ہیں اور جب تک کوئی شخص خدا کے نغم  
کو منجملہ اُن مراتب کے کسی مرتبہ پر معہول کرے اُس کی تصدیق  
کرے تب تک وہ تصدیق کرنے والا قرآن کا ٹورینا نہ انکار کرنے والا \*

لیکن اب یہ بات بھٹ طالب باقی رہی کہ خدا کے نغم کو  
منجملہ اُن مراتب کے کسی مرتبہ پر معہول کرنے کا وہ اصل کیا  
ہی جس سے دین اسلام قائم رہے کیونکہ اگر کوئی حد مقرر نہ کیجئے  
تو ہر ملحد دس تائیل بھڑکے اور لفظوں کے ظاہری معنی سے انکار  
کرنے اُس کے فرضی معنی بنائے لگیا اور اپنے تئیں صدق قرآن کہیں  
یہ سمجھ کر کہ وہ کسی ایک مرتبہ پر منجملہ اُن مراتب پنجگانہ

ملیہ رسام کی حدیث ہی کہ ولایت دینی فی احسن صورتہ کو ضرورت سے انکار کرنا قول رسول سے انکار کرنا ہی کسی کا یہاں ارشاد ہی کہ حضور اور ہدیہ سے منقول ہی کہ آن حضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ خالق اللہ آدم علی صورتہ یا علی صورتہ الرحمن تو خدا کو آدمی کی سی صورت نہ سمجھنا انکار رسول اور تکذیب حدیث ہی کر رہی فرماتا ہی کہ صحیح مسلم میں خدا کے پاؤں ہونے پر صحیح حدیث منقول ہی کہ جب وہ دروزخ میں اپنا قدم رکھ دیکھا تب دروزخ کا ہل میں مزید کہنا بند ہوگا تو اُس کے پاؤں سے انکار کرنا صحیح حدیث کو غلط کہنا ہی کر رہی اس نکتہ میں سر مسیح ہی کہ خدا نے خود اپنی ساق ہونے کا ذکر قرآن میں فرمایا ہی کہ یوم یكشف من ساق اور پھر ثبوت اس کا حدیث سے ہوتا ہی کہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں لکھا ہی کہ فیاتیمم الجہار فی صورتہ فیور صورتہ التي رآہ فیہا اول مرة الخ تو اس کا نہ ماننا جزو قرآن کا منکر ہونا ہی پس میں مستفتی صاحب کی خدمت میں تہذیب ادب سے مرض کوتاہی نہ ایسی صریح آیات اور ایسی صاف احادیث کو جس میں خدا کی صورت اور شکل اور پائوں اور ہاتھ اور قد و قامت کا بیان ہی نہ ماننا اور اُس کے لفظوں کو ظاہری معنی پر معمول نہ کرنا کس وجہ سے انکار جزو قرآن نہیں ہی اور کیوں خدا کی صورت و شکل کے معتقدین باوجود ایسے استدلال کے گمراہ تصور کیئے گئے ہیں پس جو وجہ اُس کی ہو وہی اُن لوگوں کی نسبت سمجھی جارہے جو ایسی ہی ضرورت کے سبب سے ظاہری معنی چھوڑ کر دوسرے معنی مراد لیئے ہوں پس اُن لوگوں کو جو ایسے ظاہری لفظوں سے اُن کے لفظی معنی مراد نہ لیں محقق اور امام اور دانشمند جاننا اور اُن لوگوں کو جو ایسی ہی ضرورت سے اُن کی الفاظ کے لفظی معنی مراد نہ لیں کافر اور منکر جزو قرآن سمجھنا ایک عجیب بات ہی \*

### دوسری مخالفت قرآن و حدیث کی کسی مسئلہ

#### سے منجملہ مسائل صحیحہ عقلیہ کے

جس طرح ہر الفاظ کے ظاہری معنی اُس حال میں مراد نہیں لیئے جاتے جب کہ وہ مخالف کسی اصل کے اصول دین سے ہوں اسی طرح اُس حال میں بھی مراد نہ لیئے جاونگے جب کہ وہ مخالف کسی اصل کے اصول صحیحہ عقلیہ سے ہوں لیکن پہلی اصل کا پہچاننا آسان ہی اور اُس کا پہچاننا فرا مشکل ہی اس لیے صرف الفاظ کا ظاہر سے اس اصول کی وجہ سے بہت دانا اور مستحکم اور اُس آدمی کا کام ہی جو کہ معقول و منقول دونوں سے بخوبی

بے مخالفت قرآن کی ایک اصل سے منجملہ اصول دین کے ہوتی تھی تجاوز کرتا اور اُس کا وجود عقلمانی مراد لینا ضرور ہوا \*

کر رہی شخص یہ خیال نہ کرے کہ مسلمانوں میں سے کسی نے ایسے ظاہری معنی مراد نہیں لیئے بلکہ ہمارے اس زمانہ کے بھائیوں سے بھی زیادہ تو دانشمند اور اُن سے بڑے کو قرآن کی تصدیق کرنے والے گزر گئے ہیں جنہوں نے ایسے مقام پر بھی ظاہری معنی مراد لیئے کو انکار اور تکذیب قرآن خیال کیا ہی اور اپنی صفائی ایمان اور تصدیق قرآن کی بدولت خدا کی صورت و شکل کے قایل ہوئے ہیں چنانچہ میں بطور نمونہ کے بیان کرتا ہوں \*

مشبہ حشریہ مثال مضر اور احمد ہیصبی کے اس بات کے قایل ہیں کہ خدا بھی جسم ہی کر اُس کا جسم ہوسا نہیں ہی اور اُس کے مضر اور جوارح بھی ہیں اور اُس سے ملنا اور مصافحہ کرنا اور معاف کرنا بھی ممکن ہی اور مشبہ کرامیہ یاران ابی عبداللہ مستند ہیں کرام کا عقیدہ ہی کہ خدا عرش پر اوپر کی طرف سے ملا ہوا بیٹھا ہوا ہی اور اُترتا چڑھتا رہتا ہی اور بعض حشریوں نے تو صاف کہا ہی کہ خدا جسم ہی پھر اختلاف کیا ہی کہ آیا وہ گوشہ پرست سے مرکب ہی یا نہیں اور پھر قد اُس کا سات بالشت کا ہی یا نہیں اور پھر صورت اُس کی کیسی ہی آدمیوں کی سی ہی یا نہیں پھر بمقبر نے کہا ہی کہ لوتنے کی سی شکل ہی اور گھرنے والے پال سر پر ہیں بصرے نے فرمایا ہی کہ بدھا ہی اور اس بات کے بھی قایل ہوئے ہیں کہ جگہ بدلنا رہتا ہی اور یہ سب خوش اعتقاد لوگ قرآن و حدیث کے لفظوں پر کامل ایمان رکھنے سے ایسے تنزہ اور تقدس کے معتقد اور خدا کے لوتنے یا بدھے ہونے کے قایل ہوئے اور پھر اگر اُن کی دلیلیں کو کوئی دیکھے تو سوائے اُس اصول کے جو ہم نے بیان کیا اور جسے ہمارے مذہب کے سارے محققین لکھتے آئے ہوں کوئی جواب اُن کا دے ہی نہیں سکتا اور مرائق اُس عقیدہ کے جو پابندی الفاظ پر اس زمانہ کے لوگوں کا ہی سوائے ایسے اعتقاد رکھنے کے جسکا ثبوت الفاظ ظاہری سے ہوتا ہی ہر شخص منکر جزو قرآن سمجھا جاتا ہی \*

پھر یہ خیال نہ کیا جارہے کہ یہ غلطی صرف بعض لوگوں کو ہو رہی بلکہ اندرس اور ہزار اندرس ہی کہ بعض بڑے بڑے محدثین اس پہ میں بوجھے جیساکہ محقق درانی نے شرح مفاید مصدی میں لکھا ہی کہ والٹر امجسمہم الظاہریون المتبعون لظاہر الکتاب والحدیث والقرآنہم اندھون عن معنی اکثر تصانیم کے معتقد وہ لوگ ہیں جو ظاہر الفاظ قرآن و حدیث کی تفسیر کرتے ہیں اور انہر اُن میں سے محدثین ہیں پھر بعض کا یہ قول ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ

بعض ایسے بھی تصدیق کرنے والے گذرے ہیں کہ انہوں نے تسبیح سے مراد تسبیح زبان ہی ہے \*

یا قرآن مجید میں آیا ہے کہ فقال لہما للارض انثما علوما اور کہا فانتما اثنتا طائفتین تو یہی سمجھنا کہ خدا نے حقیقت میں اُن سے کلام کیا اور آسمان اور زمین نے در حقیقت کچھ جواب دیا اور اپنی زبان سے یہی کہا کہ اثنتا طائفتین یٰٰی نادانی ہی بلکہ یہاں بھی یہی الفاظ اپنے ظاہری معنی پر مہمل نہیں ہوسکتے اور اُس سے سوائے وجود عقلی کے درسی مراد نہیں لی جاسکتی \*

### تیسری مخالفت اُس کی کسی امر سے

#### منجملہ امور واقعیہ کے

جو الفاظ قرآن و حدیث کے ایسے ہوں جن کے ظاہری لفظی معنی کہنے سے مخالفت کسی امر کی امور واقعیہ سے ہورے عام اس سے کہ اُن امور کی واقعی حقیقت عقل و علم سے ٹپھ کی گئی ہو یا تحقیقات اور تجربے سے یا روایت اور مشاعدہ سے یا اخبار صحیحہ متواترہ سے تو وہاں بھی اُس لفظ کے ظاہری معنی سے تجاوز کرنا اور کسی ایک مرتبہ پر منجملہ مراتب پنجگانہ دلائل الفاظ کی لیجانا ضرور ہوگا لیکن اس مقام پر بھی احتیاط اور عقل اور دیانت شرط ہی ہے کہ اُن امور کا امور واقعیہ ثابت کرنا ذرا مشکل ہی لیکن گو اُس کی تفصیل اور تصریح اور اثبات مشکل ہو مگر یہی اصول بالکل ٹھیک ہے \* مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ سامان کی قبو ستر ہاتھ وسیع ہو جاتی ہے اور چودہویں رات کے چاند کی طرح اُس کا چہرہ روشن ہوتا ہے اور کانو کی قبو پر ۹۹ اڑدھے مسلط ہوتے ہیں اور ہر ایک اڑدھا ٹٹیاٹوے نڈیاٹوے سانپ ہوتا ہے اور ہر سانپ کے سات سات سر ہوتے ہیں جو کہ قیامت تک اُسے کاٹتے رہتے ہیں پس یہی ایک امر ایسا ہے جس کا وجود خارجی کبھی ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ نہ ظاہر میں مسلمان کی قبو چوڑی ہوتی ہے نہ اُس کا چہرہ بدر کی موافق روشن ہوتا ہے نہ کسی کانو کی قبو میں سانپ بچھو جاتے ہیں پس جو شخص اس حدیث کے الفاظ کو اُسکے ظاہری معنی پر مہمل کرے تو ضرور اُس کا دل اس قول کی تہذیب کریگا کیونکہ واقع میں اُس نو نے پاریکا پس سورے اس کے آؤر کچھ چارہ نہیں ہے کہ اُن الفاظ کو اُس کے ظاہری معنی سے متجاوز کرے اُس کو دوسرے مرتبہ پر لیجاویں اور ان سب چیزوں سے اُس کا وجود حسی مراد لیں \*

بعض لوگ اس اصول کے انکار کرتے ہیں یہی ہرگز کہنے کے جو کچھ قرآن و حدیث میں مذکور ہے وہی مطابق معقول کے ہے اور

واقع ہو اور جس نے کسی معنوی مسئلہ کو اُن صاف اور واضح اور کھلی دھاری سے ثابت کر لیا ہو جس میں کچھ شبہ نہ ہوسکے اور جس میں تدبیر اور فہم مانیہ کا نام تک نہ ہو لیکن اس اصول کے انہی نصفہ صحیح ہونے میں کچھ کلام نہیں ہے کہ جو الفاظ اصول صحیحہ عقلیہ کے مخالف ہونگے اُن کا صرف من الظاہر ضرور ہوگا پس اگر کسی سے کچھ غلطی اصول صحیحہ عقلیہ کے اثبات میں ہو تو وہ اُس کی خطا ہی مگر اس سے اصول کی صحت میں کچھ خلل نہیں ہوسکتا چنانچہ میں ایک دو مثال سے اسے سمجھاتا ہوں \*

منجملہ اصول صحیحہ عقلیہ کے ایک یہی اصول ہے کہ امراض اور کیفیات متشکل بشکل و صورت اور منقلب یہ جسم و ہیئت نہیں ہوسکتیں مثلاً عقل اور زندگی اور موت کہ یہ سب امراض ہیں پس ان کا کوئی وجود خارجی نہرگا پس اگر اُن کے وجود کا ذکر کسی جگہ قرآن یا حدیث میں ہو تو لا محالہ اُس کا مرتبہ اول پر رکھنا یعنی اُس سے وجود خارجی اُس کا مراد لینا ممکن نہرگا بلکہ دوسرے مرتبہ پر لیجانا اور اُس کے وجود سے وجود حسی یا وجود عقلی مراد لینے کی ضرورت ہوگی پس جہاں قرآن مجید میں خدا نے فرمایا ہے کہ خلق الموت والحیوة تو اس سے اگر کوئی اُن کا وجود خارجی مراد لے تو ایک اصل صحیحہ کے اصول صحیحہ عقلیہ سے مخالف ہوتا ہے اس لیے ضرور اُس سے وجود عقلی اُس کا مراد ہوگا اور اگرچہ ان نظروں سے کسی کا زیادہ تر وجود خارجی پر ذہن مبطل نہیں ہوتا مگر جہاں اُس کی زیادہ تشریح ہی وہاں اُس کے معنی کی زیادہ ضرورت ہوگی جیسا کہ کہا گیا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ خدا نے عقل کو پیدا کیا اور اُس سے کہا کہ آگے ہو وہ آگے ہوئی پھر کہا کہ پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی یا حدیث میں آیا ہے کہ موت کو ضرورت میں نہتے کے قیامت کے دن لاڑینگے اور آگے ہریمان دروز و جنس کے ذبح کرینگے تو اب اس مقام پر ان نظروں سے اگر کوئی اُس کا وجود خارجی ظاہری مراد لے تو ضرور اُسی امراض اور کیفیات کا متشکل بشکل اور منقلب بجمالیہ ہونا ماننا پڑے اور اُسے نہ مانیکا مگر جس کا عقل کے کچھ میں گذر ہی نہرگا \*

یا قرآن مجید میں آیا ہے کہ ان من شئ الا یسبح بحمدہ کہ کوئی چیز نہیں ہے مگر کہ وہ خدا کی تسبیح کرتی ہے یہاں تسبیح سے مراد ہمارے طرح سبحان اللہ کہنا نہیں ہے کیونکہ ثبوتات اور جمادات وغیرہ کچھ زبان نہیں رکھتے پس یہاں تسبیح کے وجود سے پرہیز اُس کا وجود عقلی ہے لیکن انفسوس ہے کہ ہمارے مذہب میں

شریعت کے دوست ہو ہی گئے، لہذا شریعت میں تو درحقیقت کوئی بات خلاف معقولات صحیحہ کے نہیں ہے اُس کہنے والے کے نزدیک البتہ ہے پس اُس شریعت کے مددگارے تر شریعت کا دشمن ہے اچھا ہی اور سچ کہا ہے جس نے کہا ہے کہ درست جہل ہے مانا دشمن اچھا ہی اور اگر فرض کیا جاوے کہ شریعت میں کوئی بات بظاہر مخالف اُس معقولات مسلمہ کے ہو تو قاریل اُس کی آسان ہی ہے نہایت نہ ماننے اُن امور قطعی یقینی کے اور یہ بات کچھہ خلاف طرح نہیں ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے الفاظ کی تائید کی گئی ہے ایسی وجوہ کے سبب سے جو کہ ان دلائل عقلیہ کے برابر قوت میں نہیں ہیں تو کیونکہ ان معقولات صحیحہ کی مطابقت کے لئے وہ الفاظ تائید نہ کیئے جاویں اور جو اس کا انکار کرے اور ایسی تائید کو نا جائز پتاورے وہ حقیقت میں طرح کے بطلان کرنے اور دین کے چھوڑنے والے اور بد دینوں کی خورش ہونے کی راہ دکھاتا ہے۔

امفرقة المألوف والعوامات المصدرة عن اضلال عليه اغلب مالم يفتحا  
بظور انہ تعالیٰ الی ادراک المعلوم علی ماہی علیہ \*

فرض کہ یہ امر بطوری ثابت ہو گیا کہ قرآن و حدیث کے الفاظ سے ہمیشہ اُن کے ظاہری معنی مراد لینا ضرور نہیں بلکہ بعض حالات میں اُن کے ظاہری معنی کہنا ناجائز اور منع ہے پس جو شخص کسی وجہ سے ضرورت اور سبب سے متعاملہ ان وجوہ کے جو ہم نے بیان کیئے ظاہری معنی کسی لفظ کے لئے تو ہے سمجھے اُسے منکر جزو قرآن کہنا بڑی غلطی ہے کیونکہ اُسکا اثر بہت دور تک پہنچ سکتا ہے اور بڑے بڑے اماموں و علما کی شان میں بھی کچھ کچھ داغ آویگا۔  
دیکھ حقیقت میں اصول شریعت کا قائم رکھنا مشکل ہوگا \*

جو کہ اس پہلے امر کا بیان ہو چکا کہ الفاظ ظاہری کو اُس کی لفظی معنی پر ہمیشہ مقام پر مہمل نہ کرنا تکذیب قرآن نہیں ہے اس کیلئے اب میں دوسرے امر کا بیان کرتا ہوں کہ اسماء موجودات سے جن کا ذکر قرآن میں بلا تشریح اُن کی حقیقت کے ہے وہ حقیقت مراد نہ لینا جو لوگوں نے سمجھ رکھی ہو اور جس کا ثبوت کتاب و سنت سے نہ ہوتا ہو اور نہ جس کے اثبات پر سوائے اوہام و ظنوں کے کوئی عقلی دلیل ہو تکذیب قرآن نہیں ہے \*

دوسرا امر کہ اسماء موجودات سے کسی حقیقت سے انکار کرنا جس کا ثبوت کتاب و سنت سے نہ ہوتا ہو

یہاں سے چیزوں کے نام قرآن و حدیث میں مذکور ہیں جن کی کچھ حقیقت بیان نہیں کی گئی مگر جیسا کہ لوگ اُن کی حقیقت

رہی مطابق واقع ہے ہی پس معقولات اور مشاہدات اور تجربات کو اصل قرار دینا اور قرآن و حدیث کے لفظوں کو تائید کرنے کے لئے اُن معقولات وغیرہ کے مطابق کرنا شان ایمان نہیں ہے حالانکہ یہ بڑی غلطی ہے اس لئے کہ جب الفاظ اور کلمات کا استعمال اس طور پر جاری ہے کہ اُن سے سوائے ظاہری معنی کے اور معنی بھی مراد لینے جاتے ہیں تو اُس کا ظاہری معنی سے متجاوز کرنا اور دوسرے اصلی معنی مراد نہ لینا نہ خلاف مہارہ کے ہے نہ برعکس ہمارے پرل چال کے ہے نہ کوئی حاکم اور اہل زبان اُس پر حاکمہ کر سکتا ہے اور نہ کوئی اُس تائید کو بظاہر سمجھ سکتا ہے خیال کرو کہ جب ہم کسی شخص کو قصہ میں دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ اُس کے بدن میں آگ لگ گئی اُس کے بدن سے چنگاریاں نکل رہی ہیں تو کیا اُس سے حقیقی آگ اور اصلی چنگاریاں مراد لینے ہیں اور جب ہم کسی شخص کو خورش تقریری سے بات کرتے ہوئے دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ اُس کے منہ سے کیا پھول جھڑ رہے ہیں تو کیا اُس سے مراد گلاب اور چنبیلی کے حقیقی پھول ہوتے ہیں یا جب ہم کسی کو تھامیں دیکھ کر کہتے ہیں کہ اس کے بدن سے سائب بچھو چپٹے ہوتے ہیں اُس سے مراد ظاہری سائب بچھو ہوتے ہیں پس جب کہ یہ باتیں ہمارے مہارہ اور ہمارے استعمال میں موجود ہیں تو کیا اُسی مہارہ اور استعمال پر الفاظ قرآن و حدیث کو مہمل کرنا بظاہر ہوگی یا تائید ناجائز یا تکذیب نادان ہے جو کوئی ایسا خیال کرے پھر یہ کہنا کہ مخالف معقولات کی اور مخالف امور واقعہ کی قانع صحت کلام نہیں ہے صرف جاعلوں کا قول ہے کوئی حاکم ایسا نہیں کہہ سکتا نہ کسی نے ایسا کہا چنانچہ میں اس بحث کو امام غزالی کے اُس قول کے نقل کرتے ہوئے تمام کرتا ہوں جو اُنہوں نے تہافت الفلاسفہ میں لکھا ہے ولعمہ ما قال رحمة الله عليه الرائي مالا يفيد

من مدہم نفع اصلاً من اصول الدين الخ یعنی جو باتیں دلائل ہندسیہ اور براہین عقلیہ سے ایسی ثابت ہیں کہ جس میں کچھ شک نہیں ہے اُس کے صحیح جاننے کو خلاف شرع جاننا بڑی غلطی ہے اور حقیقت میں دین کا ضعف ظاہر کرنا ہے کیونکہ جو شخص اُن دلیلوں سے آگاہ ہے وہ تو اُس پر کامل یقین رکھتا ہے پس جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ یہ مخالف شرع کے ہے تو وہ اُن باتوں کو غلط سمجھ ہی نہیں سکتا اس لئے وہ نہایت قوی اور روشن دلیلوں سے ثابت ہے ہاں شرع میں شک کرنے لگیا اور یہ سمجھ کر کہ شرع بھی حرب ہے جو مخالف معقولات صحیح کے ہے منکر دین ہو جاوے گا پس جو شخص شریعت کی مدد اور حمایت غلط طور سے کرتا ہے اور شریعت کو نقصان پہنچاتا ہے تو اُس ضرر کا وبال اُس

ہیں + ناقص ہیں اور میں اُس سے مخالف ہوں اور اُس کی سمجھ اور فہم کی غلطی ہو انوس کرتا ہوں مگر اُس کی تاویل حشریہ اور باطنیہ کی تاویل سے زیادہ ضعیف نہیں ہے اور نہ اصول میں کچھ اُس سے خلل واقع ہے پس جس طرح حشریہ اور باطنیہ پر ایسی تاویل سے اطلاق تکذیب قرآن نہیں ہوتا تو منکر وجہ جسمانی شیطان پر کیونکر ہوگا خصوصاً اُس حالت میں جب کہ ہمارے مذہب کے بعض محققین سابقین کا بھی یہی قول ہو مگر جو کوئی یہ کہے کہ جو ذہن شیطان کا قرآن میں ہے وہ جہوتیہ ہے نہ اُس کے معنی ہیں نہ اُس کی کچھ حقیقت ہے نہ اُس کا کچھ وجود ہے تو بلا شبہ ایسا کہنے والا منکر قرآن اور کاذب ہے لیکن تاویل کرنے والا اور وجہ کی حقیقت میں اختلاف کرنے والا کاذب نہیں ہے گو غلطی اور غلط ہے \*

یا قرآن مجید میں جنت اور آدم اور درخت کے کھانے اور ملائکہ کے سجدہ کرنے وغیرہ کا ذکر ہے مگر اُس کی کچھ زیادہ تر حقیقت خدا نے نہیں بتائی نہ وہ درخت کیا تھا اور کھانے سے کیا مراد ہے کوئی کہتا ہے کہ گیہوں کا درخت تھا کوئی کہتا ہے کہ اُسے کھانے آدم کو حاجت پیدا النشالہ کی ہوئی پس جس قدر کہ خارج از قرآن مجید اُس چیزوں کی حقیقت بیان کی گئی ہے اُس کو نہ ماننا انکار قرآن نہیں ہے لیکن یہ کہنا کہ جو کچھ بہ نسبت اس کے قرآن مجید میں لکھا ہے وہ صحیح نہیں ہے اور یہ کہ صرف فرضی اور ہنرات ہے نہ آدم کا وجود تھا نہ شیطان کا نہ فرشتوں کا جو کچھ قرآن مجید میں لکھا ہے وہ قاطع ہے تو انکار جس صریح ہے اور معمول کرتا اُس کو امور باطنی پر اور صرف کرنا اس لفظوں کا اُس کے شواہد سے اور بیان کرنا اُس کی حقیقت روحانی کا بھی صراحتاً غلط تاویل ہے + پس ایسی تاویل بدعت ہے اور یہ شعار فرقہ باطنیہ کا ہے اگر ایسی ہی تاویل تصور صریحہ کی کیجئے تو بالکل اعتبار خارج فرماتے آئیں جو اُس کے اُٹھ جانے اور عقاید اسلامیہ یزنیان حکیموں کے سے ملنے اور فرمت محمدیہ عیسائیوں کی سی فریب ہو جارے کہ ظاہر پر کوئی چیز باقی نہ رہے ہر چیز سے مراد روحانیت اور حقیقت باطنی اُس کی ہی جارے حالانکہ یہ بالکل مخالف فرمت محمدیہ کے ہے \*

+ اگرچہ حق یہ ہے کہ مدعیان وجود خارجی کو اُس کے اثبات کی دلیل لانی چاہیئے — ۱۲ منہ  
+ بشرطیکہ تاویل کرنے والا ضرورت پہنچانے تاویل سے کسی ضرورت کا ہونا ثابت نہ کر سکے — ۱۲ منہ

آئے یا اپنی عقل اور سمجھ سے کچھ اُس کی ماہیت تھوڑے ساٹے ساٹے اور دیکھتے دیکھتے وہ حقیقت اُس نام کے لفظی کے طور پر تصور کی گئی یہاں تک کہ جب وہ نام لیا جارے تو اُس سے وہی حقیقت جو ذہن میں سمائی ہوئی ہے سمجھی جارے پس اگر کوئی اُن ناموں کو مانے مگر اُس کی اُس مفروضہ حقیقت کا مذکور ہو تو وہ منکر جزو قرآن نہ سمجھا جاوے گی کیونکہ حقیقت میں وہ حقیقت جزو قرآن نہیں ہے مثلاً آسمان کا جا بجا ذکر قرآن میں ہے لیکن اُس کی کچھ حقیقت اور ماہیت نہیں بتائی کہ وہ کس چیز سے بنا ہے اور کیا ہے اور کتنی دور ہے اور فی نفسہ وہ کچھ وجود جسمانی خارجی رکھتا ہے یا نہیں اور اگر رکھتا ہے تو یہ کیا ہے اور کسما ہے جاہل تو اس ٹیگوں چھت کو جو آنکھ سے نظر آتی ہے آسمان سمجھتے ہیں اور عالم اُسے جسم کروی محیط لالوش کہتے ہیں اور جو یزنیان حکمت میں اُس کی حقیقت بیان کی گئی ہے وہ آسمان کے لفظ سے مراد لیتے ہیں اور یہ حقیقت آسمان کی اُس کے لفظ سے ساتھ ایسی مل گئی ہے کہ آسمان کے لفظ سے وہی سمجھی جاتی ہے پس اگر کوئی اس حقیقت کا انکار کرے اور اُسے نہ مانے اور یہ کہے کہ میں آسمان کے اوپر یقین رکھتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ وہ خدا کا بنایا ہوا ہے نہ کسی دوسرے کا مگر اُس کی وہ حقیقت نہیں مانتا جو لوگ بیان کرتے ہیں پس اُس کا انکار حقیقت میں انکار لوگوں نے بیان اور سمجھ کا ہی نہ خدا کے کلام کا پالی رہا اُس کی حقیقت دریافت کرنا اس کے لیئے مودان تصورات مقلی فراخ ہے شارح کو اُس سے کچھ تعرض نہیں من شان فلیقل انہ جسم کروی محیط الارض و من شان فلیقل انہ حسان محیط الارض \*

یا قرآن مجید میں جا بجا شیطان کا نام آیا ہے پس اگر کوئی اُس کے وجود سے مطمئن منکر ہوئے تو وہ تکذیب کرنے والا قرآن کا ہے لیکن اگر وہ اُس کے وجود کو مانے اور یہ کہے کہ میں اُس کی اُس حقیقت کو نہیں مانتا جو لوگ بیان کرتے ہیں کہ عریس اُس کے باپ کا اور پتلیس اُس کی ماں کا نام تھا اور اُس کی صورت ایسی ہے اور شکل ویسی ہے کیونکہ خدا نے اُس کی کچھ حقیقت نہیں بتائی تو یہی وہ منکب قرآن نہیں ہے اور چونکہ وجود سے ہمیشہ وجود جسمانی خارجی ہی مراد نہیں ہوتا پس وجود جسمانی شیطان کے انکار کرتا نفر نہیں ہے گو بڑی غلطی اور نادانی ہو مگر ٹوہین اُن لوگوں کی دلیلیں جو نہ شیطان کے وجود خارجی سے منکر

اسی طرح جو شخص یہ سمجھے کہ اہل کتاب کے ذبیحہ سے یہ شرط ضرور نہیں کہ وہ ہماری طرح ذبح کریں بلکہ جس طرح چاہے وہ جانور کو مار کاٹنا ذبح سمجھتے ہوں وہی ذبح ہمارے واسطے حلال ہونے کے لئے کافی ہے اور اس سے وہ اس جانور کو حلال جانے سے اہل کتاب نے کوشش کر کے مار کاٹا ہو مگر وہ ایسے طعام الذہن اور تو الکتاب اور بعض احادیث سے استدلال کرتا ہو تو اگر یہ غلطی لائق نہاچہ انہیں کرنے کے ہے مگر حقیقت میں انکار نص نہیں ہے بلکہ تخصیص عموم حکم ایک قرآنی ہے اور یہ ضرور نہیں کہ جب تخصیص میں غلطی ہوئے تو اس تخصیص کوئے والے کی نسبت اطلاق انکار نص قرآنی کا کیا جائے اس لئے ایسے شخص کی غلطی پر اطلاق انکار جزو قرآن نہ ہوگا عاں اے کہ بعض کہ منقطع جائز ہے یعنی جو خود کلا کھت نہ ہوگا یا اگر کسی نے کلا کھت کو مار کاٹا ہو بلا قید اہل کتاب کے اور بے استدلال کتاب و سنت کے تو ایسا کلا انکار نص ہے اور ایسا نہی والا کافر ہی واہ ایسے بلیس \*

چوتھا امر یعنی اُن مسائل اعتقادی اور عملی کو جو نصوص صریحہ سے بالصراحت ثابت نہ ہوتے ہوں مگر بقیاسات بعیدہ اُن لفظوں سے اُن کا استنباط کیا گیا ہو واجب الیقین

اور واجب العمل نہ جانتا

مسائل اعتقادی اور عملی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو صاف صاف لفظوں سے بلا ذبح ظاہر ہوں جس طرح خدا کا ایک ہونا رسول برحق ہونا خدا کا عالم بالجزئیات ہونا یا نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ کا فرض ہونا وضو میں ہاتھ منہ کا دھونا پس ایسے مسائل اعتقاد یا عملی سے انکار کرنا حقیقت میں انکار نص قرآن ہی دوسرے وہ جو لفظوں سے بے تاریخ بعیدہ یا بدلائل قیاسیہ منطقیہ اور اصول موضوعہ استنباط کیئے گئے ہوں جیسا کہ یہ مسئلہ کہ خدا خالق غیر و ہر ہی بندہ یا قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق فرشتے انسان ہر انفل ہیں یا انسان اُن سے مسائل خلافت اور امامت اور روئے بارہ تعالیٰ وغیرہ کے ان مسائل میں سے کوئی مسئلہ صراحۃً ثابت نہیں کسی نے کچھ سمجھا ہے کسی نے کچھ اور بلا شبہ بعض صواب پر اور بعض غلطی پر ہیں لیکن حقیقت میں کوئی اُن میں سے متکثر قرآن اور کافر نہ سمجھا جارہا اور جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ائمہ کے مسائل اعتقادہ کا نہ ماننا یا ماتریدی مذہب کے عقائد کا معتقد نہ ہونا انکار قرآن ہی وہ اُن کی غلطی ہے کیونکہ اسلام

تیسرا امر کہ آیات احکامی کے عموم حکم سے بعض صورتوں کو مخصوص اور مستثنیٰ سمجھنا باعتبار لال کتاب و سنت کے انکار جزو قرآن نہیں ہے

اگر اُن آیات احکامی سے جن کا حکم عام ہو کوئی شخص اُن صورتوں کو مستثنیٰ کرے جس کا ثبوت کتاب و سنت سے ہوتا ہو تو وہ تخصیص انکار جزو قرآن نہیں ہے اور اسی واسطے فقہا نے یہ اصول قائم کیا ہے کہ کل عام یشتمل التخصیص بلکہ امام حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اغیار احاد اور قیاس سے بھی تخصیص جائز رکھی ہے مثلاً آیہ حرمت علیکم المیتۃ سے مرے ہوئے جانور حرام ہیں لیکن ثدی اور صحابی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں پس اگر کوئی اس اصول کو نہ مانے تو وہ ثقی اور صحابی کی حلف کو بھی انکار جزو قرآن سمجھیکا حالانکہ یہ دو چیزیں اس حکم عام سے

بہ قول شارع مستثنیٰ کر دی گئی ہیں یا فاسدا وجو حکم و ایدیکم سے دھونا پاؤں کا نوش ہے مگر جب آدمی مرزا پھٹے ہو تو اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور اُس پر نقط مسح کرنا کافی ہے کیونکہ مسح یغنی کی حدیث نے اس صورت خاص کو اس حکم عام سے مستثنیٰ

کر دیا یا کوئی شخص آیہ ولا ابرامام ینذر اسم اللہ علیہ سے ذابیح اہل کتاب کو مستثنیٰ کرے کیونکہ یہ قول حضرت ابن عباس کے جو ابو داؤد میں ہے آیہ طعام الذہن اور الکتاب اُس کی تخصیص ہے تو ایسی تخصیص کو انکار جزو قرآن سمجھنا نادانی ہے اگر کسی سے اس تخصیص میں غلطی رائے کی ہو جائے تو وہ غلطی مستندافہ ہے نہ انکار کفرانہ جیسا کہ ترک تسمیہ کی نسبت اہم مجتہدین کے اختلاف ہے یعنی آیہ لا تاکار ا مالم ینذر اسم اللہ علیہ سے صراحۃً اس کی ہے کہ جس پر خدا کا نام نہ لیا جائے وہ ذبیحہ حلال نہیں مگر امام حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ اگر مسلمان نام خدا کا وقت ذبح کے نہ لے موداً یا سہراً تب بھی ذبیحہ حلال ہے کیونکہ اسلام اُس کا تسمیہ کے بجائے ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر ذبح کے وقت تسمیہ کرنا بھول جائے تو ذبیحہ حلال ہے ورنہ نہیں پس یہ اجتہاد عامی کی نظر میں بالکل مخالف نص قرآن کے ہوگا اور اگر شاید سوائے ان اماموں کے اور کوئی ایسا کہتا ہو وہ اُسے متکثر نص قرآن سمجھتا مگر حقیقت میں یہ اجتہاد ہی نہ انکار \*

جو نہ یہ نسبت انکار جزو قرآن کے میں اپنے جواب کی طرح لکھ چکا اب یہ نسبت روایت حدیث کے کہ بالافاظ ہی یا بالمعنی کچھ بھلی لکھتا ہوں \*

### روایت حدیث

اگرچہ مقصود اصلی میرا اس مقام پر صرف تحقیق کرنا اس امر کا ہی کہ آیا روایت احادیث کی بالافاظ ہی یا بالمعنی مگر میں حدیث کی تدوین اور روایت اور روایت وغیرہ سے یہ تفصیل بھٹ کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ حقیقت تصدیق و تکذیب حدیث کی بھی بطوری ظاہر ہو جاوے اور لوگوں کے شبہات اچھی طرح سے دور ہو جائیں اس لیئے اس مقصود کو چند بحثوں میں لکھتا ہوں \*

اولاً کیفیت احادیث کی روایت کی قبل تالیف ہونے کتب

احادیث کے \*

دوسرے تاریخ اور مختصر کیفیت کتب احادیث کی تالیف کی تیسرے تنقیح اس امر کی کہ روایت حدیث کی بالافاظ ہی یا بالمعنی \*

چوتھے بیان اس کا کہ سب احادیث صحیحہ مفید یقین ہیں یا نہیں \*

پانچویں تحقیق اس بات کی کہ کل احادیث کتب صحاح کی صحت یہ مرتبہ یقین ثابت ہی یا نہیں \*

پہلی بحث یہ نسبت کیفیت احادیث کی روایت کی قبل تالیف ہونے کتب احادیث کے

یہ بات بطوری ثابت ہی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں سوائے قرآن مجید کے احادیث کے لکھنے کا دستور نہ تھا اور وہ چند وجوہ سے کتابت احادیث کو پسند نہ کرتے تھے اولاً اسلئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں تین قسم کی ہوتی تھیں ایک وحی دوسرے غیر وحی متعلق امور دین کے تیسرے غیر متعلق امور دین کے پس جو وحی تھی وہ لکھی جاتی اور اُنی کا نام قرآن ہی اور جو باتیں غیر وحی کی تھیں وہ ایک قسم کی نہ تھیں بعض مستند بالہام بعض مستند بالاجتہاد اور پھر بعض متعلق امور جزئیات کے اور بعض متعلق معاملات اور تضام خاص کے اور بعض منتج ایجاب و تحریم کے اور بعض مؤثر تذب و کراہ کے اور بعض علی سبیل العبادۃ اور بعض علی سبیل العادۃ پس ان باتوں کا صحابہ موافق اپنے اپنے فہم کے قرینہ مقام اور ضرورت کے نظر کر کے خیال رکھتے اور اُس سے تفرع احکام کرتے اور جو باتیں امور دین سے متعلق نہ ہوتیں بلکہ امور دنیاوی سے ملکہ رکھتیں اُس کی نسبت تو

میں کے معتقدات پر ہی نہ مآثریدی کے مسائل پر بلکہ ایمان ہی جو خدا نے فرمایا اور اُس کے رسول نے اور یہ لوگ اُن کے قرآن کے خارج ہیں جہاں تک وہ صواب پر ہیں ہم - نتیجے جہاں اُن سے بہرل چرک ہوگئی ہے واجب القبول نہ - سمجھتے \*

اسی طرح اُن مسائل نورحی کا حال ہی جو متعلق حالت و حرمت و عبادت کے ہوں یا متعلق اُز باتوں کے نہ اگر وہ صاف صاف قرآن سے ثابت نہیں تو اُس کا نہ ماننا انکار جزو قرآن نہیں ہی مثلاً چھوڑ دینا و غیرہ کی جانوں نے یہ صحیحہ کو حرام قرار دیا ہی کہ وہ

خداوند میں داخل ہیں اور خدایت بموجب حکم آیہ و یہرم علیہم الضبط کے وجہ حرمت کی ہی پس یہ کوئی حکم صریح نہیں ہی گو اگر کوئی اُس سے کہ حدیث نہ جائے اور اُس کی حالت کا قایل ہو گو حقیقت میں یہ انکار اُس سے ہی خدایت سے ہی نہ انکار حرمت بخدایت سے جس کا ثبوت نص سے ہوتا ہی یا اگر کوئی کتب قدیمہ مقدسہ میں تعریف لفظی کا قایل نہ ہو تو وہ منکر قرآن نہیں ہی کیونکہ وہ تعریف لفظی جس کا دعویٰ کیا جاگا ہی ایسے صریح لفظوں سے ثابت نہیں ہی جس کا انکار انکار نص ہو پس جو شخص تعریف کا تو قایل ہو مگر تعریف لفظی کا نہ منکر قرآن نہیں ہی جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور امام محمد ابن اسماعیل بخاری اور چند معتدین مثل شاہ ولی اللہ وغیرہ کے منکر تعریف لفظی کے ہوتے ہیں \*

بلکہ بعضوں نے تو یہاں تک تصریح کی ہی کہ اُن باتوں کو جو کہ متعلق اُن اصول عقائد کے نہیں ہیں جن کا ثبوت اجمالاً نہیں اگر تاریک کوئی نہ مانے اور کچھ اُز معنی نہ ہو تو وہ بھی منکر قرآن نہیں ہی جیسے کہ بعض نے جائز و حرج سے آیہ ہذا ربی میں جو حضرت ابراہیم نے کہا تھا جواہر نورانیہ صلیک مراد لی ہی یا اللہ صابی یمینک اور فلاح نطیک سے ماسوے اللہ اور کوئی مراد ہیں اور معتدین نے لکھ دیا ہی کہ یہ اصل نص کا انکار نہیں ہی \*

دعاچچوان امر یعنی لوگوں کے کہے ہوئے معنوں کو اور اُن زاید باتوں کو جو تفسیروں میں داخل ہیں نہ ماننا

اس کی تصریح کی مجھے کچھ زیادہ ضرورت نہیں ہی مستثنیٰ اگر خواہش ہو تو میرا مقصود تفسیر کا جو تہذیب الافاق میں لکھا ہی ملاحظہ کرے \*

فرض کہ جو صورتیں میں نے اوپر بیان کیں ان ساری صورتوں میں زید منکر جزو قرآن نہ سمجھا جارہا \*

قیسرا امر کہ آیات احکامی کے عموم حکم سے  
بعض صورتوں کو مخصوص اور مستثنیٰ  
سمجھنا باعتبار کمال کتاب و سنت کے  
انکار جزو قرآن نہیں ہے

اگر اُن آیات احکامی سے جن کا حکم عام ہو کوئی شخص اُن  
صورتوں کو مستثنیٰ کرے جس کا ثبوت کتاب و سنت سے ہوتا ہو تو  
وہ تخصیص انکار جزو قرآن نہیں ہے اور اسی واسطے فقہانے یہ  
اصول قائم کیا ہے کہ کل عام یہتمل التخصیص بلکہ امام شافعی  
رحمۃ اللہ علیہ نے تو اہلدار احاد اور قیاس سے بھی تخصیص جائز  
رکھی ہے مثلاً آیہ حرمت مالیک المیتۃ سے مرعے ہوئے جانور حرام  
ہیں لیکن گدھی اور مچھلی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں پس اگر  
کوئی اس اصول کو نہ مانے تو وہ گدھی اور مچھلی کی حلف کو بھی  
انکار جزو قرآن سمجھیکا حالانکہ یہ دو چیزیں اس حکم عام سے

بہ قول شارع مستثنیٰ کر دی گئی ہیں یا ناقصا اور جو حکم دینیکم سے  
دھونا پائوں کا فرض ہے مگر جب آدمی مرزا پھٹے ہو تو اس حکم  
سے مستثنیٰ ہے اور اُس پر قضا مسح کرنا کافی ہے کیونکہ مسح  
غفین کی حدیث نے اس صورت خاص کو اس حکم عام سے مستثنیٰ

کر دیا یا کوئی شخص آیہ ولا تلوا مالاً بذکر اسم اللہ علیہ سے ذبیح  
اہل کتاب کو مستثنیٰ کرے کیونکہ یہ قول حضرت ابن عباس کے جو  
ابو داؤد میں ہے آیہ طعام الذین ارتوا الکتاب اُس کی تخصیص ہے  
تو اسی تخصیص کو انکار جزو قرآن سمجھنا نادانی ہے اگر کسی سے  
اس تخصیص میں غلطی رائے کی ہو جائے تو وہ غلطی مجتہدانہ  
ہے نہ انکار کفرانہ جیسا کہ ترک تسمیہ کی نسبت باہم مجتہدین کے  
اختلاف ہے یعنی آیہ لا تأکلوا مما مال الذکر اسم اللہ علیہ سے صراحہ  
اس کی ہے کہ جس پر خدا کا نام نہ لیا جائے وہ ذبیحہ حلال نہیں  
مگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ اگر مسلمان نام  
خدا کا وقت ذبح کے نہ لے عمد یا سوراً تب بھی ذبیحہ حلال ہے  
کیونکہ اسلام اُس کا تسمیہ نہ بچاے ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ  
علیہ کے نزدیک اگر ذبح کے وقت تسمیہ کرنا معمول جارے تو ذبیحہ  
حلال ہی ورہ نہیں ہے اجتہاد عامی کی نظر میں بالکل  
مخالف نص قرآن کے ہوگا اور اگر شاید سوائے ان اماموں کے آؤر  
کوئی ایسا کہتا تو وہ اُسے منکر نص قرآن سمجھتا مگر حقیقت میں  
یہ اجتہاد ہی نہ انکار \*

اسی طرح جو شخص یہ سمجھے کہ اہل کتاب کے ذبیحہ  
یہ شرط ضرور نہیں کہ وہ ہماری طرح ذبح کریں بلکہ جس طرح  
وہ جانور کو مارا لانا ذبح سمجھتے ہوں وہی ذبح ہمارے واسطے حلال  
ہونے کے لیئے کافی ہے اور اس سے وہ اُس جانور کو حلال جانے سے  
اہل کتاب نے کون تر کر مارا لانا ہو مگر وہ آیہ طعام الذین ارتوا الکتاب  
اور بعض احادیث سے استدلال کرتا ہو تو کہ یہ غلطی لائق نہایت  
انوس کرنے کے ہے مگر حقیقت میں انکار نص نہیں ہے بلکہ  
تخصیص عموم حکم ایک قرآنی کی ہے اور یہ ضرور نہیں کہ جب  
تخصیص میں غلطی ہووے تو اُس تخصیص کرنے والے کی نسبت  
اطلاق انکار نص قرآنی کا کیا جائے اس لیئے ایسے شخص کی غلطی  
پر اطلاق انکار جزو قرآن ٹھوکا جاا اور وہ کہہ کہ محفوظہ جائز ہے  
یعنی جو خود نہ کہتے نہ کرکھا ہو یا آؤر کسی نے نہ کہتے نہ کرکھا  
ہو بلکہ قید اہل کتاب کے اور بے استدلال کتاب و سنت کے تو ایسی  
انکار نص ہے اور ایسا کہنے والا کافر ہی وا ایس ناپس \*

چوتھا امر یعنی اُن مسائل اعتقادی اور عملی  
کو جو نصوص صریحہ سے بالصرحہ ثابت  
نہ ہوتے ہوں مگر بقیاسات بعیدہ اُن لفظوں  
سے اُن کا امتناع کیا گیا ہو واجب الیقین

اور واجب العمل نہ جاننا

مسائل اعتقادی اور عملی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو صاف صاف  
لفظوں سے بلا تہذہ ظاہر ہوں جس طرح خدا کا ایک ہونا رسول کا  
برحق ہونا خدا کا عالم بالجبریات ہونا یا نماز روزہ اور حج و زکوة  
کا فرض ہونا وضو میں ہاتھ مٹھ کا دھونا پس ایسے مسائل اعتقادی  
یا عملی سے انکار کرنا حقیقت میں انکار نص قرآن ہی دوسرے وہ جو  
لفظوں سے بہ تازیلی بعیدہ یا بدلائل قیاسیہ منطقیہ اور اصول موضوعہ  
استدلال لیئے گئے ہوں جیسا کہ یہ مسئلہ کہ خدا خالق کھور و ہر  
ہی پندہ یا قرآن مخاطب ہے یا غیر مخاطب فرقے فرقے انسان سے  
افضل ہیں یا انسان اُن سے مسائل خلاف اور اصناف اور روایات  
پارہ تعالیٰ وغیرہ کے ان مسائل میں سے کوئی مسئلہ صراحہ ثابت نہیں  
نہی نے کچھ سمجھا ہی کسی نے کچھ اور یہ شیعہ بعض صواب پر  
اور بعض غلطی پر ہوں لیکن حقیقت میں کوئی اُن میں سے منکر  
قرآن اور کافر نہ سمجھا جارہا اور جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ  
اھامور کے مسائل اعتقادیہ کا قہ ماننا یا ماتریدی مذہب کے عقائد کا  
مستند نہ ہونا انکار قرآن ہی وہ اُن کی غلطی ہے کیونکہ اسلام قہ



جو نہ یہ نسبت انکار جزو قرآن کے میں اپنے جواب کی طرح لکھ چکا اب یہ نسبت روایت حدیث کے کہ بالافاظ ہی یا بالمعنی کچھ بھٹ لکھتا ہوں \*

### روایت حدیث

اگرچہ مقصود اصلی میرا اس مقام پر صرف تحقیق کرنا اس امر کا ہی کہ آیا روایت احادیث کی بالافاظ ہی یا بالمعنی مگر میں حدیث کی تدوین اور روایت اور درایت وغیرہ سے یہ تفصیل بھٹ کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ حقیقت تصدیق و تہذیب حدیث کی بھی بطوری ظاہر ہو جاوے اور لوگوں کے شبہات اچھی طرح سے دور ہو جائیں اس لئے اس مضمون کو چند بحثوں میں لکھتا ہوں \*

ارو کیفیت احادیث کی روایت کی قبل تالیف ہونے کتب

احادیث کے \*

دوسرے تاریخ اور مختصر کیفیت کتب احادیث کی تالیف کی \*

تیسرے تنقیح اس امر کی کہ روایت حدیث کی بالافاظ ہی یا

بالمعنی \*

چوتھے بیان اس کا کہ سب احادیث صحیحہ مفید یقین ہیں

یا نہیں \*

پانچویں تحقیق اس بات کی کہ کل احادیث کتب صحاح کی

صحاح بہ مرتبہ یقین ثابت ہی یا نہیں \*

پہلی بحث بد نسبت کیفیت احادیث کی روایت

کی قبل تالیف ہونے کتب احادیث کے

یہ بات بطوری ثابت ہی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کے زمانہ میں سوائے قرآن مجید کے احادیث کے لکھنے کا دستور نہ تھا

اور وہ چند وجوہ سے نکات احادیث کو پسند نہ کرتے تھے ارگ اسلئے

کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں تین قسم کی ہوتی تھیں

ایک وحی دوسرے فیہ وحی متعلق امور دین کے تیسرے فیہ

متعلق امور دین کے پس جو وحی تھی وہ لکھی جاتی اور اسی کا نام

قرآن ہی اور جو باتیں فیہ وحی کی تھیں وہ ایک قسم کی نہ تھیں

بعض مستند بالہام بعض مستند باجتہاد اور پھر بعض متعلق امور

جزئیات کے اور بعض متعلق معاملات اور قصائد خاص کے اور بعض

منتج ایجاب و تنہیم کے اور بعض موثر تہذیب و کراہت کے اور بعض

علی سبیل العیادۃ اور بعض علی سبیل العیادۃ پس ان باتوں کا صحابہ

مواثق اپنے اپنے فہم کے قریبہ مقام اور ضرورت پر نظر کرکے

خیال رکھتے اور اُس سے تقریر احکام کرتے اور جو باتیں امور دین سے

متعلق نہ ہوتیں بلکہ امور دنیاوی سے ملکہ رکھتیں اُس کی نسبت کو

اس کے مقتضات پر ہی نہ مقررہ کی مسائل پر بلکہ ایمان

کی ہی جو خدا نے نورانیہ اور اُس کے رسول نے اور یہ لوگ اُن کے

قرآن کے خارج ہیں جہاں تک وہ صواب پر ہیں ہم سب سے پہلے جہاں

اُن سے بھول چکے ہو گئے اُسے واجب القبول نہ سمجھتے \*

اسی طرح اُن مسائل نورانیہ کا حال ہی جو متعلق حالت و حرمت

احیاء کے ہوں یا متعلق آؤ باتوں کے کہ اگر وہ صاف صاف قرآن سے

ثابت نہیں تو اُس کا نہ ماننا انکار جزو قرآن نہیں ہی مثلاً چھوڑ

ہینڈک رفیوہ کو جانوں نے یہ صحیحہ کو حرام قرار دیا ہی کہ وہ

حدیث میں داخل ہیں اور حدیث بموجب حکم آیہ و یہرم علیہم

الضیف کے وجہ حرمت کی ہی پس یہ کوئی حکم صریح نہیں ہی

جو اگر کوئی اُس سے کو غیب نہ جانے اور اُس کی حالت کا قایل ہو

کو حقیقت میں یہ انکار اُس سے ہی حدیث سے ہی نہ انکار حرمت

حدیث سے جس کا ثبوت نص سے ہوتا ہی یا اگر کوئی کتب قدیمہ

مقدمہ میں تعریف لفظی کا قایل نہ ہو تو وہ منکر قرآن نہیں ہی

کیونکہ وہ تعریف لفظی جس کا دعویٰ کیا جاتا ہی ایسے صریح

لفظ سے ثابت نہیں ہی جس کا انکار انکار نص ہو پس جو شخص

تعریف کا تو قایل ہو مگر تعریف لفظی کا نہ منکر قرآن نہیں

ہی جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور امام محمد ابن اسماعیل

بطاری اور چند محققین مثل شاہ ولی اللہ وغیرہ کے منکر تعریف

لفظی کے ہائے ہوں \*

بلکہ بعضوں نے تو یہاں تک تصریح کی ہی کہ اُن باتوں کو جو

کہ متعلق اُن اصول عقاید کے نہیں ہیں جن کا ثبوت اجماعاً نہیں

اگر تاریخ کوئی نہ مانے اور کچھ آؤ معنی ہے تو وہ بھی منکر قرآن

نہیں ہی جیسے کہ بعضوں نے چاند و درج سے آیہ ہزارہی میں جو

حضرت ابراہیم نے کہا تھا جو اہر نورانیہ ملکیت مراد لی ہی یا

الت سامی یمینک اور فلاح نمیک سے ماسرے اللہ اور کوئوں مراد ہیں

اور محققین نے لکھ دیا ہی کہ یہ اصل نص کا انکار نہیں ہی \*

پانچواں امر یعنی لوگوں کے کہے ہوئے معنوں

کو اور اُن زائد باتوں کو جو تفسیروں

میں داخل ہیں نہ ماننا

اس کی تصریح کی مجھے کچھ زیادہ ضرورت نہیں ہی مستقی

کو اگر خواہش ہو تو میرا مضمون تفسیر کا جو تہذیب الاخلاق میں

چھپا ہی ملاحظہ کرے \*

فرض کہ جو صورتیں میں نے اوپر بیان کیں ان ساری صورتوں

میں زید مانگو جزو قرآن نہ سمجھا جاویگا \*

پڑھا کہ پریہانی کا سبب کیا ہی تو آپ نے کہا کہ وہ حدیثیں جو میں نے جمع کی تھیں اُسے آپ سب نے لکھی تو آگ منکا کر انہیں جلا دیا جب میں نے اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ شاید میں سوجاؤں اور یہ حدیثیں میرے پاس رہ جائیں اور شاید میں نے اختیار اُن آدمیوں کا روایت میں کیا ہو جو در حقیقت باطل اختیار نہیں اور وثوق اُن باتوں کا کرلیا ہو جو در اصل صحیح نہیں اور یہ بھی لکھا ہی کہ ایک شخص عبداللہ بن عباس کے پاس کتاب لکھکر اصلاح کے لیئے لایا آپ نے اُسے لیکر پانی سے دھو ڈالا فرسکہ صحابہ نے یا بوجہ احتیاط کے یا بوجہ اس کے کہ اُن کو چند اہم ضرورت تالیف و تدوین کی تھی اور جو کچھ انہوں نے ہلے واسطہ خود خارج کی زبان سے سنا تھا یا کرتے دیکھا تھا اُسے پیش نظر رکھتے تھے احادیث کے جمع کرنے پر توجہ نہ کی اور بعد اس کے تابعین کے زمانہ میں بھی اُس کی ثبوت نہ آئی اور سنہ ۱۴۳ ہجری تک ایک نے دوسرے سے اور دوسرے نے تیسرے سے زبانی روایت پر قناعت کی مگر بعد اُس کے ضرورت تدوین اور تالیف کی ہوئی چنانچہ اُس کی مختصر کیفیت یہ ہے \*

### دوسرا بیان یہ نسبت تاریخ اور مختصر کیفیت کے کتب احادیث کی تالیف کے

موافق قول خطیب بغدادی کے اول تالیف امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریر بصری نے جو سنہ ۱۵۵ ہجری میں مرے کی اور بعض کہتے ہیں کہ اول صوف ابو نصر سعید بن ابی ہریرہ ہیں جو سنہ ۱۵۶ ہجری میں مرے اور یقول ابو محمد درامہ زمزی کے ربیع ابن صبیح نے اول تالیف کی اور پھر بعد اس کے سفیان بن عیینہ اور مالک بن انس نے مدینہ منورہ میں اور عبداللہ بن واہب نے مصر میں اور عمرو اور عبدالرزاق نے یمن میں اور سفیان ثوری اور مسدد بن قتیبہ بن فروان نے کوفہ میں اور حماد بن سلمہ اور روح بن عباد نے بصرہ میں اور عثیم نے واسطہ میں اور عبداللہ بن مبارک نے خراسان میں کتابیں لکھیں اور جو حدیثیں اُن کو ملیں انہیں جمع کیا اور حسب تالیف کا تعدد جاری ہوا تب بہت سے لوگ اس طرف چمکے اور مختلف طور سے مختلف غرضوں کو واسطہ کتابیں لکھنے لگے یہاں تک کہ ثوبت مسدد اسماعیل بخاری اور مسام رحمہ اللہ ماجہما کی آئی اور انہوں نے اعلیٰ درجہ کی کوشش جمع کرنے میں حدیث کے کی نامیہا رحمہ اللہ الی یوم القیامہ \*

پس سنہ ۱۴۳ ہجری سے لیکر اس زمانہ تک ہزار ہا کتابیں حدیث کی تالیف ہوئیں اور مختلف غرضیں اُن تالیفات کا سبب ہوئیں کہ اُن سب کتابوں پر سب احادیث کا اطلاق کیا جاتا ہی ہے

خود آنحضرت صلعم نے فرماہی رکھا تھا کہ اتم اصلہ پاسور دنیام کہ تم لوگ اپنے دنیا کے کاموں کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو اُس کو تقار صحابہ دینی مسائل سے جدا سمجھتے تھے پس یہ خیال اس کے کہ اگر یہ سب باتیں لکھی جائیں تو التباس دینی مسائل کا دنیاوی امور سے اور ہرعی احکام کا امور مادی سے ہوگا صحابہ نے جمع کرنا اور لکھنا حدیثوں کا پسند نہیں کیا دوسرے کل صحابہ ہر وقت اور ہمیشہ صحبت نبوی میں حاضر نہیں رہتے تھے اور وہ باتیں جو حضرت نوماتے اور وہ کام جو آپ کرتے تھے سب اپنے کانوں سے سنتے تھے اپنی آنکھ سے دیکھتے بلکہ جو حاضر صحبت ہوتا وہ سنتا اور دیکھتا اور پھر اُس کی نقل اور روایت سے اُڑوں کو علم ہوتا اور چونکہ نقل اور روایت کی صحت پر درجہ یقین کا نہیں ہو سکتا اس لیئے حدیثیں کے جمع کرنے اور لکھنے سے صحابہ نے احتراز کیا بلکہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہی کہ خود آنحضرت نے فرما دیا تھا کہ سوائے قرآن کے مجھ سے اُڑ کچھ نہ لکھو اور اسی واسطے بعد وفات آن حضرت کے بھی صحابہ تصریح احادیث سے مبالغہ رہے اور اگر بعض صحابہ نے کچھ لکھا تو انہیں خیالوں سے اُسے مٹا دیا اور اپنے لکھے ہوئے کو قبل از وفات جلا دیا چنانچہ کوئی عالم ہمارے یہاں اس سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا ثبوت کتب اور روایات سے بطور ہی ہوتا ہی چنانچہ میں چند اقوال بطور نمونہ کے بیان کرتا ہوں \*

ایک مرتبہ زید بن ثابت کے پاس بہت سے لوگ آئے اور کہا کہ آپ کچھ حدیثیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمکو سنائیے انہوں نے جواب دیا کہ جب آن حضرت پر وحی نازل ہوتی تو مجھ آپ بلائے اور میں لکھ لیتا اور باقی پیغمبر خدا کے سامنے جب دنیا کا ذکر ہوتا وہ ہمارے ساتھ اُس کی باتیں کرتے جب آخرت کا ذکر ہوتا وہ اُس کا ذکر کرتے جب کھانے پینے کا ذکر آتا آن حضرت بھی اُس کی باتیں کرتے پس کیا ان سب باتوں کا ذکر میں تم سے کروں اور یہ سب حدیثیں تمہیں سناؤں اور نیز حدیث شریف میں آیا ہی کہ اذا امرتکم بشیئ من دینکم فخذوا بہ و اذا امرتکم بشیئ من راي فانما ابنا بہ کہ جب میں کوئی حکم متعلق امور دین کے دوں تم اُس کو اور جب کوئی کام دنیا کا بتاؤں اپنی رائے سے تو میں بھی بکھر ہوں اور حسب بخاری نے ریاض النضرۃ میں اور ملا علی مقفی نے کنز العمال میں اور حافظ عباد الدین نے مسند صدیق میں ہزار روایت حاکم ابو عبداللہ ڈیخاوردی کے حضرت مایہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ لکھا ہی کہ میرے والد یعنی حضرت ابو بکر صدیق نے پانچ سو حدیثیں پیغمبر خدا صلی علیہ وسلم کی جمع کی تھیں پس ایک شب وہ نہایت بے چین ہوئے اور حد سے زیادہ مغموم ہوئے

دست آویز اُن نوتوں کی ہیں جو جادہ حق سے منحرف ہو گئے اور سنت کی راہ چھوڑ کر راضی اور معتزلی ہنگامے کے وہ اپنے عقیدوں کے اثبات اور اہل حق کے الزام دینے کے لیئے انہیں کتابوں کی روایت پیش کرتے ہیں اور جو مصنف نہیں ہیں وہ دھوکہ کھا جاتے ہیں ان سب باتوں پر ایک غرابی آؤر مستزاد ہوئی کہ بعض خطبوں نے ہواہ مخالفہ علم حدیث کا حاصل کر کے احادیث صحاح و حسن کی روایت کرتی شروع کی مگر اُسی درمیان میں اپنے عقاید باطلہ کو اُسی اسناد سے جو اُنہوں نے یاد کر رکھی تھی روایت کر دیا اور اکثر محدثوں نے دھوکہ کھایا جیسا کہ جابر جمہی اور ابو القاسم سعد بن عبد اللہ اہوری قلمی ہوا ہی کہ یہ اے اُستاد پرکار ہر شیخ تھے کہ حقیقت میں تو راضی تھے مگر بعض سے محدثوں کو دھوکہ دیا اور غلط حدیثوں کو بصورت صحیح کے ہزار اُن کو اُس کی صفحہ کا یقین دلادیا یہاں تک کہ ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے جابر جعفری کی حدیثوں کو اپنی کتابوں میں نقل کر دیا یا احام قاسمی ایک شیعہ کی جس نے بیخ و بن دین سنہوں کے اُکھاڑنے کی تدبیر کی تھی یہی بن سعید سے مصنف نے توثیق کی اور اُس پر اعتماد کیا یہاں تک کہ آخر بعد تحقیق کے یہ حال کہلا اور اُن ترمذیوں کا فریب ظاہر ہوا لیکن جو کہ وہ روایتیں اُن کی حدیثوں کی کتابوں میں لکھ گئی ہیں اس لیئے اکثر آدمیوں کو دھوکہ ہوتا ہی اور حدیث کا نام سن کر اُن کے اعتقاد میں خلل پڑتا ہی اور واقع میں نہ وہ حدیث ہی نہ قول پیغمبر پاکہ ایک مقتوی جو حقے مکار کا احیافہ ہی \*

ملاوہ اس کے یہ اے امو بھی یاد رکھنے کے لائق ہی کہ صدر اول مجتہدین کے زمانہ میں راویوں کے حالات کی بہت زیادہ تحقیقات نہیں ہوئی اور جرح و تعدیل کی توجہ نہیں آئی اس واسطے بہت لوگوں کو حدیثوں میں دھوکہ ہوا اور غلط اقوال کو احادیث صحیح سمجھ لیا یہاں تک کہ اُسی پر بعض نے احکام کی تفریح بھی کی بلکہ موضح حدیثوں کو بھی غلطی سے مان لیا یہاں تک کہ جب اسکا حال کہلا تب راویوں کے حالات تحقیق کرنے اور جرح و تعدیل سے بھٹ کرے کی ضرورت معلوم ہوئی اور بن رجال میں کالیف شروع ہوئیں چنانچہ اول ابن سعد نے ایک کتاب اسماء الرجال میں لکھی اور طبقات ابن سعد اُسکا نام رکھا اور اسمعیل بخاری اور ابن ابی خنیفہ نے اپنی اپنی تاریخوں میں اور ابن ابی حاتم نے کتاب جرح و تعدیل میں کچھ کچھ حالات راویوں کے لکھے مگر اُس پر بھی رجال کا حال مشتبہ رہا یہاں تک کہ آخر ابن حبان اور ابن شہین نے ثقات کو اور ابن عدی اور ابن حبان نے ضغاک کو ملحد ملحد کتابوں میں جمع کیا اور بعد اُس کے بعض نے خاص خاص کتابوں کے رجال کی تحقیق میں ملحدہ ملحدہ کتابیں لکھیں جیسا کہ اہر نصر نقادہی اور اہر بکر

کچھ اُن میں لکھا ہی اُس پر حدیث کی نسبت کی جاتی ہی جب تک کہ تحقیق مستقنہ نہ کی جارے تب تک جو قول اُن باتوں میں ہی وہ قول قول رسول اور جو بات اُن میں لکھی ہی وہ منسوب بخاری سمجھی جاتی ہی اور یہی امر غفلات اور غلطی اور دھوکے کا سبب ہی اور ایک عالم کو اسی دھوکے نے گرداب بلا میں ڈال رکھا ہی \*

غرض کہ سب سے اول اس امر کو سمجھنا ضرور ہی کہ ہر مصنف اور ہر کتاب مستند نہیں ہی اور ہر قول قول رسول اور ہر حدیث حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ نہیں ہی بلکہ محدثوں اور احادیث کی کتابوں کی مختلف ضرورتیں ہیں چنانچہ ملاوہ صحاح کے میں اور کتب احادیث کے درجہات کی کچھ مختصر کیفیت بیان کرتا ہوں \*

بعض کتابیں حدیث کی وہ ہیں جنکو مسانید اور جوامع اور مصنفات کہتے ہیں جو کہ بخاری و مسلم کے زمانہ میں یا اُس سے پہلے لکھی گئیں اور وہ صحیح اور حسن اور ضعیف اور معروف اور غریب اور ضاف اور منکر اور غلط اور صواب اور ثابت اور مقارب کا مجموعہ ہیں اور جنکے بعد تالیف کی کچھ ضرورت بھی نہیں ہوئی اور جنکی پیچھے کسی نے کچھ خبر نہ لی یعنی نہ کسی نے شرحیں اُنکی لکھیں نہ کسی نے اُنکی تطبیق مذاہب سے کی نہ کسی نے اُن کے رجال کی تحقیقات کی مثلاً مسند ابو عیسیٰ اور مصنف عبد الرزاق اور مصنف ابویزک بن ابی شیبہ اور مسند عبد بن حمید اور طحاہی اور کتب بیہقی اور طحاہی اور طبرانی کے کہ اُنہوں نے جو کچھ پایا وہ پور دیا نہ اُسے چھانٹا نہ صحیح کو غلط سے جدا کیا پس ان کتابوں کے اقوال پر عمل کرنا یا اُنکو ماننا اُسی کا کام ہی جو کہ مصنف ہو اور جو صفحہ اُس کی ثابت کرے جیسا کہ حبیب اللہ الباقیہ میں لکھا ہی قلیبا دھوا للعلم علیہ والقرآن بہ الانتصار والاحتیاط الذین یحفظون اسماء الرجال وعلل الاحادیث ثم ربما یروون منها المتابعات والشراد و قد جعل اللہ لكل شئی قدرا \*

اور ان سے زیادہ نامتعدد وہ کتابیں ہیں جو بہت پیچھے تالیف ہوئیں اور وہ باتیں جو واضعوں کی زبانوں پر تو ہیں اور وہ خبریں اور قصے جو یہودیوں سے سن کر لوگوں نے یاد کر لیئے تھے اور وہ حکیموں کی باتیں جنہیں لوگوں نے یونانیوں سے سیکھا تھا یا وہ راویوں جو قرآن و حدیث کے نظروں سے استنباط کی گئی تھیں مددا یا سہرا حدیثوں میں داخل کر دی گئیں اور یہ سب صاحب الری کی طرف منسوب ہو گئیں مثلاً کتب غلیب اور ابی نعیم اور جوزقانی اور ابن مساکر اور ابن نجار اور دیلمی وغیرہ کہ اُنکی صفحہ کا اعلیٰ درجہ یہ ہی کہ حدیث ضعیف ہو جس میں احتمال صفحہ کا ہو اور اجنبی درجہ یہ ہی کہ موضوع ہو اور نثری تمہد ہو اور وہی کتابیں

مسلم ہی اور بلا شبہ اُس وقت سے محدثین اور جامعین کتب تصانیف نے تہذیب احتیاط اور سچائی اور راستی اور دیانت سے نظروں کو تفر کیا ہی اور اگر راویوں کی روایت میں اختلاف نظر ہو گا تو اُس کو بھی انٹر اپنی تالیفات میں لکھ دیا ہی لیکن جو زمانہ اس سے پہلے کا ہی اُس کی نسبت اگر کوئی روایت پالفاظ کا دعو کرے تو وہ ثابت نہیں ہو سکتا نہ عقل نہ نقل \*

عقل اس وجہ سے کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے آئے سننے والے سنکر یاد رکھتے پس جو لفظ آنحضرت کی زبان مبارک سے نکلتے اور جس نظم و ترتیب سے یہ تقدیم و تاخیر کلمات آں حضرت تقریر فرماتے اُس کا ایک ذائقہ میں سنکر باطنہ پُر کر لینا تو کسی طرح قیاس میں نہیں آتا اور نہ شاید کوئی شخص کسی بشر کی نسبت ایسا خیال کر سکتا ہی اور پھر جیسے کہ یہ خیال کیا جاوے کہ سننے والے صرف وہی لوگ نہ تھے جو ذہن اور حافظہ اور علم اور سمجھ میں کامل تھے اور جو روایت اور فقہ میں معروف تھے بلکہ ایسے بھی تھے کہ جو روایت اور فقہ میں مشہور نہ تھے اور جنہوں نے بات کے سمجھنے میں بھی خطا کی ہی + پس کیا کوئی آدمی یہ کہہ سکتا

+ ماہرین کتب حدیث پُر روشن ہی کہ سابقہ اہل کے لوگوں سے بھی ایسی غلطیاں ہوئیں ہوں چنانچہ میں چند حدیثوں کا یہ طور تمثیل کے بیان کرتا ہوں ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چلے جاتے تھے کہ ایک یہودیہ مرگئی تھی اور لوگ اُس کے رو رہے تھے آں حضرت نے فرمایا کہ وہ تو قبر میں مبتلے عذاب ہی اور یہ لوگ رو رہے ہیں مگر عیداللہ بن عمر کا یہ قول تھا کہ مرده کو یہ سبب رونے زندوں کے عذاب ہوتا ہی جب حضرت عائشہ نے یہ سنا تو یہ فرمایا کہ ”یغفراللہ لابی عبدالرحمن اما انہ لم یحضر ولکنہ نسی ار اخطاہ انما مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یہودیہ بیکی علیہا فقال انہم ینکون علیہا و انہا لیمضی نبیہا“ کہ خدا این عمر کو بخشے وہ جو رہے نہیں کہتے مگر وہ بھول گئی یا اُس سے چوک ہو گئی اصل حال اس کا یہ ہے ہی پھر انہوں نے اصل حال اُس کا بتا دیا (بخاری و مسلم)

۲ مرسین طالعہ سے روایت ہی کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ابن عمر کہتے ہیں کہ ”مررت الفصاة سفیحة علی المومنین فقاتل یغفراللہ لابن عمر انما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت الفصاة تغنیف علی المومنین و سفیحة علی الکافرین“ کہ مرگ مفاجات سفتی ہی ارپو مومنون کے تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ خدا بخشے ابن عمر کو پیغمبر خدا نے تو یہ فرمایا ہی نہ مرگ مفاجات تغنیف ہی مومنین پُر اور سفتی ہی کافروں پُر —

۳ جلال الدین سیوطی نے رسالہ میں الامانیہ میں لکھا ہی کہ حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ جس نے مرده کو غسل دیا اُس پُر بھی غسل لازم ہی جب حضرت عائشہ نے سنا تو فرمایا ”او ینتجس صولی المسلمین“ کہ کیا کہیں مرده مسلمانوں کے بھی نجس ہو جاتے ہیں —

بن منصور اور ابو الفضل بن عاھر نے صحیح بخاری کے رجال کی نسبت اور ابوہریرہ نے ابو داؤد کے راویوں کی نسبت اور عبدالحق مقدسی نے صحاح ستہ کی روائے کی نسبت کتاب لکھی جس کا نام کتاب الکمال رکھا پھر اُس کے بعد آؤروں نے اسے پورا کیا یہاں تک کہ آخر تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب میں ان سب فقہروں کا خلاصہ جمع کیا گیا \*

جس طرح فن اسماء الرجال کی تالیف ایک زمانہ دراز کے بعد ہوئی اسی طرح فن روایت میں بھی اہل اہل کوئی کتاب نہیں لکھی گئی مگر جب حدیث کی نقل و روایت کی ثروت ہوئی اور صحیح اور غلط کا التباس ہو گیا تب فن روایت کی تالیف کرنے کی ضرورت ہوئی چنانچہ سب سے اہل قاضی ابو محمد حسن بن عبدالرحمن رامہرمزی نے ایک چھوٹی سی کتاب لکھی بعد اُس کے حاتم ابو عبداللہ قیشاپوری نے اصول حدیث میں ایک کتاب تالیف کی مگر وہ بھی بڑی نہ تھی کہ اُس کے بعد ابو نعیم اصبہانی نے کچھ آؤ مسائل اُس پُر بڑھائے بعد اُس کے خلیط ابوبکر بغدادی نے اصول روایت میں ایک کتاب لکھی جس کا نام کفایہ ہی پھر ایک دوسری کتاب تصدیق کی جس کا نام جامع رکھا آخر کو قاضی میاض نے اسے پورا کرنا چاہا اور ایک کتاب لکھی جس کا نام الماع ہی اور اسی طرح ابوحض اور حافظ ابوعمر و عثمان بن صلاح نے رسالے لکھے اور بعدہ بعدہ سے عالموں نے اپنی اپنی تالیفات دکھائی اور بہت سی کتابیں تالیف کیں \*

یہ مختصر کیفیت حدیث کے جمع ہونے کی ہی پس کہاں ہی دیدہ بیفا اور گوش شنوا کہ اس تحقیقات کو دیکھے اور اُس سے فائدہ اُٹھارے اپنی اسلام کا مدار اس پُر آ رہا ہی کہ چٹائی کی جانماز بغل میں اور مولود کا رسالہ ہاتھ میں ہی اور جو اُن قصوں کہانیوں کو نہ مانے اُس پُر تکبر کا حکم جاری ہی حدیث و بات ہی جو کسی کتاب میں لکھی ہو قول رسول و قول ہی جس کے ہرگز پُر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصدیق نہ کسی کو تحقیق کی خواہش نہ تنقیح کی آرزو بلکہ کاذب ہی وہ جو تحقیق پُر مستعد ہو مگر نبی ہی وہ جو اُس کے انزال کو آؤروں کی باتوں سے جدا کرنے پُر مترجم ہو گیا خوب ہی یہ اسلام اور کیا اچھا ہی یہ ایمان \*

گر مسامانی ہمیں اس کے حافظ دارہ

والے کو در پس امروز بڑہ فردائے

تیسری بحث بد نسبت تنقیح اس امر کے کہ

روایت حدیث کی بالفاظ ہی یا بالمعنی

جب سے کہ حدیث کی تدوین اور کتابت کا قاعدہ جاری ہوا تب سے الفاظ کی تصحیح اور اقوال کے ضبط اور روایت کی باطنہ نقل کا ہونا

ٹکے تھے وہی لفظ باوجود ان واسطوں کے اور یارو صف اس تسلسل کے بچھڑے پانی دھے ہاں یہ بات وہی آدمی تسلیم کر سکتا ہی جو کہ تمام راویوں کو اور سب قانون احادیث کو مثل جبریل امین کے نقل اور روایت میں غلطی سے معصوم جانے اور سب کی نسبت امتیاز و کرامات کا معتقد ہووے \*

لیکن ہم ایسا امتیاز بھی رکھتے اگر حدیثوں کے الفاظ خود ہمارے اس امتیاز کو غلط اور باطل نہ کہہ دیتے مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی مضمون کی حدیث جو کئی راویوں سے منقول ہی اُس کے الفاظ اور عبارت میں اختلاف ہی تو کیونکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ روایت حدیث کی بالفاظ ہی یہ کہ اگر ہم دیکھتے کہ ہمارے مذہب کے عالموں نے احادیث کی روایت کو بالفاظ مانا ہی تو بھی اجماع کے خوف سے روایت بالفاظ کا اقرار کرتے اور جو بات عقلاً محال ہی اُسے ہے سمجھ کر دیتے مگر ہمارے عالموں میں سے جتنے متحقق گذرے ہیں اُنہوں نے بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا بلکہ نہایت دانشمندی اور عقل سے اصل حدیث کی تنقیح کر کے یہ قاعدہ قرار دیا ہی کہ احادیث کی روایت بالفاظ جائز ہی اور بعض نے تو صاف لکھ دیا ہی کہ احادیث کی روایت بالفاظ پر کسی طرح یقین نہیں \*

کچھ میں اُن سے کہتا تھا وہ سچ ہی تو اب دیکھنا چاہیئے کہ دونوں باتوں میں کس قدر فرق ہی —

۷ مکتول سے روایت ہی کہ کسی نے حضرت عائشہ سے کہا کہ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ تین چیزوں کی منہوسی لی جاتی ہی گھر میں ضرورت میں گھر سے میں حضرت عائشہ نے کہا کہ ابوہریرہ کو یاد نہیں رہا وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اُن حضرت یہ فرما رہے تھے کہ ”قاتل اللہ الیہود یقولون الشرم فی ثلاثۃ فی الدار و المرأة و الفرس“ کہ خدا یہودیوں کو مارے گا کہتے ہیں کہ منہوسی تیس چیزوں میں لی جاتی ہی گھر اور ضرورت اور گھڑوں میں مگر ابوہریرہ نے اخیر کے لفظ سنے ازل کے لفظ نہیں سنے —

۸ شیخ جلال الدین سیوطی نے رسالہ میں الاصابہ میں لکھا ہی کہ ابوہریرہ نے کہا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ایک مورت نے ایک بلی کو نہ پانی دیا نہ کھانا نہ اُسے چھڑا کہ وہ مرگئی اس لیے خدا نے اُسے عذاب دوزخ کا دیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک مومن کی ایسی عزت نہیں ہی کہ ایک بلی کے پیچھے اُسے دوزخ میں قالے وہ مورت کا نرہ تھی اور یہ کہہ کہا کہ ابوہریرہ ذرا سمجھکر پیغمبر خدا کی حدیث کی روایت کیا کرو —

۹ اور یہ کہ اسی کتاب میں لکھا ہی کہ حضرت ابوہریرہ نے کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اگر کسی کے پیٹ میں ٹیپ اور خون بہہ جاوے تو بہتر ہی ہمارے حضرت عائشہ نے سکر کہا کہ ابوہریرہ کو یاد نہیں رہا آنحضرت نے فرمایا ہی کہ بہتر ہی اسی شرم سے جو ہمیں میں کسی کے کہا جارے قطعاً فعال کرنا چاہیئے کہ کس قدر دونوں میں فرق ہی \*

۱۰ وہ لاکھوں آدمی جو اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع رہتے تھے سب کے سب ایسے قوی العاطفہ تھے کہ ایک دفعہ جو ایک ساتھی اُسے اُسی نظم و ترتیب سے بلطفہ یاد کر لیتے اور کبھی بھول چوک اُن سے نہ ہوتی ایسا دعویٰ سوائے اُن لوگوں کے کہ جن کو مرام اہل الجنت کہتے ہیں کوئی نہیں کر سکتا نہ ہمارے مذہب کے محققین نے کیا ہی اور یہ کہ اگر اس طبقہ کے لوگ اپنی سنی سنائی باتوں کو لکھ لیتے اور کتابوں میں جمع کر دیتے تو بھی الفاظ کی صحت کا طعن ہو سکتا تھا مگر جبکہ اُس طبقہ نے ایسا نہیں کیا اور حدیثوں کو نہیں لکھا اور اگر کسی نے لکھا اور اُس نے اُسے معدوم کر دیا تو کیونکر قیاس میں آسکتا ہی کہ دوسرے طبقہ نے جس نے پہلے طبقہ سے حدیثوں کو زبانی سنا اُن کے لفظوں کو یاد کر لیا ہو اور اسی طرح سے دوسرے سے تیسرے نے اور تیسرے سے چوتھے نے جو کچھ سنا بلطفہ یاد رکھا اور یہ کہ جب یہ خیال کیا جاوے کہ احادیث کی نقل میں بھٹ سے واسطے ہو گئے اور آٹھ آٹھ دس دس آدمیوں سے بھی زیادہ راویوں کے واسطے بیچ میں آئے اور کتبہ سو برس تک وہ جمع نہیں کی گئیں تو کیونکر یہ بات مانی جاوے کہ جو لفظ آنحضرت کی زبان مبارک سے

۱۱ میراثی نے لکھا ہی کہ ابوہریرہ نے کہا کہ ”من لم یوتر فلا یلوة“ کہ بے دوتر کے نماز نہیں ہوتی جب حضرت عائشہ نے یہ سنا تو فرمایا کہ کس نے اُن حضرت سے ایسا سنا ہی ابھی تو کچھ زمانہ نہیں گزرا کہ ہم بات پیغمبر کی بھول گئے آپ نے تو یہ فرمایا تھا کہ ”من جاء بصلاة الشمس يوم القيمة حافظا علی وضوئہا و مرا قبتہا و رکوعہا و سجودہا ولم ینقص منہ شیئاً کان لہ عند اللہ مہدا ان لا یذهب الخ“ اب دیکھنا چاہیئے کہ کس قدر فرق سمجھ میں ابوہریرہ کے ہوا اور کیا کا کیا سمجھ —

۱۲ ابوسامہ بن عبدالرحمن سے عین الاصابہ میں یہ روایت ہی کہ اُنہوں نے حضرت عائشہ سے کہا کہ ”ان جابر بن عبد اللہ یقول ماہامہ نقالت لہما جابر ان رسول اللہ قال اذا جاز العتقان العتقان فقد وجب الفسل“ یعنی جابر کا یہ قول تھا کہ جب پانی ٹکے تب پانی واجب ہوتا ہی یعنی غسل بعد سنی ٹکے کے واجب ہوتا ہی حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جابر نے اُس میں خطا کی ہی پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ بعد ادخال کے غسل واجب ہوتا ہی دیکھنا چاہیئے کہ اصل بات کے سمجھنے میں کس قدر فرق ہوا —

۱۳ بخاری میں حضرت ابن عمر سے منقول ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی لڑائی فتح ہونے کے بعد کافران مقتول کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ”ہل وجدتم ما وعدکم حقاً قال انہم الان یسمعون ما قول فذکر ذلک لاثنتی نقالت انما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہم لیسامون ان ما کنتم اقول لہم حق“ کہ تم نے پایا جو کچھ خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا اور یہ فرمایا کہ اب وہ میری باتوں کو سنتے ہیں مگر جب حضرت عائشہ نے یہ سنا تو آپ نے کہا کہ انہیں پیغمبر خدا نے یہ فرمایا تھا کہ اب اُنکو ماموم ہو گیا کہ جو

یقین ہی اور خبر مشہور سے علم اطمینانی حاصل ہوتا ہے نہ یقینی اور خبر احاد عمل کے لئے کافی ہے نہ یقین کے لئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اخبار احاد مفید علم ہی نہ واجب العمل اور خبر احاد کی نسبت اگر کوئی کہے کہ بلاشبہ خبر احاد میں احتمال صدق و کذب کا ہے لیکن جب مدالہ رادی سے جانب صدق غالب ہوگی پائیں حقیقت کہ احتمال کذب نہرا تو یہی معنی علم کے ہیں اس لئے خبر احاد بھی مفید یقین ہوگی جواب اُسکا یہ ہے کہ ہم نہیں مانتے کہ جانب صدق احاد میں ایسا غالب ہے کہ احتمال کذب کا باقی ہی نہیں رہا بلکہ عقل اس پر شاہد ہے کہ خبر ایک آدمی کی کو بہ عادل ہی مفید یقین نہیں اور احتمال کذب اُس پر قائم ہے گو وہ احتمال ضعیف ہی ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو یقین کو تو نقیض ہو لازم ہوجاوے اُس اخبار میں جو در عادل راویوں سے منقول ہیں اور باہم متناقض ہیں اور شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جتنی حدیثیں غیر متواتر صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہیں اُن کی نسبت معتقین کا یہ قول ہے کہ وہ صرف مفید ظن ہیں نہ مفید یقین کیونکہ وہ احاد ہیں اور احاد سے صرف علم ظنی ہوتا ہے نہ علم یقینی اور جبکہ یہ تمامہ بہ نسبت اخبار احاد کے تھوڑا تو کچھ فرق بخاری اور مسلم اور غیر بخاری اور مسلم میں نہیں ہے اور اس بات سے کہ عمل کرنا اُن حدیثوں پر اجماعاً ثابت ہے یہ بات نہیں ثابت ہوتی کہ اس پر بھی اجماع ہے کہ احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی یقینی ہیں وہ مشہور خدا کا کلام ہے صلی اللہ علیہ وسلم پس قطع کسی کتاب میں لکھ رہے ہیں یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی کہ یقینی وہ کلام کلم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جب تک کہ بتواتر منقول ہوتا اُسکا ثابت نہ ہو کیا خوب کہا ہے قاضی ابوبکر باقانی نے کتاب الانتصار میں کہ اگر کوئی مسئلہ ایک کتاب میں کیا ہزار کتاب میں بھی پایا جاوے اور کسی امام کی طرف منسوب ہو تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یقینی وہ مسئلہ اُس امام نے فرمایا ہے جب تک کہ بتواتر اُس کا منقول ہوتا اُس امام سے ثابت نہر حالانکہ یہ بہت ہی مشکل ہے قطع پس ایسا ہی خیال کرنا چاہئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اقوال کی نسبت کہ جب تک بتواتر اُن کا منقول ہوتا ثابت نہو جاوے تب تک اُس پر کامل یقین نہیں ہو سکتا \*

فرائض شرح مسلم النکوتہ میں لکھا ہے کہ ابن صالح اور چند اہل حدیث نے یہ کہا کہ روایت بخاری اور مسلم کی مفید یقین ہیں حالانکہ یہ بڑا دھوکہ ہے کیونکہ جو شخص اپنے دل میں سوچتا رہے اس بات کو یابداہتہ مانگا کہ قطع اُن کا روایت کرنا یقین کے لئے کافی نہیں اور کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اُن میں بہت سی ایسی حدیثیں ہوں جو ایک دوسرے کی نقیض ہیں اور اگر اُن سب پر یقین کیا جاوے تو متناقض باتوں کا ماننا لازم آوے بہر حال

چنانچہ میں اس مقام پر چند اقوال محدثین اور علماء معتقین کے اپنے کلام کی تائید میں پیش کرتا ہوں \*

شرح مشکوٰۃ میں بعد ایک بڑی بصف کے یہ نسبت روایت بالفاظ اور بالمعنی کے لکھتے ہیں کہ والنقل بالمعنی واقع فی الكتب الستہ وغیرہا صحاح ستہ وغیرہ کتاب حدیث میں نقل حدیث بالمعنی واقع ہے \*

شرح صحیح مسلم میں امام نووی اسی بصف میں لکھتے ہیں کہ قال جمهور السلف والشاف من الطوائف المذكورة يجوز فی الجميع اذا جزم بانہ ادى المعانی وهذا هو الصواب تقتضيه احوال الصحابة ومن بعدہم رضی اللہ عنہم فی روايتہم انفسہا الواحدة بالفاظ مختلفة ثم هذا فی الذي یسمعه فی غیر المصنفات اما المصنفات فلا يجوز تغییرہا وانکان بالمعنی کہ سب اگلے بچھلے نے روایت بالفاظ جائز رکھی ہے احادیث میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اقوال میں اُوروں کے بشرطیکہ یقین معانی کی صحت پر ہووے اور یہی صحیح اور درست ہے اور حالات صحابہ اور اُنکے مابعد کے لوگوں سے بھی ٹھیک معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک بات کو مختلف لفظوں میں اُنہوں نے روایت کیا ہے علامہ اثیوالدین ابی جبار محمد بن یوسف بن حبان اُندلسی کتاب تذیل و تکمیل میں جو شرح تسوئل لغزاید اور تکمیل المقاصد کی ہے لکھا ہے کہ مصنف نے قواعد کلیہ کے اثبات میں استدلال حدیث کے لفظوں سے کیا ہے حالانکہ یہ اُس کی غلطی ہے آج تک مئے ایک کو بھی اگلے پچھلے میں سے ایسا کرتے نہیں دیکھا اور کئی الفاظ حدیث سے ایسا استدلال نہیں کیا کیونکہ اُنکو وثوق اس پر نہیں ہوا کہ یہ الفاظ وہی ہیں جو پیغمبر خدا نے فرمائے تھے اور اگر ایسا وثوق ہوجاتا تو وہ الفاظ مثل الفاظ قرآن کے قواعد کلیہ کے استخراج میں مانے جاتے اور عدم وثوق کے در سبب ہیں ازل یہ کہ راویوں نے نقل بالمعنی کرنا جائز سمجھا تھا دوسرے یہ کہ سی حدیثوں میں صراحت کلام عرب کے لفظی غلطیاں ہیں کیونکہ اکثر راوی غیر عرب تھے \*

چوتھی بحث بے نسبت اُسکے کہ کل احادیث صحیحہ مفید یقین نہیں یا نہیں

ہمارے معتقین نے لکھا ہے کہ احادیث متواتر مفید یقین ہیں اور احادیث احاد مفید یقین نہیں ہیں جیساکہ تالیف میں لکھا ہے کہ الاول ای المتواتر یرجح علم الیقین والثانی اے المشہور مفید عام عامانیۃ والثالث وہو خبر الواحد یوجب العمل دون علم الیقین رقیل لایوجب شیئاً منہما اور نیز اخبار احاد کی نسبت لکھا ہے کہ ان خبر الواحد یجہتمل الصدق والکذب وبالعدالت یرجح جانب الصدق بصیغہ لایبقی احتمال الکذب وهو معنی العلم وجوابہ انما نسلم یرجح جانب الصدق ای حیث لایجہتمل الکذب اصلہ بل العقل شاہد بان خبر الواحد العدل لایوجب الیقین وان احتمال الکذب قائم وان کان مرجوحاً والاقام القناع بالیقین عند اخبار العدلیین یعنی خبر متواتر تو مفید

منجملہ اُن احادیث کے جن کی عدم صحت کا اقرار محدثین اور  
ہارحین نے کیا ہے چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں \*

اول صحیح بخاری میں لکھا ہے من عودۃ ابن ابی خطاب عایشۃ  
قال کہ ابوہریرۃ انما انا امرک فقال انت اخی فی دین اللہ فتح البخاری  
میں اس حدیث کی غیر مستند لکھا ہے کیا قیل فی صحت هذا الحدیث  
نظر لئلا یسئل لابی ہریرۃ اما کان بالمدینۃ و عایشۃ عایشۃ فانت بمکہ  
تکلف یلتئم قرائۃ انما انا امرک اس حدیث کی صحت میں صرف ایک  
تاریخی واقعہ کے مضائقہ رہنے سے کلام کیا گیا کیونکہ حنفی ابوہریرہ صدیق  
مدینہ میں ہوئے اور عایشہ عایشہ صدیقہ مکہ میں قبل اُس کے تو  
قبل از حنفی و امرت ابوہریرہ صدیق کا کہنا انما انا امرک صحیح نہیں  
ہو سکتا \*

دوسرے صحیح بخاری میں لکھا ہے من ابی ہریرۃ عن النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم قال یلقی ابراہیم ایامہ فیقول یارب انک وحدتہ

الاقطونی یوم یبعثون فیقول اللہ انی حرمہ الصلوات علی الکافریں اس  
حدیث کی عدم صحت کا بھی اقرار محققین نے کیا ہے کیا قیل واقعہ  
ستخل الامامی هذا الحدیث من اصلہ و طعن فی صحتہ فقال غلط  
حدیث فی صحتہ نظر اور اس حدیث کی صحت میں اس لئے شک کیا  
ہے کہ حضرت ابراہیم کی شان سے خلاف ہے کہ جب خدا عز وجل  
نے اُن کو خلافت سے اپنے باپ کی دنیا میں منع کر دیا تو وہ کھڑنکو چھو  
قیامت میں خلاف حکم خدا کے خلافت کریں گے \*

تیسری روایت نماز پڑھنے پر پیغمبر خدا کے جلازہ پڑا ابی مسلولہ  
کے جو بخاری میں ہے محققین نے کلام کیا ہے اور باقائی نے صاف  
اس حدیث کا انکار کیا ہے \*

چوتھے صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس سے یہ حدیث  
منقول ہے کہ ان اباسفیان قال انہی صلی اللہ علیہ وسلم ادبک

ثلاثا وعلیہ السلام عنہ عن عبد اللہ بن عمر ام حبیبۃ ازجک ایامہ  
زاد الامان فی ہدی الخوالیاء میں لکھا ہے کہ نہ حدیث غلط ظاہر  
لاخوار ہے کہ اس حدیث کی غلطی ایسی ظاہر ہے کہ ذرا بھی اُسکی  
غلطی پوشیدہ نہیں اور اُس کی غلطی بھی اسی وجہ سے ثابت گئی  
تہ وہ تاریخی واقعہ کے خلاف ہے کیونکہ حضرت ام حبیبہ عید اللہ  
حجش کی منکوحہ تھیں اور حبیبہ اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت  
کر گئی تھیں جب وہ وہاں جا کر عیسائی ہو گئی اور ام حبیبہ اپنے دین  
پر قائم رہیں تب پیغمبر خدا نے نبیہی سے اُن سے نکاح کیا  
اور یہ امر قیل از فتح مکہ کے ہوا اور ابو سفيان فتح مکہ کے ہی  
ایمان لایا اور پیغمبر صاحب کے سامنے آیا اسی واسطے اس حدیث کی  
غلطی ثابت ہوئی و قال ابی مسعود بن حزم و ہر موضوع بطلان حدیث  
متبعہ بن حزم و قال ابی النضر فی هذا الحدیث و ہر من بعض  
الروایۃ لا حک فیہ و لا قوہ \*

پہلیات اگر صائی جارے کہ اُن کے راوی جامع شرایط تھے تو اس سے صرف  
زیادہ ہو سکتا ہے لیکن یہ بات کہ اُن کی روایت پیغمبر خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم سے یقینی ثابت ہے اس پر مرکز اجماع نہیں ہے اور کیونکہ  
اُس کا اجماع ہر حالانکہ اس پر بھی اجماع نہیں ہے کہ جو کچھ اُن  
ہوئے کتابوں میں ہے وہ سب صحیح ہے کیونکہ بعض راوی اُنکے قدری تھے  
بعض اہل بدعت تھے اور اہل بدعت کی روایت کا قبول کرنا مختلف نوع  
ہے تو اجماع کا دعوی اُن کی ضرورت کی صحت پر نہیں ہوتی بلکہ دعا  
غایت مافی الیاب ہے کہ حدیثیں بخاری و مسلم کی اُن کی شرط پر  
صحیح ہوں اور اس سے سوائے دوسرے کے یقین کا فائدہ نہیں ہوتا \*

پانچویں بحث بک نسبت اُس کے کہ کتب

صحاح کی احادیث کی صحت پر تکیہ

یقین ثابت ہے یا نہیں

یہ بات مسلمات سے ہے کہ منجملہ کتب احادیث کے صحاح ستہ  
اور صغیرے امام مالک اعلیٰ درجہ کی ہیں اور ان کے جامعین نے  
تہیات احتیاط اور کمال صحت سے احادیث کی تصحیح کی ہے پھر  
اُن میں سے صحیحین یعنی صحیح بخاری و مسلم اعلیٰ درجہ پر ہیں  
اور اُن کی تحقیق بہت بڑھی ہوئی ہے مگر یہ کہنا کہ نل احادیث  
اُن کی ایسی صحیح ہیں کہ جن کی صحت پر موتیہ یقین کا ہو  
صحیح نہیں ہے چند وجہ سے اول جو احادیث متواتر نہیں ہیں  
اُن کی صحت کا ہر تکیہ یقین ہونا ایسا امر ہے جس کا کسی محقق  
نے دعوی نہیں کیا ثانیاً ان کتابوں میں بعض حدیثیں ایسی بھی  
ہیں جن کی عدم صحت پابداۃ ظاہر ہے اور جسے ہارحین اور  
محققین نے صاف صاف لکھ دیا ہے اور پھر بعض راوی اپنے بھی ہیں  
کہ جنگی جرح اور محدثین نے کی ہے تو کیونکہ یہ دعوی کیا جارے  
کہ مثل آیات قرآن کے ہر حدیث قصاصی اور یقینی ہے چنانچہ میں  
بطور تمثیل کے چند اقوال اور چند احادیث کو نقل کرتا ہوں \*

شرح اصول ہزدری میں لکھا ہے کہ ابو عمرو دمشقی نے لکھا  
ہے کہ بخاری نے ایسی جماعت سے استناد کیا ہے جس کی نسبت اور  
مستند میں نے جرح نہ ہے مثل مکسہ اور اسماعیل اور ماسم اور عمرو  
بن موزوق و غیرہ نے اور مسلم نے بھی سید بن سعد و غیرہ سے  
استناد کیا ہے جس پر آؤروں نے طعن کیا ہے \*

جامع الأصول میں لکھا ہے کہ حدیثیں جو ہمارے اماموں نے  
روایت کی ہیں بعض اُن میں سے صحیح ہیں بعض مستحکم اور اس کا  
سبب اختلاف جرح و تعدیل رواۃ ہے \*

ہاؤ قطنی نے کہا ہے کہ ہر دو حدیثیں صحیح ہیں کی تحقیق  
ہیں جس میں اسی مضمون سے بخاری اور ترمذی مضمون یہ مسلم  
اور سر مشترک دونوں میں ہیں \*

کوئی گئے لیکن جب اُس کی مصالحت کسی اصل صحیحہ سے منجھتا ہے  
اصول کے ثابت ہوئی تب ہم اُس کو صرف اسوجہ سے کہ یہ حدیث  
صحیحہ سنہ میں لکھی ہی واجب القبول نہ جانینگے کیونکہ کسی  
محقق نے ایسا نہیں کیا نہ کوئی ایسا کر سکتا ہی اور جو ایسا ہو  
کرے وہ کبھی اپنے دعوے پر قائم نہیں رہ سکتا اور آخر کار اُسے بھی  
اُسی راہ پر آنا ہوگا جس پر ہم چلتے ہیں پس بڑا فرق ہی درمیان  
اسکے کہ احادیث احاد مقید یقین نہیں ہیں اور درمیان اسکے کہ وہ غلط  
ہیں اور درمیان اس کے کہ وہ واجب العمل نہیں ہیں باوجود تعارض  
اور تضاد کے اور درمیان اس کے کہ جائز العمل ہیں جب تک انکا  
تعارض ثابت نہ ہو اور درمیان اس کے کہ محدثین معصوم اور محفوظ  
نہ تھے اور اُن سے غلطی ہونا ممکن تھی اور باوجود احتیاط کے اُن سے  
بڑا بڑا پشور غلطی ہوئی اور درمیان اُس کے کہ وہ جھوٹے تھے اور  
چھوٹے باتیں انہوں نے جمع کیں پس جو کوئی دوسری بات کو  
ہماری طرف منسوب کرے اسکا التزام اُس پر ہی نہ ہو پر — دُعا انا  
برہی صا یقولون \*

واذ  
مہدی علی قیامی ککثر روزا دور  
۱- ربیع الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

### نمبر ۸۱ استفتا

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کہ اگر زید معتقد یا قائل اُن امور  
کا ہو جو کہ نیچے بیان کیئے جاتے ہیں اور پھر عمرو اُسے امام اور  
پیشوا اور مقتدا دین سمجھے تو عمرو کی نسبت ہرما کیا حکم ہی ؟  
۱ اولاً اللہ جل شانہ جہت اور حیث اور صورت اور جسم اور  
مکان سے منزہ نہیں ہی \*

۲ قرآن مجید نہ جامع ہی نہ مانع یعنی جس قدر نازل ہوا  
تھا وہ سب محفوظ نہیں رہا اور جو قرآن نہیں تھا وہ قرآن میں  
داخل ہو گیا \*

۳ قرآن موجودہ غامض اور کاتبی ہولوں سے چھرا ہوا ہی \*

۴ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کبھی ایسی حالت ہو گئی  
تھی کہ کہنا کچھ چاہتے اور زبان مبارک سے اُڑ کچھ نکل جاتا  
اور یہ سب مسطور ہونے کے خود نہ جانتے کہ میں کیا کہتا ہوں \*

۵ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں کی تعریف قرآن  
پڑھنے کی حالت میں مشرکین کے سامنے کی \*

۶ خدا کو بعض آیتوں میں بندوں پر توراد ہوا یعنی جو کچھ  
پہلے کسی بندے کی زبان سے نکلے اُسی کو پھر خدا نے بخرمہ جبرئیل  
اصین کے نازل کیا \*

۷ باوجود نہ کیئے جائے نام خدا کے وقت ذبح کے اور عنداً ترک  
کونے تسبیح کے ذبیحہ حال ہی \*

۸ سوا مہری زبان کے ترجمہ قرآن کا نماز میں پڑھنا جائز ہی \*

۹ صحیح بخاری میں موضوع حدیثیں ہیں \*

۱۰ صحابہ کے اقوال واجب العمل نہیں ہوں وہ بھی آدمی تھے

اور ہم بھی آدمی ہیں \*

المستفتی  
مہدی علی

پانچویں ملامی قاری کتاب رجال میں لکھتے ہیں کہ روایت  
مسلم کی جابر سے قصہ حبشۃ الوداع میں ایسی مصنف ہی کہ اُنہیں  
ایک ضرور چھوٹی ہی کیونکہ ایک میں لکھا ہی کہ آنحضرت نے مواف  
کرے نماز ظہر کی مکہ میں پڑھی دوسری میں لکھا ہی کہ نماز ظہر  
کی مٹی میں ادا کی ولہذا قال ابن حزم فی ہاتین الروایتین احد ہما  
کذب ہے شک \*

اور اسی طرح حدیث اسراء قبل الوحي اور حدیث خلق توبت  
یوم السبت اور حدیث اول ما نزل من القرآن اور حدیث صلوة الکسوف  
یثلاث وکعات کی غلطی اور ضعف کا محققین نے اظہار کیا ہی اور  
اسی طرح حدیث مذک کی مرضوحت کا جو صحیح بخاری میں ہی  
صاف اقرار محققین نے کیا ہی پس باوجود اس کے جو حدیث کی  
صحت کو تسلیم اور یقینی سمجھنا خلاف تحقیق محققین سابق کے ہی \*

اگر مستفتی کو اس تقریر پر یہہ شیعہ ہو کہ میرے نزدیک کوئی

حدیث صحیح نہیں ہی اور نہ کسی پر عمل کرنا جائز ہے اور بخاری

اور مسلم پر بھی اعتبار صحت کا نہیں تو یہہ اُس کی سمجھ ہی

غلطی ہی کیونکہ میرے اپنے اس جواب میں صرف اصولی مسائل کو

بیان کیا اور محققین کے اقوال کو نقل کیا اور چونکہ ہمارے ابناء جنس

اصل بات کو تو دیکھتے نہیں اور مطلب پر غور نہیں فرماتے دوسری

دور سے عامیاتہ اعتراض کرتے لگتے ہیں اس لئے حقیقت میں مطلب

اُڑ کا اُڑ ہوجاتا ہی میرا عقیدہ یہہ ہی کہ جن محدثین نے صحاح سنہ

کو جمع کیا وہ بڑے محقق اور متوجہ اور امام اور دین کے پیشوا

تھے اُن کی ثبت نیک تھی اُن کی صداقت اور سچائی اعلیٰ درجہ پر

تھی اور انہوں نے احادیث کو جہاں تک ممکن تھا نہایت احتیاط سے

جمع کیا اور راویوں کے الفاظ اور کلمات کو بہت محنت سے یاد کیا اور

اپنے نزدیک انہوں نے کوئی دقیقہ تصحیح کا باقی نہیں رکھا اور ان

کتابوں میں حدیث کی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا درجہ پڑھا

ہوا ہی اور اُن کی احتیاط اور تحقیق بہت زیادہ ہی مگر جو کچھ

ان محدثین نے لکھا اور جمع کیا اُس کی دو تسمیں ہیں ایک تو

یہہ کہ اُس کے راوی اس کثرت سے ہوں کہ جن پر مفق احتمال غلطی

کا ہو ہی نہ سکے اُسے متواتر کہتے ہیں اور اُس کی صحت پر کامل

یقین ہی دوسری احاد ہیں جو اُس درجہ پر نہیں پہنچیں اسلئے

فیس یقین صحت کا اُس پر نہیں ہی کہ اُس میں غلطی کا احتمال

نہو مگر اُس پر عمل کرنا جائز ہی جب تک کہ اُس کا تعارض اور

مطابق اُن اصول صحیحہ عقیدہ سے ثابت نہ ہو جو واسطے تصحیح

احادیث کے قرار دینے کیے ہیں اور پھر ان احاد کی احاد کی نقل میں

محدثین نے نہایت احتیاط کی مگر پھر بھی وہ غلطی اور غما سے نہیں

بچے اور بعض بعض احادیث کی روایت میں اُن کو دھوکہ ہو گیا پس

ہمارا اعتقاد یہہ ہی کہ ہم اُن حدیثوں کو جو صحاح میں خصوصاً

بخاری اور مسلم میں مذکور ہیں صحیح جانینگے اور اُس پر عمل

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمّد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا



# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۸ ]

۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[ جلد سوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترقی کے منایب فرماتا ہو تو سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹنارس بھیجا جارے فرستہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور اُتہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوصاف اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹاے جاویں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روائگی پرچہ سے اُن کو کچھ نفع نہ ہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نہ پرچہ چار آنہ مع اخراجات روائگی پرچہ دینا ہوگا \* ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

مضمون نمبر ۸۲

## خط

نوشتہ سید احمد

بغام

مولوی سید مہدی علی صاحب

مہدی مہدی - میں نے آپ کا مضمون جس کا عنوان سوال و جواب ہے دیکھا اور اسی طرح بے قصد دل سے اُٹھنے والے حوق سے وجد کیا جس طرح کہ آدم نے انجان جانب کار خدا کی بات پر وجد کیا تھا زندہ باہمی و جانوں باہمی آمین - مگر میں ایک بات پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ آپ نے تاویل الفاظ قرآن مجید کی اُن کے مدلول ظاہری سے یا اُن مدلولات سے جو لوگوں نے اپنے خیال میں اُن الفاظ کا مدلول ٹھہرا رکھا ہے مگر اُس کی تصریح قرآن مجید میں نہیں ہے پانچ حالات میں جایز رکھی ہے یا لاپاس بہ تصریح کیا ہے یا اُس تاویل کو انکار جزو قرآن قرار نہیں دیا اور یہ بالکل حق اور سچ ہے اُسنا و صدقنا چنانچہ ایک مقام پر آپ ارقام فرماتے ہیں کہ "اگر الفاظ اور کلمات کے لفظی معنی مراد لینے سے مطابقت قرآن کی کسی امر موجودہ و اُتیقہ سے ہوتی ہو تو شاعری معنی مراد نہ لینے چاہیئے" اور دوسرے مقام پر آپ ارقام فرماتے ہیں کہ "اسماء موجودات سے جن کا ذکر قرآن میں بلا تشریح اُن کی حقیقت کے ہے وہ حقیقت مراد نہ لینا جو لوگوں نے سمجھ رکھی ہو اور جس کا ثبوت نہ کتاب و سنت سے ہوتا ہو اور نہ جس کے اثبات پر سوائے ارہام و ظنون کے کوئی عقلی دلیل ہو تو اُن اسماء سے موافق قرینہ مقام کے کوئی ایک وجود مراد لینا منجملہ وجود خارجی یا حسی یا خیالی یا عقلی یا تشبیہی کے جایز ہے یا انکار جزو قرآن سے نہیں ہے" جزاک اللہ فی العارین خیرا \*

اب خیال کرو کہ قرآن مجید میں شیطان کا لفظ یا نام آیا ہے مگر اُس کی حقیقت و ماہیت کچھ بیان نہیں ہوئی یہودیوں نے اور مشرکین عرب نے اُس کی ایک صورت و حقیقت اپنے فہم میں سمجھ رکھی تھی اور بعض قوموں نے ظلم و نور کو اور بعضوں نے اہرمس و یزدان کو شیطان اور خدا سمجھ رکھا تھا اور علیٰ ہذا التقایس ہر ایک قوم نے اپنے اپنے خیالات کے موافق شیطان کی ایک حقیقت سمجھ رکھی تھی یا قرار دی تھی قرآن مجید میں یہ نام تو آیا مگر اُس کی حقیقت یا ماہیت کچھ بیان نہیں ہوئی \*

البتہ ہم اُس کی کچھ صفات قرآن مجید اور بعض احادیث سے پاتے ہیں بڑی صفت اُس کی جو بہانہ ذاتیات کے ہے اور جس سے

گواہی اُس کی حقیقت یا ماہیت پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ صرف مغربی آدم ہی نہیں تھا بلکہ وہ کا قیامت مغربی انسان علیٰ المعصیۃ ہے کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ قال نیمیترک لافریغہم اجمعین اور یہ کہ وہ ہمارے بدن میں ہمارے خون کے ساتھ پھرتا ہے کما روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العیطان یجری من الانسان مجری الدم اور یہ کہ وہ ہم میں اور ہماری نماز میں خواہ نماز کا وجود موجود فی الطرح سمجھ یا نہ سمجھ حائل ہو جاتا ہے کما روی عنہ صلی علیہ الشیطان حال بینتی و بین صلاتی پس یہی اوصاف حمیدۃ اُن بزرگ ذات کے ہیں جو ہم کو شرع نے بتائے ہیں \*

اب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ مثلاً اہل جنس کے لفظ شیطان سے ایک وجود مستقل موجود فی الطرح مراد لیں کیونکہ حتی المقدور ہر اسم سے اُس کے معنی کا مرجعہ وجود مستقل موجود فی الطرح سمجھنا چاہیئے لیکن اس سمجھنے کے لیئے ضرور ہے کہ در حقیقت اُسکا ایسا وجود ہونے کے لیئے اُس کے ایسے وجود کا ثبوت قطعی اور واقعی بھی چاہیئے کیونکہ صرف نام سے وجود خارجی تسلیم کر لینا کافی نہیں ہے بلکہ اگر اُس کا وجود خارجی ثابت ہو سکیگا تو لا معالہ وجود خیالی یا عقلی یا تشبیہی قرار دینا پڑیگا جیسا کہ آپ نے اصول معتقہ پنجگانہ میں قرار دیا ہے \*

اب ان صفات شیطان کا جو ہمارے پاک خدا اور سچے پیغمبر نے بتلائی ہیں ہم اپنے میں اثر تو پاتے ہیں مگر کسی وجود خارجی کو نہیں پاتے دن رات ہم کو شیطان بھاتا ہے اور گناہوں میں پھنساتا ہے مگر کوئی وجود خارجی محسوس نہیں ہوتا بلکہ ہم بالیقین پاتے ہیں کہ خود ہم ہی میں ایک قوت ہے جو ہم کو سیدھے رستے سے پھیرتی ہے ہم کو بے انتہا ترغیبات سے بھکاتی ہے شیطان سمجھ کر اُس کی قازمی پکڑ لیتے ہیں اور زر سے ممانعت مارتے ہیں مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو اپنی ہی سفید قازمی اپنے ہاتھ میں اور اپنا ہی گال لعل دیکھتے ہیں \*

پس اگر ہم شیطان کے لفظ سے وجود خارجی مراد لیں تو نہ تو مراد لے سکتے ہیں اس لیئے کہ اُس کے وجود خارجی کا ثبوت واجب ہے حالانکہ کچھ ثبوت نہیں اور نیز امر موجودہ و اُتیقہ کے برخلاف ہے کیونکہ اُس کی صفات منصوحہ کا اثر ہم کسی دوسرے وجود سے نہیں پاتے بلکہ خود اپنے آپ میں پاتے ہیں اور نیز کتاب و سنت سے اُس کے وجود خارجی کا ثبوت نہیں ہوتا ہے بلکہ صرف ارہام و ظنون سے لوگوں نے اُس کا وجود خارجی ٹھہرایا ہے اس لیئے واجب ہے کہ منجملہ اسماء وجود کے سوائے وجود خارجی کے اور کسی قسم کا وجود شیطان کا سمجھا جائے - قندپر والسلام \*

آپ پر ندا  
سید احمد

نمبر ۸۳

## دو ٹکان

اجلاس صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم

مسلمانان ہندوستان واقع ۱۲ مئی سنہ

۱۸۷۲ ع

## ممبران موجودہ

- مولوی اشرف حسین خاں صاحب رئیس بنارس \*  
 سید ظہور حسین صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد \*  
 مرزا محمد رحمہ اللہ بیگ صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس \*  
 منشی محمد سیحان صاحب سررشتہ دار کلکتہ بنارس \*  
 حافظ محمد افضل الرحمن صاحب وکیل عدالت بنارس \*  
 مولوی محمد عبدالستار صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد \*  
 مولوی شجاع الدین حیدر صاحب وکیل عدالت بنارس \*  
 منشی مصطفیٰ بخش صاحب پیشکار \*  
 مولوی علیم اللہ صاحب ڈگری رئیس عدالت دیوانی بنارس \*  
 شیخ عبداللہ صاحب مہرر عدالت دیوانی بنارس \*  
 شیخ فرحت علی صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس \*  
 خواجہ عبداللہ صاحب وکیل عدالت بنارس \*  
 سید غلام نصف صاحب وکیل عدالت بنارس \*  
 حافظ صحتی کریم صاحب مہرر اول محکمہ صفائی شہر بنارس \*  
 سید عبدالعزیز صاحب \*  
 مولوی سید عبداللہ صاحب اتالیق مہاراجہ درہنگا \*  
 مولوی امین الدین صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس \*  
 سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی سب آرڈینٹ جج بنارس \*  
 قاضی محمد باقر صاحب سب انسپیکٹر پولیس \*  
 منشی ممتاز علی صاحب مہرر نوجہاری بنارس \*  
 حافظ منایہ الرحمن صاحب طالب العلم کونینز کالج بنارس \*  
 شیخ امجد علی صاحب ڈگری رئیس محکمہ سب آرڈینٹ جج بنارس \*  
 مولوی قطب الدین صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس \*  
 شاہزادہ مرزا زوردار بخش بہادر \*  
 شاہزادہ محمد مرزا کرامت شاہ صاحب بہادر \*  
 سید سعادت علی صاحب وکیل عدالت دیوانی بنارس \*  
 مولوی محمد محمود اشرف صاحب رئیس بنارس \*  
 شاہزادہ مرزا شمس الدین بخش بہادر \*

- سید مظہر علی صاحب رئیس بنارس \*  
 مولوی محمد عارف صاحب ناظر کلکتہ بنارس \*  
 سید فدا حسین صاحب انسپیکٹر پولیس تھانہ مرزا سراج \*  
 شیخ غلام علی صاحب رئیس بنارس \*  
 منشی افضل الدین صاحب پیشکار \*  
 منشی رمایت حسین صاحب محافظ دفتر عدالت دیوانی بنارس \*  
 محمد یار خاں صاحب رئیس مراد آباد \*  
 مولوی اشرف حسین خاں صاحب رئیس بنارس نے صدر انجمن \*  
 کی کرسی پر اجلاس کیا \*  
 سید احمد خاں سکرتری نے رپورٹ سلیکٹ کمیٹی کی اجلاس کے  
 روزبر پیش کر کے تمام کارروائی سلیکٹ کمیٹی کی مختصر طور پر بیان  
 کی اور تیسوا حصہ رپورٹ کا جس میں مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا  
 طریقہ ممبران سلیکٹ کمیٹی نے تجویز کیا ہے پڑھ کر سنایا اور یہ  
 خواہش کی کہ ممبران موجودہ اس طریقہ تعلیم پر غور فرمادیں اور  
 اگر پسند ہو تو اُسکی پسندیدگی ظاہر کی جائے تاکہ اُسی پلانہ پر  
 آئندہ عمل درآمد ہو \*  
 سید ظہور حسین صاحب نے اورگ سلیکٹ کمیٹی کی تمام کارروائی  
 کی پسندیدگی ظاہر کی اور نسبت طریقہ مجوزہ تعلیم کے بیان کیا کہ  
 نہایت لائق اور قابل شخصوں کی بہت سی غور و مباحثہ کے بعد یہ  
 طریقہ تعلیم تجویز ہوا ہے اور ہر حقیقت نہایت عمدہ اور مفید ہے  
 اسلئے میں اُسی طریقہ تعلیم کی منظوری کی تھریک کرتا ہوں \*  
 منشی محمد ممتاز علی صاحب نے مذکورہ بالا تھریک کی تائید  
 کی اور بالاتفاق منظور ہوئی \*  
 سید احمد خاں سکرتری نے بعد منظور ہوجانے رپورٹ کے کہا کہ اب  
 تک جو کچھ تدبیریں کمیٹی نے کی ہیں وہ سب بخوبی انجام کو  
 پہنچیں یعنی اسباب اور مواقع اہل اسلام کی تعلیم و تربیت کے اور  
 اُن کے علاج جو کمیٹی نے معلوم کئے چاہے تھے اُن کی اچھی طرح  
 تحقیقات ہو گئی اور اس زمانہ میں جس طرز پر کہ مسلمانوں کی  
 تعلیم و تربیت ہونی چاہیئے اُس کا نہایت عمدہ اور مناسب طریقہ  
 ممبران سلیکٹ کمیٹی نے تجویز کر دیا جو ابھی اس اجلاس سے منظور  
 ہوا مگر اُس کے عمل درآمد کے لیئے بہت سا روپیہ درکار ہوگا اسلئے  
 اب ہم کو ضرور ہے کہ روپیہ بہم پہنچانے کی تدبیریں کریں اس میں  
 کچھ شک نہیں کہ اس طریقہ تعلیم کے اجرا کے لیئے لاکھوں روپیہ درکار  
 ہونگے لاکھوں روپیہ کا نام سننے سے البتہ ایک حیرت سی ہوتی ہے مگر  
 میں خیال کرتا ہوں کہ تمام ہندوستان کے مسلمان نہیں بلکہ صرف  
 ممالک مغربی و شمالی کے مسلمان بھی اگر انسانیت حاصل کرنے کو جو

- ۵ مولوی محمد حیدر حسین صاحب رئیس اعظم جوئیہ پور وکیل  
ہائی کورٹ الہ آباد \*
- ۶ مولوی سید فرید الدین احمد صاحب رئیس کڑا مانک پور وکیل  
ہائی کورٹ الہ آباد \*
- ۷ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب رئیس دہلی وکیل ہائی  
کورٹ الہ آباد \*
- ۸ سید ظہور حسین صاحب رئیس مراد آباد وکیل ہائی کورٹ  
الہ آباد \*
- ۹ محمد عنايت اللہ خاں صاحب رئیس و تعلقہ دار پھیکم پور  
ضلع علیگڑہ \*
- ۱۰ مولوی محمد اسماعیل صاحب رئیس علیگڑہ اسٹنٹ سکریٹری  
سین ٹیبلک سوسائٹی علیگڑہ \*
- ۱۱ خواجہ محمد یوسف صاحب رئیس علیگڑہ وکیل عدالت  
دیوانی علیگڑہ \*
- ۱۲ مولوی سید صہبی علی صاحب رئیس اٹارہ قہتی کلکٹر ضلع  
ہوڑاپور \*
- ۱۳ مولوی سید زین العابدین صاحب رئیس مچھلی شہر صدر امین  
بلند شہر \*
- ۱۴ مرزا رحمہ اللہ بیگ صاحب رئیس بنارس وکیل عدالت  
دیوانی بنارس \*
- ۱۵ مولوی اشرف حسین خاں صاحب رئیس بنارس \*
- ۱۶ شیخ نظام علی صاحب رئیس بنارس \*
- ۱۷ حافظ احمد حسین صاحب رئیس بدایوں سفیر نواب صاحب  
سابق والی ٹونک \*
- ۱۸ شیخ خیر الدین احمد خاں صاحب رئیس رمضان پور قہتی  
کلکٹر بریلی \*
- ۱۹ خواجہ فضل احمد خاں صاحب رئیس دہلی قہتی کلکٹر  
شاہجہا پور \*
- ۲۰ سید محمد میز بادشاہ صاحب رئیس دہلی منصف کانپور \*
- ۲۱ منشی محمد صدیق صاحب بہادر قہتی کلکٹر ٹھو \*
- ۲۲ منشی محمد یار خاں صاحب رئیس مراہ آباد \*
- ۲۳ سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی رئیس دہلی  
سب آرڈینٹ جج بنارس \*
- ۲۴ سید محمد احمد خاں صاحب بہادر رئیس دہلی اکسٹرا  
اسٹنٹ کمشنر ہودرٹی \*
- ۲۵ سید محمد حامد خاں صاحب رئیس دہلی \*

صرف تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے ایسا ہی ضروری  
سمجھیں جیسا کہ زندہ رہنے کے واسطے سامان معیشت کو ضروری  
سمجھتے ہیں تو اس قدر روپیہ جمع ہو سکتا ہے ایک مدرسۃ العلوم کیا  
متعدد مدرسۃ العلوم قائم ہو سکتے ہیں اور اگر وہ اوسکو اپنے معمولی  
نظروں اور بیفائدہ رسوم ہی کے برابر سمجھیں بلکہ اوس سے بھی کم قدر  
کمتر تو بھی اس قدر روپیہ جمع ہو سکتا ہے جس سے یہ مدرسۃ العلوم  
مسامانان بھرتی قائم ہو سکے پس میں تھریک کرتا ہوں کہ ایک  
کمیتی قائم کیجیجئے جو لوگوں سے چندہ وصول کرتی رہے اور چندہ وصول  
کرنے کی تدبیریں کیا کرے اور جس قدر چندہ وصول ہوتا جائے اوسکو  
تھاپس حفاظت سے رکھے اور اوس سے کچھ آمدنی کی تدبیر کرے تاکہ  
جس وقت ایسا سرمایہ جسکی آمدنی مدرسہ کے لئے کافی ہو جمع  
ہو جارے تو مدرسہ قائم ہو \*

منشی محمد سبھان صاحب نے اس تھریک کی تائید کی اور  
بالاتفاق منظور ہوئی \*

اس کے بعد سید احمد خاں سکریٹری نے تھریک کی کہ اس  
کمیتی کی کارروائی کے لئے قواعد تجویز کیئے جارہیں تاکہ اوس قراء  
کے پورجہ بگہتی قائم ہو \*

حافظ مجتبیٰ کریم صاحب نے اس تھریک کی تائید کی اور  
بالاتفاق منظور ہوئی \*

سید احمد خاں سکریٹری نے مسودہ قواعد کمیتی پیش کیا اور اوسکی  
منظوری کی تھریک کی اور یہاں کیا کہ یہ مسودہ چند نہایت لائق  
اور قابل مہموری کی صلاح اور مشورہ سے مرتب کیا گیا ہے جس میں سے  
چند مہمور اس وقت اجلاس میں بھی دھریک ہیں پس اور مہمور بھی  
اس پر غور فرماریں اور اگر پسند ہو تو اجلاس سے منظور کیا جارے \*

مرزا رحمہ اللہ بیگ صاحب نے اس تھریک کی تائید کی اور  
مسودہ پیش شدہ بالاتفاق پسند اور منظور کیا گیا \*

مولوی میدالستار صاحب نے تھریک کی کہ پورجہ دفعہ ۳ قراء  
کمیتی کے جو ابھی منظور ہوئے ہیں مہمور کا تقرر بھی اجلاس سے  
عمل میں آئے اور تھریک کی کہ صاحبان مدرجہ ذیل اُس کمیتی  
کے مہمور مقرر ہوں یعنی \*

- ۱ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پٹیالہ \*
- ۲ مولوی محمد عثمان خاں صاحب بہادر نایب ریاست رامپور \*
- ۳ نواب محمد حسن خاں صاحب بہادر جاگیردار سنواری \*
- ۴ حضرت مولوی سید امداد علی صاحب رئیس بھاگلپور  
سب آرڈینٹ جج کیا عرف صاحب گنج \*

## قواعد کارروائی

نور اس اسپیکل کمیٹی کے سکرتری کا کام سید احمد خاں بہادر سے متعلق رہے اور میٹروں کی جو کچھ تجویزیں ہو کریں اُنکو منظور و رپورٹ کے واسطے تصدیق کے اجلاس میں پیش کیا کریں \*

میر سجاد علی صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی \*

میر ظہور حسین صاحب نے تحریک کی کہ میٹروں سلیکٹ کمیٹی کا جنہوں نے کمال کوشش اور جانفشانی سے نہایت عمدہ اور مفید رپورٹ مرتب کی ہے شکریہ ادا کیا جارے \*

منشی ممتاز علی صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی \*

منشی محمد سبھاں صاحب نے تحریک کی کہ تمام میٹروں کا جو اس کمیٹی میں شریک ہوئے اور چاہے تائید کی شکریہ ادا کیا جارے \*

مولوی محمد عارف صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی \*

ہمد اسکے شکریہ صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس پر غاصت ہوئی \*

محض سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی  
سکرتری کمیٹی

نمبر ۸۳

## قواعد کارروائی

مجلس

خازن البقاعہ لتأسيس مدرسة العلوم للمسلمين

نمبر ۱

سنہ ۱۸۷۲ ع مطابق سنہ ۱۲۸۹ ہجری

نام اور مقصد

دفعہ ۱ یہ مجلس ”مجلس خازن البقاعہ لتأسيس مدرسة العلوم للمسلمين“ یعنی ”مجلس خازن البقاعہ لتأسيس مدرسة العلوم للمسلمين“ کے نام سے موسوم ہوگی \*

دفعہ ۲ مقصد اس مجلس کا یہ ہے کہ وہ اس واسطے قائم ہوئے کہ اس قسم کے مدرسہ العلوم کے جسکی ترویج و ترقی تعلیم

سید محمد معصوم خاں صاحب رئیس دہلی الکنس ان کے پارٹرٹ ۱ اور طالب عام کریسٹ کالج یونیورسٹی کیمبرج \*  
حافظ مجتبیٰ کوہم صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی \*

مولوی محمد عارف صاحب نے تحریک کی کہ بموجب دفعہ ۱ قواعد کمیٹی کے جو ابھی منظور ہوئے ہوں تقرر شدہ اداروں کا اس کمیٹی کے ایسے عمل میں آوے اور تحریک کی کہ نواب محمد حسن خاں صاحب جاگیر دار سرائی میر مجلس اور سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی اس کمیٹی کے لفٹ الیوی سکرتری مقرر ہوں \*

سید ظہور حسین صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی \*

اسکے بعد سید احمد خاں سکرتری نے تحریک کی کہ یہ کمیٹی غرضتار ترقی تعلیم مسلمانان ہند کے ایسے قائم رہے اور ترقی تعلیم مسلمانان میں جو امور پیش آویں انہیں بعد اور کوشش کرتی رہے \*

خواجہ عبداللہ صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی \*

اس کے بعد سید احمد خاں نے اسباب کی تحریک کی کہ اس کمیٹی کے حصہ میں ایک اسپیکل کمیٹی مقرر ہو جو اس ادارہ کی کتابوں کا سلسلہ درست کرے چکا تعلیم دینا میٹروں سلیکٹ کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں تجویز کیا ہے \*

مولوی شجاع الدین حیدر صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی \*

حافظ فضل الرحمن صاحب نے تحریک کی کہ اس اسپیکل کمیٹی کے ایسے صاحبان مندرجہ ذیل میٹر قرار دیئے جائیں \*

مولوی سید فرید الدین احمد صاحب \*

مولوی سید محمد علی صاحب \*

منشی ذکاء اللہ صاحب \*

مولوی محمد احسن صاحب مدرس ہویلی کالج \*

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی \*

مولوی سمیع اللہ خاں صاحب \*

مولوی محمد اسماعیل صاحب استفسار سکرتری سٹیٹک موسیقی

ملیگتہ \*

مولوی ذبیر احمد صاحب کھٹی کلکٹر \*

مولوی محمد مظہر صاحب \*

## عہدہ داران

رونیکل

دفعہ ۹ منجملہ ممبروں کے ایک ممبر جسکو ممبران موجودہ منتخب کریں گے ممبر مجلس اور ایک ممبر لیف آنریری سکرٹری ہوگا وکیل اور جو ممبر کہ ممبر مجلس مقرر کیا جائے اُسکو ہر اجلاس میں صدر انجمن ہونے کا حق ہوگا اور اُس کی غیر حاضری میں ممبران ہائی موجودہ میں سے جو ممبر پہلا ہو وہ صدر انجمن ہوگا مگر ان عہدہ داروں کا پہلی دفعہ تقرر حسب تصویز ممبران ہفتی خواستگار ترقی کورٹ تعلیم مسلمانان کے ہوگا جو اُس تصویز کے وقت موجود اور شریک ہوں \*

دفعہ ۱۰ ممبران مجلس کو کسی شخص یا اھضاس کو بطور استغنت سکرٹری مقرر کرنے کا اختیار ہوگا اور در صورتیکہ وہ ممبر نہ ہو تو اُسکے لیئے وظیفہ مناسب بھی مقرر کرنا جائز ہوگا \*

دفعہ ۱۱ عہدہ داران مذکورہ کا تقرر صرف ایک حال کے لیئے والیت ہوگا اور ہر سالانہ اجلاس میں ممبران شریک اجلاس کی تصویز سے تقرر جدید بذریعہ بیانیہ پس حسب قاعدہ مندرجہ دفعہ ۴ قواعد کریگا \*

دفعہ ۱۲ ہر عہدہ دار کا تقرر عہدہ داران جدید اور ہر ایک ممبران یا راہ شخص جو لیف سکرٹری مقرر ہوا ہی مادام الحیات اپنے عہدہ پر مقرر رہینگے مگر جبکہ وہ کسی عدالت کے فیصلہ اخیر سے مجرم خیانت مجرمانہ یا زنا یا سوتہ یا حلف دروہی یا جہاڑی یا فریب یا دھوکہ ستانی یا بغارت کے مجرم ہو کر سزایاب ہوں تو وہ از خود معذور متصور ہونگے اور تمام اختیارات اور حقوق جو اُنکو بذریعہ اُس منصب کے حاصل ہونگے سب معدوم ہوجاؤنگے \*

دفعہ ۱۳ ہر ایک ممبر یا عہدہ دار کو اپنے عہدہ سے مستعف ہونے کا اختیار ہوگا \*

دفعہ ۱۴ کوئی ممبر یا عہدہ دار سوائے اسٹنٹ سکرٹری کے جو بموجب دفعہ ۹ کے وظیفہ دار مقرر ہوا ہو اپنے عہدہ کے انجام میں کسی اجرت یا کسی قسم کے معاوضہ کا مستحق نہ ہوگا \*

دفعہ ۱۵ جو عہدہ دار کہ سالگذاشتہ میں مامور رہے ہوں جائز ہوگا کہ سال آئندہ کے لیئے بھی منتخب کیئے جارہیں \*

## کام ممبروں کا

دفعہ ۱۶ ممبروں کا اول کام جمع کرنے سوماہ کا ہی اُن کی اختیار ہوگا کہ مسلمانوں سے چٹکی قومی بہتری کے لیئے مدرسہ قائم ہوتا ہی اور میسٹریوں سے (جو اہل کتاب ہیں اور نیز اس سبب سے کہ وہ ہندوستان پر حکومت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بھائی اور

مسلمانان یعنی کمیٹی فارمی پیٹرڈ لیورس اینڈایقوانسی مہنت آف ولنگ اسٹک محمدن آف انڈیا نے کی ہی اور وہ تجویز رپورٹ سلیکٹ کمیٹی مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۷۲ ع میں منظور کی اور اُس میں بالتفصیل مسلمانوں کی تعلیم کے لیئے مدرسہ العلوم کا قیام کرنا تجویز کیا ہی ایسا سوماہ جسکی آمدنی سے وہ مدرسہ قائم ہر سکے جمع کرے \*

## تقرر ممبران

دفعہ ۳ صرف اھضاس مسلمان ممبر اس مجلس کے ہونگے پہلی دفعہ اُنکا تقرر حسب تصویز ممبران کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کے ہوگا جو اُس تصویز کے وقت موجود اور شریک ہوں اور آئندہ اُنکا تقرر خود اُسی مجلس کے ممبروں کی تصویز سے ہوگا \*

دفعہ ۴ ممبران مجلس کا انتخاب ہمیشہ بیلٹ بکس کے ذریعہ سے کیا جاوےگا اور اگر ہاں اور ناہ کے قریے برابر نکلیں گے تو اُسوقت صدر انجمن کو ہاں یا ناہ کے قریوں کے لیئے رائے ترجیح دینے کا اختیار ہوگا \*

دفعہ ۵ جو اھضاس کہ اس مجلس کے ممبر مقرر ہونگے وہ لیف ممبر یعنی تمام عمر کے لیئے ممبر متصور ہونگے جبکہ کہ وہ خود استعافہ نہیں دیا کسی جرم قابل العزل میں سزاہاب ہوں \*

دفعہ ۶ عہدہ ممبری سرورٹی نہرگا بلکہ بھالت وفات یا استعاف یا معزول ہونے کسی ممبر کے دیگر ممبروں کو اختیار ہوگا کہ بموجب احکام ان قواعد کے جسکو مناسب سمجھیں اُسکے بجائے دوسرا شخص ممبر مقرر کریں \*

دفعہ ۷ اس مجلس کے ممبروں کی تعداد کچھ محدود نہرگی بلکہ ممبران مجلس کو اختیار ہوگا جس شخص کو لائق سمجھیں اُسکو ممبروں میں منتخب کریں مگر ممبران مجلس انتخاب کرتے وقت خود اسباب پر خیال کریں گے کہ ایسے اھضاس کو جسکے کچھ تاخیر یا کارپوری یا مدد انتظام و کار رہا متعلق مجلس میں متصور نہ ہو اُنکا ممبروں میں منتخب کرنا معض بیفائدہ ہوگا \*

دفعہ ۸ جو لوگ ممبر مقرر ہونگے اُنکو مجلس کی طرف سے ایک سند جس میں اُنکے نواہض اور اختیارات مندرج ہونگے مع نقل فرامد مجلس مورخہ وقت کے دی جاوےگا اور اُسکے ذریعہ سے اُنکو تمام اختیارات جو ممبروں کے ہونے چاہئیں حاصل ہونگے \*

## قواعد کارروائی

## قواعد کارروائی

دفعہ ۵۲۔ جس قدر زر چندہ جمع ہوتا جارہے اس قدر روپیہ کی جائداد منقولہ بالا واسطے مجلس کے وقتاً فوقتاً خریدی جارہیگی اور دستاویز پرامیٹری نوٹ یا بیع نامہ روزانہ یا اراضی میانی کا یا کھد حصہ ہنگ جو کچھ خریدنا جارہے ہنگ ہنگال میں رکھے جارہیگے اور تھز اس کو حسب ضابطہ اسکا معاصل وصول کرنے کی اجازت دی جارہیگی \*

دفعہ ۵۳۔ سوائے خریدنے اس جائداد کے جسکا ذکر آرڈر ہوا آرڈر کسی کام میں زر سرمایہ خرچ نہ کیا جاوے گا لیکن اگر سرمایہ دس لاکھ روپیہ سے زیادہ جمع ہو جاوے تو زر زائد دس لاکھ میں سے صرف تین لاکھ روپیہ تک واسطے عطاری مدرسہ اور اس کے مکانات متعلق کے صرف ہوسکیگا \*

دفعہ ۵۴۔ جو سکروٹری یا کرنی ممبر یا کوئی اجلاس پر خلاف دفعہ ۴۴ کے زر سرمایہ صرف کرے گا وہ مجرم خیانت مجرمانہ کا مقصر ہوگا اور ہر شخص اس پر دعویٰ خیانت مجرمانہ کرنے کا حق رکھیکا \*

دفعہ ۵۵۔ ممبران مجلس کو واسطے قائم کرنے اغراض مدرسہ العلوم کے جسکے لیئے سرمایہ جمع کیا جاتا ہی منافع زر سرمایہ کے خرچ کرنے کا اختیار ہوگا اور ان کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ زر منافع کو بطور اصل سرمایہ کے جمع ہو جاوے لیکن جب زر منافع بطور اصل سرمایہ کے جمع ہو جاوے گا تو پھر وہ خرچ نہیں کیگا اور اس سے تمام احکام اور قواعد دفعہ ۴۲ و ۴۱ قواعد خدا کے متعلق ہو جاوے گے \*

دفعہ ۵۶۔ کم سے کم ہر شش ماہی ہر اجلاس ممبران مجلس کا ہوگا اور اس شش ماہی میں جس قدر زر چندہ جمع ہوا ہوگا اس کی کیفیت اور جو کارروائی نسبت قواعدی سرمایہ اور خرید جائداد متذکرہ دفعہ ۲۰ و ۲۲ عمل میں آئی ہوگی سب ایک روٹداد میں مندرج ہوکر مشہور ہوا کریگی \*

دفعہ ۵۷۔ ہر ایک ممبر کو اختیار ہوگا کہ اجلاس ہونے کی تحریک سکروٹری سے کرے اور اس وقت سے دو ہفتہ کے اندر اجلاس کا منعقد ہونا ضرور ہوگا \*

دفعہ ۵۸۔ کم سے کم تین ممبر اور ایک صدراعظم اور ایک سکروٹری کی شرکت کامل نصاب اجلاس کی مقصود ہوگی اور ان سب کو رائے دینے کا استحقاق ہوگا اور کارروائی مجلس کے لیئے شرکت رائے کا فیصلہ نامتق سمجھا جاوے گا مگر سکروٹری کو تظاہر یا بھرکت کسی ممبر کے اپنی ذمہ داری و جواہدی پر کسی نہایت ضروری امر متعلقہ

بھرتی میں بھی اس کو ایسی ہی حد کوئی فرض ہی جیسے کہ آرڈر میں کی) چندہ دینے کی درخواست کریں اور سوائے ان صورتوں کے اگر کسی قوم سے چندہ کی درخواست کرنا ممبران مجلس کو جائز نہیں ہوگا اگر کوئی آرڈر قوم اور مذہب کا شخص اپنی خوشی سے یہ درخواست کچھ چندہ دے تو ممبران مجلس کو نہایت شکونگاری سے اس کا قبول کرنا جائز ہوگا \*

دفعہ ۵۷۔ چندہ میں زر نقد و مجلس اور جائداد غیر منقولہ جو کوئی ہے قبول ہوسکیگا لیکن اگر ممبران مجلس اس مجلس یا جائداد غیر منقولہ کو واسطے مقاصد تقار مدرسہ مفید نہ سمجھیں تو اس کو اسے بیچ کر زر نقد کر لینے کا اختیار ہوگا اور اس کا بیع نامہ سکروٹری کی جانب سے حسب قوانین گورنمنٹ تصدیق ہوگا اور مجلس کی جانب سے بطور دستاویز مکمل تصور کیا جاوے گا \*

دفعہ ۵۸۔ اس مجلس کے ممبر اپنے ماتحت جہاں جہاں مناسب سمجھیں ماتحت مجلسیں مقرر کرسکتے ہیں مگر ان ماتحت مجلسوں کے ممبروں کو بجز اس کے کہ زر چندہ وصول کر کے اس مجلس کے سکروٹری کے پاس بھیجیں اور کسی قسم کی کارروائی کا اختیار نہ ہوگا \*

### زر چندہ

دفعہ ۵۹۔ جس قدر روپیہ کہ ہذیمہ چندہ یا قیامت جائداد یا منافع سرمایہ وصول ہو وہ سب ہنگ آف ہنگال میں اس مجلس کے حق میں جمع ہوگا اور صرف واسطے اغراض متذکرہ آئندہ کے سکروٹری مجلس کی وسعت سے طالب ہوسکیگا \*

دفعہ ۶۰۔ جس قدر سرمایہ کہ مذکورہ بالا طریقہ پر جمع ہوگا اس سرمایہ سے گورنمنٹ پرامیٹری نوٹ یا روزنامے قوامی جتنا ذکر ایک ۴۳ سنہ ۱۸۷۱ع میں ہی یا ہنگ آف ہنگال کے حصہ یا اراضی معانی قوامی بھت مجلس خریدی جارہیگی تاکہ اس کی آمدنی سے مدرسہ مطالعہ قائم ہو اور جیتک تک کل ممبران مجلس کی صلاح نہر اور ثروت رائے سے اجازت نہوے اس وقت تک اور کوئی جائداد سوائے جائداد مذکورہ بالا کے خریدی نہ جاوے گی اور ممبران مجلس میں سے جو شخص کہیں چلا گیا ہو یا رائے مطلوبہ کا جواب وقت میں تک نہ بھیجے تو اس کی رائے انکاری تصور کی جاوے گی مگر مذکورہ بالا جائداد میں سے ایک جائداد کا دوسری جائداد میں تبدیل کرنا جائز ہوگا \*

دفعہ ۶۱۔ چندہ دینے والا متعین کرسکتا ہی کہ مذکورہ بالا جائداد میں سے نال قسم کی جائداد اس کے روپیہ سے خریدی جاوے \*

## قواعد کارروائی

تہذیب الاخلاق  
۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

## اشتہار

مجلس کا انجام ہے لینا بغیر منظور اجلاس جائز ہوگا اور ہر  
اجلاس سے یا وہ مسموع ہوگا یا پھل رکھتا \*

دفعہ ۲۶ تمام روئدادیں اجلاس کی دستخط اصلی صدرانجلس  
و سکرتری کے ہنگام میں جہاں تمام سرمایہ جمع ہوگا بھیج  
دیجائیں گی اور وہ روئدادیں مصلحت یا بغیر کسی اخبار کے ہمیشہ  
مشہور ہونگی اور ایک یا دوکاپی معیاری بھی ہنگام میں  
بھیجی جائیگی \*

دفعہ ۳۰ تمام روئدادیں اور حساب مجلس کے انگریزی اور  
فارسی میں مرتب ہونگی اور ہر شہماہی پر ایک کاپی تمام حساب  
کی ہنگام میں واسطے اسانت دھنے کے بھیج دی جائیگی اور  
ہنگام میں ایک کو اُسکے دیکھنے اور اپنے بیان کے حساب کی  
کتابوں سے اُسکے مقابلہ کرنے کا اختیار ملی ہوگا \*

دفعہ ۳۱ ہر شہماہی پر حسابات مجلس کے واسطے اطلاع عام  
کے مصلحت یا کسی اخبار میں مشہور ہوا کریں گے \*

دفعہ ۳۲ یہ مجلس اپنے لئے ایک گول مہر پائیکٹی جسکے  
سورے پر کوئی کے تاج کا نقش ہوگا اور اُسپر بظانگریزی یہ لفظ  
نمودے جارینگے ”وٹوریا رجینا“ اور اُسکے نیچے کے دائرہ میں  
بظانگریزی یہ الفاظ نمودے جارینگے ”دی مہمدن اینگلورائیٹینٹل  
کالج فنڈ کمیٹی سنہ ۱۸۷۲ع“ اور اُسکے نیچے کے دائرہ میں جو شکل  
ہلال نمودار ہوگا عربی خط میں یہ الفاظ نمودے جارینگے ”مجلس  
خازن البصاة لتأسيس مدرسة العلوم للمسلمين سنہ ۱۲۸۹ ہجری“ \*

دفعہ ۳۳ ہر جمع ہوجانے اسقدر سرمایہ کے جسکی آمدنی  
مدرسہ جاری کرنے کے لائق ہو جائے ممبران مجلس تجویز کریں گے  
کہ کس مقام پر وہ مدرسہ جاری ہو اور جس جگہ اُسکا اجرا تجویز  
کریں گے اُسی جگہ اس مجلس کا بھی مقام قرار پاریگا اور جب تک  
کہ اسقدر سرمایہ جمع نہر اُسوقت تک مقام مجلس وہی ہوگا جس  
جگہ کہ لیف سکرتری کا مقام ہو اور تمام حسابات اور کتابیں متعلق  
مجلس کی اُسی مقام پر لیف سکرتری کے پاس دھینگی \*

## مقام مجلس

دفعہ ۳۴ ہر جمع ہوجانے اسقدر سرمایہ کے جسکی آمدنی  
مدرسہ جاری کرنے کے لائق ہو جائے ممبران مجلس تجویز کریں گے  
کہ کس مقام پر وہ مدرسہ جاری ہو اور جس جگہ اُسکا اجرا تجویز  
کریں گے اُسی جگہ اس مجلس کا بھی مقام قرار پاریگا اور جب تک  
کہ اسقدر سرمایہ جمع نہر اُسوقت تک مقام مجلس وہی ہوگا جس  
جگہ کہ لیف سکرتری کا مقام ہو اور تمام حسابات اور کتابیں متعلق  
مجلس کی اُسی مقام پر لیف سکرتری کے پاس دھینگی \*

دفعہ ۳۵ ہر جمع ہوجانے اسقدر سرمایہ کے جسکی آمدنی  
مدرسہ جاری کرنے کے لائق ہو جائے ممبران مجلس تجویز کریں گے  
کہ کس مقام پر وہ مدرسہ جاری ہو اور جس جگہ اُسکا اجرا تجویز  
کریں گے اُسی جگہ اس مجلس کا بھی مقام قرار پاریگا اور جب تک  
کہ اسقدر سرمایہ جمع نہر اُسوقت تک مقام مجلس وہی ہوگا جس  
جگہ کہ لیف سکرتری کا مقام ہو اور تمام حسابات اور کتابیں متعلق  
مجلس کی اُسی مقام پر لیف سکرتری کے پاس دھینگی \*

## اشتہار

پرچہ ہائے تہذیب الاخلاق ابتدائے اجرا سے اچ تک بہ  
ترتیب فروخت ہونے کو موجود ہیں قیمت اُن کی حسب  
تفصیل ذیل ہی جس صاحب کو اُس کی خریداری منظور  
ہو زر قیمت سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی  
پاس بمقام بنارس بھیجکر پرچہ ہائے مذکورہ طلب کرلے \*

## تفصیل قیمت پرچہ ہی

قیمت پرچہ ہائے مذکور روز اجرا یعنی یکم شول  
سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر سال

مذکور بہت سے ماہ ...

قیمت پرچہ ہائے مذکور ابتدائے معلوم سنہ

۱۲۸۸ ہجری سے لغایت آخر سال مذکور

بابت دوازدہ ماہ ...

مقام علیحدہ — مطبع علیحدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا



# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر 9 ]

یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[ بلد سوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ غلط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترغیب و تحریک کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹاروس بھیجا جاوے فرسکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا اُس کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے گئے ہیں اور اس سب سے اخبار امہار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقبرہ اس پرچہ کے اجراء یہ ہے کہ مسلمانوں کی جس معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط افعال اُس کی ترقی کے مانع ہیں وہ مٹا دیے جائیں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

سند روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خزانہ بطور قیمت وصول ہو رہا ہے خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے جوا و ترقی میں صرف کیا جاوے گا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور بندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر تصور ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ تقاضا ہے مضمین ہوگا چھپ کر اخباروں کو چار روپیہ سالانہ بہت پیشگی دینی ہوگی اور اجرا جاساں روٹنگی پرچہ سے اُن کو کچھ ملے گا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو ہی پرچہ ہر آٹھ مہینے اخبارات روٹنگی پرچہ دینا ہوگا \* ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا ہی بلا قیمت چسبو دیا جائیگا اعتبار ہوگا \*

## تدبیر و امید

## تدبیر و امید

مضمون نمبر ۸۵

## تدبیر و امید

یہ عام اور غیر مبطل قاعدہ قدرت کے قانون کا کہ ہر ایک چیز کے ہونے کے لیے اُس سے پہلے اُن چیزوں کا ہونا ضرور ہی جو کہ اُس کے ہونے کے لیے ایک ضروری سبب ہیں ایسا ہی کہ کوئی چیز مادی ہو یا غیر مادی خارجی ہو یا ذہنی اُس سے مستثنیٰ نہیں جتنی چیزیں ہماری آنکھ کے سامنے آتی ہیں انہیں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں جو اُن چیزوں کے بغیر ہوگئی ہو جو اُس کے ہونے کے لیے قدرتاً مقدم ہوں جتنے خیالات ہمارے ذہن میں گذرتے ہیں اُن میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کی پہلے وہ باتیں ہمارے ذہن میں نہ آجاتی ہوں جو اُس خیال کے پیدا ہونے سے پہلے عادتاً ضروری ہیں جتنی چیزیں ہیں اُن میں قدرت نے باہم ایسا تسلسل اور ارتباط رکھا ہی کہ ایک سے دوسری اور دوسری سے تیسری پیدا ہوتی ہی پس ہر چیز کے حاصل کرنے کے لیے اُن چیزوں کا پہلے مہیا کرنا جو اُس کے لیے بطور آلات اور معدات اور مقدمات کے ہیں تدبیر ہی اور اُن کے مہیا کرنے پر اُس چیز کے حاصل ہونے کی توقع کرنا اُمید ہی اور بغیر اسباب کے کسی چیز کے پیدا ہونے کا خیال کرنا جنرں و نادانی ہی اور بلا مہیا کرنے اُن اسباب کے اُس شے کے حاصل ہونے کی توقع کرنا حماقت ہی اور جو چیزیں کسی چیز کے ہونے کی اصلی سبب نہیں اُن سے اُس شے کے ہونے کی توقع کرنا تدبیر کی غلطی ہی \*

یہ بات جو ہونے بیان کی آئے نادان سے لیکر کامل حکیم تک اور جامع سے لیکر عارف بالہ تک اور ملاح سے لیکر شارع تک سب نے تسلیم کیا ہی اور سب مانتے چلے آئے ہیں اور ہم سب ہو وقت اور ہر جگہ ہر چیز میں اس قاعدہ کا پرتاؤ دیکھتے رہتے ہیں چنانچہ ہم ابے ایک صاف اور روشن مثال میں سمجھاتے ہیں دیکھو ایک دھتآن غلہ پیدا کرنے کے لیے کیا کرتا ہی اور اُسے غلہ حاصل کرنے سے پہلے کس کس چیز کا مہیا کرنا ضرور ہوتا ہی پہلے وہ اچھی زمین تلاش کرتا ہی جس میں زراعت کی قابلیت ہو پھر وہ اُن آلات کو جمع کرتا ہی جن کی زمین پانے کے لیے ضرورت ہی پھر وہ اُن آلات کو کام میں لاتا ہی اور جو خود رو گھانس یا پرانی کھیتی کی بیکار اور نکمی چیزیں اُس میں پڑی رہجاتی ہیں اُن کو صاف کر کے زمین کو اپنی اصلی ہیئت پر لا کر اُسے پماتا ہی پھر وہ سوچتا ہی کہ کس جنس کی اس وقت ضرورت ہی تاکہ اوگوں کی حاجت رفع ہو اور مجھے قیمت ملے آخر وہ مختلف جنسوں میں سے ایک یا چند

چیزوں کو اختیار کر کے اُس کا عمدہ بیج ڈھونڈتا ہی اور مختلف درکانوں مختلف بازاروں میں خود پھر پھر کر اُسے تلاش کرتا ہو اور اپنے نزدیک وہ ایسا بیج جو نہ سوا ہو نہ گلہ نہ ہوسیدہ ہو نہ ناقص سوائی قیمت دیکر لیتا ہی پھر اُسے ایک اندازہ معین سے زمین میں ڈالتا ہی پھر اُسے مٹی میں ملا کر چھپا دیتا ہی پھر اگلنے بعد وقتاً فوقتاً پانی دیتا ہی اور جو خود رو گھانس پیدا ہوتی جا ہی اُسے دور کرتا رہتا ہی پھر سب سے زیادہ اُسے اُس وقت حفاظت کرنی پڑتی ہی جب کہ دانہ پڑتا ہی اور جس کے کھانے کے لیے چیزوں کے جھٹکے جھٹکا آتے ہیں پھر جب ان تدبیروں کے کرنے کے بعد اُس کی کھیتی ارضی و سماری آفات سے محفوظ رہے اور اُن باتوں سے جو اُس نے اختیار سے خارج ہیں خدا نے اُس کی زراعت کو بچاؤ تب وہ ایک ایک دانہ کے سر سر اور ہزار ہزار حاصل کرتا ہی اور اپنی مصنت اور تدبیر کا ثمرہ پاتا ہی پس ان سب چیزوں کا مہیا کرنا اور اُس تسلسل اور ارتباط اور ترتیب کا لحاظ رکھنا تدبیر ہو اور بعد اس کے پہل پانے کی توقع کرنا سچی اُمید ہی اور ان میں سے کسی چیز کا چھوڑ دینا یا کسی ترتیب و ارتباط میں چوک جانا کسی امر کی تقدیم و تاخیر کا لحاظ نہ کرنا یا وقت پر کسی چیز کا استعمال میں نہ لانا تدبیر کی غلطی ہی اور کسی چیز کا باوجود سم کے نہ ملنا یا کسی اتفاقی امر کا پیش آجانا یا کسی ارضی و سماری آفات سے اُس زراعت کا خراب ہوجانا تدبیر کی مخالفت ہی \*

اب ہم اس تدبیر و اُمید کو اپنی قوم کے حال سے ملاتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ جو کچھ وہ اپنی ترقی کی اُمید کرتے ہیں اور جیسے وہ اُس کی تدبیروں کو رہتے ہیں وہ حقیقت میں سچی اُمید اور پوری تدبیر ہی یا نہیں چنانچہ ہماری قوم میں سے ایسا تو کوئی نہیں جو اپنی ترقی نہ چاہتا ہو یا اپنی دولت و عزت کی اُمید نہ رکھتا ہو مگر ایسے کم ہیں جو اُس کی تدبیر کرتے ہوں اور جو کرتے ہیں اُن میں بھی ایسے کم ہیں جو اُس میں غلطی نہ کرتے ہو اور جس ترتیب و ارتباط کا لحاظ رکھنا اُس کے لیے ضروری ہی اُس کا خیال رکھتے ہوں \*

ہاں وہ تدبیر جو کمیٹی خراسنگار ترقی تعلیم مسلمانان نے کی ہی ہمارے نزدیک وہ ایسی تدبیر ہی جس نے پورے ہونے پر قوم ترقی کی سچی اُمید ہی کیونکہ اُس کے پانی نے ازل ہی سے قدرتی سلسلہ کا لحاظ رکھا ہی وہ پہلے اس بات کے درغایت کرتے ہو متوجہ ہوا کہ قومی عزت کا اصلی سبب کیا ہی آخر اُس نے ثابت کیا کہ صرف مام ہی تب وہ اُس کا مستتر ہوا کہ موانع اُس کے ہمارے قوم میں کیا ہیں اس سوال کو اُس نے اپنی تمام قوم میں پیش

چندہ میں حاکموں کے خوش کرنے کے لیئے دیدیتے ہیں تو ہمارے ذہن میں اس سرمایہ کی بمقابل اُن کے حوصلہ کے کیا حقیقت ہو رہا دینا یا نہ دینا یہ ہمدردی اور مصیبت قومی پر منحصر ہی اُس کی نسبت البتہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا قطعاً بلا شبہ ہماری قوم میں ہی اگر اُس پر خیال کر کے کچھ مایوسی ہو تو موجب نہیں مگر پھر ہر شخص کو اپنا فرض ادا کرنا اور سعی میں کوتاہی نہ کرنا ضرور ہی السعی منی والا تمام من اللہ \*

رات —————

مہدی علی مہی عنہ

نمبر ۸۶

خطا

### متعلق چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

منشی محمد مشتاق حسین صاحب نے سکریٹری کمیٹی خازن البضاعۃ کے نام ایک خط بھیجتا ہے اُسکو ہم پچھتے چھاپتے ہیں اور جو تدبیر نراہمی چندہ کی اُنہوں نے آسمیں ارقام فرمائی ہی اور خود اُسپر عمل بھی کیا ہی اُسکا شکر کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں سے امید رکھتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان مثلاً منشی مشتاق حسین صاحب کے بدل و جان اس مدرسہ کے واسطے چندہ فراہم کرنے کے لیئے کوشش کریگا \*

### نقل خط

سکریٹری کمیٹی خازن البضاعۃ سلامت  
یہاں بخدمت مولوی سید احمد خاٹا صاحب بہادر سی ایس آئی  
تسلیم — میری عزت اور میرا نظر ہوگا اگر آپ میری ایک تنصوٰرہ  
جسکی تعداد ساٹھ روپیہ ہی میری طرف سے کمیٹی خازن البضاعۃ میں  
جمع فرمائیں میں پانچ روپیہ مہینے کے حساب سے کمیٹی میں جمع  
کردونگا جسکی پہلی قسط مئی کی تنصوٰرہ سے شروع ہوگی آج یکم جون  
ہی اس لیئے پہلی قسط اس عریضہ کے ساتھ بھیجتا ہوں \*

یہ بہت ہی ناچیز رقم ہی جو ایسے بڑے کام میں پیش  
کرتا ہوں اور بلاشبہ اگر سب مسلمان ایک ایک مہینے کی آمدنی  
دیدیں تو غالباً کروڑوں روپیہ جمع ہوجانے کی نوبت ہوگی جارے لیکن  
دنمنا ایسا ہونا فی الجملہ مشکل معلوم ہوتا ہی خصوصاً اس ایسے  
کہ جملہ مسلمانوں کو اس کمیٹی کے مقاصد سے مطلع ہوتے ہوتے ایک  
مرصہ چاہیئے \*

کیا اور مختلف صورتوں کے مختلف لوگوں سے اُس کا جواب لیکر اُن  
صراح کو تحقیق کر کے ایک انجمن مقرر کی اور نہایت بھٹ و مباحثہ  
کے بعد اُن کے دور کرنے کی تدبیر سرچی آخر سب کے اتفاق سے سوائے  
تایم کرنے ایک مدرسۃ العلوم کے دوسری صورت قرار نہ پائی چنانچہ  
س نے اُس کی بنیاد ڈالنے کی راہ نکالی اور اُس کے قائم ہونے کے  
بامان جمع کرنے پر ہمت کی چنانچہ اب تک جو کچھ اُس نے کیا  
ایک ٹھیک کیا اور وہ ایک ہرشیار دھقان کی چال پر چلا اُس نے  
میں بھی اچھی تلاش کر لی ہی اُس جنس کو بھی تحقیق کر لیا ہی  
جس کی ضرورت ہی اور جو اس وقت بازار میں اچھے نرخ پر  
پک سکتی ہی اُس کا بیج بھی تلاش کر لیا ہی پس اب اُسقدر سرمایہ  
کا جمع ہوجانا چاہیئے جو اُس کی قیمت کے واسطے اور دیگر آلات  
کے جمع کرنے کے لیئے کافی ہو \*

یہ ہرشیار دھقان صرف اس تدبیر کے بتانے ہی پر کفایت نہیں  
کوتا بلکہ سب کا بوجھ اپنے سر پر اُٹھانے اور ساری محنت کو جو اس  
کمیٹی میں ہوگئی اپنے اوپر لینے پر مستعد ہی وہ اپنی قوم سے صرف  
پہلے چاہتا ہی کہ سامان خریدنے کے لائق سرمایہ جمع کریں اور اپنے  
گھر میں آرام سے بیٹھ رہیں جب فصل تیار ہو جاوے تب اُس کا  
پہل لے لیں \*

اب میں اپنی قوم کے دلوں پر نظر کرتا ہوں کہ یہ نسبت اُس  
تدبیر کے اُن کے دلوں میں کیا خیال گذرتے ہیں جہانتک میں واقف  
ہوں میرے نزدیک بہت ہی تھوڑے آدمی ہونگے جو اس تدبیر کو  
اکمال اور اس تجویز کو مفید نہ سمجھتے ہوں مگر اُس کے انجام کو  
ایسا مشکل جانتے ہیں کہ تربہ بہ محال سمجھتے ہیں کوئی کہتا ہی  
کہ یہ فقط ایک خیالی عمارت ہی جو ہوا میں تھوڑی کی گئی ہی  
گرتی فرماتا ہی کہ یہ محض ایک فرضی تجویز ہی جو دل بھلانے  
کے لیئے کی گئی ہی کوئی اسے گورنمنٹی کا انتظام کہتا ہی کوئی  
اسے ایک محال اور غیر ممکن بات سمجھتا ہی لیکن یہ سب  
پست ہمتی کی نشانیاں اور ہمدردی اور مصیبت قومی نہونے کے نتیجے  
ہیں کیونکہ یہ سب باتیں دس لاکھ روپیہ کے جمع ہونے پر خیال  
کی جاتی ہیں حالانکہ یہ روپیہ اُس سے زیادہ نہیں ہی جو ایک  
بڑے شہر میں ایک برس کے اندر کھیل کھاتے میں اُمرام خرچ کودیتے  
اور لاکڑوں لڑکیوں کے شادی بیاد میں پروانہ کردیتے ہیں پس اگر ہم  
اپنی قوم کے اصراف تربہ تربہ اُن کے اسراف پر نظر کر کے اس سرمایہ  
کو زیادہ سمجھتے تو ہم بھی ایک تکلیف مالایطاق اور تدبیر محال  
کہتے مگر جب ہم اب بھی اپنے اُمرام کے جود و سفاکی یہ کیفیت  
نکھتے ہیں کہ ایک ایک ہاتھ ایسے ہیں جو لاکھ لاکھ روپیہ

میں پورامیسری نوٹوں کے سود کو مسلمانوں کے واسطے اچھا نہیں سمجھتا زیادہ جد ادب \*

کمزور

مشائق حسین عفی منہ

از علیحدہ یکم جون سنہ ۱۸۷۶ ع

نمبر ۸۷

## ہماری قوم اگر چاہے تو کس درجہ تک

### ترقی کر سکتی ہے

آج تک ہمارے ہم وطن شاید اس بات سے ناواقف ہیں کہ ہم سب پر واجب عام اصول پرورش گورنمنٹ کے بھیشت رعیت ہونے کے معظمت کے تمام اعلیٰ ترین عہدہ ہمارے سول پر منحصر ہو سکتے ہیں ہائی کورٹ کی ججی گورنر جنرل کی کونسل اور نیز دوسری کونسلوں کی مجبوری ادنیٰ اور اعلیٰ عہدہ ہمارے فوجی اور انجینیئری وغیرہ اسی طرح سے پاسکتے ہیں جس طرح کہ ہماری فرماں روا قوم کے لوگ ہمارے ملک میں سامور ہیں اور نیز پرش پارلیمنٹ میں اس ملک کی طرف سے نیابتاً داخل ہو سکتے ہیں صرف ڈپٹی ملٹری اور صدرالحدودری ہی ہماری معراج نہیں — انکم ٹیکس اور دیگر محصولات وغیرہ جن کا ہندوستان میں ایک سو رو رو مل جمع رہا ہی صرف اس سبب سے کہ وہ ہمارے حالات کے نامناسب ہیں اور ہمارے حاکموں نے ہرجہ مدم واقفیت تمام ہمارے حالات کے جاری کیئے ہیں ہماری ہی عاقبت میں آسکتے ہیں ہم چاہیں جس مقدار سے کم و بیش یا بالکل موقوف کر سکتے ہیں جیسا کہ ہمارے ملک کی حالت مقتضی ہو ہر ایک ایکٹ اور آئین ہمارے واسطے ہمارے ملک میں ہماری تعویضوں سے جاری ہو سکتا ہی نہ کہ ہم پہلے اور برکیروں کی طرح حکمران کیئے جانے کو مجبور ہیں — ہم ہر ایک قسم کے فزون اور تجارت کو اپنے ملک میں ترقی دے سکتے ہیں افریقہ کے وحشیوں کی طرح کہ وہ زرافہ کی ہڈیاں اور ہاتھی دانت جنگلوں سے جمع کر کے نہایت ارزاق قیمت پر اقوام یورپ کے ہاتھ بھیجتے ہیں اور یہ دانشمند تومس آئن بد ہیئت اور متعفن شیریں سے ہزاروں عہدہ عہدہ چیزیں پنا بنا کر بڑے بڑے نائے اٹھاتی ہیں ہم تمام ہندوستان کی اشیاء تجارت مثلاً روٹی آٹن ٹیل چربی چمڑہ وغیرہ یورپ کو بھیجتے ہیں اور ہم خود اُس کے فوائد اور قابل الاستعمال کرنے سے بے بہرہ ہیں ہم پر یہی فرض نہیں ہی کہ ہم تمام ہندوستان کی روٹی مینجسٹر کو بھیجا کریں اور یہاں اُس کا کپڑا بنے اور پھر ہمارے ہی ہاتھوں بیس گنی قیمت کو بیکے پلکے ہم خود بھی بھیشت جامعاتیں

تاہم جسقدر مسلمان اُسکے مقاصد سے مطلع ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اُنکو صرف اسقدر امداد پر انتفا نہ کرنا چاہیئے کہ ایک رقم یک مشمت عنایت کریں اگرچہ بہت ہی قدر کے قابل ہیں وہ پیشہ بہا قرینش جو اس کار خیر میں پیش کیئے جاویں — مسلمانوں کو چاہیئے کہ کوئی ایسی سبیل نکالیں جس سے اس کمیٹی کی سالانہ آمدنی نہایت استحکام کے ساتھ اور بڑے انفراد کے ساتھ قائم ہو جاوے \*

میں اپنے ہاں ایک مریض کے مرض سے صحت پانے کے حکریہ میں جناب پاری میں اس کمیٹی کے واسطے ایک مختصر سی منٹ مانی تھی بجائے مصلیٰ کھانے کے چنانچہ پانچ روپیہ اُس منٹ کی بابت اس کمیٹی کے لیٹ بھیجتا ہوں \*

میں نے ایک چنگی اپنے رز مرے کے ہر ایک قسم کے صرف پر اس کمیٹی کے واسطے اس طرح سے مقرر کی تھی کہ اگر ایک پڑھیا اور نادار سے نادار اور ایسا شخص بھی اُسکو اپنے اوپر لازم کر لے جسکو دو دو وقت میں روٹی ملتی ہو تو بھی کچھ ناگوار نہ ہوگی اس چنگی سے مجھکو مہینے مٹی میں ایک روپیہ دو آنہ وصول ہوئے وہ بھی میں اس صریضہ کے ساتھ بھیجتا ہوں اور آئندہ انشاء اللہ یہ چنگی میں ہمیشہ بھیجتا رہونگا \*

اُور بھی میں نے بہت سے ارادے دل میں ٹھان لیئے ہیں اگر خدا نے پورے کیئے تو کمیٹی کو اُن کی اطلاع دینگا — میں نے ارادہ کر لیا ہی کہ اولاد کی تقریب اور خصوصاً مکتب کی تقریب میں جو روپیہ ضرور صرف ہوتا ہی اُس صرف کو روکا جاوے اور اُس میں سے ایک بڑا حصہ اس کمیٹی میں دیا جاسکے کہ جب تک یہ کمیٹی عام مدارس قائم کرنے کے بضروری لائق ہو جاوے تو یہ مدد جو ہر ایک مقام سے وصول ہو اُسی مقام یا اُسکے قریب تو مقاموں میں جیسا موقع ہو مسلمانوں کی ترقی تعلیم میں صرف کی جاوے \*

مکتب کی تقریب کا جو حوالہ میں نے دیا ہی میں نہیں سمجھتا کہ وہ کون مسلمان ہوگا جو اپنی اولاد کی مکتب کی تقریب اس نیت سے کراتا ہی کہ آئندہ اُسکی تعلیم کامل اور عہدہ ہو اور پھر وہ اس کمیٹی میں اُس ضرور صرف میں سے ایک بڑا حصہ نہ دے اور کئے گزرے درجہ پر فیصدی بیس روپیہ یا پچیس روپیہ سے بھی دریغ کرے \*

گیارہ روپیہ دو آنہ میں بھیجتا ہوں جسکا تذکرہ اوپر ہوا اور یہ درخواس کرتا ہوں کہ میرے روپیہ سے جو اس وقت میں بھیجا اور جو آئندہ میں بھیجوں جائداد خریدی جاوے یا مکان بنایا جاوے وہ پورامیسری نوٹوں کی خریداری میں صرف نہ کیا جاوے اس لیئے کہ

## ہماری قوم اگر ترقی چاہے یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری ہماری قوم اگر ترقی چاہے

اور نہ مذہب پس ہم پر لامحالہ ایسے خطے لکھنے کے عرض جو کہ تہذیب الاخلاق مایہورہ ۲۰ مضمون میں چھپا ہی دلی شکر یہ مولوی سید مہدی علی صاحب کا کرنا اور نہایت عزت اور رقتہ اُنکی اپنے دل میں رکھنا اور دل و جان سے اُن کا شریک اور ہمین ہونا راجبات سے ہوگا ہم کو اس بات پر خوب یقین کرنا چاہیئے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو کہ محض اپنی ٹیک بیٹی سے اپنی قوم کی عزت رکھنے اور حسن معاشرت اور تہذیب کے ترقی دینے اور دین و مذہب کو مدد ملے سے باقی اور یرتوار رکھنے میں کوشش کر رہے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو خوب سمجھتے ہیں کہ اگر ہم ابھی سے اپنی قوم کی بھلائی میں کوشش نہ کریں گے تو آئندہ اُس کی حالت کیا ہوئے والی ہی ترقی یافتہ ملکوں کی تواریخ کے عالم اس بات سے واقف ہیں کہ قریب تین سو برس پیشتر انگلستان میں جب کہ اس قوم کے چند شخصوں نے اپنی قومی ترقیات میں کوشش کی تھیں تو انہیں بھی بڑی بڑی دقتیں پیش آئی تھیں مگر آخر سر وہ کامیاب ہوئے تھے جیسا کہ ہم اب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور ابھی تک اُن کے نام نامی روشن ہیں اسی طرح ہم کو یقین ہی کہ یہ لوگ ہماری قوم کے ترقی خواہ بہت جلد اپنی کوششوں میں کامیابی حاصل کریں گے ہماری قوم میں ہمیشہ کے لیئے نام نیک چھوڑینگے اور عداللہ اور مندارالرسول اس کا اجر عظیم ہارینگے اللہ تعالیٰ ہماری قوم کے لئے یہی فرما دے کہ تو ما نجبی اللہ والرسول معاً من لسان الوراۃ نکینافانا مجھکو قریب تین سال سے اکثر بلاد عرب افریقہ اور یورپ کے دیکھنے علی الخصوص انگلیتھ اسکات لینتھ میں رہنے کا اتفاق ہوا ہی میں نے ہر طرح کے کارخانہ ہائے صناعی اور تجارت دیکھے ہیں جاسے ہائے علوم اور فنون اور ہر طرح کے عام اور خاص جلسوں اور تماشہ گاہوں میں شامل ہوا ہوں بہت سے کالج اور اسکول اور انسٹرکٹور اور ٹیچر کی یونیورسٹیاں دیکھی ہیں ہر ایک کے اسباب ترقی اور تنزل کو معلوم کیا ہی اور سب کا ما حاصل یہی ہے کہ جو کچھ کیا ہی قوم نے کیا ہی جو کچھ کرتی ہی قوم کرتی ہی اور جو استحکام کہ قوم کے ساختہ اور پرداختہ ہو سکنا ہی دوسری چیز کو نہیں ہوتا اور جو مددہ نتائج کے اُسے حاصل ہوتے ہیں ہم اپنی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں جس کارخانہ یا مدرسہ کی ابتدا دریافت کی گئی تو معلوم ہوا کہ اول فلاں فلاں چند شخصوں نے اس بات پر کوشش کرنا شروع کی تھی اور پھر فلاں فلاں اہل دل اُن کے شریک ہو گئے اور پھر عوام یہاں تک نہ ذراے چشمہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں ایک بہت بڑا دریا ہو گیا جس کی نہریں تمام دنیا میں پھیل گئیں ان ملکوں کے حالات اور اسباب زندگی دیکھ دیکھ کر میں اپنی قوم کے حالات پر

میں کرنے کے اگر زیادہ تر نہیں تو اپنے ہندوستان ہی کے مصارف کے پیش اور وہاں کی ہی خواہشوں کے موافق ہندوستان ہی میں ہنساکتے ہیں اور ارزاں ترین قیمت پر خرید سکتے ہیں اور تجارت ہی ایک بہت بڑا ذریعہ ہی قوم کے متمدن اور آسودہ ہونے کا جو کہ آج تک تمام یورپ کے حصہ میں ہی - تاروتی اور ریل کپڑا بنانے اور زراعت - کتوں کا بڈانا اور استعمال کرنا بھی معجزہ اور کرامات نہیں - ہم نے اپنے علوم اور فنون قدیم کو بھی بچاے اس کے کہ ترقی کرتے ہو دیا کیا کوئی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں ایک لمحہ بھی انکار دیکھا کہ بڑے بڑے عالموں شاعروں حکیموں طبیبوں سے ہمارا ملک خالی ہو گیا اور آئندہ کو نام بھی پاتی نہ ہو گیا اگر ہم تدبیر نہ کریں گے تو کہ ہمارے علوم پرانی ہی تحقیقاتوں پر مبنی ہوں مثلاً طب میں تشریح کہ یو علی سینا یا جالینوس نے جو صدہا برس پیشتر ہندروں کا بدن چیر کر لکھی ہو اور زمانہ حال کے ڈاکٹروں کی ٹی ٹی ٹی تحقیقاتوں اور تجربوں سے کچھ بھی نسبت نہ رکھتی ہو اور ہم نے ان نئے تجربوں سے کچھ بھی ترقی نہ دی ہو خواہ اس دلیل سے کہ ہمارے متمدن ہیں ہم سے علم اور عقل میں بدرجہا بہتر تھے یا آنکہ ہم اپنی پاک عربی کی کتابیں کیوں ٹی تحقیقات سے مارت کریں بغیر لحاظ اس بات کے کہ یہ پاک کتابیں بھی یونانی سے ہی ترجمہ کی گئی ہیں الغرض ہم سب کچھ کر سکتے ہیں اگر ہم چاہیں مگر ہماری جہالت اور توہمات بیجا ہماری ترقیات کے ممانع ہیں اگر ہم جاہل نہ ہوتے تو ہم فوراً جان لیئے نہ کون کون ہمارے ایسے استحقاق ہیں جو مثلاً دیگر رعایاے مملکت معظمہ کے ہم کو ابھی تک حاصل نہیں ہوئے اور کونسا وہ طریقہ ہی جس سے کہ ہم حاصل کر سکتے ہیں اور اس حالت میں گورنمنٹ کو بھی ہمارے پورے پورے استحقاق ہم کو دیدیئے میں ذرا بھی تامل نہ کرنا تارتیکہ وہ لیاقت ہی ہم کو حاصل نہو جس سے کہ ہم اپنے تمام حقوق کو حاصل کرکر اچھی طرح استعمال کر سکتے ہوں بلکہ اُس سے بھی زیادہ ایک وحشیانہ حالت میں اپنے آپ کو دیکھتے ہیں تو کیونکر اُس گورنمنٹ سے جس کو ہمارے محض ہونے کا یقین ہی ہم توقع کر سکتے ہیں بھلا کیونکر کوئی فن اور کسی طرح کی تجارت کو ہم اپنی قوم میں پھیلا سکتے ہیں جب کہ ہماری جہالت اس درجہ تک پہنچ گئی ہو کہ ہم اپنے حالات سے قطع نظر اس شہر ہی کے گلی اور کوٹھڑوں سے خیر ہوں اگر ہم اپنے فکر اور تامل بھی کریں اور بلا تعصب ایک ملک کی حالت پر نظر ڈالیں اور ایک کو دوسرے سے ملاویں اسباب ترقی اور تنزل دریافت کریں اور بغور اس بات کو بھی

## چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

جسقدر زر چندہ وصول ہوگا ہی بالغہ بقام بنارس بیک بنگا  
میں امانت کیا جاتا ہی اس لیئے مسلمانوں سے درخواست کی جاتی  
ہی کہ بقدر اپنی توفیق کے زر چندہ موجود فرماویں \*

راقہ

سید احمد

لیف انڈری سکریٹری کمیٹی خازن البضاعہ

عصر ۱

پابست نذر امام ضامن علیہ السلام

عصر ۲

نذر اللہ از جانب مولوی زین العابدین صاحب

عصر ۳

نذر اللہ از جانب سید احمد خاں صاحب

عصر ۴

نذر اللہ از جانب منشی مشتاق حسین صاحب

عصر ۵

پابست منت شفای بیمار

عصر ۶

نذر اللہ از جانب منشی مشتاق حسین صاحب

عصر ۷

بطور چنگی منجملہ اخراجات روز مرہ

عصر ۸

سید ظہور حسین صاحب وکیل ہائی کورٹ

عصر ۹

الوآباد

عصر ۱۰

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی چیف

عصر ۱۱

سمال کار کورٹ بنارس

عصر ۱۲

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب رئیس بنارس

عصر ۱۳

سید تواب علی صاحب ڈپٹی کلکٹر میں پوری

عصر ۱۴

مولوی سید مہدی علی صاحب ڈپٹی کلکٹر

عصر ۱۵

مرزا پور

عصر ۱۶

مولوی سید زین العابدین صاحب صدر امین

عصر ۱۷

بلند شہر

عصر ۱۸

سید محمد احمد خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ

عصر ۱۹

کمشنر ہردوٹی

عصر ۲۰

منشی محمد یار خاں صاحب رئیس مراد آباد

عصر ۲۱

نجیب اللہ ملازم سید احمد خاں بہادر سی

عصر ۲۲

ایس آئی سب آرڈینینٹ چیف بنارس

عصر ۲۳

مولوی سید محمد عبداللہ صاحب انالیک

عصر ۲۴

مہاراجہ دربنگنا

عصر ۲۵

مولوی محمد عارف صاحب ناظر کلکٹری بنارس

عصر ۲۶

منشی مصطفیٰ بخش صاحب پیشکار کلکٹری

عصر ۲۷

بنارس

تاسف کیا کرتا تھا اور یہی خیال پانڈھا کرتا تھا کہ کونسا وہ طریقہ  
ہی جس سے ہمارا قومی تنزل اور ادبار دنع ہو مگر جیسے  
تہذیب الاخلاق کے عمدہ عمدہ مقامین کو مینے پڑھا ہی اور تمام حالات  
پر نظر ڈالی ہی اور ہو ایک اُس کے پہلو اور جواب کو فور کیا ہی تو  
مجھے کسیقدر اس بات کا یقین ہو گیا ہی کہ یہی بسم اللہ ہماری  
قوم کی عزت اور نام برقرار رکھنے والی چیز کی در پڑہ یہی ہی حسن  
معاشرت اور ترقی دینے والی ایذا مجھے اُمید ہی کہ ہماری قوم کے  
تمام سردار اور اہل دل اور نیز عوام اپنے قومی جوش اور اسلامی  
حرارت کے ساتھ تہذیب الاخلاق کی علت غائی میں مدد کوینگے اور  
سب سے پہلا مدد کرنے کا کام یہی ہی کہ ہر ایک مسلمان ملے ندر  
مواتب و حال اپنی قومی بھودے کے واسطے ایک بڑا دارالعلوم اور  
نہوں اور چند اُس کی شاخیں قائم کرنے میں شریک ہو اگر یہی  
دارالعلم قائم ہو گیا تو خوب یقین جان لینا چاہیئے کہ ہمارے تمام  
مردہ مارم زندہ ہو جاوینگے ہماری قوم کا ادبار جاتا رہیگا ہماری  
قوم کے حسن معاشرت اور تہذیب میں ترقی ہونی شروع ہو جاوینگی  
یہ ہنری دور ہوگی انلاں نہ رہیگا دولت مند ہو جاوینگے دوسری قوموں  
کی نظاروں میں حقیر اور ذلیل نہ معلوم ہونگے ہر طرح کے علم اور ادب  
میں دسترس ہوگی اور اپنا دین اسلام بہت اچھی مضبوطی کے ساتھ  
قائم اور برقرار رکھ سکیں گے اور نیز مجھے توقع ہی کہ ہمارے دیسی  
اخبار اپنے نرائیش کے بموجب جیسا کہ وہ کر رہے ہیں اپنی قوم کی  
بھلائی کی غرض سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو جگاتے اور اُن کو  
اس قسم کا دارالعلم اور مدرسہ قائم کرنے کے لیئے پوری طاقت صرف  
کوینگے اور کانی توجہ دلاوینگے \*

معدودہ ۳۰ مئی سنہ ۱۸۷۲ ع } راقہ  
معدودہ حکمت اللہ مفی عنہ

## چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان نے خاص مسلمانوں کی  
تعلیم کے لیئے جو مدرسۃ العلوم مقرر کرنا تجویز کیا ہی اور جس کا  
ذکر تہذیب الاخلاق کے پڑچوں میں چھپ چکا ہی اُس کے قائم کرنے  
کے لیئے چندہ شروع ہو گیا اور تاریخ ۲۵ جون سنہ ۱۸۷۲ء تک صاحبان  
مندرجہ ذیل نے فہرست چندہ پر یہ تعداد مندرجہ ذیل اپنا نام نامی  
مندرجہ نوامیا \*

منشی محمد رعایت حسین صاحب محافظ	...	س
دفتر عدالت دیوانی بنارس	...	س
منشی محمد نعیم اللہ صاحب ناظر عدالت	...	ص
دیوانی بنارس	...	ص
منشی محمد عبداللہ صاحب روبکار نویس	...	ل
عدالت دیوانی بنارس	...	ل
منشی محمد علیم اللہ صاحب ڈگری نویس	...	ل
عدالت دیوانی بنارس	...	ل
منشی احمد بخش صاحب روزنامچہ نویس	...	ص
عدالت دیوانی بنارس	...	ص
منشی محمد عبدالقادر صاحب مقرر سشن	...	س
بنارس	...	س
منشی منصب علی خاں صاحب نائب	...	ع
محافظ دفتر عدالت دیوانی بنارس	...	ع
منشی محمد اصغر حسین صاحب مقرر	...	ع
رجسٹری بنارس	...	ع
منشی محمد مظفر کریم صاحب نقل نویس	...	ع
عدالت دیوانی بنارس	...	ع
منشی سید محمد ہادی بخش صاحب نقل	...	ع
نویس عدالت دیوانی بنارس	...	ع
منشی احمد حسین صاحب نقل نویس	...	ع
حافظ عنایت الرحمن صاحب طالب علم کوٹنڈ	...	ص
کالج بنارس	...	ص
مولوی محمد اشرف حسین خاں صاحب	...	م
رئیس بنارس	...	م
عالی جناب نواب محمد علی خاں صاحب	...	ک
بہادر سابق نواب ٹونک	...	ک
منشی محمد مشتاق حسین صاحب نائب	...	س
سررشتہ دار کلکٹری علیگڑہ	...	س
منشی محمد مسعود شاہ خاں صاحب منصرم	...	ص
محکمہ منصفی ہاتھرس ضلع علیگڑہ	...	ص
حکیم محمد سردار مرزا صاحب رئیس دہلی	...	ص

منشی محمد ممتاز علی صاحب اہلحد	...	ع
فوجداری بنارس	...	ع
حافظ مجتبیٰ کریم صاحب منشی اول محکمہ	...	ع
صفائی شہر بنارس	...	ع
منشی محمد حسین صاحب سررشتہ دار عدالت	...	ع
دیوانی بنارس	...	ع
حافظ کریم بخش صاحب ساکن اتاؤہ	...	ع
مرزا نبو صاحب رئیس بنارس	...	ع
نواب محمد حسن خاں صاحب بہادر جاگیردار	...	ع
سنواری رئیس بنارس	...	ع
سید فدا حسین صاحب سب انسپیکٹر تھانہ	...	س
مرزا مراد	...	س
میر امید علی صاحب ڈگری نویس محکمہ	...	ع
سب آرڈینیت چیف بنارس	...	ع
سید عبدالغنی صاحب مقرر محکمہ سب	...	ع
آرڈینیت چیف بنارس	...	ع
محمد عبدالرحمن صاحب مقرر اجراء ڈگری	...	ع
منصفی اول بنارس	...	ع
میر عنایت علی صاحب مقرر اجراء ڈگری	...	ع
محکمہ سب آرڈینیت چیف بنارس	...	ع
شیخ عبداللہ صاحب زمیندار موضع ریوان	...	ع
پرگنہ دھوس ضلع بنارس	...	ع
مولوی محمد عبدالستار صاحب وکیل عدالت	...	م
دیوانی بنارس	...	م
مولوی شجاع الدین حیدر صاحب وکیل عدالت	...	م
دیوانی بنارس	...	م
حافظ محمد فضل الرحمن صاحب وکیل عدالت	...	م
دیوانی بنارس	...	م
سید عبدالرحیم صاحب امین عدالت دیوانی	...	س
بنارس	...	س
میر سجاد علی صاحب وکیل عدالت دیوانی	...	ص
بنارس	...	ص

## اشتہار

صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان  
ہندوستان

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی  
رپورٹ بنارس میں چھپ چکی ہے اس رپورٹ کے تخصیصاً  
تین سو بیس صفحہ ہیں اور اس میں تین حصہ ہیں \*  
پہلے حصہ میں جو رسالے انعام کے لیئے منتخب ہوئے  
اُن کا ذکر ہے \*

دوسرے حصہ میں چار بحثیں ہیں \*  
بحث اول میں گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں  
مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے  
بحث ہے \*

بحث دوم میں تحصیلی و حلقہ بندی مکنتوں میں  
مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے  
بحث ہے \*

بحث سوم میں مسلمانوں میں علوم قدیمہ کے گھٹ  
جانے کے اسباب سے بحث ہے \*  
بحث چہارم میں مسلمانوں میں علوم جدیدہ کے  
رواج نہ پانے کے اسباب سے بحث ہے \*

تیسرے حصہ میں مسلمانوں کی ترقی تعلیم کی  
تدبیریں اور طریقہ جس طرح پر کہ اُنکی تعلیم و تربیت  
اس زمانہ میں ہونی چاہیئے اور جس طرح کے مدرسہ اور  
مکتب اُنکی تعلیم کے مقرر ہونے چاہئیں اُنکا بیان ہے \*  
خاتمہ میں اُن پچیس رسالوں کا خلاصہ مندرج ہے جو  
حسب اشتہار کمیٹی تصنیف ہوئے تھے اور جنکے ہر ایک  
مضمون پر کمیٹی نے بحث کی ہے \*

اس رپورٹ کی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہوئی ہے جس  
صاحب کو اسکا خریدنا منظور ہو راقم اس پاس زر قیمت  
ارسال فرما کر رپورٹ مذکور طلب فرمائے \*

واضح ہو کہ بموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۳۱ جولائی  
سنہ ۱۸۷۱ ع اس رپورٹ کے چھپنے کے لیئے جداگانہ چندہ  
ہونا تجویز ہوا ہے جس میں جن ممبروں نے خاص اس رپورٹ  
نے چھپنے کے لیئے زر چندہ بقدر پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ  
ندیا ہوگا اُن کے پاس یہ رپورٹ بموجب تجویز کمیٹی  
منعقدہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۲ ع مرسل نہوگی \*

دستخط سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی  
سکرتوری کمیٹی مقام بنارس

شیخ غلام علی صاحب و شیخ اکبر علی صاحب  
رئیسان بنارس

منشی محمد سبحان حیدر صاحب سررشتہ دار  
کلکتہ بنارس

بابو بیٹی پرشاد صاحب رئیس بنارس  
مولوی محمد حقیظ الدین احمد صاحب رئیس

دیوا ضلع نواب گنج بارہ بنکی  
سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی

بابت قیمت تصویر فوٹو گراف  
کپتان جی ایف ائی گورنمنٹ صاحب بہادر

سپرنتنڈنٹ پولیس  
مرزا خدا داد بیگ صاحب رئیس دہلی

باشندہ لکھنؤ  
جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر

اعظم ریاست پٹیالہ  
شیخ تصدق حسین صاحب رئیس الہ آباد منصور

مذہبست علاقہ دودھی ضلع مرزا پور  
منشی محمد اکرام حسین صاحب رئیس

گھانم پور ضلع کانپور منصور راجہ کننت  
ضلع مرزا پور

حاجی محمد ممتاز علی خاں صاحب رئیس  
میرٹھ

منشی محمد مدیق صاحب رئیس میرٹھ  
ڈپٹی مجسٹریٹ نہر

مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب رئیس  
دہلی وکیل ہائی کورٹ الہ آباد

مولوی فرزند علی صاحب وکیل عدالت دیوانی  
مرزا پور

محمد اکبر علی خاں صاحب رئیس مرزا پور  
مسٹر والٹر اسمائٹ صاحب بہادر

بابو ہرشنکر پوشاد سنگھ صاحب بہادر رئیس  
بنارس

میزان

بمقام علیگڑہ — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا



# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۱۰ ]

۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[ جلد سوم ]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترنیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنوی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مفرد اس پرچہ کے اجراء سے یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اعمال اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجراء و ترقی میں صرف کیا جاوےگا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر مقرر ہوتا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ نہ ملے ہوگا \* اگر کوئی شخص خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

THE PROJECTED MOHAMMEDAN ANGLO ORIENTAL  
COLLEGE.

We beg to publish here for general information a letter relating to the proposed Mohammedan Anglo Oriental College, from the Government, N. W. Provinces, to the Director, D. P. I., N. W. P., a copy of which has been forwarded to the Secretary to the Committee for the better diffusion and advancement learning among the Mohammedans of India.

The Mohammedan community will doubtless peruse this letter with extreme pleasure, containing as it does a promise, should the project succeed, of Government aid under the grant-in-aid Rules.

That the project should succeed ought to be the earnest desire of every right minded Mohammedan, and it is earnestly hoped that all will come forward with donations according to their means. If they will only reflect that it requires but a very small sum from each individual to establish the proposed College, we feel sure that they will all respond heartily to the Committee's appeal for aid.

Our Government deserves the most hearty thanks of all followers of Islam for the interest which it shows in their welfare, and for its readiness to promote the establishment of a College intended as it is for the special benefit of the Mohammedans.

COPY.

No. 2394 A OF 1872.

From,

THE SECRETARY TO THE GOVT. OF THE  
N. W. Provinces.

To

THE DIRECTOR OF PUBLIC INSTRUCTION,  
N. W. Provinces.

Dated Nynee Tal, the 1st of July 1872.

GENERAL DEPARTMENT, N. W. P.

SIR,

I am directed to forward, for any remarks you may wish to offer, the accompanying letter dated 14th June, with enclosures, from Syed Ahmed Khan Baha-

مضمون نمبر ۸۸

مجتوزہ مدرستہ العلوم مسلمانان

چٹھی مندرجہ ذیل مرسلہ صاحب سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی بنام صاحب ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی جس کی نقل سکرٹری کمیٹی خراستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان کے پاس بھیجی گئی ہے واسطے اطلاع عوام کے مشتہر کی جاتی ہے \*

اس میں کچھ شعبہ نہیں ہے کہ تمام مسلمان اس چٹھی کو پڑھ کر بہت خوش ہونگے کیونکہ اس میں بشرط کامیابی اُس تدبیر کے جو مد نظر ہے یعنی بھالہ قائم ہو جائے مدرستہ مجتوزہ کے اس بات کا عمدہ گورنمنٹ کی طرف سے کیا گیا ہے کہ ہر وجہ قواعد گورنمنٹ ان ایڈ کے یعنی ہر وجہ اُن قواعد کے جن کے ہر وجہ گورنمنٹ مدرسوں میں مسادہ اُس آمدنی کے جو رعایا نے کی ہو روپیہ دینے سے مدد کرتی ہے اس مدرستہ کی بھی گورنمنٹ مدد کریگی \*

اس تدبیر کی کامیابی کی کوشش ہر ایک سچے مسلمان کو دل سے کرنی چاہیئے اور اُمید واثق ہے کہ ہر شخص اپنی حیثیت کے بموجب خود بخود کچھ نہ کچھ اس مدرستہ کے لیئے چندہ دیگا اگر مسلمان یہی خیال کریں کہ ہر ایک آدمی اگر توڑا توڑا چندہ دے تو یہی یہ مدرستہ مجتوزہ بخوبی قائم ہو جاوے گا تو ہر مکر یقین ہوتا ہے کہ تمام مسلمان بدل و جان اس مدرستہ کے قائم ہونے میں مدد کریں گے \*

تمام مسلمانوں پر نوحہ ہے کہ ہر شخص اُس ہوا خراہی کے جو گورنمنٹ اُن کی بھڑادی کے لیئے کرتی ہے اور نیز اس کالج کے قائم ہونے پر جو بانتظہریس مسلمانوں کے ذمہ کے لیئے ہے مدد کرنے پر آمادہ ہے گورنمنٹ کا شکریہ سچے دل سے ادا کریں \*

ترجمہ چٹھی مذکورہ بالا

نمبر ۲۳۹۴

حرف الف بابہ سنہ ۱۸۷۲ ع

از جانب سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی بنام

صاحب ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی مقام نیپنی تال

مرورہ یکم جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

جنرل ڈپارٹمنٹ ممالک مغربی و شمالی

حسب ہدایت گورنمنٹ میں آپ کی خدمت میں قلمہ چٹھی

معہ کاغذات متعلقہ اُس کے جو سید احمد خان بھادر سی ایس آئی

door, C. S. I., Secretary to the Select Committee for the better diffusion and advancement of learning among Mohammedans of India.

2. I am to observe that the Lieutenant-Governor will be prepared to take copies of the Pamphlet for distribution among the Educational Officers and Educational Committees in these Provinces.

3. I am to add that should the Society's efforts be successful in effecting the establishment of a Mohammedan College, on the projected footing, that is of imparting a liberal secular education, in addition to a religious education, the aid of Government could best be afforded in respect of the former on the basis of the grant-in-aid Rules.

I have, &c.,

(Sd.) C. A. ELLIOTT,

Secretary to the Government of  
the N. W. Provinces.

No. 2395 of 1872.

GENERAL DEPARTMENT OF THE N. W. P.

Dated Nynce Tal the 1st July, 1872.

ORDER.

Ordered that a copy of the foregoing be forwarded to the Secretary to the Select Committee for information in reply to his letter of 14th June with the remark that a copy of the Committee's Report, Rules, &c., has been forwarded to the Supreme Government as desired.

(Sd.) J. LLOYD,

For Secretary to the Govt. of the  
N. W. Provinces.

جواب ندیا — یہ کہ نہ میں خطاب کے لائق نہ تھا یا میرا خط  
لا جواب تھا \*

میرے پیارے مہدی میں آپ کو ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ جو خراب  
اثر مشرقی طریقہ تعلیم کا انسان کے دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اس  
سے آپ کبھی امید تو نہیں آپ سمجھتے ہیں کہ نبی آغا اڑماں مسلم  
کو امی محض رکھنے میں کیا حکمت تھی — یہی حکمت تھی کہ  
نوپرل فیش جو اندرونی چہروں کا جاری رہتا ہے اس کو کڑی

کوتری سلیکٹ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان نے  
سال کی ہی اس غرض سے بھیجتا ہوں کہ اگر آپ اس کی نسبت  
چھ کیفیت لکھنی چاہیں تو لکھیں \*

دفعہ ۷ یہ بات بھی آپ کو واضح رہے کہ جناب ثواب  
نٹنٹ گورنو بہادر رپورٹ سلیکٹ کمیٹی کی کتابیں جس کا ذکر اس  
مقام میں ہے اس مقصد سے لیوین گے کہ ان ممالک کے سررشتہ تعلیم  
نہروں اور تعلیم کی کمیٹیوں کو تسلیم کی جارہی ہے \*

دفعہ ۳ مجھے اس بات کے لکھنے کی بھی اجازت ہے کہ اگر  
میری کسی کوششوں سے وہ کالج قائم ہو جاوے جس کی تجویز ہو رہی  
ہے اور جس میں کہ عام دنیاوی علوم بشمول مذہبی علوم کے پڑھانے  
لاؤنگے تو گورنمنٹ بھی بخوبی عام دنیاوی علوم کی تعلیم کے لئے  
وجہ قواعد ”گورنمنٹ ان ایڈ“ کے اس مدرسہ کو مدد دیگی \*

دستخط سی اے الیٹ

سکوتری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

نمبر ۲۳۹۵

حرف الف بابت سنہ ۱۸۷۲ ع

جنرل ڈپارٹمنٹ ممالک مغربی و شمالی

مقام ٹینی ٹال — مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

حکم ہوا کہ اس چٹھی کی ایک نقل سکوتری سلیکٹ کمیٹی کے  
اس اطلاع اور نیز پیراب ان کی چٹھی مورخہ ۱۲ جون کے بھیجی  
بارے اور یہ بھی اطلاع دی جاوے کہ کمیٹی کی رپورٹ اور قواعد  
نیرہ کی ایک پورٹ ان کی درخواست کے بموجب سوپریم گورنمنٹ  
میں بھی ارسال کی گئی \*

دستخط جے لائیٹ

از طرف سکوتری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

نمبر ۸۹

خط

نوشته سید احمد

بنام

مولوی سید مہدی علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

پیارے مہدی — انوس اپنے مجھ کو بہت انتظار میں رکھا اور  
پڑے خط کا جو ۱۵ ربیع الثانی کے تہذیب الاخلاق میں چھپا کچھ

حقیقی معنی لفظ شجر کے ہمارے خیال میں آتے ہیں — فلان اسکا تو آپ اقراور ٹکریٹنگ بلکہ کوئی اور مراد شجر سے لگے پس جہاں آپ نے لفظ شجر سے اُس کے حقیقی معنی یا لالو اور کل کا بڑا ہوا درخت مراد نہ لیتے تو صرف وہ ایک تمثیل رہ جاوے گی — رسالہ الا مالہ منی دینی

کیا سچ — آپ یہ یقین کرتے ہیں کہ لفظ نبوت لہذا مراد ہے آپ کی حقیقت میں یہی مراد ہے کہ نعرہ باللہ حضرت آدم کی وہ چیز گواہی دے گی کہ نبی لایم دیکھا ہی دینے لگی تھی کیا حقیقت میں اُس سے ہوئے حضرت حوا کی شرمگاہ مراد ہے اگر ان الفاظ کو آپ اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل سمجھتے ہیں تو کفر و رنج اور غم کی بات ہے نہ آپ سا آدمی جو مہدی خدا نماں ہو مفسرین اور توجہ دہن نویسین کی ایسی بلاغت کی پیروی کرے کیا لفظ ”سورۃ“ کے اور معنی لایم عرب کی زبان میں نہیں ہیں اور کیا یہ لفظ اور معنوں میں مستعمل نہیں ہوتا ہے اسی سورۃ میں اور انہی لفظوں کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یوارى سواکم وریسا لیباس التقرى ذاک خیر ذاک من ایات اللہ لعلہم یشکروں یا بنی آدم لا یفتنکم الشیطان اما اخرج ابویکم من الجنة یزوع عنہما لیباسہما لعلہما یشکروں انہ یزوانہ ہو و قبیلہ من حیث لا یرئہم انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین

لا یؤمنون یعنی اللہ تعالیٰ سورۃ اعراف میں فرماتا ہے کہ رے آدم کے بچوں تمکو شیطان نہ بھکاے جس طرح کہ تمہارے ماں باپ کو بھشت میں سے (بھکاؤ) نکالا چھین لیا ان سے اُنکا لباس (یعنی لباس تقری) تانہ دکھارے اُنکو اُنکی ہوائیاں بے شک رہا اور اُسکا کنبہ تمکو دیکھتا ہے اسطرح پر کہ تم اُنکو نہیں دیکھتے بے شک ہم نے شیطانوں کو اُن لوگوں کا مربی کیا ہے جو ایمان نہیں لائے “

پس ان تمام آیتوں کو ملاؤ اور غور کرو کہ یہ سب تشبیہ و استعارہ ہے ان سے معنی حقیقی مراد نہیں ہیں جیسا کہ اور علماء نے بھی تسلیم کیا ہے پس اب تمثیل ہونے میں کیا بات رہی گئی رسالہ الا مالہ منی دینی

بھائی مہدی براے خدا آپ ذرا انصاف کریں کہ قرآن مجید کے یہ معنی لینے کہ جب آدم و حوا نے گھوٹ کے درخت کا پھل کھا لیا تو اُن کے اعضا مضروصہ دکھائی دینے لگے قرآن مجید کی خبری اور

۱۔ فی القاموس السوۃ الفرج والفاحشة والظلمۃ القبیحۃ

فی التفسیر الکبیر بدالمرۃ ثفاہیۃ سقرۃ العروۃ وزوال الباہ والجمہ والجمہ ان غرض من القامۃ تاک الیوسوۃ الی آدم زوال حرمتہ وذهاب منصبہ الخ

۲۔ لیباس تقریہما بدلیل قراءۃ تعالیٰ و لیباس التقری ذاک خیر

۳۔ ای الضلۃ القبیحۃ التی کانہ مستترا فیہما

پیرونی چیز مزاحم نہو اور جو کچھ باہر نکلے خالص بے میل ہو پس اب ہمیشہ نیچر کے — رجوعہ کے جاری رکھنے پر متوجہ رہا کریں اور جس علم کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ العلم حجاب الانوار اُس کے پیرو ہو کر نہو

مجھے یقین ہے کہ اب آپکا دل یہ بات کہتا ہوگا کہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجود خارج من الانسان مراد لی جاوے تو ضرور قرآن مجید کو نعرہ باللہ غلط یا خلاف واقع ماننا پڑیگا کیونکہ حقیقت میں کوئی وجود خارجی مغربی الانسان موجود نہیں ہے

اور یقینی آپکا دل اس بات پر بھی گواہی دیتا ہوگا کہ شیطان کے وجود خارجی ہونیکا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے جو ارگ اُس کے قائل ہونے میں انہوں نے خود اپنی ہی صورت آئینہ میں دیکھی ہے

اور یقینی آپ کا دل اس بات کی بھی تصدیق کرتا ہوگا کہ جو ارگ شیطان کے وجود خارجی کا دعویٰ کرتے ہیں اُس کا اثبات اُنہی کے ذمہ ہے اور اُن لوگوں کی دلیلوں کو جو اُس کے وجود خارجی سے منکر ہیں نالغ کہہ دینا اور اُن سے مخالفت کرنا اور اُن کی سمجھ اور فہم پر انسوس کرنا کافی نہیں ہے

اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپنے جو یہ الفاظ ارقام فرمائے ہیں کہ ”وجود جسمانی سے شیطان کے انکار کرنا کفر نہیں ہے گو بڑی غلطی اور نادانی ہے“ اب آپکو اس تھوڑے سے نہایت انسوس ہوا ہوگا پس ہمیشہ ایسی بات نہو اور کیا کرو کہ جس کے بعد انسوس نہو

اب یہ درسرا خط میں آپکو آدم کے قصہ کی نسبت لکھتا ہوں ممکن نہیں ہے کہ جو کچھ قرآن مجید میں لکھا ہے اُس سے بیان حال کے سوا اور کچھ مراد لیجاوے یا سمجھی جاسکے

پہلی قسم اللہ قرآن مجید میں لفظ قال کا یہ نسبت خدا اور فرشتوں اور شیطان کے آیا ہے تو ہی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ان تینوں کچھ لفظ قال کا اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل ہے کیونکہ کوئی شخص خدا کے قول کو مثل اقوال انسان مرکب صورت والفاظ سے یقین نہیں کر سکتا اور غالباً اقوال فرشتگان و شیطان کے بھی اس قسم کے نہ ہونگے پس اب لفظ قال سے کوئی اور معنی مراد ہو مجبور ترک کرنے معنی حقیقی کے جو کچھ نہ آدم و شیطان اور فرشتوں کی نسبت بیان ہوا ہے وہ قصہ اور حکایت نہیں ہونے کی بلکہ صرف حال رہ جاوے گا — رسالہ الا مالہ منی دینی

یہ لفظ شجر کا قرآن مجید میں موجود ہے کیا حقیقت میں وہ ایسا درخت تھا جیسا لالو مالکی اور کل کا بڑا ہوا کرتا ہے اور جیسا کہ

افظوں میں بیان کیے ہیں کہ ہر درجہ کے لوگوں کو یکساں نتیجہ اور یکساں روحانی تربیت حاصل ہوتی ہے \*

اس کی تصدیق سرگزشت آدم سے بطور پی حاصل ہی انسان کا نیچر جن قوتوں سے بنا ہے اور جو قوتیں بھلائی اور برائی کی اُس میں رہتی ہیں اور جس طرح کہ وہ اُن قوتوں پر قادر ہے اور جس طرح کہ وہ اُن قوتوں کے سبب سے مجبور ہے اُن کا بیان کرنا اور ہر درجہ کے لوگوں کو یکساں نتیجہ روحانی تربیت کا پہنچانا ایسا مشکل کام تھا جو انسان کی طاقت سے باہر تھا یہ خدا ہی کا کام تھا کہ اُس نے اُس کو ایسے لفظوں میں بیان کیا ہے کہ اگر عام آدمی یہ سمجھ لیں کہ انسان ایک وجود ہے اور شیطان ایک وجود علیحدہ ہے جو ہم کو تباہ دہائی دیتا ہے تو ہم کو وہ دیکھتا ہے اور ہم کو اس طرح چپکے سے بھکا دیتا ہے کہ ہم نہیں جانتے اور ہم کو گناہوں میں بھنسا دیتا ہے پس ہم کو چاہیئے کہ ایک ایسی تسبیح مثل شیطان کی دم کے لیکر لاجور پڑھتے رہیں اور دل کو اُس کے پھندے میں نہ آنے دیں بلکہ خدا کی فرمانبرداری اور عبادت میں مصروف رہیں تو اس سمجھ سے بھی وہی نتیجہ اور روحانی تربیت حاصل ہوگی جس طرح کہ ایک دانا نیچرل اسٹ اُس کی حقیقت کو خیال کرے اور سمجھ نہ وہ سب انسان کے نیچر کا بیان ہے جو تمثیلی لفظوں میں انسان کے نیچر کی زبان حال سے بیان ہوا ہے پس اس طرح سے بیان کرنا ایک بہت بڑا معجزہ قرآن مجید کا ہے مگر نقد اور انوس کی بات ہے کہ آپ نے اس کو بدعت لکھا ہے اگر حقیقت اسلام اور اسرار دین بدعت ہے تو معارف نہیں کہ ہدایت کیا ہوگی \*

آپ خیال کیجیئے کہ علماء سابقین اسلام کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اس قسم کے مطالب کا بیان کمتر کرتے تھے کچھ تو اُنکو بسبب شدت اتقا اور خوف مصیبت کے یہ وہم ہوتا تھا کہ جو کچھ حقیقت ہے سمجھتے ہیں شاید وہ حقیقت نہ ہو اور خدا کی صراحت نہ ہو اور اُس کے بیان سے ہم گنہگار ہوں اور کچھ اُنکو یہ خیال تھا کہ اُن باتوں کی حقیقت بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے کہ علم اور جملہ جو بکثرت ہیں وہ اُنہی لفظوں سے کافی روحانی تربیت حاصل کرتے ہیں اور جو عالم ہیں جیسے امام حجة الاسلام غزالی وغیرہ وہ خود اُنکی حقیقت جانتے ہیں اور کافی روحانی تربیت دیتے ہیں ان خیالات سے اُنہوں نے اُنہی الفاظ کو بیان کر دیا مناسب سمجھا جو قرآن مجید میں تھے اور اُنکی مراد کی نسبت کہدیا کہ خدا کو معلوم ہے ہم تو نام خدا پر ایمان لائے ہیں اور جو اُنکی حقیقت خدا کے علم میں ہو وہی ہمارا ایمان ہے \*

اس کے ادب اور اُس کے حکمت سے بھرے ہوئے ہونے پر یقین کرنا ہی یہ معنی لینے کہ اُس توفیق کی توفیق نے ظاہر کر دیا کہ انسان میں دانی ناموسانی کرنے کی برائی ہی قرآن کی بزرگی اور اُس کی عزت پر اُس کا حکمت و معرفت سے بھرا ہوا ہونا یقین کرنا ہے — اگر بے ہی معنی سچ ہوں تو مجبوری سے کہنا پڑیگا کہ ”سحق نہیں ہے“ ”معلوم شد“ ”حسرت کو چھوڑ بولنے بھی نہیں آتے“ چہ جائے دانی، کجا گہروں کھانا اور کجا اعضاء مضرہ کا دکھائی دینا — و ذہب اللہ منها \*

خدا کی عظمت و شان کو خیال کرنا اور پھر قصہ آدم کو دیکھ کر اور یہ کہ تمہارا دل یقین کرتا ہے کہ خدا میں اور فرشتوں میں ایسی برابری متاثر ہوا ہو جیسا کہ الفاظ ظاہری سے سمجھا جاتا ہے پس اُن الفاظ کے وہی معنی ہوں تو خدا میں اور فرشتوں میں خدائی بندگی کا ہیکر ہوئی ہتھیاروں کی تو میں میں ہوتی — اگر سچ ہو تو ہم کو اپنے نوکروں کی بھی شکایت نہیں رہنے کی کیونکہ دا کے نوکر ہمارے نوکروں سے بھی زیادہ ترے ہیں \*

اس تمام قصہ سے اگر بھی ظاہری معنی صراحت ہوں تو خدا کے مرتبہ اور تقدس اور تکریم میں بٹا لگتا ہے پس اسی اصول سے جو قائم کیا ہے کہ ایسی حالت میں عدول معنی حقیقی سے ضرور ہے یہ تمام قصہ تمثیلی رہ جاتا ہے نہ اصلی — و ماہو الا ما معنی ربی \*

اور اگر آپ نے اس بات کا یقین کر لیا ہے کہ (اور میں یقین نا ہوں کہ یقین کو لیا ہے) شیطان کا کوئی وجود خارج منسان نہیں ہے تو تو سرگزشت آدم کی تمثیلی اور بیان حال ہونے ہی کچھ کلام ہی نہ رہیگا — و ماہو الا ما المعنی ربی \*

آپ کی تحریر میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ”قرآن مجید میں نہ آدم اور درخت کے کھاتے اور ملائکہ کے سجدہ کرنے وغیرہ کا ہے مگر اُن کی کچھ زیادہ تر حقیقت خدا نے نہیں بتائی کہ درخت کیا تھا اور کھاتے سے کیا مراد ہے“ اور پھر اُس کے بعد ارقام مانتے ہو کہ ”اگر ایسی قاریل نصوص صریحہ کی کیجیے تو بالکل تیار ظاہر ہوئے سے اُتھے جارے“ ”بھائی یہاں ذرا انصاف کرو کہ رد ہی لکھتے ہو کہ ان چیزوں کی کچھ زیادہ تر حقیقت خدا نے ہی بتائی اور پھر اُن کو نصوص صریحہ کہتے ہو جب اُن کی حقیقت نہیں بتائی تو وہ نصوص صریحہ کیونکر ہوئیں قدر \*

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید تمام انسانوں کے لئے نازل کیا ہے ہر درجہ علم و عقل و فہم کے لوگ شامل ہیں اور معجزہ ہے کہ مضامین دقیقہ اور مسائل حکمیہ نیچر سے

تمہارے سامنے ہیں اور تم اُنکی حقیقت دریافت کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتے اور اُسکی غلطی و صحت پر آگاہ ہوتے ہو متوجہ نہیں ہوتے میں کہتا ہوں کہ تم میں جو علوم سے فارغ ہو چکے اور جنہوں نے پگڑی فضیلت کی سڑ پر پاندہ ای اہر جانکر جناب سیدنا و اُستادنا نے معقول و منقول کی سند بھی دیدی ذرا میرے ساتھ اسٹیشن پر چلو اور ایک انجین کو دیکھو اُس کے چلنے کا سبب بتاؤ شاید تم دیکھو ہی باتیں کر رہے جیسے کہ وہ دھقان جو اپنا ہل بیل چھوڑ کر اُسے دیکھکر حیرت زدہ ہو اور عامیانہ باتیں کرے نہ تم اُسکی دم سے واقف ہو گئے نہ سو سے پھر ذرا تارکھو ر کمرہ میں تشریف لیچو اور اُس کھربائی قوت کی حقیقت بتاؤ وہاں بھی سارے اظہار حیرت کے آپ لوگوں کے کچھ نہ ہوگا پس انوسوس کا مقام ہی یا نہیں کہ تمہارے معقولات اور ہندسہ اور حیثیات اور ریاضی اور طبیعت نے تمکو ایک عامی آدمی کے درجہ سے بھی نہیں بڑھایا اور ذرا بھی کوئی مادہ تحقیق کا نہیں دیا پس آپ کے علم و فضل سے کیا توقع کروم کی ترقی اور علم کی روشنی پھیلنے کی کیتارے \*

اے ہوشیار طالب علمو کیا خدا نے تمکو اُڑ قوسوں کی طرح مادہ تحقیق کا نہیں دیا ہی یا تمہارے دل و دماغ کو ان باتوں کے سمجھنے کے لائق نہیں بنایا میرے نزدیک شاید ساری دنیا میں ہماری ہی وہ قوم ہی کہ جسکے دل و دماغ کے برابر دوسرا نہیں — کیا یہ وہ قوم نہیں ہی جسنے یونانیوں کے چند مسائل سیکھے کر اُسے ایسی ترقی دی کہ اگر افلاطون و ارسطو زندہ ہوتے تو وہ بھی قدموں پر گرے کیا ہم لوگ وہ نہیں ہیں جنکے اجداد نے ساری دنیا کو معقولات کی روشنی سے منور کیا یورپ کا ملک کیا ہماری شاگردی پر کسی زمانہ میں غصہ نہ کرتا تھا کیا اب یہ بڑے بڑے محقق ہمارے اسلاف کے علم و فضل سے فیضیابی کا اقرار نہیں کرتے پس رننے کا مقام ہی کہ ایک ایسی باہمت اور عالی دماغ اور بلند حوصلہ قوم ایسی جسے اور ذلیل اور ایتو حالہ پر پھونچ جاوے کہ چاروں کے لڑکے کولبروں کے بچے اُپر ہنسیں اور اُن کے دل و دماغ کو علوم کی تحصیل کے لائق نہ جانیں سچ ہی ہے

خدا نے فرمایا ہی تنک الایام نداولہا بین الناس کیسی قوم کیسی ہواوے \* لیکن اس ذات و ادبار و جہالت کا سبب صرف تمہارا تعصب و تقلید ہی کوئی کہتا ہی کہ انگریزی پڑھنا منع ہی کوئی فرماتا ہی کہ علوم جدیدہ سیکھنا حرام ہی کوئی اس خیما میں مبتلا ہی کہ انگریزی مدرسوں میں تعلیم لینے سے مذہب جاتا رہیگا کوئی اس نقشہ میں سرمست ہی کہ تحقیق کرنے اور پڑانے خیالات کے چھوڑنے سے خرق اجماع کا الزام ہوگا اگر حقیقت میں تمہارا مذہب ایسا ہی بودا اور ناپائدار ہی اور وہ تمہارے نزدیک ایک طلسم کا کارخانہ ہی تو کب تک

یہ تم نہ خیال کرو کہ معاذ اللہ میں مذہبی تعلیم کو برا جانتا ہوں میں کانہ ہوں اگر ایسا خیال کروں بلکہ میں ہو مسلمان ہو فرض سمجھتا ہوں کہ وہ مذہبی تعلیم پادے اور اپنے دینیات میں کامل واقفیت حاصل کرے لیکن اگر میں متاسف ہوں تو صرف اُس کی طرز و طریق پر کیونکہ جو تنالیدی تعلیم تم حاصل کرتے ہو یہ حقایق دینی کے ادراک کے لیئے اور مسائل شرعی کی حقیقت پر پھونچنے کے لیئے نہ کافی ہی بلکہ مزاحم ہی انصاف کر کہ کیا حاصل ہوا تمکو تعلیم سے جبکہ تمہارے خیالات میں بلندی اور تمہاری عقل میں ترقی نہ ہوئی اور تمہارے دل نے اصل مذہب کی روشنی نہ پائی اور کیا فرق ہوا درمیان اُن عامیوں کے جو تمہاری تقلید کرتے ہیں اور درمیان تم عالموں فاضلوں کے جو تم اوروں کے پیچھے چلتے ہو پس اُس تعلیم سے جسنے تمکو کورانہ تقلید میں مبتلا کیا تمہارے مذہب کو کیا نائدہ ہوا \*

مگر حقیقت میں یہ ضرور تمہارا نہیں ہی وہ سلسلہ تعلیم کا ایسا ہی کہ جب تک بی مضبوطی اور دانشمندی اور ایمانی قوت سے اچھی اچھی تحقیق اُس میں اصلاح نہ کریں اور اُس کے حسن و خبیث سے بھٹ کرے دوسری راہ نہ بتاویں تب تک تم سوائے اِس کے کہ آنکھ بند کر کے اُسپر چار کیا کر سکتے ہو \*

خیر مذہبی تعلیم کو چھوڑ اب اپنے معقولی سلسلہ پر نظر کرو اور سوچو کہ تقلید نے اُسے بھی کس ایتو حالہ پر پھونچا دیا ہی اور اُس سے کیا نتیجہ تمکو حاصل ہوتا ہی تمہارا علم معقول چند یونانی مسائل کے جاننے پر منحصر ہی اور گنی ہوئی باتوں کی واقفیت پر اُس کا مدار ہی حقیقت میں معقولی کتابوں کے چند وزنوں کا اُلٹ پلٹ کر لینا اور غلطی کی طرح اُسی زبان سے کہدینا تمہارے علم کی انتہا ہی اور چند فلسفی باتوں کا جسکی حقیقت پر بھی ہرگز تم نہیں پھونچتے یاد کر لینا تمہارا مبالغہ عام ہی حساب میں اگر تمہنے خلاصۃ العصاب کی ضرب دیکھ سیکھے لی تم تعاسب ہو گئے شرح جغنی کے در جزو اور پڑے لیئے تو تم رشک بطامیوس بنئے مجسمی کے لفظ یاد ہوئے سے تم اپنے آپ کو افلاطون جانتے لگے مگر اے میرے عزیز تم اپنے اُن بھائیوں کو جو اسی مدرسہ میں ابتدائی تعلیم پاتے ہیں دیکھو اور اُنکی باتوں سے اپنے دقایق حایت کو مقابلہ کرو تب تمہیں معلوم ہو کہ تم کس غلطی میں پڑے ہو اے طالب علمو ذرا ان لوگوں سے عناصر کی حقیقت سنو تب اسطیقات اربعہ کی ماہیت جاننے پورخوش ہو ذرا طبیعات کے مسائل کا تجربہ کر دیکھو تب میڈنی اور صدرہ کی طبیعات پڑے لینے پر تاز کرو ذرا آسمان و زمین کا کوزہ جو اِس وقت اللہ تمہارے سامنے رکھا ہی ہاتھ میں اُٹھا کر اُسکی کیفیت پوچھو پھر اپنے میں کیا بات پڑے کہ آسمان زمین کے تپے مارا انوسوس ہی کہ یہ سب چیزیں

تم خود کیا کرو گے اور مدرسہ سے نکلنے کے بعد اپنی قوم کی کیا بھلائی کرو گے میرے نزدیک تمہارا معقول تو اس کام کا بھی نہیں کہ کسی علمی جلسہ میں بیٹھ کر بات سمجھنے کی بھی لیاقت اُس سے حاصل ہو چہ جائے کسی صنم و ہنر کے ایجاد کرنے کی توقع ہو یا کسی نئی تحقیقات کرنے کی امید ہو ہاں اُسکا یہ نتیجہ ہر سکتا ہی کہ جب تم اپنے مشرب کے چند تو عمر آدمی بیٹھو تو اُن کتابوں کے

حراشی اور ہرجوں اور زراٹہ نظروں سے بھٹ کر چٹنا سامت اپنی عمر و مزید ضایع کر رہا تمہارا معقول اُس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ کسی مسجد میں جا کر قصہ گوئی کرو گے جھوٹی جھوٹی باتیں دین کی کہہ کر نہایت ذات اور صبر کے ساتھ رشتیاں کھاؤ گے دنیا کی بوائی دنیا داروں سے نفرت کا عطر کہہ کر کوچہ بڑے قصائیوں کے سامنے اپنا دامن پہلاؤ گے شاہ نادر ایسے لوگ نکلیں گے جو سچا توکل کریں اور اپنے دل سے دنیا چھوڑ کر دیندار بنیں پس یہ نتیجہ تو تمہاری ذات کے لیئے ہوا رہی قوم کی بھلائی پس علم اور حکمت اور عقل کی ترقی کی تو تم سے کچھ امید نہیں کیونکہ وہ آٹھ ہی تمہارے پاس نہیں جس سے وہ کام ہو ہاں دین کی ترقی کا تم خیال کر سکتے ہو مگر میرے نزدیک سوائے اسکے کہ تم صبر اور جہالت اور تقلید کی ترقی ہو تمہاری ذات سے اور کچھ امید نہیں چند جہلا میں بیٹھ کر شیعہ کی باتیں کرو گے اُن کے دلوں میں جو تم صبر اور تقلید کی آگ ہی اُٹے اور مشتمل کرو گے نہ اخلاق میں تہذیب نہ عادات میں اصلاح نہ معاشرت کے طریقوں کی درستی نہ چال چلن میں شایستگی کی تم سے توقع ہو نہ غلط خیالات اور نہ بیہودہ ارہام کے در کر نیکی تم سے امید ہو کیونکہ تمہارے خود ہی ایسی تعلیم نہیں پائی دوسروں کو تم کیا تعلیم کرو گے \*

پس اے میرے بھائیو جب تک کہ تم تم صبر و تقلید نہ چھوڑو گے اور علوم جدیدہ کی تحصیل پر متوجہ نہ ہو گے تب تک تمہارا علم اور تمہارا جہل یکساں ہی \*

میں تمہاری بہت سامع حراشی کی اور شاید تم میں سے بعض کو نہایت غصہ دلایا مگر الحق مر حق کہنے نے مجھے اس کہنے کی امادہ کیا اگر یہ حالت تمہاری نہ ہوتی تو ہم سے ادنیٰ درجہ آدمیوں کو ایسی بڑی باتوں کی زبان سے نکالنے پر کب جواہر ہوتا

تم بھارے آج نہیں تک نہیں پرسوں وہ گوجاریکا اور ان نئے معقولوں سے جو یہ بچے سیکھتے جاتے ہیں وہ عالم درہم بزم ہوجاریکا مگر ہمارے نزدیک تو وہ ایک ایسا مضبوط قلعہ ہی جسکی بنیاد ہمالیہ پہاڑ کی چوٹی پر ہی ہے کہ طوفان قحط سے بھی اُسے صدمہ نہ پہونچے گا اور علوم کی تحصیل اور حقایق اشیا کی تحقیق سے اُسکا نور اور چمکیگا \*

اے میرے عزیز ذرا ہارون رشید اور خالد عباسیہ کے معذرت پر خیال کر ورامکہ کی علمی مجالسوں کو دیکھو کہ اُنہوں نے علم کی ترقی اور معقولات کی تحقیق میں کیا کیا کوششیں کیں اور اُنہوں نے اسی تحقیق کی بدولت اسلام کی کسی مروت ظاہر کی غزالی اور رازی اور یومانی اور نارابی اور حسن کیسے کیسے نامور ہوئے کہ جنکا نام اب بھی غیر قوم کا کوئی محقق بغیر تعظیم کے نہیں لیتا مگر انسوس ہزار انسوس کہ وہ لوگ مر گئے اُنکی جگہ ہم پیدا ہوئے حریفان بادشاہ خوردند و رفتند \* تہی خمشا تھا کردند و رفتند

لیکن اگر تم کہو کہ اب بھی تم اُنکی باتیں جانتے ہو اور اُنہیں کی تحقیقات کو پڑھتے ہو تو یہ غلطی ہی بہت سی باتوں میں فرق ہو گیا بہت سی چیزیں بدل گئیں تحقیقات اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئی اکثر چیزوں کی غلطیاں کھل گئیں اس واسطے کہ اپنے زمانہ کے خیال کے لحاظ سے محقق تھے مگر اب انکی تحقیقاتوں کے ماننے والے جاہل اور مقلد تھرینگے دیکھو بھلا میوس کیسا بڑا حکیم تھا مگر ذرا اُسکا جغرافیہ دیکھو اُسنے جو پراثری دنیا کا نقشہ کھینچا تھا اُسے ملاحظہ کرو اور اب کے جغرافیہ اور حال کی زمین کے کرے سے ملاؤ تو کتنا فرق پڑے گا کہ اگر اس زمانہ میں کوئی ایسے جغرافیہ کو لکھے تو وہ احقر تھیرے مگر سب اُس نامور حکیم کی اُس تحقیقات کو اُس کی مالی دماغی کا نتیجہ سمجھتے ہیں پس تم جو اس خیال میں مبتلا ہو کہ علم اگر پر تمام ہو گیا ساری تحقیقاتیں پورا نے لوگ کرو گے اب اُنکا جاننا ہی مقنا ہے علم ہی یہ قادانی ہی اس لیئے ذرا تم ان عامیانہ خیالات کو چھوڑ اور اپنی قوم کی جسے قدرنے میں کچھ باقی نہیں رہا دستگیری کر نہ کہ اور اُسکے فرق کرنے کی تدبیر کر \*

بھلا انصاف سے اسکا جواب دو کہ تم عالم بھی ہو گئے نقیہ بھی ہو گئے صدرہ شمس بارغہ پڑے کو جامع معقول بھی تھو چکے مگر اب

خیر خدا رحم کرے اور ہماری قوم کے لیئے یہی ترقی عام و دولت کی راہ نہوگی \*

نمبر ۹۱

## غلطی

ابطال غلامی کا آرٹیکل جو تہذیب الاخلاق کے متعدد پرچوں میں چھپا ہی اور جسکا نام ”تہذیب الاسلام من شین الامة و انظام“ ہی اُس آرٹیکل میں ایک بڑی غلطی ہم سے ہوگئی ہی \*

یعنی اُسکے باب ہفتم میں بذیل بیان ازدواج مطہرات کے ہمنے ایک حدیث صحیح مسلم سے نسبت حضرت جویریہ کے نقل کی ہی انوسس ہی کہ جس کتاب سے ہمنے اُس حدیث کو نقل کیا اُس میں غلطی تھی یعنی بجائے اس لفظ کے ”ناخبر ناملة نجات وہی جویریہ“ یہہ غلط لفظ لکھے ”ناخبر ناملة نجات وہی و جویریہ“ افسوس ہی کہ ہم نے اپنی جہالت سے اُسی غلط عبارت کی پیروی کی اُسی کو نقل کیا اور اُسی کو بطور ایک اختلاف کے لکھ دیا پس ہم اس خطا کا اور اپنی جہالت کا انثار کرتے ہیں اور ناظرین تہذیب الاخلاق سے اُمید کرتے ہیں کہ پرچہ مطبوعہ یکم شوال سنہ ۱۲۸۸ ھجری کے صفحہ ۱۵۶ کے کالم اول کی سطر اول لفظ صحیح مسلم سے پانچویں سطر کے لفظ ہو سکتا ہی تک اور سولہویں سطر سے اخیر کالم تک جو عبارت لکھی ہی اُسکو کاٹ دیں \*

اب ہم اپنے ذہنی مولوی علی بخش خاں صاحب سب آرٹیکل جج گورنپور کا شکر ادا کرتے ہیں جنکے نرمائے سے ہم اس غلطی سے متنبہ ہوئے \*

راۃ — م

سید احمد

## اشتہار

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان نے یہہ تجویز کی ہی کہ خاص واسطے تعلیم مسلمانوں کے شمال مغربی اضلاع میں چند جمع کرکے ایک بہت بڑا مدرسۃالعلوم قائم کرے جس میں دینی اور دنیوی تمام قسم کے علوم کی مسلمانوں کو تعلیم ہو \*

مگر اسیات کی تجویز کرنی ہی کہ کس شہر میں اُس مدرسہ کا قائم ہونا مناسب ہی اور ارادہ ہی کہ اُس مدرسہ کے مقام کا تفصیل جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں کی رائے دریافت کرنے کے بعد کیا جاوے اس لیئے یہہ اشتہار دیا جاتا ہی کہ مسلمانوں میں سے جس کا دل چاہے اس باب میں اپنی رائے لکھ کر راقم اثم کے پاس بمقام بنارس بھیج دے وہ سب رائیں کمیٹی میں پیش ہونگی مگر چونسا شہر اُس کے لیئے پسند کیا جاوے اُس کی ترجیح کی وجوہات بھی ارقام ہو اور خط جو بھیجا جاوے وہ بعد اداے محضول مرسل ہو ورنہ پیرنگ خطا رائس ہوگا \*

تمام اخبار نویسوں سے یہہ درخواست ہی کہ منتظر رفاہ عام اس اشتہار کو اپنے اپنے اخباروں میں مندرج فرمائیں اور ایڈیٹوران اخبار سے یہہ بھی اُمید ہی کہ وہ اپنی رائے یہ نسبت اس مقصود کے مندرج اخبار فرمائیں اور جس پرچہ اخبار میں وہ مقصود چھپے اُس کا ایک پرچہ از راہ عنایت بلاقیمت منتظر رفاہ عام راقم اثم پاس مرحمت فرمائیں کہ وہ تصدیق کمیٹی میں پیش ہوگی اور کمیٹی مسلمانان اُن کی اس عنایت کا تہایت شکر ادا کرے گی \*

وا — م

سید احمد

سکرٹری کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان  
مقام بنارس ۹ جولائی سنہ ۱۸۷۴ ع

## اشتہار

پرچہ ہائے تہذیب الاخلاق ابتداءً اجراء یعنی یکم شوال سنہ ۱۲۸۷ ھجری سے لغایت آخر ذیحصہ سنہ ۱۲۸۸ ھجری بابت سواہس کے بہ ترتیب ایک جلد میں مرتب واسطے فروخت کے موجود ہیں قیمت اُنکی پانچ روپیہ ہی جس صاحب کو اُس کی خریداری منظور ہو زر قیمت سید احمد خاں بہادر سی ایس ائی پاس بمقام بنارس بھیج کر پیچہ ہائے مذکور طلب کر لے \*

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوت میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا



# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۱۱ ]

یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[ جلد سوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضیت کے منایہ فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پناوس بھیجا جاوے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپ کر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اچھا ہے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو فطرت اوہام اُس قریٰ کے مانع ہیں وہ مٹا دی جائیں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے پورا چندہ خراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر کیا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو یہ پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

مضمون نمبر ۹۲

## عقاید مذہب اسلام

## عقیدۃ اول

تمام موجودات کا خالق یا اُن کے وجود کا سبب اخیر یا علت  
العلیٰ کوئی ہی اور اُسی کا نام ہی اللہ \*  
مذہب اسلام کا سب سے پہلا یہ عقیدہ ہے کہ تمام کائنات کا کوئی  
خالق ہی — یہ سب کچھ جو موجود ہی اور جس کو ہم کسی طرح  
جان سکتے ہیں یا سمجھ سکتے ہیں یا خیال کر سکتے ہیں ایک  
ایسے سلسلہ سے مربوط ہی کہ ایک کا وجود دوسرے پر اور دوسرے کا  
تیسرے پر منحصر ہی — پس ضرور ہی کہ یہ سلسلہ کسی اخیر  
وجود یا علت یا سبب پر منتهی ہو اور جس پر یہ منتهی ہو وہی  
خالق اور خدا اور رب العالمین ہی \*

اس بات پر یقین نہیں ہو سکتا کہ یہ سب کچھ جو موجود  
ہی خود آپ ہی اپنے وجود کی اخیر علت ہی — اگر موجودات میں  
سے ہر چیز اپنے وجود میں کسی دوسرے وجود کی محتاج نہ ہوتی یا  
کسی کا وجود کسی دوسرے وجود کا معلول نہ ہوتا تو شاید ہم ایسا  
یقین کر سکتے — مگر جب کہ ہر ایک چیز کو کسی علت کا معلول  
پاتے ہیں تو اُنہی چیزوں کے مجموعہ کو کس طرح کسی علتِ الٰہی کا  
معلول نہ سمجھیں \*

تمام چیزیں جو بوجودِ حقیقی موجود ہیں نہ محتاج ہیں نہ  
قابلِ عدم اگر وہ محتاج ہوتیں تو موجود کیوں ہوتیں اور اگر قابلِ  
عدم ہوتیں تو کبھی غیر موجود بھی ہوتیں \*

ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی موجود حقیقی کبھی معدوم نہیں ہوتا  
صرف عوارض یا صور کا تبدیل ہوتا رہتا ہی — پانی ہوا ہوجاتا  
ہی ہوا پانی بن جاتی ہی بہت سی چیزیں ہیں جو مٹی ہو جاتی  
ہیں اور پھر مٹی سے عجیب عجیب چیزیں پیدا ہوتی ہیں غرض کہ  
کوئی ہی معدوم نہیں ہوتی صرف عوارض یا صورت کا بدل ہوتا  
رہتا ہی پس اگر تمام موجودات کے عوارض نوعیہ یا شخصیہ معدوم  
ہوجاویں تو جو کچھ باقی رہیگا وہ نا قابلِ عدم ہوگا — و قد  
قال اللہ تبارک و تعالیٰ کل من علیہم فان و یبقی وجہ ربک  
ذوالجلال والا کرام \*

پلاشیہ اسبات کا فیصلہ نہیں ہو سکتا کہ تمام موجودات کے  
عوارض نوعیہ و شخصیہ کے معدوم ہونے کے بعد جو وجود نا قابلِ عدم  
باقی رہیگا وہ کیا ہی اور وہ ایک ہوگا یا کئی — مگر اُس بات کے  
فیصلہ نہ ہونے سے خالق کے وجود سے انکار نہیں ہو سکتا — کیونکہ

اُس نا قابلِ عدم موجود کی حقیقت کو یا اُس کی وحدت و کثرت کو  
خالق کے وجود کے ہونے یا نہ ہونے سے کچھ تعلق نہیں ہی \*

اگر وہ متعدد ہوں تو البتہ یہ سوال کرنا پڑیگا کہ قبولِ عوارض  
کی قوت خود اُنہی میں ہی یا کسی دوسرے موجود سے ہی — خود  
اُنہی میں تو ہم اسلئے نہیں مانتے کہ جب ہم تمام موجودات کو  
معہ عوارض نوعیہ و شخصیہ دیکھتے ہیں تو ایک کو دوسرے کا  
معادن پاتے ہیں پس اُن موجودات کے عوارض نوعیہ و شخصیہ کے  
معدوم تصور کرنے کے بعد جو متعدد وجود نا قابلِ عدم باقی رہینگے  
ضرور وہ بھی ایک دوسرے کے معادن ہونگے — مگر اُن کے ایسا  
ہونے کے لیئے بلا کسی علت مشترک کے کوئی وجہ نہیں ہی — اب  
کچھ شبہ نہیں رہتا کہ اُن میں اُس معادن کی علت مشترک کوئی  
اور وجود ہو اور اُسی وجود کو ہم کہتے ہیں اللہ \*

اور اگر وہ واحد ہو تو یہ سوال ہوگا کہ قبولِ عوارض کی قوت  
خود اُسی میں ہی یا کوئی دوسرا وجود اُسکی علت ہی — اگر اُسی میں  
ہو تو اُسی کا نام اللہ ہی — اور اگر دوسرا وجود اُس کی علت ہو  
تو اُسی علتِ الٰہی کا نام اللہ ہی \*

کبراء اسلام کی رائے اس میں مشغول رہی ہی انہوں کہتے ہیں  
کہ اُسی وجودِ ناقابلِ عدم میں دونوں قوتیں فعل و انفعال کی یعنی جسکو  
قوت قبولِ عوارض کہتے ہیں موجود ہیں اور اسی سبب سے وہ لوگ  
وحدت وجود کے قائل ہیں اور یوں کہتے ہیں —

خرد کرزہ و خرد کرزہ کرزہ کرزہ

خرد بوسر بازار خریدار پر آمد — بشکست و راس شد

اور بعضے کہتے ہیں کہ اُس قوتِ انفعال کی علت دوسرا وجود ہی اور  
اس سبب سے وہ لوگ وحدتِ شہد کے قائل ہیں مگر اصل یہ کہ —  
اُن بڑوں از خیال و قیاس گمان وہم

وز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

یہ حال ان دونوں مسئلوں میں کوئی سا مسئلہ صحیح ہو اس  
اسلامی مسئلہ میں کہ تمام موجودات کا کوئی خالق ہی کی طرح کا  
تبدیل نہیں آتا \*

وحدتِ شہد کے مسئلہ کو لوگوں نے کفر جانا ہی وہ اس دھوکے  
میں پڑے ہیں کہ اُس وجودِ ناقابلِ عدم کو بھی جس میں اُس قوت  
انفعال کی علت دوسرا وجود مانا ہی ازلی وابدی ماننا پڑیگا جو  
ٹھیک ٹھیک شرک ہی یا اُنکا مذہب ہی جو خدا اور مادہ موجود  
کو ازلی وابدی مانتے ہیں اور بعضی اُسکیو ظلمت اور نر سے تعبیر  
کرتے ہیں — مگر یہ اُن لوگوں کی سمجھ کی غلطی ہی کیونکہ  
معلول کا وجود علت کے وجود کے ساتھ لازم و ملزوم ہی — مگر جب

پڑا ہوا ہی دیکھ کر یقین کرتے ہیں کہ اُس کو سمیٹنے یہاں کالہ ہی تو ہم کیونکر اسباب پر یقین نہ کریں کہ ان سب چیزوں کو بھی جو انسان کی قدرت سے باہر ہیں کسی بڑے دانہ کاریگر نے بنایا ہی اور اُسی کاریگر کو ہم کہتے ہیں خدا \*

یہ خیال ہمارا جو خدا کے ہونے پر ہوا ہی اُس کو ایسی چیزوں نے پیدا کیا ہے جو ایک حقیقت ہیں یا یوں کہو کہ جو حقائق مصدقہ ہیں اور ہم نے اس قسم کے خیال کو ہمیشہ ٹھیک اور بعد تجربہ کے مطابق واقع کے پایا ہی اس لیے ہم اس خیال پر بھی یقین کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعد تجربہ کے بھی جب کہی نہ ہو یہ ہمارا خیال بالکل مطابق واقع کے ہوگا اور اسی لیے ہم اس کو خیال نہیں کہتے بلکہ یقین کہتے ہیں \*

پس یہ تمام موجودات عام عقل انسانی کے لیے بطوری اسباب کی رہنما ہیں کہ اُنکا کوئی خالق ہی اور اس لیے وجود خالق پر ایمان لانے کا ایسا مسئلہ ہی کہ عام عقل انسانی اُس کو بطوری سمجھ سکتی ہی اور اسی سبب سے انسان اُس پر ایمان لائیکر مکلف ہوا ہی۔ اگر یہ مسئلہ عقل انسانی میں آئیے یا یوں کہو کہ انسان کی سمجھ کے لائق نہ تھا تو انسان ہرگز اس مسئلہ پر ایمان لانے کو مکلف نہ کیا جاتا۔ کہما قال اللہ تعالیٰ لایکلف اللہ نفسا الا وسمہا \*

پانی اسلام کا یہ منشاء نہیں ہی کہ وجود صانع کا مسئلہ انسان بغیر سمجھ مان لیں یا اس وجہ سے اُس کو تسلیم کر لیں نہ پیغمبروں نے فرمایا ہی — بلکہ پانی اسلام صاف صاف انہی موجودات کی دلیلوں سے اور نہ پتہ یعنی قدرت اور نظرات کے معانیات کو بتلا کر اور دکھلا دکھلا کر وجود صانع پر ایمان لانے کو کہتا ہی \*

کس پکاری اور سچی زبان سے فرمایا ہی کہ ”اُسی کی نشانیوں میں سے ہی کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اب تم انسان ہو جا بجا پہلے ہوئے \*

”اُسی کی نشانیوں میں سے ہی کہ تمہارے لیے تم ہی سا جزا پیدا کیا تاکہ اُس سے دل کو چین رہے اور ایک عجیب قسم کی محبت اور دل کی پگلاہٹ تم میں رکھی سمجھنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں “ \*

”اُسی کی نشانیوں میں ہی آسمان و زمین کا پیدا کرنا تمہاری دلیلیں کا تمہاری رنگتوں کا مختلف ہونا اسی بات میں تمام دنیا کے لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں “ \*

”اُسی کی نشانیوں میں سے رات کو تمہارا سو رہنا اور دن کو روتی کے دھندے میں لگنا “ \*

معاملہ کا وجود عام کے وجود کے سبب سے ہی تو شک کہاں رہا علم ازلی و ابدی کا معاملہ بھی ازلی و ابدی ہی — ہم تم بھی جبکہ علم ازلی و ابدی کے معاملہ میں تو ازلی و ابدی ہیں — تم بھی ازلی و ابدی ہو — ہم بھی ازلی و ابدی ہیں —

مضائق شدیم و با خالق گشتیم

چاہیکہ خدا بود من ہم یردیم

پس انہی موجودات کے وجود سے ہم خالق پر یقین کرتے ہیں \*

اس پر کہا جاسکتا ہی نہ یہ تو یقین نہیں ہی بلکہ ایک خیال ہی جس کا تجربہ نہیں ہوا اور خیال کے مفہوم میں امکان اسباب کا کہ بعد تجربہ کے وہ مطابق واقع کے ہو یا نہ ہو دونوں داخل ہیں — ہم نے اس خیال کا تجربہ نہیں کیا پھر اس کے مطابق واقع ہونے پر یونکر یقین ہو سکتا ہی \*

یہ کہنا سچ ہی مگر ہمارے خیالات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جنکو خود ہماری طبیعتوں نے پیدا کیا ہو یا اسباب غیر مصدقہ خیالیہ سے ہم میں پیدا ہوئے ہوں — بلاشبہ اس قسم کے خیال کے مفہوم میں امکان اسباب کا نہ بعد تجربہ کے مطابق واقع کے ہو یا نہ داخل ہی — مگر ہمارے خیالات جو دوسری قسم کے ہیں جنکو نہ از خود ہماری طبیعتوں نے پیدا کیا ہی اور نہ وہ اسباب غیر مصدقہ خیالیہ سے ہم میں پیدا ہوئے ہیں بلکہ اُنکو کسی دوسرے حقائق مصدقہ نے پیدا کیا ہی وہ ہمیشہ ہوتے ہیں اور بالکل مطابق واقع کے بعد تجربہ کے \*

جبکہ ہم سنتے ہیں ایک آواز یا دیکھتے ہیں ایک دھواں تو ہم خیال کرتے ہیں کہ وہاں ہی ایک آواز کرنے والا یا وہاں ہی ایک آگ — ہمارا ایسا خیال کرنا بھی ایک خیال ہی مگر اس قسم کا نہیں ہی جو از خود ہماری طبیعت میں آ گیا ہو یا اسباب غیر مصدقہ خیالیہ سے ہم میں پیدا کیا ہو بلکہ ایک ایسا خیال ہی جس کو دوسرے حقائق مصدقہ نے پیدا کیا ہی — ہمارا ایسا خیال ہمیشہ ہوتا ہی ٹھیک اور بعد تجربہ کے بالکل مطابق واقع کے اگر ہم نے خود اُس چیز میں جس نے ہم میں ایسا خیال پیدا کیا ہی غلطی نہ کی ہو \*

جبکہ ہم پاتے ہیں چند چیزوں کو ایک جگہ ترتیب سے رکھا ہوا یا خوبصورت بنا ہوا تو ہم یقین کرتے ہیں کہ اُن کا کوئی رکھنے والا یا بنانے والا ہی — پھر جب ہم دیکھتے ہیں اس تمام موجودات پر ایسی عمدہ ترتیب سے رکھا ہوا اور ایسی حکمت سے بنا ہوا اور ایسی خوبصورتی سے ڈھلا ہوا تو یقین کر سکتے ہیں کہ کوئی اُنکا ترتیب دینے والا اور بنانے والا ہی — جبکہ ہم ایک پتھر کو جو رستہ میں



ستر کرور سے اُنکو مقرب کیا امام ہانہ رحمۃ اللہ نے نسبت لوگوں نے حدیثیں تک بنائیں اور اضر من الہلس کا کلمہ خارج کی زبان سے اُنکی پاک جناب کی طرف منسوب کیا پھر یوں سے بڑھتے یا بڑھتے سو رہ تھیں میں ڈولائے گئے اور حق گمراہی کے پیچھے ذلیل ہوئے امام احمد بن حنبل کی خلق قرآن کے مسئلہ میں جو کچھ تکفیر ہوئی اور جو مہیبہ اُن پر پھرتھی وہ بیان کے لائق نہیں امام محمد اسمعیل بشاری جنکی کتاب کا آج اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری لقب ہی حدیث کی بدولت در در مارے پورے اور جلا وطن ہوئے یازید بسطامی بسطام سے علما کے فتویٰ کی برکت سے یہ تہمت زندہ سات مرتبہ نکالے گئے فوالنور مصری زندیق ٹھوکر مصر سے مقید کیئے گئے۔ سہل ابن عبداللہ تستری فکر کی تہمت سے جیلخانہ میں مار کاٹے گئے جنید بغدادی توحید کے مسئلہ پر زندان میں پڑ کر مر گئے امام ابوالحسن شاذلی زندیق ٹھوکر مصر میں مقید ہوئے امام حجة الاسلام غزالی پر تکفیر کی تہمت ہوئی اور جو کچھ حال حضرات موحیدین اور ارباب تصوف کا جو جامع معقول منقول ہیں ہوا ہی وہ سب جو ظاہر ہی پس العلماء ورتقا الانبیاء کا معقولہ اُنہیں علما پر صادق ہی جنہوں سے نصیحت اور واسطہ گمراہی کے سبب سے بلا اور مصیبت جو اصلی مہراث انبیاء کی ہی پائی اور حق کے ظاہر کرنے میں کسیکی حیا و شرم نہ کی ولہم صافیل ماکان کھور و ناصح فی مصر تھا الاکان لا عدو من السفلیۃ \*

دانش  
تجلی ملی سہرامی

نمبر ۹۳

## ایک مسلمان کے خیالات

ان دنوں میں میٹھے ایک کتاب دیکھی جس کے پشتے پر سنہری حروف سے لکھا ہوا تھا ”تہذیب الاخلاق“ بے اختیار میرا دل خوش ہوا اور اُس پاک صحیفہ کو جسے چند الہامی آدمیوں نے سوا برس کی مدت میں بذریعہ الہام کے لکھا ہی تھا یہ فور سے پڑھا یہ شبہ مضمون اُس کا تعجب خیز مطالب اُس کا حیرت انگیز عبارت اُس کی صاف اور شستہ دھنگ اُس کے لکھنے کا نفا اور مددہ تصویر میں ایک خاص تاثیر ہی اُس کا پائی اپنے آپ کو مصالح دین و دنیا سمجھ کر اُن دینی باتوں کو جو رسم و رواج سے ملکر ایک خاص خاصیت پر ہو گئی ہیں یا اُن چیزوں کو جو مذهب میں داخل نہ تھیں اور اُس میں مل گئی ہیں اصلاح کر کے اپنی اصلی حالت پر لانے کا ارادہ کرتا ہی اور اُن چیزوں کو جو اخلاق اور حسن معاشرت اور باہمی برتاؤ اور معاملات میں تقہ اور خرابی پیدا کرنے والی ہیں دوست کرنے میں اپنی سعی ظاہر کرتا ہی اور ہلاکت پہنچے دروزں ارادے نیک اور مقید اور قابل تعریف کے ہیں اور اس سبب سے وہ مستحق ہی کہ اُسے سعادت و نافرور یا مصالح دین یا سعادت دیرہ صدی + کہا جاوے \*

† مجتدد کے سال کا حساب ہوتا ہی سال ہشت یعنی ثبوت سے اور اس سبب سے یہ شخص تیرہویں صدی کا مجتدد نہیں ہی بلکہ ٹھیک چودھویں صدی کا مجتدد ہی ۱۲ مہتمم

قدم رہا اور یہ خیال کر کے کہ اگر میں کامیاب ہوا تو نقد نوبت نور عظیم اور اگر اپنے جیٹے جی مراد پر نہ پھرتھا اور دل کی حسرت دل کے ساتھ لیکھا تو نقد و نفع اجری علی اللہ اپنے کام میں مصروف رہا نہ اپنی قوم کے جگر خراش طعنوں کو سنکر اُنکی نصیحت چھوڑی نہ اُنکی لعنت و ملامت کی باتوں پر خیال کر کے اُنکی خیر خواہی سے باز رہا تو تھوڑے ہی دنوں میں اُسکی سچائی اور نیک نیتی اپنا نتیجہ دکھائی ہی کچھ کچھ لوگ اُسکی نصیحت کو سننے لگے ہیں چٹکے چٹکے اُسکی باتوں کی تصدیق کرتے جاتے ہیں یہاں تک کہ آخر اُسکی لعنت و رحمت سے اور اُسکی ہجو و ستائش سے مبدل ہو جاتی ہی اور پھر وہی قوم اُسے اپنے نظر و عزت کا ذریعہ سمجھتی ہی چنانچہ جتنے ناصح اور مصلح اور خیر خواہ اپنی قوم کے ہوتے ہیں اُنکے تاریخی حالات ہمارے اس قول پر شاہد ہیں اُنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی صاحب ہمت ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم کی بھلائی پر کمز پاندھی ہو اور اُسی قوم کے ملامت کے تیروں کا نشانہ نہ بنا ہو اور جنکی خیر خواہی پر مستعد ہوا ہو اُنہیں نے اُسے اپنا دشمن نہ جانا ہو \*

جو بلند حرصاء عالی دماغ ایسا ہوا ہی جس نے کسی زمانہ میں اپنے سچے اور صاف خیالات کو تمام لوگوں کے خیالات کے مقابل صاف صاف ظاہر کیا اور نفاق اور حیلہ کا لباس اوتار کر تہذیب صداقت اور ایمان سے اپنے دلی عقاید کو ملائیم بیان کیا نہ کفر کے فتویٰ سے ڈرا نہ دار پر چڑھنے اور شکنجہ عذاب میں رہنے سے خائف ہوا اور اپنی زبان کو اپنے دل کا ترجمان بنا کر حق گوئی سے نہ رکا اُس نے کرنسی مصیبت اپنی قوم سے نہیں پائی اور کرنسی روحانی یا جسمانی تکلیف اُنکے ہاتھوں سے نہیں اُٹھائی دے بڑے بڑے امام اور عارف جو آج اسلام کے تاج کے روشن مرتبی سمجھے جاتے ہیں کیا اپنے زمانہ میں زندیق اور مودت نہیں ٹھوڑے اور دے مالی درجہ کے محقق مدقن جو اب نظر الاسلام اور حجة الاسلام سمجھے جاتے ہیں کیا اپنے وقت میں کانر اور ملحد مشہور نہیں ہوئے جہاں تک ہم بڑے بڑے لوگوں کے حالات پر خیال کرتے ہیں سب کو حسد اور جھل کی عداوت کا نشانہ پاتے ہیں دیکھو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو آج ہمرتبہ نبی معصوم سمجھے جاتے ہیں اور جنکی تقلید کا ہار آج ہرگزور آدمی کے گلے میں ہی صاحب الزوالے ٹھرایا وہ رہ باتیں اُن کی طرف منسوب ہیں جنکی نقل ہو، بے ادبی ہی امام مالک نے پچیس برس طبعہ کرنے والوں کے حیرت سے مسجد کا رہنا اور جمعہ و جماعت میں شریک ہونا چھوڑا تیسرے بھی جعفر ابن سلیمان نے ستایا اور بیعتی کے ساتھ اُوت پر سزار کر کے کچھ بکچھ پھرایا اور طلاق مکرر کے سچے مسئلہ کہنے پر

## ایک مسلمان کے خیالات یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ایک مسلمان کے خیالات

ٹھیک ہی کہ مذہب سچا رہی ہی جو بالکل عقل کے مطابق ہو مگر اُس بات پر اطمینان کر لینا جنہیں ہم نے معقول جانا ہی غیر ممکن ہی \*  
 میرے دل میں یہ بھی خیال آیا کہ اگر عقل دھمائی کے لیئے

کافی ہوتی تو بعثت انبیاء کی ضرورت کیا تھی اور اگر حاکم اور حکیم ہی اپنی عقل و حکمت سے نیک و بد کی تمیز کر لیتے تو پھر وہی سب سے بڑھکر خدا شناس ہوتے حالانکہ وہی سب سے زیادہ انبیاء کے منکر ہوتے ہیں اس سے مجھے یہ شبہ ہوا کہ جس عقل کو ہم رہنما جانتے ہیں حقیقت میں وہ دھڑن ہی \*  
 پھر میں نے یہ خیال کیا کہ اگر عقل دھڑن ہی تو کیا بے عقلی اور نادانی اور جہالت رہنما ہی اور وہ چیز جسے خدا نے انسان کے ساتھ مخصوص کر دیا ہی اور جسکے سبب سے اس خاک کے پتلے کو اپنی باتوں کا معرہ بنایا ہی انسان کے نیک و بد کی تمیز میں یہ سچا کہ نہیں بلاشبہ عقل دھنما اور انبیاء کی نبوت ثابت کرنے اور بعثت کی ضرورت کو تسلیم کرنے کے سواے عقل کے دوسرا کوئی ذریعہ نہیں ہی لیکن ہو بات کا عقل میں آجانا اور وہ چیز کی ہو شخص کو تحقیق کر لینا انسان کی قدرت سے باہر ہی اسلیئے انبیاء کا قول ہماری عقل پر مقدم ہی اور اُن کی باتیں ہماری تحقیقات پر غالب ہیں کیونکہ عقل غلطی سے مستحضر نہیں اور انبیاء خالص سے معصوم ہیں \*  
 اس خیال کو میری اِس بات سے آڑ ہوئی تو یہی کہ میں نے بہت سی باتیں انبیاء کی دیکھی ہیں اور اُس کی تطبیق عقل سے ہی لیکن میں اُس میں کامیاب نہ ہوا میرے دل نے سچا کہ نواز کے پانچ رتوں کا روزہ کے رمضان میں ہونے کا ایک ابوالہیم کے پٹائے ہوئے گھو کے طواف کرنے کا خدا کی یاد کی ایک صورت خاص قرار دینے کا سو کیا ہی میری عقل میں کوئی شبہ نہ آیا اور ہڑے بڑے محققوں کے اسرار و نکات کو دیکھا کسی پر قلمی اطمینان نہوا مگر پھر مجھے یہ خیال ہوا کہ ازل تو یہ اصول مذہب نہیں ہیں بلکہ مذہب کی تنظیم اور تکمیل کرنے والے ہیں اور دین کے شمار و علس ہیں اسلیئے نجات الہی جو نتیجہ سچے مذہب کا ہی اس پر منحصر نہیں اور بلا باز پرس یا بعد باز پرس اور ایک معین زمانہ کے مذاب کی خلاصی ہونی ضروریات سے ہی اور دوسرے اس میں سے کوئی بات عقل کے مخالف نہیں کیونکہ عقل کے مخالف تو وہ بات ہی جو یا واقع کے خلاف ہو یا اصول اخلاق اور حسن معاشرت اور باہمی یوتاؤ اور حکمت منواری اور اصول مذہبی کے مضر ہو مگر خدا کی یاد کے لیئے وقف مقرر کر دینا یا چند روز کے لیئے ایک وقف خاص تک ترک آب و طعام کوئی اور عالم و خاص کو ان قیدوں کا عقید رکھنا اور لوگوں کا تواض و واجبات کا پابند کرنا اور غفلت سے روکنا نہ عقل کے مخالف ہی بلکہ بالکل عقل کے مطابق اور حقیقت میں نیچر کے موافق ہی کیونکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے انسان کی تزیین میں ایک ہی قسم

\* میں نے اس معجزہ سے سنا ہی کہ وہ کہتا تھا کہ جہاں مذہب و عقل کا ذکر ہو وہاں کبھی عقلی سے بھٹ مٹا نہیں بلکہ عقل انسانی سے بھٹ کر پرس ہماری عقل اِس مقام پر کہتا اِس معجزہ کے مشرب کے پر خلاف ہی ۱۲ مہتمم

اُس نے مذہبی خیالات کو ایک دل پر اُتر کرنے والی عبارت میں جس کا عنوان ہی ”انسان کے خیالات“ ایسا ظاہر کر دیا ہی جیسا کہ ایک فرد کو گرانہ کسی کی تشبیہ کھینچ کر اُس کی صورت کو دکھا دیتا ہو اور اُس نے تکیہ اور حسن معاشرت کی خوبی اور دین و دنیا کے باہمی ارتباط کو اُن صاف اُس صاف سیدھے نظروں میں بیان کیا ہی جس کی سرخی ”ایک نادان خدا پرست اور داؤا دنیادار کی حکایت“ اور ”دین دنیا کا رشتہ“ بلا شبہ یہ مضمون ایسے ہیں کہ اگر ناراضی اور بے مروتی اور دیگر فلاسفہ اسلام بھی چاہتے تو شاید اس سے زیادہ بے لکھ سکتے اور ان دوسروں کو جو مثل حدیث و قدم کے ایک دوسرے ک تقیض ہیں ایک مضمون پر نہ بٹھا سکتے پس آفریں ہی ا س زناور کے مدد کے خیالات پر اُس حیرت ہی اُس مصالح اور معقن کی مالکی دماغی پر یہت سا زمانہ چاہیئے کہ آسمان چکر کھارے اور اپنا دورہ تمام کرے کہ ایک ایسا فلسفی دانشمند پیدا ہو \*  
 میں نے اُس کی باتوں کو دیکھ کر اول ازل تو یہ خیال کیا کہ یہ روشن ضمیر حکیم صرف اپنی ذاتی شہرت اور عزت کا طالبکار ہی اور اُسی شوق نے اُس کو اس بوالعجبی پر بوانگیختہ کیا ہی مگر جب میں نے دیکھا کہ وہی خیال اُس کی ذلت اور تعقیر کا سبب ہی اور انہیں باتوں سے اُس کے ہم قدم آئے برا جانتے ہیں مگر وہ باز نہیں آتا تو میں نے خیال کیا کہ اس پر یہی باز نونہا اُس کا اور کوئی سنے یا نہ سنے اُس کا منادی کیئے جانا ہی اس بات کو دکھاتا ہی کہ نہ وہ شہرت کا طالب ہی نہ چہرٹی عزت کا خواہاں ہی تب میں یقین کیا کہ ضرور اُس کے دل میں یہ بات سماگئی ہی کہ ہماری قوم کی دینی اور دنیاوی حالتیں ابتر اور خراب ہوگئی ہیں اور بغیر اس کے کہ نہایت صلابت اور جبر کے ساتھ وہ دور کی جاریں اُن کا ازالہ غیر ممکن ہی وہ اس اصلاح پر مستعد ہوا ہی پس اگر اصلاح کر لی فقد ناز نرزا عظیم اگر اسی پر دایم اجل کو لیک کہا اور دنیا سے کوچ کیا بعد رفع اجرہ علی اللہ \*  
 مجھے اُس کے مضمونوں کے دیکھنے سے بے انتہا خیالات پیدا ہوئے اور طرح طرح کی مفید اور مضر باتیں میری آنکھوں کے سامنے آئیں اور مختلف اور متناقض ضرورت میرے دل میں گذرے اور اب یہی میرے دل کی وہ کیفیت ہی جو کہ اُس عاشق کے دل کی ہوتی ہی جسے نہ مصہرب کے وصال کی امید ہو نہ اُس کے مٹنے سے کامل مایوسی ہو \*

اُس مصالح نے دین کی اصلاح کے لیئے یہ ایک عمدہ اصول قرار دیا ہی کہ مذہب سچا رہی ہی جو بالکل عقل کے مطابق ہو اور پھر دعویٰ کیا ہی کہ مذہب اسلام ایسا ہی ہی لیکن حقیقت میں یہ ایک ایسا دعویٰ ہی کہ جس کا ثابت کرنا نہایت مشکل ہی کیونکہ عقل کو ہم و شک سے پاک کرنا اور معقولات کو وہمیات سے جدا کر لینا ایسا مشکل ہی کہ تزیین بے محال ہی پس اگر یہ اصول نہایت

\* اُس معجزہ کا قول یہ نہیں ہی کہ سچا مذہب وہ ہی جو عقل کے مطابق ہو بلکہ اُس کا یہ قول ہی کہ جو نیچر کے یعنی قدرت و نظرت کے مطابق ہو اور اِس لیئے وہ مشکلات جو یہاں بیان ہوئی ہیں رافع نہیں ہوتیں ۱۲ مہتمم

پھر میں اس سوچ میں گیا کہ تمام عالم ناضل امام پیشوا دین کے اُن باتوں کو مانتے آئے ہیں اور میرا خیال بالکل اُن کے مخالف ہے تو یہہ تطبیق دین کی عقل سے تطبیق تو نہیں ہی بلکہ تبدیلی اور تعریف ہی تطبیق تو وہ ہوتی کہ جب اصل باتیں مذہب کی بھی بدستور قائم رہتی ہیں اور اُس کے اصول بھی مطابق ہو جاتے مگر پھر یہہ خیال آیا کہ ان باتوں کو اصول مذہب سمجھتے ہیں تو ہمارا ہی قصور ہی کیونکہ مذہب تو اصل میں وہ ہی جو خدا نے بنایا ہو اور جن باتوں کو ہم نے اصول مذہب ٹھہرا رکھا ہے وہ تو صریح اور صاف آیتوں سے خدا کی مخالفت ہیں پس اگر وہی سمجھہ کی غلطی اور اُن کی نہم و رائے کے تصور سے مذہب میں شک کرنا نادانی ہی \* کہنا

پھر یہہ شیعہ دل میں پیدا ہوا کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ حاربی اُسٹ محمدی کا ضلالت ہو یا غلطی ہو اجماع دھارہ جو بات حقیقت میں مذہب کی نہ تھی وہ اصول مذہب میں داخل کر دی گئی مگر آجیوت یہہ خیال آیا کہ یہہ دعویٰ تو وہ کر سکتا ہے جس نے سارے علمائے فقہا کی ساری تالیفات دیکھ لی ہوں اور جس قدر دنیا میں اب تک لوگ گذرے اُن کے مذہبی خیالات پر اطلاع حاصل کی ہو ہماری واقفیت تو ایسی مصدرہ ہے کہ ہم لاکھ حصہ میں سے دس حصہ کی واقفیت کا بھی دعویٰ نہیں کر سکتے اب تک یہہ باتیں عربی زبان میں ہونے اور کتابوں کے نہ ماننے سے پوشیدہ رہیں اور سوائے ایک خاص گروہ کے اُس کی اشاعت نہوئی اور تقلید نے اُن کو بھی تحقیق سے روکا اور اُنہوں نے ہیجڑ ایک خاص تقلیدی تعلیم کے اور اپنے خیالات کی سوانحیات کے کسی اُڑ پات کی تحقیق بھی نہ کی اور اگر کچھ لوگ محقق اور عالی دماغ پیدا ہوئے اُنکی تحقیقاتوں کا اظہار نہ ہونے پایا کفر و ارتداد کے فتوے نے اُن کی کتابوں کو جلا دیا تقلیدی فقہاء کی حب جہان نے اُنہوں کو تحقیق پر مستعد نہ ہونے دیا لیکن اس پر بھی محقق اپنا اپنا کام کر گئے نہ اب اُن کی تحقیقاتیں گمنامی کے صندوق سے باہر ہوتی جاتی ہیں ان سب پر ایک اُڑ مشکل اب تک یہہ تھی کہ اکثر باتوں کی صحت و غلطی جیسی ہے اب ہاھو ہوئی اُس زمانہ تک ہاھو تھ ہوئی تھی اس لئے انٹر متحققین کو اُس کا خیال نہ ہوا نہ اُنہوں نے اُس پر توجہ نہ کی اسی واسطے بہت سی باتیں ویسی ہی غلط ملط رہ گئیں مگر اب جب کہ بہت سی باتیں ٹھل گئیں تو ہمارا تحقیقات نہ کرنا اور چند عالموں کی باتوں پر ساری خدائی کے خیالات کو خیال کر لینا ہماری ہی نادانی ہی نہ یہہ اُمت محمدی کا ضلالت پر اجماع کا سمجھنا ہی نہ سارے علماء محققین کو گمراہ جاننا ہی \*

پھر مینے خیال کیا کہ اگر یہہ اصول صحیح ہی تو دین میں ایک بڑا انقلاب ہوگا اور مذہبی معاملات میں یوم تبدل الارض غیر الارض کی کیفیت نظر آوے گی بہت سے تپ خانے دہیوں کے ڈھیر بہت سے گھر امامان کے بے چراغ ہو جائیں گے اور جب ایسا ہوا تو ایک بڑا زلزلہ ارکان دین میں پیدا ہوگا مگر پھر میں سوچا کہ ہو بگڑی ہوئی چیز کی ایسی ہی شکل ہے اصلاح ہوتی آئی ہی لیکن حقیقت میں نہ یہہ دین میں انقلاب ہی نہ ارکان اسلام کے زلزلہ ہی بلکہ اسلام کے چہرہ کے حجاب اور پردے در کرنا اور اُس کی

کی چیز نہیں رہی بلکہ بعض اشد ضروری بعض ضروری بعض صرف اُس کے حسن و جمال کی تکمیل کے لئے مثلاً دل و دماغ انسان کی زندگی کے لئے اشد ضروری ہیں آنکھ ناک کان وغیرہ اُسکی زندگی کے پورے ہونے کے لئے ضروری ہیں باقی اُڑ بہت سی چیزیں مثلاً خط و خال اور مژگان و آہر وغیرہ کے صرف واسطے اُس کے حسن و جمال کے ہیں پس دین و مذہب کو بھی ایک ایسا ہی جسم سمجھنا چاہیئے جسکی زندگی کے واسطے بعض چیزیں اشد ضروری ہیں مثلاً توحید اور اقرار تبارت کے بعض چیزیں اُس کے سارے نعواس کے قائم رکھنے کے واسطے لازمی ہیں مثلاً ادائے فرائض و واجبات کے بعض چیزیں اُس کے حسن و جمال کو بڑھانے والی ہیں مثلاً اُڑ بالائی نیکی اور عبادت وغیرہ کے پس یہہ بھی عقل کا تصور ہی کہ ہم ان چیزوں کو عقل کے مخالف سمجھیں \*

پھر مینے یہہ خیال کیا کہ نیکیاں دو قسم کی ہیں ایک لازمی جسکا اثر اپنی ہی ذات پر معدود ہو دوسری متعدی جسکی تاثیر دوسروں پر ہو پس اصل نیکی وہ ہی جو متعدی ہی لیکن ہمارے مذہب میں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ وہ بدعتی نیکی کے عقل میں بدی کی صورت معلوم ہوتی ہیں اور اگر عقل ہی کو ہم تحقیق کے لئے کافی سمجھیں تو بجائے تصدیق کے مذہب کی تکذیب لازم آتی ہی خون کرنا اگر وہی مذہب کا قبول کرنا اپنے ہی ہاتھوں کو پکونا پھوس عورتوں کو غلام و اونٹنی بنانا جو ہمارے مذہب کے اصول ہیں بالکل عقل کے مخالف اور اصول اخلاق کے منہک ہیں لیکن اب میں کوئی ایسی خوبی ضرور ہی جو ہمارے سمجھہ اور ہماری عقل میں نہیں آتی \*

مگر جب میں یہہ سوچا کہ کوئی بات جو عقل اور اصول اخلاق کے مخالف ہوگی وہ نیکی اور سچپی مذہب کی تعلیم نہوگی اور یہہ باتیں ضرور عقل و اخلاق کے برخلاف ہیں تو بلاشبہ مذہب کی باتیں ٹھونکنی اس لئے میں غور میں پڑا اور سوچنے لگا آخر بہت دنوں کے بعد میرے دل سے پورے تقلید کے دور محقق اور اصل مذہب سے اسکی حقیقت دریافت کی تو اُن باتوں کی حقیقت ہی اُڑ کچھ وائی اونٹنی غلام کرنے کو جو اصلی نیکی کے برخلاف ہی ہمارے مذہب نے جائز ہی نہیں رکھا بلکہ اُسے قتل و رک دیا اور اُس زمانہ میں جبکہ کسی پشہ کے ذہن میں بھی اُس کی ایسی برائی نہ گذری تھی ہمارے ہی دین کے بانی نے امامنا بعد و اسناد آد کھر اُس کو ممنوع ٹھہرا دیا جبراً مذہب قبول کرانے کی ہمارے مذہب میں کچھ اصل نہیں نکارا نہ الدین ہمارے ہی مذہب کا قدرتی نشان ہی خون کرنا مارنا حق کے ساتھ بالکل اصل عقل و اخلاق کے موافق ہی روکنا خدا کی منادی کو پند کرنا اُس کے قدرتی حق کا جو ہو شخص کو ازروے قانون قدرت کے حاصل ہی تکلیف پہونچانا کسی کی جان و مال کو اطمینان سے ترہٹے دینا کسی کا حق نہیں اور جو اُسے اپنا حق سمجھے اُس کا روکنا اور اُسے ایک قدرتی حق کا مزاحم سمجھے کر اُس سے لڑنا مقلانے مخالفت نہیں ہی اور یہی منشا ہمارے ہاں کی دینی لڑائی کا ہی تھ واسطے جبراً مسلمان کرنے اور پاکو اسلام لانے کے اور سوائے اس کے جو ملکی لڑائیاں ہوئیں اور ہوتی ہیں وہ اصول سیاسہ ہی بنی ہیں نہ دین و مذہب پر \*

## ایک مسلمان کے خیالات یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ایک مسلمان کے خیالات

ہم سے اشارہ کلاہ میں بھی تو یہ بات نہ بتائی کہ یہ انسان کی فطرتی حال کی فرضی کہانی ہے \*

پھر بیٹے یہ خیال کیا کہ اگر اس قصہ کو تمثیلی اور حال کی زبان میں کہنا تکذیب قرآن ہی تو کوئی مسلمان پڑھا لکھا تکذیب اور انکار کے الزام سے بچ نہیں سکتا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے مقام پر عالمانہ قرآن کی ایسی ہی حقیقت بیان کی ہے مثلاً آیت ۱۸۰ عرشنا الامانۃ مای السموات والارض میں کوئی نہیں کہتا کہ یہ معاملہ واقع میں ہوا ہو اور عرض امانت اور سوال جواب اور انکار اور اقرار مابین خدا اور انسان اور آسمان و زمین کے خارج میں ہوا ہو وہ بھی اُس ملکہ اور استعداد کا بیان ہی جو انسان کو دی گئی ہے اور جسکے سبب سے وہ ٹپکی پٹی کر سکتا ہے اور یہ گفتگو صرف تمثیلی اور زبان حال کی بیان کی گئی ہے تو کیونکر ہم ایک ہی کیفیت اور ایک ہی حالت کو ایک ہی کچھ تمثیل اور حال پر موصول کریں اور دوسرے کو اُس پر موصول کرنے سے تکذیب و انکار قرآن سمجھیں \*

پھر بیٹے خیال کیا کہ اگر ان حکایتوں کو بھی ہم زبان حال پر خیال کر کے عقل کے مطابق کر لیں تب بھی اور بہت سی باتیں قرآن کی عقل کے معطاف ہیں قیامت کا ہونا مردوں کا اپنے پوراے جسموں سے اٹھنا اُن کو جسمانی مذاب ہونا اُنکا دوزخ اور جنت میں جانا حور و غلام کا ملنا قرآن سے ایسی ثابت ہیں کہ انکار اُنکا رہی نہیں سکتا تو پھر یہ باتیں اصول عقل سے کیونکر مطابق ہو سکتی ہیں اور مذہب اسلام کیونکر سچا ہو سکتا ہے \*

تب بیٹے خیال کیا کہ یہ سب باتیں جملہ کے قرآن کے عوام کے سمجھانے کے لیئے بیان کی گئی ہیں حقیقت میں سوائے روحانی مذاب ثواب کے کچھ نہ ہوگا نہ رہاں حشر اجساد ہی نہ رہاں کوئی آگ کی بوٹی اور خانہ باغ ہی نہ درود و شہد کی ٹہریں ہیں نہ حوریں اور غلام ہیں روحانی ٹپکیوں کو اس پیرایہ میں بیان کیا ہے \*

اس مرتبہ تو پھر بچ کر میٹر خیال رک گیا اور پھر سوچنے لگا کہ اب یہ سچا اسلام ہی یا اصلی العباد اور یہ تعلیق ہی یا تکذیب اور اس سے اسلام کی روشنی پھیلانے یا العباد کی تاریکی اور پھر اس طرح اور مذہب والے بھی اپنے لغو بات کی اصول عقل سے تطبیق کر سکیں گے یا نہیں اور ان کی تطبیق اور ہماری تطبیق میں کچھ فرق ہوگا یا نہیں اور اگر وہ بھی اپنی مذہبی باتوں کو ایسی ہی طرز سے اصول عقل سے ملا دینگے تو ہم کو اُن کے مذہب کی سچائی پر بھی اعتقاد لانا ضرور ہوگا یا نہیں چنانچہ آخر میرے خیال میں یہ بات آئی کہ سوائے ہمارے زمانہ کے لڑھو مقدس اور اقدس محقق نے کوئی اس مشکل کو حل نہیں کر سکتا کاش وہ میرے ان خیالات پر آگاہ ہو اور میرے ان شہادت کو در کرے + \*

۱۰۰

کریم بخش مقامہ  
سائنس اڈاؤہ حال واجہ مرزا پور

+ ہم دیکھتے ہیں کہ اُس مجدد مایۃ رابع صفر میں سنہ ۱۲۸۹ھ نے عقائد اسلام لکھنے شروع کیئے ہیں اور اس لیئے اُمید ہو کہ اُن تمام مشکلات کا حل اُنکے تلم الہام رقم سے ہو جاوے گا ۱۲ مہتمم

عربصورت ضرورت کو دکھانا ہی اور وہ پدمتا ہوس کے چھوڑنے کے اس نورانی خوش رنگ عمارت کے ارد گرد مدت سے ڈال دیئے گئے ہیں اور جس نے اصل عمارت کی خوبی کو چھپا دیا ہے اُس کا گناہ ہی \*

پھر بیٹے خیال کیا کہ اگر بیٹے ساری سیر و تاریخ کو اپنے مذہب کی غلط جانا اور لاپتہ اصلاح و ترمیم سمجھا تمام کلام اور عقائد کی کتابوں پر بھی خط نسخ کھینچا ساری تفسیروں کو بھی لوگوں کی صحیح و غلط اقوال کا جامع جانکر دیر میں ڈالا حدیثوں کو بھی صحیح و غلط باتوں کا مجموعہ سمجھ کر کل مذہبی روایات کو عقل پر قربان کیا تو مذہب میں صرف ایک قرآن وہ جاوے گا لیکن اگر اُسکی باتیں بھی عقل کے مطابق نہ رہیں تو بس مذہب چھوڑنا اور قرآن کو بھی ایک غیر محقق باتوں کا مجموعہ ماننا پڑے گا مگر بیٹے یہ خیال کیا کہ یہ سب سوسے اور حیاطانی دھوکے ہیں اصل مذہب تو ہمارا قرآن پر ہی ہے مگر اُس پر تمسک چاہیئے اور فقط ترہمات سے اُسکو متعطف عقل کے سمجھنا نادانی ہی چنانچہ بیٹے سرے سے قرآن شریف کو دیکھنا شروع کیا پھر پارہ تمام نہ ہونے پایا تھا کہ آدم کا قصہ نظر پڑا جسے بیٹے خلاف واقع اور متعطف عقل کے جانا اور جس بات سے قنارت تھا وہی سیرے سامنے آئی چونکہ مجھے اس بات کا تر یقین ہی تھا کہ نہ جنت کوئی مادی چیز ہے نہ شیطان کا کوئی خارجی وجود ہی کیونکہ ساری دنیا کا جغرافیہ بیٹے پڑھا آسمان و زمین کا کور خاص گویانے کے رصد خانہ کا بھی بیٹے دیکھا کسی میں نہ جنت کا ذکر ہی نہ کسی حصہ میں دنیا کے ایسا کوئی مقام ہی پس جسکا وجود نہ تحقیقات کے ثابت نہ جسکے ہونے پر کوئی عقلی دلیل ہی نہ ہمارے کسی حواس سے اُسکا ادراک ہوتا ہی اس لیئے میں اپنے اس یقین سے تو پھر ہی نہ سکتا تھا مگر قرآن کے اس قصہ پر شک کرنے لگا اور قریب تھا کہ میں قرآن کے کلام الہی ہونے سے منکر ہوجاؤں مگر پھر مجھے یہ خیال آیا کہ ہمارے سمجھ کا قصور ہی خدا کے کلام کے حق ہونے میں کچھ شہد نہیں اگر یہ قصہ تمثیلی اور بزبان حال مان لیا جاوے تو بالکل نیچر اور قانون قدرت کے مطابق ہوتا ہی لیکن اگر وہ اصلی اور واقعی گذرا ہوا قصہ سمجھا جاوے تو حسن کی مثنوی اور یکاریا کا قصہ ہوا جاتا ہی پس یہ ہمارے سمجھ کا قصور ہی کہ ہم نے جنت کو ٹپک گارتے یا خانہ باغ اور اُسکے درختوں کو اپنے باغ کے سے استعار اور دوزخ کو اپنے چلنے کی سی آگ کا ذخیر اور شیطان کو ایک یاروں سر کا راہوں سمجھ رکھا ہے اور حوروں کو کشمیری کسبوں کے موافق بڑی بڑی آنکھ والی مردتیں اور ہفتہ کو اُنکے رہنے کا چنگل بنا رکھا ہے اگر اُسکی باتیں روحانی تعلیم سمجھی جاویں تو نہ متعطف عقل کی ہوتی ہی نہ کوئی دقت پیش آتی ہی \*

اس خیال پر ازل تو میں خوش ہوا مگر پھر سوچا کہ مذہب کو مذہب سے ثابت کرنا چاہیئے پس اگر ہم ان چیزوں کے وجود سے منکر ہوں اور ان حکایتوں کو تمثیلی زبان میں ایک فرضی قصہ سمجھیں تو یہ حقیقت میں تکذیب ہی نہ تطبیق کیونکہ جس نے وہ قصہ بیان کیا اور جس نے اُن چیزوں کا وجود ہم کو بتایا اُس نے

بمقام عیقہ — مطبع علیقہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا



# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۱۲ ]

۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[ جلد سوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور کنٹریبشن کے منایب فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جارے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جائے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اصناف و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی جس معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اور اہل اس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹ جائیں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دی جائے گی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ متعلق نہ ہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

نمبر ۹۵

## عقاید مذہب اسلام

## عقیدہ دوم

وہ ہستی جسکو ہم اللہ کہتے ہیں واحد فی الذات ہی یعنی مثل  
اُسکے دوسری ہستی نہیں \*

تمام موجودات پر جب ہم نظر کرتے ہیں تو یادی النظر میں ہمکو  
عجیب مختلف قسم کی چیزیں دکھائی دیتی ہیں اور ہم سمجھتے  
ہیں کہ ایک کو دوسری سے کچھ تعلق نہیں مگر جب یہ تعمق نظر  
قالتے ہیں اور بشری سرچتے ہیں اور حقایق قدرت پر بقدر طاقت  
پشری واقفیت حاصل کرتے ہیں تب سمجھتے ہیں کہ تمام موجودات  
آپس میں نہایت مناسبت رکھتی ہی اور سب کی سب ایک راہ پر  
چلتی ہی ایک کو دوسری سے ایسی مناسبت ہی کہ اگر ایک چیز بھی  
موجودات میں سے معدوم ہو جاوے تو اس گورکھ دھندے میں اتنا  
ہی نقصان آ جاوے \*

تمام موجودات ایسی تدبیر و حکمت و مناسبت سے موجود ہی  
جیسے ایک گھڑی یا کل کے مختلف پرزے آپس میں مناسبت رکھتے  
ہیں اور اس سے ہمکو اسباب کی ہدایت ہوتی ہی کہ یہ گورکھ  
دھندا ایک ہی دانا حکیم کا نکالا ہوا اور ایک ہی کاریگر کا بنایا ہوا  
ہی — اور عام عقل انسانی اس دلیل سے خدا کی وحدانیت پر اقرار  
کرسکتی ہی اس لئے اس مسئلہ پر بھی ایمان لانا اسی طرح ہر ایک  
انسان پر فرض ہی جس طرح کہ وجود خالق کے مسئلہ پر ایمان لانا  
فرض تھا \*

بلاشبہ یہ مسئلہ بے نسبت پہلے مسئلہ کے کس قدر زیادہ باریک  
تھی جو اگر نہ ٹیچرل فلاسفی یعنی مام طبیعات سے زیادہ واقف ہیں اور  
جنہوں نے موجودات عالم میں سے بہت سی چیزوں کی بناوت اور پیدائش  
اور بہز آن کے انقلاب کا بقدر طاقت پشری عام حاصل کیا ہی اُن کا  
یقین اس مسئلہ پر سب سے زیادہ پختہ اور مستحکم ہی اور اُن سے کم  
درجہ کے لوگوں کو خود کس قدر فور و نکر کی حاجت ہوتی ہی اور  
اُس سے ادنی درجہ کے لوگ دوسرے کی تنبیہ سے متنبہ ہونے اور کسی  
سے اُس کا بیان سننے کے محتاج ہوتے ہیں مگر یہ مسئلہ ایسا نہیں  
ہی نہ عام عقل انسانی کی سمجھ سے باہر ہو تحقیقات کامل سے  
خراہ خود سرچنے سے یا کسیکے سمجھنے سے انسان اُسکو بشری سمجھ  
سکتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ اس مسئلہ پر ایمان لانا بموجب  
مذہب اسلام کے تمام انسانوں پر فرض ہی — پانی اسلام نے بھی  
اس مسئلہ کو کار خانہ قدرت کی دلیل سے سمجھایا ہی اور کسی جگہ  
بخیر سمجھے ایمان لانے کو نہیں فرمایا \*

ایک جگہ فرمایا ہی ” اُسیکا ہی جو کچھ کہ آسمان و زمین  
میں ہی اور جو اُسکا ہی ( یا اُسکے پاس ہی ) اُس کی اطاعت سے نہ  
منصرف ہوتا ہی اور نہ تھکتا ہی رات دن اُسکی بزرگی یاد کرتا ہی  
اور ذرا بھی سستی نہیں کرتا — کیا اُنہوں نے زمین کی چیزوں میں  
سے کسیکو خدا ٹھہرایا ہی — اگر آسمان و زمین میں بہت سے خدا  
ہوتے تو دونوں کا کارخانہ بگڑ جاتا “ \*

ایک اور مقام پر پانی اسلام نے اس سے بھی زیادہ نصیح و موثو  
زبان سے نیچر سے خدا کی وحدانیت پر اس طرح استدلال کیا ہی کہ  
کننے پیدا کیا آسمان اور زمین اور کننے ہوسایا تمہارے لیڈر مینہ  
پہر اُس سے نہایت پر رونق باغ اگائے تمکو تو اُن کے اگانے کی قدرت  
نہ تھی پہر کیا خدا کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہی “ \*

” کننے زمین کو تمہارے رہنے کی جگہ بنایا اور کننے اُس کے  
بیچ میں نہریں بہائیں اور کننے اُس پر پہاڑ گارے اور کننے دوسمندروں  
کے بیچ میں زمین کا پردہ پیدا کیا — پہر کیا خدا کے ساتھ کوئی  
دوسرا خدا ہی “ \*

” کون تمکو اندھیرے جنگلوں میں اور سمندر میں رستہ بتاتا  
ہی کون مینہ بوسنے سے پہلے اپنی مہربانی کی خوشخبری دینے والی  
ٹہنتی ہوا چلاتا ہی — پہر کیا خدا کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہی  
اگر تم سچے ہو تو اُس کی دلیل لاؤ “ \*

پس دیکھو کہ کس طرح پانی اسلام نے توحید کا مسئلہ صرف  
کارخانہ قدرت کی حکمت اور اُس کی مناسبت سمجھا کر انسانوں کو  
سمجھایا ہی — یہ نہیں کہا کہ خواہ نثرالہ بے سمجھے خدا کو  
ایک مان لو اور جیکے یہ مسئلہ ایسا تھا کہ ہر ایک انسان اُسکو  
سمجھ سکتا تھا اس لئے پانی اسلام نے تمام انسانوں کو اس مسئلہ  
پر ایمان لانے کا مکلف کیا اور کہدیا کہ تعالیٰ اللہ عما یشرکون \*

ہاں بے شک ایک شبہ اس پر وارد ہوتا ہی کہ اس تمام کارخانہ  
قدرت سے جو ہم دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں یہ خیال مک نہیں  
سکتا کہ کیا عجیب ہی کہ مثل اس کارخانہ قدرت کے کوئی اور کارخانہ  
قدرت ہو جسکو اس سے کچھ تعلق نہ ہو اور اُس کا کارخانہ قدرت کا  
ایسا ہی کوئی اور صانع اور علماعل اور موجود بالذات ازلی و  
ابدی ہو جیساکہ اس کارخانہ قدرت کا ہی تو پہر توحید خدا کی  
کس طرح پر ثابت ہوگی \*

ہم اس شبہ کو تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلاشبہ یہ  
ایک خیالی شبہ ہی جو رفع نہیں ہوسکتا مگر اسلام اور ایمان فی  
بنیاد خیال پر نہیں ہی فلسفہ اور عقلیہ مباحث کو جو حالت فرضیہ

سید محمد میر بادشاہ صاحب منصف	...	مار
کاپور	...	مار
جناب مینار بواۓہرست صاحب بہادر	...	مار
صاحب جیم بنارس	...	مار
منشی محمد ذکار اللہ صاحب پرونیسر	...	مار
میور کالج الہ آباد	...	مار
جناب جان ہنری بیکس ایورن سیت	...	مار
صاحب بہادر صاحب جیم غازی پور	...	مار
حاجی مرزا محمد جلال الدین صاحب	...	مار
رئیس بنارس	...	مار
سید مہربان علی صاحب رئیس گلاوٹی	...	مار
ضلع بلند شہر	...	مار
شیخ سمبکان علی صاحب رئیس بنارس	...	مار
شیخ محمد امین الدین صاحب وکیل	...	مار
عدالت دیوانی بنارس	...	مار
مولوی محمد عنایت رسول صاحب	...	مار
رئیس چڑیا کونٹ ضلع اعظم گڑھ	...	مار
مرزا محمد سعید بخت بہادر شاہزادہ	...	مار
شوالہ	...	مار
مولوی محمد امین الدین صاحب وکیل	...	مار
عدالت دیوانی بنارس	...	مار
شیخ غوث علی صاحب وکیل عدالت	...	مار
دیوانی بنارس	...	مار
نواب محمد ہادی علی خاں صاحب	...	مار
وکیل عدالت دیوانی بنارس	...	مار
نواب محمد مبارک علی خاں صاحب	...	مار
رئیس میروتھ	...	مار
سید جعفر حسین صاحب وکیل عدالت	...	مار
دیوانی بنارس	...	مار
مرزا محمد معز الدین بخت بہادر	...	مار
شاہزادہ شوالہ	...	مار
شیخ امین الدین احمد صاحب وکیل	...	مار
عدالت دیوانی بنارس	...	مار
مرزا محمد شرف الدین سکندر بخت	...	مار
بہادر شاہزادہ شوالہ	...	مار

غیر وجودیت سے ہوتی ہیں یقین سے اور ایمان سے کچھ مناسبت نہیں  
ہی مولانا نے روم نے اُس کے حق میں نہایت خوب فرمایا ہی —  
پائے استدلالیں چوبیس ہر

پائے چوبیس صفحہ بے تمکین ہر

یقین کے ایسے ضرور ہی کہ معترض اول اسبات کا یقین دلائے کہ  
در حقیقت ایسا ہی دوسرا کار خانہ قدرت موجود ہی اور اُس وقت  
کہہ کہ خدا کی توحید ثابت نہیں مگر وہی و فرضی باتوں سے خدا  
کی متعین ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا — مذہب اسلام کی رو سے  
انسان کو صرف اسی بات کا یقین کہ تمام چیزوں کا جنکو ہم دیکھتے  
ہیں اور سمجھتے ہیں اور جو وجود پذیر ہیں اُن سب کا خدا ایک  
ہی ہی کافی اور وافی ہی اور اسقدر جو انسان مکلف ہی — امنایہ  
والحمد للہ علی ذلک \*

واذ  
سید احمد

نمبر ۹۶

## چندہ مدرستہ العلوم مسلمانان

چندہ سابق

یعنی چندہ مندرجہ فہرست سابق ...

چندہ جدید

مولوی محمد حیدر حسین صاحب وکیل

اع

ہائی کورٹ الہ آباد

مولوی سید فرید الدین احمد صاحب

الک

وکیل ہائی کورٹ الہ آباد

حضور عالی جناب انریبل سر ولیم میور

صاحب بہادر جی سی ایس آئی نواب

لنڈن گورنر بہادر خاص واسطے تعلیم

دنیاوی علوم کے بروقت شروع تعلیم

الک

جناب آنریبل آر اسپیٹکی صاحب بہادر

سما

چستس ہائی کورٹ الہ آباد

منشی الہی بخش صاحب سب انجینیئر

اور ڈپٹی مجسٹریٹ نہر گنگ ڈویژن

سما

بلند شہر

محمد شکمت اللہ صاحب رئیس ہدایوں

متعلق سفارت سابق نواب ٹونک مقیم

مار

لندن

# ترقی چندہ مدرسۃ العلوم ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ترقی چندہ مدرسۃ العلوم

عبدالرحیم کوچوان ملازم سید احمد خاں لاہر  
مرزا زورآور بخت بہادر شاہزادہ لاہر  
مولوی احمد شنیع صاحب ہیڈ ماسٹر  
اسکول وزیر آباد لاہر  
ماسٹر نرنجننداس صاحب سکند ماسٹر  
اسکول وزیر آباد لاہر

عہدہ

میزان کل

سید احمد

سکرتری

مرقوم ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۷۲ع

## THE MUHAMMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE FUND COMMITTEE.

With great pleasure and thankfulness we publish here a letter from the Private Secretary to His Excellency the Viceroy and Governor-General to the Secretary to the M. A. O. C. F. Committee. His Excellency's munificent donation, promised under certain conditions, is worthy of the giver, and will not soon be forgotten by the Muhammedans of India. Such liberality has never been equalled by any former Governor-General of India. The promised contributions to the College Fund now amount to Rs. 30,135-7-0.

COPY OF THE LETTER.

GOVERNMENT HOUSE, SIMLA.

July 19th, 1872.

DEAR SIR,

I am in receipt of your note of the 14th ultimo enclosing the Rules for the Guidance of the Muhammedan Anglo Oriental College Fund Committee and a printed circular inviting subscriptions towards the establishment of the College. Although these papers were addressed to me personally, I have laid them both before His Excellency the Viceroy and Governor-General, and I am now directed to make the following communication to you.

His Excellency is much gratified at the active interest in the matter of education, which the present endeavour to found a college evinces on the part of

مرزا محمد قیصر بخت بہادر شاہزادہ  
شوالہ ...  
عظیم اللہ عرف چہچو ملازم سید محمد  
محمود مقیم لندن ...  
شیخ نصرت حسین صاحب وکیل عدالت  
دیوانی بنارس ...  
مرزا محمد نادر بخت بہادر شاہزادہ  
شوالہ ...  
خراجہ محمد عبداللہ صاحب وکیل  
عدالت دیوانی بنارس ...

نمبر ۹۷

## ترقی چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

ہم نہایت خوشی اور شکرگزاری سے حضور عالی جناب و سرور اور گورنر جنرل بہادر کشر ہند کے ریورٹ سکرتری کی چٹھی کی نقل جو بنام سکرتری کمیٹی خزانۃ البضائع آئی ہے اس مقام پر مندرج کرتے ہیں \*

حضور جناب و سرور نے جو بشوہ کامیابی نہایت فیضانہ تونیشن مٹا فرمایا ہے وہ اُن کی جاہ و جلال و شان و موتیہ کا ثمرتہ ہے — مسلمانان ہند اس احسان کو کبھی نہ بھولیں گے اس سے پہلے کسی گورنر جنرل نے ایسی سخاوت و فیاضی نہیں کی \*  
اب تعداد زر چندہ اس فیاض تونیشن کے سبب لغایت ۲۳ جولائی ۱۸۷۲ع بقدر تیس ہزار ایک سو پینتیس روپیہ سات آنے کے ہوئی ہے اُس کے بعد اگر بھی چندہ ہوا ہے جو آئندہ مشترک ہوگا \*

نقل چٹھی

ریورٹ سکرتری حضور نواب گورنر جنرل بہادر

بنام

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی سکرتری کمیٹی  
خزانۃ البضائع

عزیز دوست

آپ کی چٹھی مورخہ ۱۳ ماہ گذشتہ معہ قواعد مجلس خزانۃ البضائع لتاسیس مدرسۃ العلوم لاسلمین اور ایک چٹھا ہوا سرٹیکولر واسطے چندہ مدرسہ کے میز پر پاس پہنچا — گو یہ سب کاغذ میز پر نام کے آئے مگر میں نے اُن کو بحضور عالی جناب و سرور

yourself and other Muhammedan gentlemen of influence and position. His Excellency feels a deep interest in the subject of Muhammedan Education, and while it would be inconsistent with his religious opinions to give any personal pecuniary assistance to the religious teaching, which, as I understand, is to form part of the course of studies at the proposed college, he will gladly contribute to the study of "the Western Arts and Sciences," which it is one of the principal objects of the Committee to promote.

His Excellency considers, however, that any pecuniary assistance which he may render should be contingent on the interest shown in the matter by Muhammedan gentlemen themselves, and on the support afforded by them. He is not, therefore, at present, prepared to contribute any donation towards the establishment of the college, but I am desired to inform you that if the Committee succeed in establishing the college,—if the institution, when established shows a reasonable prospect of durability and general success, and if the course of instruction is such as to convince His Excellency that a really *bond fide* effort is being made to afford sound secular instruction, he is prepared to devote Rs. 10,000 to the perpetual establishment of a scholarship in some branch of European Literature or Science. Should this scholarship be ultimately established, the details connected with the method of competing for it, its tenure, &c., can form the subject of future correspondence.

"I remain,

"Dear Sir,

"Yours very truly,

"(Sd.) EVELYN BARING, CAPTAIN,

Private Secretary to the Viceroy."

To

MOULVI SYUD AHMED KHAN,

BAHADOOR, C. S. I.,

Secretary, M. A. O. C. F.,

Committee,

Benares.

و گورنر جنرل کشور ہند کے پیش کیا اور اب بموجب حکم حضور  
وہسراے ممدوح کے آپ کو اطلاع دیتا ہوں \*

تعلیم کے باب میں جو آپ اور دیگر صاحبان مسلمان ذی مروتیہ  
اور صاحب اقتدار سعی و کوشش کرتے ہیں اور جسکا ظہور ایک مدرسہ  
قائم کرنے کی تدبیر میں پایا جاتا ہی اُس سے حضور وہسراے نہایت  
محظوظ ہوں اور حضور جناب وہسراے مسلمانوں کی ترقی تعلیم پر  
دل سے ہائیل ہیں اور گو وہ اپنے مذہبی عقائد کے موافق مسلمانوں کی  
مذہبی تعلیم میں جسکو میں سمجھتا ہوں کہ مدرسہ مجوزہ کی  
تعلیم کا ایک جزو ہوگی روپیہ سے مدد کرنا ٹھیک نہرگا تاہم یہ  
نہایت خوشی سے مغربی علوم و فنون کی تعلیم میں جسکی ترقی کرنا  
خاص مقصد کمیٹی کا ہی تاؤفد فرمائیے \*

حضور جناب وہسراے کی یہ مرضی ہی کہ اُن کی مدد زر نقد سے  
اُس اندازہ کے موافق ہو جسقدر کہ خود مسلمان اس معاملہ  
میں اپنا شوق ظاہر کریں اور جیسیکہ وہ خود اُس میں مدد دیں پس  
اس وقت کچھہ ترشیش دے دینے کو بنام قائم کرنے مدرسہ کے وہ طیار  
تھیں ہیں مگر مجھکو اجازت ہوئی ہی کہ میں آپ کو اس بات سے  
اطلاع دوں کہ اگر کمیٹی مدرسۃ العلوم قائم کرنے میں کامیاب ہو اور بعد  
قائم ہوجانے کے اگر اُس مدرسہ سے معقول توقع عام ترقی کی پائی  
جاریے اور نیز سلسلہ تعلیم بھی ایسا ہو جس سے حضور وہسراے کو  
یقین ہو کہ در حقیقت کامل ثانوی تعلیم میں کوشش ہوتی ہی تو  
اُس صورت میں دس ہزار روپیہ عطا فرمائیے تاکہ زر مذکور سے  
مغربی لٹریچر یا علوم و فنون کی کسی شاخ میں اسکالرشپ ہمیشہ  
کے واسطے مقرر کیا جارے جب کہ اسکالرشپ مقرر ہوجارے تب اُسکی  
تفصیل کی باہت متعانت تحریر ہوگی \*

راتنام

آپ کا دوست صادق

ارڈین بیرنگ کمیٹی

ڈیپارٹمنٹ سکرٹری وہسراے

مولوی محمد نجم الدین صاحب رئیس چڑیا کوت ضلع  
اعظم گڑھ \*

مولوی محمد حامد حسن خاں صاحب بہادر رئیس پرنسپل  
سب آرٹینٹ جج اعظم گڑھ \*  
منشی محمد ذکاء اللہ صاحب رئیس دہلی پروفیسر میوزک کالج  
الہ آباد \*

حکیم محمد حکمت اللہ صاحب رئیس ہڈایوں \*  
سکریٹری نے چٹھی پڑھتے ہوئے حضور عالی جناب دوسرے اور  
گورنر جنرل لارڈ نارٹھ ہورک صاحب دام اقبالہ مورخہ ۱۹ جولائی سنہ  
۱۸۷۴ ع پیش کی جس میں حضور مودود نے عام دنیاوی علوم کی  
ترقی کے لئے بہ چند شرائط مندرجہ چٹھی مذکور اس مدرسہ کے لئے  
دس ہزار روپیہ چندہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے \*  
صدر انجمن نے اس بات کی تحریک کی کہ حضور دوسرے نے  
جو توجہ اور اپنا شوق واسطے تعلیم مسلمانوں کے بذریعہ عطا فرماتے  
اس فیاضانہ توہین کے ظاہر فرمایا ہے اُس کا دلی شکر کمیٹی کی  
جانب سے ادا کیا جاوے \*

صدر انجمن نے یہ بھی تجویز کی کہ حضور دوسرے کو اس بات  
کی بھی اطلاع دی جاوے کہ تمام مسلمانان ہندوستان جن کی حکومت  
و محافظت کے لئے حضور ملک معظمہ نے آپ کو مامور کیا ہے  
آپ کی سخاوت کے ثبوت ممبران میں اور جب یہ مدرسہ قائم  
ہو جاوے گا تو مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کے لئے یہ بڑے نظیر سفارت  
ہمیشہ کو یادگار رہیگی \*  
سید محمد حامد نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور  
ہوئی \*

اُس کے بعد سکریٹری نے چٹھی ہڑ ہائینس مشقارالملک سر سالار  
جنگ بہادر کے سی ایس آئی وزیر اعظم حیدر آباد دکن مورخہ ۲۶  
جولائی سنہ ۱۸۷۴ ع پیش کی اور کمیٹی کو اطلاع دی کہ ہڑ ہائینس  
نے چار ہزار روپیہ واسطے مدرسۃ العلوم مسلمانان کے مرحومہ فرمایا  
ہے دو ہزار روپیہ باقی اور دو ہزار رو وقت قیام محسوسہ \*

صدر انجمن نے تحریک کی کہ ہڑ ہائینس کو اس فیاضانہ چندہ  
کے لئے کمیٹی کی جانب سے دلی شکر ادا کیا جاوے اور یہ بھی اطلاع  
دی جاوے کہ کمیٹی کا خاص مقصد اور کوشش یہی ہے کہ اس مدرسہ  
میں طالب عام ایسی ہی علمیت اور تفصیل حاصل کریں جیسی کہ  
انگلیستان میں اسفرورڈ اور ٹیمپل کی یونیورسٹیوں میں طلبا حاصل  
کرتے ہیں صرف اتنا فرق رہی کہ انگلیستان کی یونیورسٹیوں میں جو  
عیسائی مذہب کی تعلیم ہوتی ہے ہمارے مدرسۃ العلوم

نمبر ۹۸

مدرسۃ العلوم مسلمانان

روڈکان

اجلاس مجلس خزنة البضاعة لتأسيس مدرسة العلوم  
للمسلمين منعقدة ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۴ ع

مقام بنارسی

صدر انجمن

مولوی عنایت رسول صاحب \*

ممبران موجودہ

مولوی محمد عارف صاحب \*

شیخ غلام علی صاحب \*

سید محمد حامد صاحب \*

منشی محمد یار خاں صاحب \*

سکریٹری

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی \*

روڈکانہ اجلاس منعقدة ۳۰ جون سنہ ۱۸۷۴ ع و ۵ جولائی  
سنہ ۱۸۷۴ ع جو یہ دستخط سکریٹری مرتب اور کتاب روڈکان میں  
مندرج تھیں ملاحظہ ہوئیں \*

اُس کے بعد بموجب دفعہ ۷ قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۴ ع  
کے صاحبان مندرجہ ذیل مجلس خزنة البضاعة کے ممبر مقرر ہوئے \*  
جناب عالی ثواب محمد نبی علی خاں صاحب بہادر سی ایس آئی  
رئیس پھاسو ضلع بلند شہر وزیر اعظم راج ہے پور \*

ثواب محمد احمد اللہ خاں صاحب رئیس میڑتھ پتھول  
ہوشنگ آباد \*

منشی محمد الہی بخش صاحب رئیس دیوبند ضلع سہارنپور  
سب انجینئر اور ترقی محسوریت ٹھونگ ڈویژن بلند شہر \*  
منشی محمد اکرم صاحب رئیس محمد آباد ضلع اعظم گڑھ  
گورنمنٹ وکیل ضلع اعظم گڑھ \*

حضرت مولوی محمد امانت اللہ صاحب رئیس غازی پور \*  
حاجی مولوی محمد عبدالاحد صاحب رئیس نصیب پھتیا ضلع  
غازی پور وکیل عدالت غازی پور \*  
شرح محمد جان صاحب رئیس نصیب پھتیا ضلع غازی پور وکیل  
عدالت غازی پور \*

شیخ فیاض علی صاحب رئیس نصیب مہ قاضی طلب پڑگٹہ سورام  
گورنمنٹ وکیل و انڈیوی مجسٹریٹ درجہ اول ضلع الہ آباد \*

کے نام کے فہرست چندہ میں مندرج ہونے سے جو مشروط بہ شرایط چندہ دیتے ہیں مندر و انکار ہی — مقصد کمیٹی کا یہ ہے کہ سرمایہ جمع کرتی جاوے جب تک کہ مدرسہ قائم کرنے کے لیئے کافی ہو اگر لوگ ایسی شرطوں کے ساتھ چندہ دیں اور وہ مشروط ہو تو سرمایہ کا جمع ہونا مدرسہ کے قائم ہونے پر اور مدرسہ کا قائم ہونا چندہ کے جمع ہونے پر موقوف اور منحصر ہوگا اور یہ ایک ایسا نقص ہے کہ جس سے میری رائے میں مقصد کمیٹی کا بالکل ضایع ہو جاوے گا پس میری رائے یہ ہے کہ جو چندہ ساتھ کسی شرط و قید کے آئے (سوائے کسی خاص حالت کے) فوراً نامشروط ہو \*

سکرٹری نے کہا کہ مجھے اس گفتگو کے سننے سے اندوس ہی حضور و سرانے نے انہی شرطوں سے چندہ عطا فرمایا ہے اور کمیٹی نے اُس کے قبول کرنے میں کچھ عذر نہیں کیا حضور نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کا چندہ بھی قریب قریب انہی شرطوں پر مشروط ہے جن پر کچھ عذر نہیں ہوا پس میں کرنی وجہ نہیں پاتا کہ باہر صاحب کے چندہ پر اس قدر اعتراض ہوتا ہے \*

مراوی محمد عارف صاحب نے منشی محمد یار خاں کی رائے سے اتفاق کیا اور کہا کہ جو کچھ سکرٹری مجلس نے ابھی فرمایا وہ سب سچ ہے مگر حضور و سرانے اور جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کی شرائط چندہ کے قبول کرنے اور باہر صاحب کی شرائط چندہ کے مشروط کرنے میں بڑا فرق ہے — اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ کمیٹی دل و جان سے چندہ جمع کرنے میں کوشش کر رہی ہے — اور اگر لوگوں کا شوق ایسا ہی رہے جیسا کہ اس وقت تک ہے اور وہ لوگ و نقد دینے سے ایسی ہی مدد کریں جیسی کہ وہ اس وقت تک کر رہے ہیں تو اُمید قوی ہے کہ برس دو ہی برس کے اندر کمیٹی اپنے مقصد یعنی مدرسۃ العلوم قائم کرنے پر کامیاب ہو جاوے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور مدرسہ قائم ہو جاوے گا اور اگر بالفرض اس زمانہ میں کمیٹی کی کوششوں سے مدرسہ قائم ہونے میں ترقی ہو تو ہماری تسلیں اور ہمارے جانشین مدرسہ قائم کرنے کی کوشش کو نبھی ترک نہ فرمائے حضور و سرانے اور جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کا چندہ اس یقین پر قبول کیا گیا ہے کہ جب نبھی مدرسہ قائم ہو وہ چندہ ضرور ملے گا اگر ہماری موجودہ کمیٹی اپنی زندگی میں مدرسہ قائم نہ کرے تو اُن کے جانشین حضور و سرانے اور جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر سے یا اُن کے قائم مقاموں سے ہمچہ قائم ہونے مدرسہ کے چندہ پزیرنے لیکن اور لوگوں سے ایسے زمانہ دراز اور پشتوں تک چندہ وصول ہونے کی کیا توقع ہے پس میری رائے

میں (جو انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن معصوم یونیورسٹی کے نام سے پکارا جاوے گا) مذهب اسلام کی تعلیم ہو ایک کمرہ میں اہل سنت و جماعت کی اور ایک کمرہ میں شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کی \* صدر انجمن نے اس بات کی بھی تحریک کی ہواٹینس کا اس تحریز کی نسبت بھی شکر کیا جاوے جو انہوں نے خیال فرمایا ہے کہ اگر یہ مدرسہ درست سے قائم ہو جاوے تو حضور مودود بھی حیدرآباد سے چند رئیسوں کے لوگوں کو اس مدرسہ میں تعلیم کے لیئے بھیجینگے کیونکہ اس بات سے کمیٹی کو نہایت تقریر ہوئی ہے \* سید محمد حامد نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق مشروط ہوئی \*

بعد اس کے سکرٹری نے انریبل آراسینکی صاحب بہادر جسٹس ہائی کورٹ آباد کی چٹھی مورخہ ۳ جون سنہ ۱۸۷۲ ع پیش کی اور اطلاع کی کہ صاحب مودود نے تین سو روپیہ واسطے مدرسہ کے عنایت فرمایا ہے \*

صدر انجمن نے تحریک کی کہ صاحب مودود کا دایہ شکریہ واجب قرینش اور بالخصوص اس طرز تحریز کی نسبت جس طرز میں صاحب مودود نے چٹھی لکھی ہے اور جس سے ایک فیاضانہ ٹیکہ اور ہمدردی مسلمانوں کی تعلیم میں پائی جاتی ہے ادا کیا جاوے \*

سید محمد حامد نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق مشروط ہوئی \*

بعد اس کے سکرٹری نے چٹھی بابو شیوا پرشاد صاحب سی ایس آئی انسپیکٹر مہکمہ تعلیم سمت سویم ممالک مغربی و شمالی مورخہ ۲۹ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع پیش کی جس میں بابو صاحب مودود نے انہی شرائط پر جو حضور و سرانے نے مقرر کی ہیں اور چٹھی پڑھ کر سکرٹری مورخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع میں مندرج ہیں اور نیز اس شرط پر کہ مدرسہ آباد میں قائم ہو مدرسہ کے لیئے ہزار روپیہ چندہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے \*

صدر انجمن نے تحریک کی کہ بابو صاحب نے جو ہمدردی مسلمانوں کے ساتھ یہ سبب سچی حب وطنی کے کی اُس کا شکریہ کمیٹی کی طرف سے ادا کیا جاوے \*

منشی محمد یار خاں صاحب نے کہا کہ میں صاحب صدر انجمن کی اس تحریز سے کہ بابو صاحب مودود کا شکریہ ادا کیا جاوے اتفاق کرتا ہوں — اس میں کچھ شک نہیں کہ بابو صاحب نے سچی حب وطنی کے خیال سے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کی ہے مگر مسجد کو ایسے قریبوں کی مشروطی میں اور ایسے چندہ دینے والوں

## روئد ان مدرستہ العلوم مسلمانان یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری روئد ان مدرستہ العلوم مسلمانان

۳ البتہ مسلمان چندہ دینے والی اپنے چندوں میں مصلحتہ ذیل شرطیں قائم کرسکتے ہیں \*

( الف ) اُنکا زر چندہ سود میں نہ لگایا جاوے بلکہ اُس سے کوئی جائیداد خریدی جاوے جسکا ذکر قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع میں مندرجہ ہی اور معبران کمیٹی اُن کی اس شرط کے پھلانے کے پابند ہونگے \*

( ب ) زر چندہ تسوا وار ایک میعاد مناسب معین میں ادا کیا جاوےگا \*

۴ سوائے مسلمانوں کے اور جو صاحب براہ نفاذی چھدہ دیں وہ مجاز ہونگے کہ مصلحتہ ذیل شرطوں میں سے اگر کسی شرط کا متقرر کرنا چاہیں تو مقرر کریں \*

( الف ) اُنکو اختیار ہوگا کہ اپنا چندہ صرف دنیائی علوم کی تعلیم کے لیئے مختصر کر دیں اور کمیٹی کو لازم ہوگا کہ اُس روئیہ کو اُسی کام میں لگائے \*

( ب ) وہ بھی اپنا چندہ بذریعہ اقساط وقت مناسب اور معین میں دے سکیں گے \*

( ج ) وہ اس شرط کے مقرر کرنے کے بھی مجاز ہونگے کہ بعد قائم ہونے مدرسہ کے اُنکا چندہ ادا کیا جاوےگا مگر کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ بلحاظ مقدار زر چندہ اور نیز بلحاظ حالت چندہ دینے والے کے نہ اُس سے اُمید تری چندہ وصول ہونے کی یہ وقت قیام مدرسہ ( کو کہ وہ کسی وقت قابل رہے ) ہی تا نہیں اُس چندہ کو منظور یا نامنظور کرے سرکٹری کو ہدایت ہوئی کہ اس قسم کا چندہ بلا منظوری کمیٹی درج نہرست چندہ نہوا کرے \*

بعد اسکے باتفاق رائے معبران کمیٹی یہ امر قرار پایا کہ باہو شیوا پرشاد صاحب نے جو سچی حب وطنی سے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کی ہی اُس کا دلی شکر کمیٹی کی طرف سے کیا جاوے اور احیاء کی بھی اطلاع دیجائے نہ چونکہ اُن کی اخیر شرط خلاف دفعہ ۳۳ قواعد کمیٹی کے ہی اس لیئے کمیٹی اُن کا نام نامی اور فیاضانہ چندہ نہرست میں مندرج کرنے سے معذور ہی اگر باہو صاحب اُس شرط کو موقوف کر دیں تو کمیٹی نہایت شکر کے ساتھ اُنکا چندہ قبول کریگی \*

بعد اسکے شکریہ صدرا نجبین کا ادا کیا گیا اور مجلس پرخاصی ہوئی \*

دستخط سید احمد  
سرکٹری مجلس

میں چندہ کی نہرست میں ایسا چندہ مندرج کرنا جس پر خود کمیٹی کو یقین نہیں ہی معض ضرور ہی \*

اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ میری گفتگو تو عموماً ایسے چندوں کی نسبت ہی جو مشروط بشرایط ہوں لیکن باہو شیوا پرشاد صاحب کے چندہ کی نسبت معجزہ اور بھی اعتراض ہی باہو صاحب نے مدرسہ کے اہل اہاد میں قائم ہونے پر چندہ کا دینا مشروط کیا ہی اور یہ شرط برخلاف دفعہ ۳۳ قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع کے ہی اگر اس شرط پر چندہ قبول کیا جاوے تو کمیٹی کی آزادی ترویگی اور گویا اسی وقت مقام مدرسہ کا تصفیہ ہو جاوےگا اور یہ کارروائی خلاف قاعدہ مذکور کے ہی جسکو میں پسند نہیں کرتا \*

سرکٹری نے کہا کہ انسوس ہی کہ باہو صاحب نے حضور و سوائے کی شرطوں سے بھی ایک شرط اور زیادہ کر دی پس بلحاظ اُن رجوعات کے جو میرے دوست مولوی محمد عارف نے فرمائیں میں اُن سے بھیجی اتفاق کرتا ہوں \*

مگر اس خیال سے کہ آئندہ نسبت منظوری یا نامنظوری چندوں کے معبران میں اختلاف رائے نہو میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ نسبت قواعد چندہ کے کچھ تصریح کر دی جاوے \*

کمیٹی نے اس تحریک کو پسند کیا اور دفعہ ۱۶ و ۱۷ قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع کے حسب تفصیل ذیل تصریح کی \*

### تشریحات

۱ کسی شخص کا چندہ یا عطیہ کسی ایسی شرط پر جو برخلاف قواعد مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ع کے ہو نہ منظور ہوگا اور نہ داخل نہرست چندہ کیا جاوےگا \*

۲ کسی مسلمان کا چندہ ( سوائے کسی صورت خاص کے جسکو کمیٹی منظور کرے ) اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اُس وقت چندہ دیا جاوےگا نہ منظور ہوگا نہ درج نہرست چندہ کیا جاوےگا — کیونکہ مسلمانوں کا فرض اس وقت چندہ جمع کرنا ہی تاکہ مدرسہ جاری ہو نہ کہ اُس کے اجرا پر چندہ دینے کا وعدہ کرنا علاوہ اسکے جو کچھ مسلمان مدرسہ کے لیئے دیتے ہیں وہ بموجب اُن کے مذہب کے خیرات اور وقف فی سبیل اللہ ہی اور وقت دینے چندہ سے اُنکو اُس وقف کا مذہباً ثواب ملتا ہی گو کہ مدرسہ کتنی ہی مدت کے بعد کیوں نہ جاری ہو \*

بمقام عیگدہ — مطبع علیگدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا



# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۱۳ ]

یکم رجب سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[ جلد ۳ ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت معبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قریشین کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیگڑہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط احوال اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹا دیں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا در بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

مضمون نمبر ۹۹

## مسلمانوں کی قسمت

یہ سچ ہی کہ زمانہ کبھی یکساں نہیں رہتا کبھی خوش نصیبوں کو بد نصیب کردیتا ہے اور کبھی بد نصیبوں کو خوش نصیب مگر ہر ایک تغیر و تبدل کے آثار شروع ہوجاتے ہیں جس سے آئندہ کے نتیجہ کی پیشین گوئی کی جاسکتی ہے \*

اس زمانہ میں ہم مسلمانوں کی قسمت کو دیکھتے ہیں کہ تقدیر انکی قسمت کو کچھ بلند کر دے گی یا ایسا کراتی ہے جسکے سنبھالنے کی ہر کچھ تدبیر ٹھہر \*

اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مسلمان تمام ہندوستان کے اس بات کو دل سے قبول کرتے ہیں کہ ترقی دولت و حشمت و عزت و مذہب سب عمدہ تعلیم پر منحصر ہے اور اس بات کو بھی تمام ہندوستان کے مسلمان قبول کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی اور انکی اولاد کی تربیت کے لیئے کسی عمدہ عاریفہ تعلیم کے قایم کرنے اور اُس کے اسباب و لوازم کے بہم پہنچانے کی نہایت اشد ضرورت ہے اور اس بات کا بھی سب نو یقین ہے کہ اگر ایسا ہی زمانہ چلا گیا اور کچھ تدبیر نہ کی گئی تو یہ مرض لاعلاج ہوجاے گا اور اس بلا پر بھی سب کی رائے متفق ہے کہ اسکا علاج صرف یہی ہے کہ ایک بہت بڑا مدرسۃ العلوم خاص مسلمانوں کے لیئے قایم کیا جائے جس میں جمیع علوم و فنون دینی اور دنیوی کی بدرجہ کمال تعلیم ہو \*

اس درائے جاں بخش کی خواہش سب کو تھی اور اب یہی ہے مگر اس خیال سے کہ کیونکر حاصل ہو ایک مایوسی ہوتی تھی اس در کا حاصل ہونا چندان مشکل نہ تھا ہاں الیٹہ اسکے حاصل کرنے کو سعی اور کوشش اور ہمت درکار تھی پس اس زمانہ میں اس کام پر کوشش شروع ہوئی ہے اور بلا شبہ اسکا کامیاب ہونا یا نہ ہونا پوری نشانی خوش نصیبی یا بد نصیبی مسلمانوں کی ہوگی \*

پس اے مسلمانوں تم اس بات پر غور کرو کہ ہمیشہ مرقع اور رت ہاتھ نہیں آتا جیسی کوشش اسوقت تک مدرسہ کے لیئے ہو رہی ہے کبھی ایسی کوشش ہرنے کی توقع تھی — دیکھو خدا کی مہربانی سے کیسے اچھے سامان نظر آتے ہیں حضور جناب گارڈ نارتمہ بروک صاحب ديسراے و گورنو جنرل بہادر نے اپنی جیب خاص سے ہم مسلمانوں کی تعلیم کے لیئے دس ہزار روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے حضور نواب لٹنٹ گورنو بہادر نے اپنی جیب خاص سے عطیہ عطا فرمانے کے علاوہ گورنمنٹ کی جانب سے گرینٹ ان ایڈ دینے کا وعدہ فرمایا ہے \*

یہ وعدہ کچھ کم نہیں ہے بلکہ ہمارے سرمایہ کو یک لطف دوگنا کردیتا ہے اگر ہم پانچ لاکھ روپیہ جمع کر لیں تو وہ اس عطیہ گرینٹ ان ایڈ سے حقیقت میں دس لاکھ ہو جاتے ہیں اور اگر دس لاکھ جمع کریں تو بیس لاکھ ہو جاتے ہیں پس ایسی بڑھتی دولت کی ہم کو کب توقع تھی \*

دور دور کے مسلمان بھی اپنی قوم کی ترقی کے سامان دیکھ کر خوش ہوئے ہیں اور چندہ وصول کرنے اور دینے میں کوشش و رفاہی دونوں کو کام میں لا رہے ہیں \*

ہندوؤں نے بھی ہمارے ساتھ ہمدردی و فیاضی کی ہے چند قریب آدمیوں نے اور بعض بڑے آدمیوں نے بھی چندہ دیا ہے اس رقت جو کوشش ہو رہی ہے وہ ایسی کوشش ہے جس کی توقع ہوگز نہ تھی پس اب سب مسلمانوں کو زیادہ ہمت اور زیادہ کوشش کرنی چاہیئے تاکہ یہ سعی حسب مراد کامیاب ہو \*

اے مسلمانوں اس بات کو بھی تم خیال کرو کہ اگر اس وقت تم نے ہمت نہ کی اور سعی و کوشش میں کوتاہی کی اور خدا نخواستہ یہ کوشش کامیاب نہ ہوئی تو پھر کبھی تمہاری بھلائی اور تمہاری بہبودی کی توقع نہوگی \*

کہاں سے یہ رقت پھر ہاتھ آوے گا جو اس رکت ہاتھ میں ہے \*

کہاں سے یہ مرقع باقی رہیگا جو اس رکت ہے \*  
کون تمہارے لیئے اپنی جان اپنا مال اپنا رکت اپنا آرام تم پر نذا کرنے والا پیدا ہوگا جو پھر تمہارے لیئے کوشش و سعی کرے گا \*  
کس کو ایسی ہمت و جرأت ہوگی کہ اس کوشش کو خدا نخواستہ ناکامیاب دیکھ کر پھر آئندہ کسی قسم کی سعی و کوشش کرنے کی ہمت کرے \*

اے مسلمان بھائیوں میں خوب جائتا ہوں کہ تم میری حرکات و انعام ناشایستہ سے اس وقت ناراض ہو میرے انعام و اقوال کو تو خدا پر چھوڑ دو اور میرے حق میں یہ شعر حافظ کا پڑھو —

دیکھ از عقل می لاند دگر طاعت می باند

بیابان داوری ہا را بہ پیش دار اندازیم

مگر اس بات کو سوچو کہ جس کوشش و سعی سے مسلمانوں کے دینی و دنیوی ملامت کی تعلیم کے لیئے مدرسہ قایم کیا جاتا ہے اُس سے اور میری ان باتوں سے کیا تعلق ہے \*

مدرسہ کے لیئے جو تم چندہ دیتے ہو میرے لیئے نہیں ہے بلکہ اُن کے لیئے ہے جنکو تم عزیز رکھتے ہو پس کیا تم میرے لیئے اپنی قوم کو اور اپنی اولاد کو اور اپنی قوم کی اولاد کو تروٹے اور مرنے دگتے \*

کس تدبیر سے اُس کا نایم ہونا سمجھا ہی قلع نظر اسبات سے کہ مدبرانِ تعلیم اُس کو بچستہ بصال رکھیں یا کچھ تغیر و تبدیل کریں تم تو اپنا نقشہ ہموک پٹاڑ تانکے ہموک کچھ خیال ہو کہ یہ مدرسہ العلوم کیا ہوگا اور کس طرح پر ہوگا اُس لاچار جو ہماری سمجھ میں ہی ہم بیان کرتے ہیں جو ابھی تک شیخ چلی کے خیالات سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا \*

ہم اس مدرسۃ العلوم کو محمد بن یونیورسٹی یعنی دارالعلوم مسامانی بنانا اور بالکل اسکورڈ اور کیمبرج کی یونیورسٹی کی (جسکو ہم دیکھ آئے ہیں) نکل اوتارنا چاہتے ہیں اور وہ نقل اس طرح پر اُترے گی \*

### ذکر مکانات

ایک نہایت خوش آب و ہوا شہر میں جو مقبعلہ شہر ہاے گلں نہو جس میں طالب علموں کا دل پڑھنے سے ارجات کرنے کی بہت سی ترغیبات موجود ہوتی ہیں اور نہایت چھوٹا نصیبہ بھی نہو اور اردہ اور مہرتی اضلاع پنجاب سے بھی بہت دور نہو (کیونکہ اُس کے مغربی اضلاع کے لیئے غالباً لاہور یونیورسٹی مفید ہو) اور نیز روہیلکھنڈ کو ٹھیک اپنے سے ملاتا ہو ایک وسیع ٹکڑا زمین کا خوش نصیب جسکی مقدار پانچ سو چھ سو بیگہ پختہ سے کم نہو لیا جارے اور اُس میں سڑکیں نکال کر اور درخت لگا کر بالکل پارک کے طور پر بنادیا جارے ہندوستان کے رہنے والوں نے پارک کو جو قدرتی نمونہ پر ایک قسم کا بوستان ہوتا ہی نہیں دیکھا ہی مگر اہل آباد کے رہنے والوں کو افرق پارک جو بن رہا ہی دیکھ کر کچھ اُس کا خیال آریگا — اُس میدان میں مقصلہ ذیل عمارتیں بنائی جارہیگی \*

ارل مدرسۃ العلوم جو نہایت وسیع و عالی شان مکان بنایا جاویگا اُس کے بیچ میں بہت بڑا ہال ہوگا جس میں انشاء اللہ تالی محمد بن یونیورسٹی کے جلسے اور تقسیم انعام اور بعد حضور چارٹرڈ صلاے خطاب اور حضور رئیسراے ر گورنر جنرل بہادر اور جناب نواب لغٹنٹ گورنر بہادر کے تشریف لانے کے وقت اجلاس ہوا کریگا (کیا مددہ بات ہو اگر یہاں اجلاس حضور لارڈنارتھ بروک صاحب کا ہو اگرچہ یہ بات نفسی معلوم ہوتی ہی مگر خدا کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ابھی پانچ برس آنکر رہنا ہی) \*

اُسکے درون طرف چار کمرے پرنسپل اور پرنسپر اور ہیڈ ماسٹر کے لیئے ہونگے اور آگے ادھر ادھر ہر ایک جماعت کے لیئے جدا جدا مناسب رستہ کے کمرے ہونگے اس مدرسۃ العلوم کا نقشہ کسی بڑے انجنیور سے قریب قریب نمونہ پر روز کی کالج کے پٹا پھا جاویگا \*

اے نا صفاں شفیت میں آپ کی نصیحتوں کا بڑا احسانمند ہوں مگر اُس دنکو کو اُس وقت رہنے دو اور اپنی نوم اور اپنے اہل مذہب کی خبر او اور جو کوشش اُن کی بھلائی کے لیئے ہو رہی ہی اُس میں مدد کرو \*

اے مجھ پر طعنہ کرنے والے بھائیوں تم ذرا سوچو اور انصاف کرو کہ مجھ کو تو اتنی بھی توقع نہیں ہی کہ اگر یہ کوشش کامیاب بھی ہو جائے اور مدرسہ قائم بھی ہو جاوے تو یہی اُس کے نتیجے دیکھنے تک میں زندہ رہوں پھر کیا میری ذات کو اُس مدرسے سے کچھ تعلق ہی میں تو صرف اُنہی لوگوں کی بھلائی کے لیئے جنکو تم اچھا اور اپنا پیارا جانتے ہو کوشش کرتا ہوں میں تمہارا ددکارا سہی مگر تم اپنے پیاروں کے لیئے کوشش کرو \*

اے بھائی مسلمانوں تم خراب جان کر کہ یہ وقت عین تمہاری قسمت آزمائی کا ہی اگر تم ہوشیار نہو گے اور اس مدرسہ کے قائم ہونے میں دل و جان سے مدد نہو گے تو تم یقین جان لینا کہ کیا کچھ مصیبتیں نہوئیں جو تم پر اور تمہاری اولاد پر نہ پڑیں گی گو ہم اُس وقت نہو گے مگر ہمارے یہ چند کلمے مکتب و درد آمیز تمہارے سامنے موجود ہونگے \*

الہی تو اپنے بندوں مسلمانوں کو توفیق نیک دے اور اُن کے دل کی آنکھوں کو روشن کر تاکہ وہ موجود حالت کو دیکھیں اور آئندہ کی حالت کو سمجھیں سچ ہی — تمز من تشاء و تدل من تشاء پیوک الضیر انک علی کل شی قدیر \*

وا — م

سید احمد

نمبر ۱۰۰

### مدرسة العلوم مسلمانان

ہم سے لوگ باصرار پوچھتے ہیں کہ مدرسۃ العلوم مجبورہ میں طریقہ تعلیم کیا ہوگا اور اُس تعلیم میں اور گورنمنٹ کالجوں کی تعلیم میں کیا فرق ہوگا اور جو لوگ اُس میں رہیں گے وہ کیونکر تربیت پارینگے اور جو لڑکے وہاں کڑھینگے وہ کیونکر داخل ہونگے \*

ہم جواب دیتے ہیں کہ جب مدرسۃ العلوم قائم ہوگا تو ایک جدا کمیٹی اُس کے انتظام کی مقرر ہوگی جو سینٹیکٹ یعنی مجلسِ مدبرانِ تعلیم کہلا چکی اور جس میں مسلمان بل لحاظ فرقہ شریک ہونگے اُس کمیٹی کی راہ پر اُن سب باتوں کا انتظام متعصم ہوگا — مگر وہ لوگ اس جواب پر بس نہیں کرتے اور یہ بات کہتے ہیں کہ ہر گاہ تم اس کے پانی ہو تو تم بتاؤ کہ تم نے کیا نقشہ سرچا ہی اور

ہفتم ایک جگہ انگریزی دوائی خانہ معہ ایک نیتو ڈاکٹر اور کمپوٹر کے رہنے کی جگہ اور ایک یونانی دوائی خانہ جسمیں ہوا ساز کے رہنے کی بھی جگہ ہوگی تعمیر ہوگا \*

ہشتم ایک بنگلہ آؤر بنایا جاوے گا جو بٹام شفا خانہ نامزد ہوگا اس لیے کہ اگر کوئی لڑکا کسی قسم کی بیماری سے دفعاً بیمار ہو جائے تو اُس میں رہے \*

نہم مکانات اصطلح اور شاگرد پیشہ و بارورچیشانہ اور گردنام پتاور مناسب تعمیر ہونگے \*

### ذکر رہنے لڑکوں کا مکانات مدرسہ میں

جو لڑکے اُن مکانات میں سکونت اختیار کریں گے اُن پر اُسطح جسطرح کہ کیمرچ اور اسکورڈ کے کالجس کے لڑکوں پر گوجا میں جانا اور نماز میں شریک ہونا ضرور ہی اپنی اپنی مسجدوں میں جانا اور نماز میں شریک ہونا فرض ہوگا یعنی اوکوں کو پانچویں وقت کی نمازوں میں حاضر ہونا اور نماز جماعت سے پڑھنا واجب ہوگا اور شیعہ لڑکوں کو صرف تین وقت اسلئے کہ وہ ظہر و عصر مغرب و عشا ساتھ پڑھ لیں گے \*

جو لڑکے صرف مدرسہ میں پڑھنے کو حاضر ہونگے اُن کو ظہر و عصر کی نمازوں میں شریک ہونا واجب ہوگا \*

اگر سینڈیکٹ یعنی مدیران تعلیم سوائے مسلمانوں کے اور کسی قوم کے لڑکے کو مدرسۃ العلوم میں پڑھنے کی اجازت دینے کو وہ صرف مسجد میں حاضر ہونے اور نماز میں شریک ہونے یا اور کوئی مذہبی کام کرنے سے بڑی رکھا جاوے گا جسطرح کہ اسکورڈ اور کیمرچ میں غیر مذہب کا طالب علم کوچے میں حاضر ہونے اور رسومات مذہبی ادا کرنے سے بڑی رکھا ہی \*

جسقدر طالب عام اسکورڈ اور کیمرچ کی یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں اُنکو ایک قسم کاکوٹ اور ایک قسم کی ڈربی ملتی ہی تاکہ ایک قسم کا لباس سب کا ہو جائے اس سے نہایت عمدہ فائدے ہیں جنکا بیان اس مقام پر ضرور نہیں مدرسۃ العلوم کے طالب علموں کو بیچارے کوٹ کے کالے الیکہ کا ٹیوے آستین چٹے اور لال ترکی ڈربی جسکا رواج روم اور مصر اور عرب و شام میں ہی اور اب وہ ڈربی خاص ترکوں یعنی مسلمانوں کی ڈربی سمجھی جاتی ہی دی جاوے گی اس کے سزا ہر شخص کو اختیار ہوگا کہ جیسا لباس چاہے ویسا پہنے \*

تمام طالب علم جو مکانات مدرسہ میں سکونت رکھتے ہوں یا ترکہتے ہوں جب مدرسہ میں یا کتب خانہ میں یا معائنہ خانہ میں یا اخباروں کے کمرے میں آویں گے تو بغیر اُس چٹے اور ڈربی کے آنے کے

ہم جس طرح کہ کیمرچ و اسکورڈ کی یونیورسٹیوں میں ہر ایک کالج کے ساتھ ایک گوجا ہی اُسطح اس مدرسۃ العلوم مسلمانان کے ساتھ دو مسجدیں مناسب قلعہ پر ہونگی ایک سنڈیکٹ کے لیے اور دوسری شیور کے لیے جنکا اہتمام اُسی مذہب کے لوگوں سے متعلق ہوگا \*

سوم جسطرح کہ یونیورسٹی اسکورڈ اور کیمرچ میں ذیہ قدر طالب علم اور امیروں اور دولت مندوں کے لڑکے رہتے ہیں اور اُنکے لیے مکانات طیار ہیں اُسطح اُسی احاطہ میں بطور مناسب جو لڑکوں کے رہنے کے لیے مکانات بنائے جاویں گے اور بروقت ضرورت اور زیادہ ہوتے جاویں گے ہر لڑکے کو ایک غسل خانہ ایک سونے کا کمرہ اور ایک بیٹھنے اور لکھنے پڑھنے کا کمرہ ملے گا \*

یہ مکانات بطور جائداد مدرسہ بنائے جاویں گے کیونکہ جو لڑکے اُس میں رہیں گے اُن سے اُسکا کرایہ لیا جاوے گا اور بطور آمدنی جائداد مدرسہ میں خرچ ہوگا \*

ان مکانات سکونت کے شامل دو بڑے ہال بھی بنائے ایک اُن میں سے وہ ہوگا جس میں سب لڑکے کھانا کھاویں گے اور دوسرا وہ ہوگا جس میں لڑکے چٹھی کے وقت مختلف قسم کے کھیل کھاتے عقل یا بدن میں قوت ہو کھیل کریں گے \*

چہارم اُسی میدان میں ایک قطعہ مناسب منتخب کیا جاوے گا جس میں لڑکوں کے کھیلنے کا میدان ہوب کے خوش زمرہ دین سے آراستہ ہوگا اُس قطعہ میں گیند کھو بنایا جاوے گا میدانی گیند کھیلنے کی جگہ درست کی جاوے گی اُسی جگہ انگریزی قلعہ پر یعنی پٹا ہوا مکان کے اندر بہت بڑا حوض بنایا جاوے گا جو نہانے اور تیرنا سیکھنے کے کام آوے گا اُسی کے پاس کھورے دروازے کا چکر ہوگا جہاں لڑکے کھورے پر چڑھنا سیکھیں گے \*

یہ سب چیزیں بطور جائداد مدرسہ متصور ہونگی کیونکہ ان سب چیزوں کی بابت بطور نیس اُن لڑکوں سے کچھ لیا جاوے گا اور کچھ حصہ اُس کا مدرسہ میں اور کچھ حصہ ان کھیل کی چیزوں کی درستی میں خرچ ہوگا \*

یہ سب اخراجات اُنہیں اسراء اور دولت مند لڑکوں سے متعلق ہونگے جو مکانات مذکورہ بالا میں سکونت اختیار کریں گے اور اُن لڑکوں سے جو صرف مدرسہ میں پڑھنے آتے ہونگے کچھ متعلق نہونگے \*

پنجم چار بنگلے اُس احاطہ میں بنائے جاویں گے جس میں انگریزی پرنسپل اور پرنس اور ہیڈ ماسٹر رہا کریں گے \*

ششم ایک بنگلہ آؤر بنایا جاوے گا جس میں گورنر یعنی منتظم مدرسہ جو تمام لڑکوں کی خبردار ہی اور تمام چیزوں کی نگرانی کریگا رہا ہوگا \*

تمام اسباب دلنگ وغیرہ اور پیچھوتا فرش سب منتظم مدرسہ مہیا کرینگا کسی سامان یا فرنیچر کی کسی طالب علم کو نکر و تدبیرو کوئی ٹھہری \* تمام خدمت گار فراش سقہ و دھوہی پارچی کھار سب منتظم مدرسہ مقرر کرینگا اور مکانات میں تقسیم کردینگا وہی تمام کام خدمت لڑکوں کی کرینگے کسی طالب علم کو اپنا خاص خدمتگار رکھنا ضرور ٹھہرا پیچہز کسی خاص حالت کے جس کو منتظم مدرسہ منظور کرینگا \*

لڑکوں کو صفائی سے رہنے کی نہایت تاکید دھری اور قبل اس کے کہ کوئی لڑکا سکونت کے لیئے مکانات میں داخل ہو یہ بات دیکھو لی جارہی کہ جس قسم کے وہ کپڑے پہنتا ہی اُس کے پاس اسقدر تمعدان سے ہیں جن سے وہ صفائی اور اُچلے پن سے رہ سکے یا نہیں \* کسی لڑکے کو اجازت نہوگی کہ وہ گوشت اور کڈاری لگا دھو یا بازار کا رنگا دھو رنگین و تیم رنگ یا ایسا باریک جس میں سے بدن دکھائی دے یا ایسا تنک جس سے چوچی اور ہیٹ نظر آوے کپڑا پہنے \*

کسی لڑکے کو اجازت نہوگی کہ وہ بہت بڑے بڑے بال جو کان کی او سے زیادہ نیچے ہوں سر پر رکھے یا کانلیں بٹارے یا پیشانی جوارے یا مٹی لکارے یا انٹروٹی و چھلے پہنے یا کسی انگلی پر مہندی لکارے \*

کوئی شخص مدرسہ میں اور کوئی طالب علم جو وہاں رھتا ہی پان کھانے یا ہندوستانی حقہ یا چرت پینے کا مجاز نہوگا \* جو لڑکے وہاں رھتے نہیں صرف پڑھنے آتے ہوں اُن کے لیئے ایک جگہ تجویز کی جارہی جہاں اُن کی توہی اور چخہ اور انگریزی جوتے رکھ رہینگے جب وہ مدرسہ میں آینگے وہاں سے پہن کر چلے آوینگے اور جب جارینگے وہاں رکھہ جارینگے \*

جو لڑکے پڑھنے آوینگے اگر وہ صلیہ رنگے اور صاف کپڑے پہنے ہوئے نہونگے تو جماعت میں بیٹھنے کی اُن کو اجات نہوگی \* بیرون احاطہ مدرسہ بھی کچھ مکانات بنائے اور بٹرائے کی نکر کی جارے گی تاکہ غریب لڑکے جو اس قدر خرچ سکونت اختیار نہیں کرسکتے اُن مکانوں میں بطور خود جس طرح چاہیں رھیں \*

## تنبیہ و تادیب

لڑکے جو تقصیر کرینگے اُن کو کسی قسم کی سزاے بدنی یا اسی سزا جس سے رفتہ رفتہ غیرت جاتی رھتی ہی نہیں دی جائیگی ماسٹرور کو اختیار ہرگا کہ جو لڑکا کچھ تقصیر کرے یا سبق یاد نہ کرے اُس کو یہ سزا دیں کہ جس قدر وقت پڑھنے کا ہی اُس کے

مجاز نہونگے اور مدرسہ کے رھنے والے طالب علم اُن دنوں میں جیکہ مدرسہ کھلا ہوگا اگر مدرسہ سے باہر جارینگے تو یہی چخہ اور ٹوہی بہن کو جارینگے \*

ہر طالب علم کو مدرسہ میں انگریزی جوتہ اور مرزہ پہن کو آنا ہوگا تنگے پاؤں پھرنے یا ہندوستانی جوتہ پہنکر آنے کی اجازت نہوگی \*

کوئی طالب علم دھوتی پہنکر مدرسہ میں آنے کا مجاز نہوگا \* تمام طالب علم جو وہاں رھتے ہونگے بعد نماز صبح پیادہ پا ہوا کھانے احاطہ میں ایک قاعدہ کے ساتھ پھینگے اور جائزوں میں قبل مغرب اور گرمیوں میں بعد مغرب کاریوں میں ہوا کھانے جارینگے اُنکے لیئے ایک قسم کی گاڑیاں ہوا خوری کی جسمیں جوڑی گھوڑوں کی جتنی ہوگی اور سولہ یا بارہ لڑکے اُس میں بیٹھہ سکیں گے مہیا اور موجود رھینگے \*

لڑکوں کے پڑھنے اور کھانے اور کھانے اور سونے اور کھانے اور کپڑے پانے کے سب رتہ میں ہونگے اور ہر لڑکے کو اُس رتہ دھنی کام کرنا ہوگا جو اُس رتہ کے لیئے مقرر ہی یہاں تک کہ جو رتہ سونے کا ہی اگر طالب علم چاہے کہ میں اُس رتہ پڑوں اور تھوڑی دیر کے بعد سوؤں تو وہ ایسا نہیں کرسکتا بلکہ اُس کو ضرور ہوگا کہ سونے کے رتہ پر سو رھے اگرچہ بالفرض نید نہ آوے تو بلنگ پر آنکھیں بند کیئے پڑا رھے \*

کھانے کے متعدد قسم کے کھیل کے سامان موجود ہونگے اور ہر کھیل جس کو پسند ہوگا وہ اختیار کرینگا گھوڑے پر چڑھنا بندوق لگانا تیرنا یہ سب کام بھی مناسب طور اور اندازہ پر سکھایا جارینگا \* الفاظ بد جو لڑکوں کی زبان پر چڑے جاتے ہیں اُن کے بولنے کا سخت امتناع ہوگا یہاں تک کہ اگر کوئی لڑکا کسی کو جھوٹا کھہ پھینگا کہ وہ بے مبالغہ دشنام سخت کے سمجھا جارینگا \*

تمام طالب علم مدرسہ کے رھنے والے ایک کمرہ میں ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھارینگے طرز کھانے کا تو مثل لڑکوں کے ہوگا جو میز کرسی پر بیٹھہ کر کھاتے ہیں یا مثل عربوں کے ہوگا جو زمین پر بیٹھہ کر اور چوکی پر کھانا رکھہ کر کھاتے ہیں \*

ان دوتوں طریقوں میں وہ طریقہ اختیار کیا جارینگا جس کو خود لڑکے کثرت رائے سے پسند کرینگے \*

تمام چیزیں کھانے کی وقتاً فوقتاً پکائی جارہیگی اور ہر موسم کا حصہ بھی لڑکوں کو مناسب طور سے دیا جارینگا اور ہر ہفتہ میں ایک خاص کھانا خود لڑکوں کی فرمائش سے پکایا جارینگا جسکو بڑے خود اپنی کثرت رائے سے قرار دینگے بشرطیکہ پانچاھ موسم کے وہ حصہ کو مقرر نہو \*



پنجم علم الہیات اسلامی اس قسم میں عام عقاید علم تفسیر علم فقہ علم حدیث اصول فقہ اصول حدیث علم سیر علم کلام داخل ہونگے \*

اس پانچویں قسم کے لیئے در حصہ جداگانہ ہونگے ایک سنہیں کے لیئے ایک شیعوں کے لیئے اور جدا جدا مدرس بھی ہونگے اور اس قسم کی تعلیم کا انتظام بھی جدا جدا ممبروں سے متعلق ہوگا سنی مذہب کے ممبر سنہیں کی اس تعلیم کا اور شیعہ مذہب کے ممبر شیعہ مذہب کی تعلیم کا انتظام کریں گے \*

نہایت سختی کے ساتھ یہ ہونگی کہ کسی رتبہ اور کسی مرتبہ پر شیعہ و سنی اڑے آپس میں کچھ ذکر مذہب کا نکلیا کریں گے اور جو طالب علم کریگا وہ سرسٹینٹی کے برخلاف کام کرنے کے جرم کا مجرم متصور ہوگا اور سرسٹینٹی سے ملحدہ کر دیا جاویگا \*

### زبانیں جنہیں علوم تعلیم ہونگے

ایک حصہ اس مدرسہ کا انگریزی ہوگا اُس میں تمام علوم و فنون جو اُردو مذکور ہونے سب انگریزی میں پڑھائے جاویں گے الا وہ ایک طالب علم کو دوسری زبان بھی مفصلہ ذیل زبانوں میں سے سیکھنی پڑیگی لیٹن و اُردو یا لیٹن و فارسی یا لیٹن و عربی اور اُسکو بشمول اپنی تعلیم کے کچھ مختصر کتابیں فقہ و حدیث و عقاید کی عربی یا فارسی یا اُردو کسی ایک زبان میں پڑا لیٹنی ہونگی \*

دوسرا حصہ اس مدرسہ کا اُردو ہوگا اور تمام علوم و فنون مذکورہ بالا سب اُردو میں پڑھائے جاویں گے مگر اسی کے ساتھ ہر ایک طالب علم کو دوسری کوئی زبان مفصلہ ذیل زبانوں میں سے سیکھنی پڑیگی انگریزی یا فارسی یا عربی \*

تیسرا حصہ اس مدرسہ کا عربی فارسی کا ہوگا اور یہ حصہ اُن لوگوں کے لیئے ہوگا جو عربی یا فارسی کا علم ادب یا مسلمانہ مذہب کی الہیات پڑھنی چاہتے ہوں جو قسم پنجم تعلیم ہی اس میں اکثر طالب علم درسے حصہ مدرسہ کی تحصیل تمام کرنے کے بعد ترقی کو کر اڑیں گے اور ایسے طالب علم بھی داخل ہونگے جنہوں نے خارج از مدرسہ کہیں تعلیم پائی ہو اور صرف اُن ہی دونو قسموں کے علوم کو پڑھنا چاہتے ہوں اور اُن علوموں کے پڑھنے کی لیاقت و استعداد بھی رکھتے ہوں \*

### مدرسان و پروفیسران

ہر ایک حصہ مدرسہ میں نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہونگی اور نہایت لائق و قابل پروفیسر و مدرس ہر حصہ کے لیئے ہونگے پرنسپل انگریزی مدرسہ نہایت ٹیک اور نہایت لائق اور نامی شخص ہوگا

اسی قسم سے متعلق دھیکام تاریخ اور جغرافیہ کیونکہ علم ادب اور تاریخ و جغرافیہ بالکل لازم و ملزوم ہیں علم ادب پڑھانے کو تاریخ کا سکھانا اور تاریخ کے لیئے جغرافیہ کا سکھانا لازم و ضرور ہی \*

اسی قسم میں ہر ایک زبان کی جسمیں علم ادب پڑھا جاوے صرف و نحو و معنی و بیان و عروض و قافیہ سب داخل ہی اور مشکل کتابیں نظم و نثر کی پڑھنی اور اُس زبان کی انشا پردازنی اور اُس زبان میں گفتگو کرنا و نظم و نثر لکھنی سب اس میں شامل ہی \*

انگریزی زبان کا علم ادب سیکھنے والوں کو لیٹن زبان کا سیکھنا بھی ضروریات سے ہوگا اور گریک یعنی یونانی کا بھی کسیقدر اُس کے ساتھ سیکھنا طالب علم کی خوشی پر منحصر ہوگا \*

دوم علم ریاضی — اس علم کی چھتیس شاخیں ہیں اور اس میں تمام علوم جو ہندسہ اور حساب اور جبر مقابلہ اور ہیئت و مثلث و عام جزئیات و کلیات اور ہندسہ بالجبر اور علم مناظر وغیرہ سب شامل ہیں \*

اسی شاخ میں انجینیری اور عام آلات یا عام جو ٹیلک علم حرکت و سکون علم آب عام ہوا اور پیمائش اور نقشہ کشی اور طیارہ و تضمینہ نقشہ مکانات شامل رہیگا \*

سوم علم اخلاق — اس قسم میں علم اخلاق اور علم قوی انسانی اور علم منطق اور فلسفہ معہ اصول علم حکمت اور علم سیاست مدن یعنی اصول گورنمنٹ اور علم انتظام مدن اور اصول قوانین اقوام قدیم اور اصول قوانین اقوام مختلفہ جوائنٹونیشنل لا کہلاتا ہی اور اصول قوانین مروجہ زمانہ حال سب داخل ہیں \*

اسی میں شامل ہیں تاریخ قوانین اور دم کیوں کے پڑانے قوانین جن پر قوانین اقوام یورپ زمانہ حال مبنی ہیں \*

چہارم علم طبیعیات یعنی وہ علوم جو انگریزی زبان میں نیچرل سینسز کہلاتے ہیں اور اُس میں مفصلہ ذیل علوم داخل ہیں \*

کیمسٹری یعنی علم کیمیاء \*

میکانیکی یعنی علم معدنیات \*

جیا لوجی یعنی علم طبقات الارض \*

یاڈمی یعنی علم نباتات \*

زوالوجی یعنی علم حیوانات \*

علم تشریح \*

علم برق وغیرہ \*

مدرسہ کی بنیاد کے دن جس قدر حکام انگریزی اور نامی رؤساء و راجگان و نوابان موجود ہوئے اُن سب کے نام سنگ مرمر پر کندہ ہوئے اور وہ پتھر مدرسہ کے بڑے حال میں لگایا جاویگا — ہم کو خدا سے اُمید ہے کہ اُس پتھر پر سب سے اول لارڈ نارٹھ ہیرک ہمارے زمانہ کے ریسرے و گورنر جنرل ہندوستان کا نام نامی ہوگا \*

علامہ اس کے سنگ مرمر پر اُن تمام لوگوں کے نام نامی جنہوں نے پانسو روپیہ یا اُس سے زیادہ چندہ دیا ہوگا مدد نامہ چندہ کندہ ہوکر مدرسہ کے بڑے ہال میں لگایا جاویگا تاکہ آئندہ کی نسلیں یاد رکھیں کہ کون لوگ اُن کے سوبی ہوئے تھے \*

جو لوگ بڑے بڑے حامی اس مدرسہ کے ہوئے ہیں اُن کی روغنی تصویریں تد آدم نہایت عمدہ سنہری چوکھٹوں میں لگی ہوئی ہمیشہ کی یادگاری کے لیئے مدرسہ میں رکھی جا رہی ہیں \*

اور اُمید ہے کہ سب سے پہلے تصویر لارڈ نارٹھ ہیرک ہمارے زمانہ کے ریسرے و گورنر جنرل ہندوستان کی ہوگی اور ہندوستانیوں میں اپنی قوم کے خیر خواہ جناب عالی خلیفہ سید مصدق حسن صاحب رزیر اعظم راج پشیالہ کی ہوگی جنہوں نے نہایت توجہ اس کام میں فرمائی ہے \*

ہم کو یہ بھی اُمید ہے کہ حضور عالی جناب نواب محمد لب علی خاں بہادر والی رام پور کی جانب سے اس مدرسہ کے لیئے ایسی مدد ملیگی کہ ہندوستانی والیان ملک میں سب سے اول اُن کی تصویر رکھی جاویگی اور خدا ایسا کرے کہ انہی کے پاس اُنکے رزیر اعظم مولوی محمد عثمان خاں صاحب کو جگہ ملے \*

یہ سب باتیں ابھی تو مسئلہ ایک خراب کے ہیں یا تو خدا نضر اسے دے دیں مسئلہ ہوگی کہ اتنے میں آنکھ کھل گئی یا انشا اللہ تعالیٰ بعینہ اُس کا ظہور ہوا اور ٹھیک تعبیر ہوئی \*

ہم کو خدا سے اُمید ہے کہ ٹھیک تعبیر ہی ہوگی کیونکہ اللہ ربیعا شعیبہ من النورۃ نہایت متبرک قول ہے \*

اب دعا یہ ہے کہ خدا ہمارے کام میں برکت دے اور اس امر عظیم کو جو ہماری طاقت سے باہر ہے اپنے فضل و کرم سے پورا کر دے آمین ثم آمین \*

جیسے کہ ایک زمانہ میں ڈائریکٹر پٹنار کالج میں تھے یا اب ہمارے زمانہ میں مسٹر گریفتہ صاحب پٹنار کالج میں اور مسٹر دیپن صاحب آکرا کالج میں ہیں \*

انگریزی لٹریچر کا پورنر بھی ایسا ہی عالم اور نیک شخص ہوگا جیسے کہ اس وقت میں مسٹر ڈیارتن صاحب پٹنار کالج میں ہیں \*

انگریزی ٹیچرل سٹڈز اور میٹھی ٹیکس کا پورنر بھی کوئی نہایت لائق اور نیک انگریز ہوگا نہایت مضبوط ارادہ ہے کہ کوئی دقیقہ عمدگی اور عمدہ تعلیم کا ذرہ گناہت نہ کیا جاوے \*

علامہ ان کے انگریزی حصہ میں ہندوستانی ماسٹر بھی ہونگے جنہوں نے انگریزی کالجوں میں اعلیٰ تعلیم اور اور یونیورسٹیوں کے خطاب پائے ہیں \*

اُردو حصہ بھی انگریزی حصہ کے انسروں کے تابع اور اُن کی نگرانی میں رہیگا اور اُس کے ہندوستانی پورنر ہونگے جو اُن علوم کو پڑھا سکتے ہونگے اور انسان حصہ انگریزی اُن کی مدد اور اُن کو ہدایت کرتے رہینگے اور مضامین مشکلہ پتا دیا کریں گے \*

عربی اور فارسی کے علم ادب کے لیئے ایک بہت بڑا مولوی ادیب پیش توار مشاہرہ پو نوکر ہوگا اور وہی مدرس اول کھاریگا اور اُسکے صاحت بقدر حاجت اور بھی پورنر یعنی مدرسان ملازم ہونگے \*

مسلمانی علم الہیات یعنی قسم پنجم کی تعلیم کے بڑے عالم ایک سنی مذہب کا اور ایک شیعہ مذہب کا نوکر ہوگا تانہ اپنی اپنی جماعت کو علوم مذکورہ کی تعلیم دے \*

مدرسہ میں ہمیشہ مختلف علوم پر لکچر ہوا کریں گے اور سہیئے میں ایک دفعہ مذہبی مدرس اپنی اپنی مسجدوں میں اپنے مذہب کے اُذکار کو مذہبی لکچر ستایا کریں گے \*

خود لڑکے بھی باہم ملکر ایک کتب جس کا نام انشا اللہ تعالیٰ مسئلہ کیوبوچ کی کتب کے یونین کتب کھاریگا جس کا توجہ مجلس متفقہ ہے مقرر کریں گے اور اُس میں باتوں اور دنیاوی علوم میں مباحثہ ہوا کریگا اور قواعد اسپچ یعنی وہی ہونگے جو کیوبوچ یونین کتب میں ہیں \*

مدرسہ کی بنیاد جس دن رکھی جاویگی وہ دن ہمیشہ مدرسہ کی سالگرہ کا ہوگا اُس دن ہمیشہ مدرسہ کی یادگاری کے لیئے مجلسیں اور خوشیاں کی جایا کریں گے \*



نمبر ۱۰۱

خط

## متعلق بحث وجوہ آسمان

سلامت

مخدومی مکرمی ایڈیٹر اخبار تہذیب الاخلاق  
بعد سلام نیاز گذارش یہ ہے کہ نیازمند نے پروجہ میو گزٹ میں  
وجود آسمان کی نسبت ایک مضمون چھپا ہوا دیکھ کر اُس کی نسبت  
ایک مریضہ خدمت میں مہتمم اخبار موصوف کے لکھا ہی چونکہ وہ  
آپ کے اخبار کے پڑھنے والوں کے بھی ملاحظہ کے قابل ہی اس لیے  
اُس کی ایک نقل حرف بھرنے آپ کی خدمت میں اس امید سے  
بھیجتا ہوں کہ آپ بھی ارزاہ تواضع اپنے اخبار میں اُسکو چھاپ دیں  
زیادہ نیاز و بس \*

آپ کا خادم  
محمد میو

سلامت

مکرم ہفدہ جناب ایڈیٹر صاحب میو گزٹ

آپ کے اخبار کے پرچے جن میں آپ نے اثبات وجود خارجی  
شیطان پر اور اثبات وجود آسمان پر پھٹ کی ہی اُن کو دیکھ کر میں  
بہت خوش ہوا حقیقت میں راقمان تہذیب الاخلاق کی تحریر  
جمہور مفسرین اور علماء متقدمین کے برخلاف ہی پس جبکہ دلائل  
اُس کے برخلاف اور بتائید علماء متقدمین دیکھے جاتے ہیں تو دل  
تہایت خوش ہوتا ہی مگر ایک مشکل نظر آتی اور وہ یہ ہے کہ  
راقمان تہذیب الاخلاق کا منشاء یہہ معلوم ہوتا ہی کہ دلائل عام فہم  
اور ریاضی اور عام طبیعات سے اُن کے نزدیک یہہ بات ثابت اور متعق  
ہو چکی ہی کہ وجود آسمان کا جیسا کہ مسلمان خیال کرتے آئے ہیں  
ویسا فی الواقع نہیں ہی اور جو اعتراض کہ عام مذکورہ کی رو سے  
وجود آسمان کے تسلیم کرنے سے واقع ہوتے ہیں وہ اُن کی رائے میں  
موقع نہیں ہو سکتے اور جو دلیلیں کہ عام مذکورہ کی رو سے عدم وجود  
آسمان پر قائم ہوتی ہیں اُن کی وہ تردید نہیں کر سکتے بلکہ سب کو  
صحیح اور ٹھیک تھوڑ کرتے ہیں اور چونکہ وہ لوگ قرآن کو حق اور  
منزل من اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تو اُن کا یہی خیال ہی کہ قرآن  
مجید حقیقت واقع کے خلاف نہیں بلکہ مفسوین اور علماء متقدمین  
نے غلطی کی ہی جو قرآن مجید کے ایسے معنی بیان کیے ہیں کہ  
خلاف واقع ہیں پس آپ کا استدلال وجود آسمان پر آیات قرآنی سے  
اُس وقت مفید ہوگا جب کہ اول آپ اُن اعتراضوں کا جواب دینی  
دیدیں جو عام مذکورہ کی رو سے بھالت تسلیم وجود آسمان وارد ہوتے

ہیں اور نیز اُن دلیلوں کی بھرنی تردید کر دیں جسے از روے عام  
مذکورہ عدم وجود آسمان ثابت ہوتا ہی کیونکہ اگر آپ ایسا نہ کریں گے  
اور بالفرض آپ قرآن مجید سے وجود آسمان ثابت کر دینگے اُس کا  
نتیجہ کیا ہوگا یہہ ہوگا کہ ثمود باللہ قرآن مجید حقیقت واقع کے  
برخلاف ہی صحیح و راقمان تہذیب الاخلاق کی خدمت میں نیاز ہی اور میں  
چند دفعہ اُن تحریروں کو اُن کے پاس لے گیا ہوں جو اُن کے مخالف  
چھپی ہیں اور اُن کو وہ تحریریں دکھلائیں اُن لوگوں نے اُنکو دیکھا  
اور کہا کہ مگر کے چالے سے بھی بڑی ہیں یہہ سے سوچنے کے بعد  
اس کا منشاء یہی معلوم ہوا کہ جو لوگ اُنکے مخالف گفتگو کرتے ہیں  
وہ بیچ میں سے بات کو لے لیتے ہیں جزو کو نہیں پکڑتے (اصلیئے وہ لوگ)  
اُس پر کچھ ترجہ نہیں کرتے \*

امید ہی کہ آپ اس بات پر بھرنی غور کر دینگے اور میری ان  
سطروں کو اپنے اخبار میں مشترکہ نوسازیں گے راقمان تہذیب الاخلاق  
کے مضامین کے جواب میں جو لوگ کچھ لکھنا چاہیں وہ اس بات پر  
لعداد کر کے لکھیں تاکہ پھر اُن کو جائے گریز باقی نہ رہے \*

نمبر ۱۰۲

## چندہ مدارسۃ العلوم مسلمانان

چندہ سابق

تعداد چندہ جسکی فہرست پہلے چھپ  
چکی  
... عسکریہ ۷۰

چندہ جدید

ہز ایکسانسی قی ریت انریل طامس  
جارج بیونگ بیوں لارڈ نارتھ بروک  
آف اسٹریٹن جی ایم ایس آئی  
ویسرای اور گورنر جنرل آف انڈیا ...  
شجاع الدولہ مختار الملک سید تراب علی  
خال بہادر سرسارال جنگ کے سی  
ایس آئی ...  
بابو شیو پرشاد صاحب بہادر سی ایس  
آئی ریسن بنارس † ...  
جناب خلیفہ سید محمد حسین صاحب  
میو منشی سوکار پتالہ ...

† واضح ہو کہ اخیر شرط جو بابو صاحب نے چندہ میں لکھی  
تھی چسپر کھٹی میں پھٹ ہوئی وہ انہوں نے منسوخ کر دی ۔

سید مظفر علی خاں صاحب ناظر منصفی	مرلوی خواجه محمد یوسف صاحب
ہاتھرس ...	رئیس علیگڈہ ...
عبدالرحمن خاں صاحب داروغہ توشخانہ	حضرت مولوی سید امدان علی صاحب
نواب صاحب سابق والی ٹونک ...	رئیس بہاگلپور سب اردنیت جیج گیا ...
مرلوی نجم الدین صاحب رئیس چڑیا کورت	راجہ شہبہو نوابین سنگھ بہادر ...
ضلع اعظم گڈہ ...	راجہ چیکشن داس بہادر سی ایس آئی
لالہ چنی لال صاحب رئیس بنارس وکیل	رئیس مراد آباد ...
عدالت ...	راجہ پرتاب سنگھ بہادر رئیس تاجپور
مرزا ضیاء الدین بیگ صاحب مدرس	ضلع بجنور کمشنری روہیلکھنڈ ...
اسکول ہاتھرس ...	مرلوی شاہ امد علی صاحب رئیس غازیپور
محمد نور صاحب صوبدار ملازم نواب صاحب	وکیل ہائی کورٹ الہ آباد ...
سابق والی ٹونک ...	مرلوی محمد حسن صاحب رئیس
مرزا محمد علی بیگ صاحب مدرس	بدایوں مدارالمہام نواب صاحب سابق
ہاتھرس ...	والی ٹونک ...
منشی سراج الدین احمد صاحب محتر	مولوی فضل احمد خاں صاحب رئیس
ہندوستان تحصیل ہاتھرس ...	دہلی قیاتی کلکٹر بہادر غازیپور ...
احمد خاں صاحب از ہاتھرس ...	منشی خواجه غلام غوث خاں بہادر میو
شیخ امجد علی صاحب محتر تحصیل	منشی محکمہ عالیہ گورنمنٹ شمالی
ہاتھرس ...	و مغربی ...
میر احمد علی صاحب مختار از مقام ہاتھرس	ایک بیگم صاحبہ کی طرف سے (خ) ...
بہادر خاں صاحب مختار از ہاتھرس ...	صاحب زادہ محمد عبدالکبیر خاں صاحب
میر امام علی صاحب از ہاتھرس ...	اقربائے نواب صاحب ٹونک ...
محمد سلیمان خاں صاحب رسالدار ملازم	ایک بیگم صاحبہ کی طرف سے (ج) ...
نواب صاحب سابق والی ٹونک ...	مرلوی محمد معصوم علی خاں صاحب
محمد معز اللہ خاں صاحب رسالدار ملازم	پیشکار ہاتھرس ...
نواب صاحب سابق والی ٹونک ...	مرلوی محمد اسماعیل صاحب رئیس
اعظم الدین صاحب جمعہ دار چوہداران ملازم	علیگڈہ ...
نواب صاحب سابق والی ٹونک ...	مرلوی محمد لطف اللہ صاحب مدرس
محمد امان صاحب ملازم نواب صاحب	ازن مدرسہ عربی علیگڈہ ...
سابق والی ٹونک ...	مرزا محمد عزیز بیگ صاحب سردار
پانچ روپیہ سے کم جو چندہ ہوا ...	محکمہ اسسٹنٹ بانسوارہ ...
میزاں کل ...	محمد کرامت خاں صاحب کوتوال
	ہاتھرس ...

بمقام علیگڈہ — مطابع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبد الرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۱۴ ]

۲۰ رجب سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[ جلد سوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترغیث کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام یازس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹاے جائیں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جارہیگا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں صبر متصور ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعاقب نہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نہ پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* صبرور کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

مضمون نمبر ۱-۳

## روئداد

اجلاس مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسة العلوم للمسلمين

منعقدة ۲۶ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۵

صدر انجمن

مولوي مہتمد عارف صاحب \*

ممبران موجودہ

سيد محمد حامد خاں صاحب \*

مرزا رحمت اللہ بيگ صاحب \*

منشي مہتمد یار خاں صاحب \*

سکرتري

سيد احمد خاں صاحب بہادر سي ایس آئي \*

روئدادیں اجلاس ۷۷ منعقدہ ۳۱ جولائی و ۸ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع جو بدستخط سکرتري مرتب اور کتاب روئداد میں مندرج تھیں ملاحظہ ہوں \*

سيد محمد حامد خاں صاحب نے کہا کہ ہماری کمیٹی کے قواعد وصول چندہ میں جو یہ امر قرار پایا ہی کہ چندہ صرف مسلمانوں اور عیسائیوں سے طلب کیا جارے اور ہندوؤں کی نسبت یہ بات تجویز ہوئی کہ اگر وہ مہربانی سے دیں تو نہایت شکر گذاری سے لیا جارے مگر درخواست نہ کرتی چاہیئے \*

جس اصل پر یہ قاعدہ قرار پایا ہی وہ بلاشبہ صحیح اور مددہ ہی بیشک عیسائی گورنمنٹ جو ہم پر حاکم ہی اس کا فرض ہی کہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے لیے جو مثل اور قوموں کے اس کی رعایت ہیں مدد کرے پس اس سے درخواست چندہ کی کرنا کچھ بیجا نہیں تھا اور مسلمانوں کا تو خاص فرض ہی کہ وہ اپنے ہم قوم و ہم مذہب لوگوں کی تعلیم اور بھلائی میں جہاں تک ممکن ہو مدد کریں اگر بعض درخواست کرنے کے کوئی ایسا قاعدہ جاری کرنا ممکن ہوگا کہ یہ جبر اس سے لیا جارے تو یہ مضائقہ نہوگا اور

میں سمجھتا ہوں کہ ہندوؤں سے درخواست نہ کرنے کی تجویز اس لیے کی گئی تھی کہ اس مدرسہ میں کوئی خاص طریقہ ان کی تعلیم کا قرار نہیں دیا جاسکتا تھا بلاشبہ عام طور پر ان کا بھی تعلیم پانا ممکن ہی ہو سکتا تھا کہ ان کی تعلیم عام طور پر ہو تو ان سے خاص چندہ طلب کرنا غیر مناسب تھا اور اس لیے یہی بات مناسب تھی کہ جو ہندو رئیس ہمدان ہونے کی ہمدردی سے چندہ دے کر نہایت شکر گذاری سے قبول کیا جارے یہ پچھلا اصل نام لوگوں سے بالکل مناسب رہتا ہی الا ان راجاؤں سے جو صاحب ملک ہیں اور ہزاروں مسلمان ان کے ملک میں بطور ان کی رعیت کے بستے ہیں کسی طرح مناسبت نہیں رکھتا مجوزہ مدرسہ العلوم کسی خاص ملک کے مسلمانوں کو ہی فائدہ نہیں پہونچائیکا بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو فائدہ پہونچائیکا اور کچھ شیعہ نہیں ہی کہ راجاؤں کے ملک کے مسلمان جو ان کی رعیت ہیں وہ بھی اس مدرسہ میں تعلیم پانے کو آریگے اور جو کتابیں علوم کی بذریعہ اس مدرسہ کے جاری ہونگی اور مقبہ ہونگی اور وہ ہر ملک میں پھیلیں گی ان سے راجاؤں کے ملک کے تمام مسلمانوں کو بھی فائدہ پہونچیکا اور جو طالب علم اس مدرسہ میں تعلیم پا کر اطراف میں راجاؤں کے ان سے بھی ہندوستانی ریاستوں کی مسلمان رعایا کو بہت کچھ فائدہ ہوگا پس کوئی وجہ نہیں ہی کہ ان راجاؤں سے جو دایان ملک ہیں جن کی عملداری میں مسلمان بطور رعیت کے بستے ہیں چندہ کی درخواست نہ کی جارے کچھ شیعہ نہیں ہی کہ بدوقت موتب کرنے قواعد کے اس امر پر لحاظ نہیں ہوا تھا اس واسطے میں تھریک کرتا ہوں کہ دفعہ ۱۶ قواعد کی ترمیم کی جارے تاکہ ممبران مجلس کو ان راجاؤں سے بھی جن کی عملداری میں مسلمان بطور رعایا کے بستے ہیں چندہ کی درخواست کرنے کی اجازت ہو \*

صدرانجمن نے اس تھریک کی تائید کی اور سب نے اتفاق شاعر کیا جو کہ بلاطاب رائے جملہ ممبران کمیٹی کے قواعد مذکورہ کی ترمیم نہیں ہو سکتی اس لیے بالاتفاق یہ تجویز ہوئی کہ باقی ممبران کمیٹی سے بھی جو اس وقت شریک جلسہ نہیں ہیں نسبت اس ترمیم کے رائے طلب کی جارے \*

بعد اس کے شریک صدرانجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس برخاست ہوئی \*

( دستخط )

سيد احمد خاں

سکرتري مجلس خزنة البضاعة

کمیٹی کے حسب تصریح اجلاس گذشتہ میٹے تمام ممبران کمیٹی سے  
سوائے اُن ۵۰ ممبروں کے جو ہندوستان میں موجودہ نہیں ہیں راع  
مطلب کی تھی جسکا نتیجہ حسب تفصیل ذیل ہے \*

### مفصلہ ذیل ممبروں نے ترمیم منظور کی

- ۱ مولوی محمد عارف صاحب \*
- ۲ سید محمد حامد خاں صاحب \*
- ۳ مرزا محمد رحمہ اللہ بیگ صاحب \*
- ۴ منشی محمد یار خاں صاحب \*
- ۵ سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی \*
- ۶ منشی محمد سیفان حیدر صاحب \*
- ۷ مولوی اشرف حسین خاں صاحب \*
- ۸ ثواب محمد حسن خاں صاحب \*
- ۹ شیخ غلام علی صاحب \*
- ۱۰ مولوی سید فرید الدین احمد صاحب \*
- ۱۱ شیخ محمد جان صاحب \*
- ۱۲ شیخ محمد فیاض علی صاحب \*
- ۱۳ مولوی محمد انوار صاحب \*
- ۱۴ مولوی فضل احمد خاں صاحب \*
- ۱۵ سید محمد میر بادشاہ صاحب \*
- ۱۶ مولوی محمد حیدر حسین صاحب \*
- ۱۷ مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب \*
- ۱۸ مولوی سید زین العابدین صاحب \*
- ۱۹ مولوی محمد عنایت رحول صاحب \*
- ۲۰ ثواب محمد احمد اللہ خاں صاحب \*
- ۲۱ مولوی سید مہدی علی صاحب \*
- ۲۲ مولوی محمد حامد حسن خاں صاحب \*
- ۲۳ مختار الدولہ ثواب محمد فیض علی خاں بہادر سی ایس آئی \*
- ۲۴ سید ظہور حسین صاحب \*
- ۲۵ مولوی محمد اسماعیل صاحب \*
- ۲۶ جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب \*
- ۲۷ مولوی سید امداد علی صاحب \*
- ۲۸ حکیم محمد حکیم اللہ صاحب \*
- ۲۹ منشی محمد صدیق صاحب \*
- ۳۰ سید محمد احمد خاں صاحب \*

مقلد ذیل ممبروں نے ترمیم کو نا منظور کیا

\* \* \* \* \*

نمبر ۱۰۲

### روئداد

اجلاس مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسة لعلوم للمسلمين

منعقدة ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۶

صدر انجمن

ثواب محمد حسن خاں صاحب بہادر \*

ممبران موجودہ

مرزا رحمہ اللہ بیگ صاحب \*

سید محمد حامد خاں صاحب \*

مولوی اشرف حسین خاں صاحب \*

شیخ غلام علی صاحب \*

مولوی محمد عارف صاحب \*

منشی محمد یار خاں صاحب \*

سکرتري

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی \*

روئداد اجلاس منعقدة ۲۶ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع جو بدستخط

سکرتري مرتب اور کتاب روئداد میں مندرج تھی ملاحظہ ہوئی \*

سکرتري نے چھٹی سکرتري حضور ثواب افٹنٹ گورنر بہادر اضلاع

شمال و مغرب مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع جسکے ساتھ نقل

چھٹی سکرتري حضور عالی جناب ثواب گورنر جنرل بہادر مورخہ ۹

اگست سنہ ۱۸۷۲ ع نمبر ۳۳۹ شامل تھی پیش کی + جو توجہ

کہ حضور ثواب گورنر جنرل بہادر نے مدرسۃ العلوم مسلمانان کی نسبت

فرمائی اور یہ وعدہ فرمایا ہے کہ جو مدد کہ گورنمنٹ سے اس

مدرسۃ العلوم کے لیے ہوسکتی ہے وہ کی جارہی اور دلی توجہ حضور

ثواب افٹنٹ گورنر بہادر نے فرمائی ہے اس سب سے مطلع ہوکر تمام

ممبروں کو ایک بڑی توجہ ہوئی اور حضور عالی جناب ثواب گورنر

جنرل بہادر اور حضور جناب ثواب افٹنٹ گورنر بہادر کا شکریہ

بالافتاح مجلس نے ادا کیا \*

بعد اسکے سکرتري نے اطلاع کی کہ واسطے ترمیم ذمہ ۱۶ قراہد

+ یہ چھٹی انگریزی مہ ترجمہ اخیر میں مندرج ہیں \*

اور اُن کي مداداري ميں مسلمان بطور رمایا بستے هيں ( چنده دينے کي درخواست کويں اور سوائے ان لوگوں کے اور کسی سے چنده کي درخواست کرنا ممبران مجلس کو جائز نہيں اگو کوئي اور قوم و مذهب کا شخص اپني غرضي سے بلا درخواست کچھ دے تو ممبران مجلس کو نہايہ شکرگذاري سے اُس کا قبول کرنا جائز نہيں \*

مرزا محمد رحمہ اللہ بيگ صاحب نے کہا کہ ۳۱ جولائي سنہ ۱۸۷۲ع کو جراحلاس ہوا اُس ميں شريک نہ تھا اُس اجلاس ميں دنہ ۱۶ و ۱۷ قواعد مجلس کي جو تشریح کي گئي هي اُس ميں معجزہ مذر هي ميں تسليم کرتا ہوں کہ ممبران مجلس کو قواعد مجلس کي کسی دنہ کے معني اور مراد بيان کرنے اور اُس کي تشریح کرنے کا اختيار هي مگر کوئي ايستے معني يا تشریح بيان کرنے کا جو اصول قواعد مجلس کے برخلاف ہو يا جس سے ترميم قواعد مجلس لازم آتي ہو اختيار نہيں هي تشریحات مذکورہ کي تشریح دوم ميں کمیٹی کو اجازت دي گئي هي کہ صورت خاص ميں مسلمانوں کا چنده اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اُس رقم چنده ديا جاويگا منظور کرے \*

اور تشریح چہارم کي ضمن سوم ميں سوائے مسلمانوں کے اور شخصوں کو مجاز نہيں گيا هي کہ وہ بشرط منظوري کمیٹی شرط مذکورہ بالا پر اپنا چنده منحصر کر سکتے هيں \*

یہ تشریحات بالکل مخالف اصول قواعد مجلس کے هيں کیونکہ قواعد مجلس کا یہ منشاء هي کہ قبل قیام مدرسہ چنده جمع کیا جاوے تاکہ چنده کافي جمع ہوجائے کے بعد مدرسہ جاری ہو تہ یہ کہ چنده کا وصول ہو تا قیام مدرسہ پر منحصر ہو اس ليے ميں تحریک کرتا ہوں کہ اُن تشریحات کو منسوخ کیا جاوے یا اُن کي ترميم عمل میں آوے \*

منشی محمد یار خان صاحب نے بیان کیا کہ اگرچہ ميں اُس تاریخ کے جلسہ ميں شريک تھا اور ميوي شرکت رائے سے تشریحات مذکورہ قائم ہوئي تھيں ليکن ميں اپنے دوست مرزا محمد رحمہ اللہ بيگ صاحب کي رائے سے اتفاق کرتا ہوں اور اُس کي تائید کرتا ہوں \* اس پر قلیل مباحثہ درميان ممبران موجودہ کے ہوا اور آخر کار اُن تشریحات کي ترميم پر سب نے اتفاق کیا اور اُن کي ترميم حسب تفصيل ذیل ہوئي \*

### تشریح موجودہ حال

تشریح ۲ کسی مسلمان کا چنده (سوائے کسی صورت خاص کے جسکو کمیٹی منظور کرے) اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اُس

مفصلہ ذیل ممبروں کے پاس سے جواب نہيں آیا

- ۱ جناب مولوي محمد عثمان خان صاحب \*
- ۲ مولوي محمد سمیع اللہ خان صاحب \*
- ۳ محمد عنايت اللہ خان صاحب \*
- ۴ شیخ خيرالدين احمد صاحب \*
- ۵ منشی محمد الہي بخش صاحب \*
- ۶ مولوي محمد امانت اللہ صاحب \*
- ۷ حاجي مولوي محمد عبدالاحد صاحب \*
- ۸ مولوي محمد نجم الدين صاحب \*
- ۹ منشی محمد ذکاء اللہ صاحب \*

مفصلہ ذیل ممبر ہندوستان ميں موجود نہيں هيں

- ۱۰ حافظ احمد حسن صاحب \*
- ۱۱ سيد محمد محمود صاحب \*

صدر انجمن نے تحریک کي کہ جو کہ ثروت رائے ممبروں کي اس دنہ کي ترميم پر ہرگني اس ليے اُس کي ترميم عمل ميں آوے چنانچہ حسب مندرجہ ذیل ترميم کي گئي \*

### دفعہ ۱۶ موجودہ حال

ممبروں کا ارل کام جمع کرنے سرمایہ کا هي اُن کو اختيار ہوگا کہ مسلمانوں سے جنگي قرضي بہتري کے ليے مدرسہ قائم ہوتا هي اور عيسائیوں سے ( جو اہل کتاب هيں اور نیز اس سبب سے کہ وہ ہندوستان پر حکومت رکھتے هيں اور مسلمانوں کي بھلائي اور بہتري ميں بھی اُنکو ایسی هي مدد کرنی فرض هي جيسیکہ اور قرضوں کي) چنده دينے کي درخواست کويں اور سوائے ان دو قرضوں کے اور کسی قوم سے چنده کي درخواست کرنا ممبران مجلس کو جائز نہيں اگلا اگر کوئي اور قوم اور مذهب کا شخص اپني غرضي سے بلا درخواست کچھ چنده دے تو ممبران مجلس کو نہايہ شکرگذاري سے اُس کا قبول کرنا جائز نہيں \*

### دفعہ ۱۶ ترميم شدہ

ممبروں کا ارل کام جمع کرنے سرمایہ کا هي اُن کو اختيار ہوگا کہ مسلمانوں سے جنگي قرضي بہتري کے ليے مدرسہ قائم ہوتا هي اور عيسائیوں سے ( جو اہل کتاب هيں اور نیز اس سبب سے کہ وہ ہندوستان پر حکومت رکھتے هيں اور مسلمانوں کي بھلائي اور بہتري ميں بھی اُن کو ایسی هي مدد کرنی فرض هي جيسیکہ اور قرضوں کي) اور اُن راجاؤں اور مہاراجاؤں سے ( جو صاحب ملک اور حکومت هيں

ہوگا کیونکہ اُن دیہات سے مبالغہ بہ نسبت پرامیسری نوٹوں کے زیادہ حاصل ہوگا پس ہمکو جائداد خریدنے کی فکر درپیش ہی لیکن جائداد کا خریدنا حتی المقدور اُسی ضلع میں مناسب ہوگا جہاں نہ مدرسہ قائم ہو اور اگر اُس خاص ضلع میں کوئی جائداد ملے تو اُسکے قریب تو ضلعوں میں خرید کرٹی ہوگی اور اس ایسے مقام مدرسہ کے تصفیہ کرنے کی ضرورت پیش آئی ہی پس میں تعریک کرتا ہوں کہ ممبروں سے رائے پوچھی جارے کہ کس ضلع میں قائم کرنا مناسب ہوگا تاکہ اُس ضلع یا اُس کے قرب و جوار کے ضلعوں میں جائداد خریدی جارے \*

سید محمد حامد صاحب نے اس تعریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی \*

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب نے یہ بات کہی کہ صرف ایک دو حرفی خط مقصود طلب رائے ممبروں کے پاس بھیج دینا کافی ہوگا بلکہ میں اس بات کی تعریک کرتا ہوں کہ سکرٹری کو اجازت دی جارے کہ اس باب میں وہ ایک کیفیٹیف تعریک کریں کہ کس ضلع میں مدرسہ قائم ہونا مناسب ہوگا اور جس ضلع میں وہ اُس کا مقام تجویز کریں اُس کی وجوہ اور دیگر اضلاع پر اُس کی ترجیح کی وجوہ تعریز کرکے کمیٹی کے اجلاس میں پیش کریں اور ممبران شریک جلسہ اُس پر بعض کرکے اپنی اپنی رائے ظاہر کریں اور یہ کیفیٹیف اور مباحثہ اور رائے ممبران شریک جلسہ کی اُن ممبروں کے پاس بھیجی جارے جو شریک جلسہ نہیں تاکہ وہ سب لوگ اُن مباحثوں پر غور کرکے اپنی رائے دیں \*

صدرانجمن صاحب نے اس تعریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی \*

بعدہ بموجب دفعہ ۷ قواعد مجلس کے جناب سید محمد معبود ملی خان صاحب خان بہادر رئیس چھتاری ضلع بلند شہر مجلس خزانۃ البقاعہ کے ممبر مقرر کیے گئے \*

بعد اس کے شکریہ صدرانجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس پر خالص ہوئی \*

[ دستخط ]

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی

سکرٹری مجلس خزانۃ البقاعہ

وقت چنندہ دیا جاوے گا نہ منظور ہوگا نہ درج نہوس چنندہ کیا جاوے گا کیونکہ مسلمانوں کا فرض اسوقت چنندہ جمع کرنا ہی تاکہ مدرسہ جاری ہو الخ \*

### تشریح ترمیم شدہ

• تشریح ۲ کسی شخص کا چنندہ عیسائی ہو یا مسلمان یا ہندو اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اسوقت چنندہ دیا جاوے گا نہ منظور ہوگا نہ درج نہوس چنندہ کیا جاوے گا کیونکہ وہ چنندہ دینے والے کا فرض ہی کہ اسوقت چنندہ دے تاکہ مدرسہ جاری ہو الخ \*

تشریح ۳ میں سے لفظ ( البتہ ) نکال ڈالا گیا اور تشریح ۳ حرف الف میں سے لفظ ( چنکا ذکر قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ ع میں ) نکالے گئے اُسکی جگہ یہ لفظ قائم ہوئے ( جنکی تفصیل ان قواعد میں ) \*

تشریح ۴ میں ضمن ۳ میں بالکل منسوخ اور خارج کی گئی \*

بعد اسکے سکرٹری نے بیان کیا کہ جن صاحبوں نے چنندہ پر دستخط کیئے ہیں اُنہوں نے چنندہ بھیجنا شروع کیا ہی جن لوگوں نے اپنے چنندہ کو مشروط بغیرد جائداد کیا ہی اُسکی تفصیل میں ملاحظہ رکھتا ہوں اور جن صاحبوں نے کوئی شرط نہیں کی اُسکی تفصیل ملاحظہ میرے پاس موجود ہی — زر چنندہ غیر مشروط میں سے دو پرامیسری نوٹ ہزار ہزار روپیہ کے میٹے خریدے ہیں اور متفرق اور پرامیسری نوٹ اور بعض موضع معانی خریدنا جاوے گا یہ کمیٹی حسب ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ ع رجسٹری ہوگی تو تمام جائداد خاص میرے نام پر خریدی جاوے گی اور میرے اور میرے وارثوں کی طرف سے منتقل ہوسکے گی میں اس بات کو پسند نہیں کرتا اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تمام جائداد کمیٹی کے نام خریدی جارے اور اس لیے ضرور ہی کہ کمیٹی کی رجسٹری حسب ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ ع ہو جارے پس مجھے اجازت دی جارے کہ اس کمیٹی کی رجسٹری ہونے کی حسب ضابطہ درخواس کروں \*

مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب نے اس تعریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی \*

سکرٹری نے کمیٹی سے کہا کہ زر چنندہ جو مشروط بغیرد جائداد ہی وہ بھی وصول ہونا شروع ہوگیا ہی اور روپیہ کر بیکار پڑا رکھنا مناسب نہیں ہی اور یہ بھی میری رائے ہی کہ اگر دیہات معانی ہاتھ آریں تو اُنکا خریدنا بہ نسبت پرامیسری نوٹوں کے زیادہ مفید

چٹھی

چٹھی

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL  
COLLEGE FUND COMMITTEE.

COPY No. 92 OF 1872.

From THE SECRETARY TO THE GOVERNMENT,  
N. W. Provinces.

To SYUD AHMED KHAN, BAHADOOR, C. S. I.,  
Secretary to the Select Committee,  
for the better diffusion and advance-  
ment of learning among Maho-  
medans in India.

Dated Nynee Tal, the 28th of August 1872.

GENERAL (EDUCATIONAL) DEPARTMENT, N. W. P.

SIR,

In continuation of the docket from this office, No. 2395A, dated 1st June last, having reference to the scheme for the establishment of an Anglo-Oriental College for the education of Mahomedans, I am directed to forward, for the information of the Committee, the accompanying copy of a letter from the Secretary to the Government of India, Home Department, No. 339, dated 9th August 1872, and to state that it affords His Honor the Lieutenant-Governor sincere satisfaction to be the medium of conveying so gratifying and well deserved an acknowledgment of the labors of the Committee.

\* \* \* \* \*

I have &c.,

(Sd.) C. A. ELLIOTT,  
Secy. to the Govt., N. W. P.

COPY No. 339.

From H. L. DAMPIER Esq.  
Offg., Secy., to the Govt. of India,

To THE SECRETARY TO THE GOVERNMENT OF THE  
N. W. Provinces.  
Simla, the 9th August 1872.

HOME DEPARTMENT—EDUCATION.

SIR,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter No. 2396, dated the 1st ultimo, forwarding, with other papers, copy of an able and valuable Report by the Select Committee for the better diffusion and

چٹھی

نمبر ۹۲

صاحب سکریٹری نواب لفٹننٹ گورنر بہادر اضلاع

شمال و مغرب

بنام

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی سکریٹری سلیکٹ کمیٹی  
خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہند  
از مقام نیپنی تال مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع

صیغہ تعلیم

صاحب من — یہ تامل ذاتک محکمہ ہذا نمبری ۲۳۹۵  
حرف ( اے ) مورخہ یکم جون گذشتہ پایت تجویز تقرر اینکلو  
اورینٹل کالج واسطے تعلیم مسلمانان — میں حسب ہدایت  
نواب لفٹننٹ گورنر بہادر ایک چٹھی صاحب سکریٹری گورنمنٹ  
ہند ہوم ڈپارٹمنٹ نمبر ۳۳۹ مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع واسطے  
اطلاع کمیٹی کے ارسال کرتا ہوں اور یہ بھی اطلاع دیتا ہوں  
کہ نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کو اس امر کی نہایت دلی خوشی  
ہی کہ کمیٹی کی کوششوں کی پسندیدگی کی خوشخبری انکی معرفت  
دی جاتی ہے \*

[ دستخط ] سی اے ایلیٹ

سکریٹری گورنمنٹ شمال و مغرب

نقل

نمبر ۳۳۹

چٹھی

ایچھے ایل قیہ پیٹر صاحب قائم مقام سکریٹری گورنمنٹ ہند

بنام

سکریٹری گورنمنٹ اضلاع شمال و مغرب

از مقام شملہ مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع

میں حسب ہدایت جناب نواب گورنر جنرل بہادر آپ کو اس  
ہوم ڈپارٹمنٹ امر کی اطلاع دیتا ہوں کہ آپ کی چٹھی نمبری  
صیغہ تعلیم ۲۳۹۶ مورخہ یکم ماہ گذشتہ معہ مدد اور لائق



advancement of learning among Mahomedans of India, and in reply to state that His Excellency the Governor General in Council has received with deep interest and much gratification the account contained therein of a scheme for the establishment of an Anglo-Oriental College for the education of Mahomedans, and he earnestly hopes that the scheme will meet with the success it so well deserves.

2. This movement on the part of the Mahomedans of Upper India is entitled to every encouragement which the Government can give, and reflects the highest credit on Syud Ahmed Khan, Bahadoor, and those associated with him for the attainment of such a laudable object.

I have &c.,

(Sd.) H. L. DAMPIER,

Offg. Secy. to the Govt. of India.

ایک ہمدرد رجسٹری ہونے اُن جماعتوں کے جو واسطے ترقیہ عامہ اور ادب یا فلسفہ یا انتظام اشیاء وقف کے مشروع ہو رہیں \*

ہر گاہ یہ امر ترقیوں مصلحت ہی کہ ہمدرد ترقیہ قانونی اُن جماعتوں کے جو واسطے ترقیہ علم ادب یا فلسفہ یا حکمت یا متشکو کرنے علم مفید خلائق یا انتظام اشیاء وقف کے مشروع ہو رہیں شراعت مناسب نفاذ پاریں لہذا حسب ذیل حکم ہوتا ہے \*

دفعہ ۱ جائز ہے کہ منجملہ اُن اشخاص کے جو واسطے ترقیہ عامہ ادب یا فلسفہ یا انتظام اشیاء وقف کے یا کسی اور غرض سے جو دفعہ ۲۰ ایکٹ ہذا میں مذکور ہے شریک ہو رہیں سات یا زیادہ فقر ہر گاہ قطعہ یاد داشت پر جو بلفظ میمورینڈم آف ایسوسی ایشن نامزد ہو رہی ہے اپنے دستخط ثبت کر کے اور اُسکو مطابقت ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۵۷ ع یاس صاحب رجسٹر جماعت ہائے مشترک کے پیچیدہ اس ایکٹ کے مطابق اپنے تئیں سوسائٹی مقرر کریں \*

دفعہ ۲ یاد داشت مذکور میں یہ مراتب مندرج ہونگے \*

نام سوسائٹی کا \*

منشاء اور غرض سوسائٹی کی \*

نام اور پتہ اور پیشہ اور منصب اُن اشخاص کا جنکو مطابق قواعد سوسائٹی کے انصرام کار و بار سوسائٹی موقوف ہو اور جو سوسائٹی میں حیثیت گورنر یا کونسل یا ڈائریکٹر یا کمیٹی کی یا اور

رپورٹ سلیکٹ کمیٹی ترقی تعلیم مسلمانان ہند اور نیز دیگر کاذات کے پہنچی \*

نواب گورنر جنرل بہادر پابلاس کونسل کو تجویز مندرجہ رپورٹ کی اطلاع سے جو بابت قایم کرنے ایکٹلو اور پینٹنگل کالج کے ہی نہایت خوشی حاصل ہوئی اور نواب صاحب ممدوح دل سے اُمید رکھتے ہیں کہ اِس تجویز میں جیسی کہ کامیابی ہوئی چاہیئے جیسی ہی ہوگی \*

۲ شمال مغربی اضلاع کے مسلمانوں کی یہ تدبیر مستحق اِس بات کی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو گورنمنٹ اُس میں مدد کرے \*

سید احمد خاں بہادر اور اُن صاحبوں کی کوششوں سے اِس عمدہ کام میں اُن کے شریک ہیں نہایت تھیں اور آخر میں کے قابل ہیں \*

( دستخط ) ایچ۔ ایل۔ ڈیمپئر

قایم مقام سکریٹری گورنمنٹ ہند

مضمون نمبر ۱۰۵

## قانون

وقفی اور دفلا عام کی کمیٹیوں کی

رجسٹری کا قانون

رئسداد مجلس خزانۃ البضائع جو ہمارے تہذیب الاخلاق میں چاہی ہی اُس سے تمام مسلمانوں کو معلوم ہوا ہوگا کہ اُس مجلس کی رجسٹری ہونے کی تجویز میزبان مجلس کی جانب سے عمل میں آئی ہے — ہم اُس قانون کو جسکے بموجب اُس مجلس کی رجسٹری اور پیچیدہ اس لیئے چاہتے ہیں تاکہ تمام مسلمان اس بات سے واقف ہوں کہ نسبت حفاظت اُس سرمایہ کے تدبیر کافی کی گئی ہے گو مدرسۃ العلوم کبھی قایم ہو رہے رویتہ بلا کسی قسم کے نقصان کے ہمیشہ اُسی کام کے لیئے جمع رکھیں اور اُس کے سوا کسی کام میں نہ آسکیگا — اُمید کہ یہ سب انتظام چندہ دینے والوں کو بطوری مطمئن کرینگے کہ اُنکا رویتہ دیا ہوا کسی طرح تلف نہوگا بلکہ اُسی کام میں آریگا جسکے لیئے انہوں نے دیا ہے اور وہ قانون یہ ہے \*

ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۹۰ ع

لیجس لیٹ کونسل کی تجویز سے حسب منظور جناب نواب گورنر جنرل بہادر ملک ہند کے ۲۱ مئی سنہ ۱۸۹۰ ع کو صادر ہوا \*

کسی اہلکار یا شخص دیگر کو جوابدہی کے لیئے نامزد نہ کریں تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ خود پریزیڈنٹ یا میجر مجلس یا سکرٹری اعلیٰ یا امانت داران سوسٹیٹی کے نام نالش کرے \*

دفعہ ۷ کوئی نالش یا مقدمہ جو کسی عدالت دیوانی میں دائر اور زیر تجویز ہو اس وجہ سے ساقط نہو جاویگا کہ وہ شخص جس کی طرف سے یا جس کے نام نالش یا مقدمہ رجوع ہوا تھا فوت ہو گیا ہی یا اُس کو وہ حیثیت باقی نہ رہے جو شروع نالش یا ابتداء جرابدہی میں اُس کو حاصل تھی بلکہ نالش اور مقدمہ مذکور اُس شخص کے وارث کی طرف سے یا وارث کے نام دائر اور قائم رہیگا \*

دفعہ ۸ اگر کوئی ڈگری اُس شخص یا اہلکار کے نام صدور پارے جو سوسٹیٹی کی طرف سے نامزد ہوا ہو تو جائز ہوگا کہ ڈگری اُس شخص یا اہلکار کی ذات خاص یا جائداد منقولہ یا غیر منقولہ پر جاری ہووے بلکہ سوسٹیٹی کی جائداد پر جاری ہونا چاہیئے اور درخواست اجراءے ڈگری میں یہہ مراتب درج ہونگے کہ نال منضمون کی ڈگری صادر ہوئی اور مدیون ڈگری صرف سوسٹیٹی کی طرف سے نالشی یا جرابدہ ہوا تھا اور اُس درخواست میں یہہ استدعا ہوگی کہ ڈگری سوسٹیٹی کی جائداد پر جاری کی جارے \*

دفعہ ۹ جب حسب مراد کسی بائیلہ یعنی قاعدہ درمیانی جو مطابق قواعد یا قوانین عام سوسٹیٹی کے تصویب پایا ہو یا اگر اُن قواعد میں بائیلہ کے تصویب کرنے کی شرط نہ ہو تو حسب مراد اُس بائیلہ کے جو یہ تجویز شوکا سوسٹیٹی پرتھا اجتماع مجمع عام یہ منظوری تین حصہ منقسمہ پانچ حصہ شوکا حاضرین کے قرار پارے کوئی قاروان نقدی بیاداش انصراف کسی قاعدے یا بائیلہ مقررہ سوسٹیٹی کے ماید کیا جارے تو جائز ہوگا کہ زر تاروان بذریعہ نالش مرجوعہ اُس عدالت کے وصول کیا جارے جس کے علاقہ میں مدعا علیہ مسکن گزین یا سوسٹیٹی واقع ہو یعنی جس طرح پر راءے عہدہ داران ذی حکومت سوسٹیٹی کی قرار پارے \*

دفعہ ۱۰ اگر کوئی شریک کسی قدر زر حصہ جو مطابق قواعد سوسٹیٹی اُس کے ذمہ واجب ہو باقی میں قالے یا سوسٹیٹی کی کسی جائداد پر اُس طریق سے متصرف ہووے یا اسکو اپنے قبضہ میں رکھے جو خلاف قواعد سوسٹیٹی ہو یا سوسٹیٹی کی جائداد کو ضرر پہونچاوے یا تلف کرے تو جائز ہی کہ نالش حصول زر باقی یا زر ہرجہ بابت تصرف یا تقاضی پیچا یا ضرر یا اتلاف جائداد مذکور کے ایسی طرح

طرح پر حکومت کا اختیار رکھتے ہوں اور لازم ہی کہ نقل قواعد اور دستور العمل سوسٹیٹی مصدق بدستخط کم سے کم تین نفر عہدہ داران اہل حکومت کے شامل یاہ دانش مذکور کے داخل سررشتہ ہووے \*

دفعہ ۳ جب یاد داشت اور نقل مصدقہ مفصلہ بالا داخل ہو جاویں تو رجسٹر کو لازم ہی کہ ساریفیکٹ پیشورن رجسٹری ہو جائے سوسٹیٹی مطابق ایکٹ ہذا کے اپنے دستخط سے لکھدیوے اور ہر ایک رجسٹری کی بابت رجسٹر کو زر نیس بقدر پیچاس روپیہ یا کسی کم تعداد کے جو وقتاً فوقتاً پتہیز جناب ثواب گورنر جنرل بہادر ہند اجلاس کونسل مقرر ہووے دیا جاویگا اور رجسٹر زر نیس مدخلہ کا حساب گورنمنٹ میں داخل کیا کریگا \*

دفعہ ۴ مناسب ہی کہ اُس تاریخ سے جو مطابق قواعد سوسٹیٹی کے مہفل عام سالانہ کے اجتماع کے لیئے مقرر ہو چودہ روز بعد یا اگر اُن قواعد میں مہفل عام سالانہ کی شرط نہ ہو تو مہینہ جنوری میں قطعہ فورسہ یہ تفصیل نام اور پتہ اور پیشہ یا منصب گورنر یا کونسل یا ڈائریکٹر یا کمیٹی یا دیگر عہدہ داران اہل حکومت کے جنکر اُس وقت انصرام امور سوسٹیٹی مقرر ہو ہر سال میں ایک مرتبہ صاحب رجسٹر جماعت ہائے مشترکہ کے سررشتہ میں داخل ہوا کرے \*

دفعہ ۵ اگر جائداد منقولہ اور غیر منقولہ مملوکہ اُس سوسٹیٹی کی جو اس ایکٹ کے مطابق رجسٹری کی جارے خاص امانت داروں کے نام نہ لکھی گئی ہو تو وہ جائداد ایام بقاد سوسٹیٹی تک سوسٹیٹی کے عہدہ داران اہل حکومت کی ملکیت سمجھی جاویگی اور جملہ عمل در آمد عدالت ہائے فوجداری اور دیوانی میں جائز ہوگا کہ وہ جائداد ساتھ لقب مناسب عہدہ داران ذی حکومت سوسٹیٹی کے اُن عہدہ داروں کی ملکیت قرار دی جاوے \*

دفعہ ۶ اگر کسی کو ایسی سوسٹیٹی پر نالش کوئی منظور ہو جس کی رجسٹری مطابق ایکٹ ہذا تکمیل پا چکی ہو تو جائز ہی کہ نالش مذکور بلام پریزیڈنٹ یا میجر مجلس یا سکرٹری اعلیٰ یا امانت داران سوسٹیٹی کے جس طرح پر سوسٹیٹی کے قواعد اور دستور العمل میں مشروط ہو رجوع کی جارے اور اگر اُن قواعد وغیرہ میں اُس کی بابت کچھہ شرط نہ ہو تو جائز ہی کہ نالش اُس شخص کے نام دائر کی جارے جو عہدہ داران اہل حکومت کی طرف سے اُس وقت جرابدہی کے لیئے مقرر کیا جارے مگر ملحوظ رہے کہ اگر پرتہ گذرنے درخواست مدعی کے عہدہ داران ذی حکومت سوسٹیٹی

تین حصہ منجمدہ پانچ حصہ ہرکارہ سوسٹیتی اصالتاً یا مستقاراً اسپر  
رسمند ہوں اور مجمع ثانی حسب اعتبار مہدہ داران ذی حکومت  
مجمع اول کی تاریخ سے ایک مہینہ بعد مجمع ہوں تو تین حصہ  
منجمدہ پانچ حصہ ہرکارہ حاضرین اُس راے کو منظور اور پھال  
دکھیں \*

دفعہ ۱۲ منجمدہ پانچ حصہ ہرکارہ سوسٹیتی کے اگر تین حصہ  
یا تین حصہ سے زیادہ ہرکارہ کو سوسٹیتی کا شکست کرنا منظور ہو تو  
اُس کو اختیار ہی کہ اُسی وقت یا کسی تاریخ آئندہ پر سوسٹیتی کو  
شکست کریں اور اُس صورت میں لازم ہی کہ واسطے تصفیہ اور دفعہ  
جائداد اور مطابقت جات اور زر ہائے یالتنی اور ذمگی سوسٹیتی کے  
مطابق قواعد مقررہ سوسٹیتی یا اگر قواعد مقرر نہ ہوئے ہوں تو حسب  
ہدایات مہدہ داران ذی حکومت کے بیرونی ضروری عمل میں آوے اور  
اگر مابین مہدہ داران ذی حکومت اور دیگر ہرکارہ سوسٹیتی کے کچھ  
نزاع پڑا ہو تو تصفیہ کاروبار سوسٹیتی کا اُس ضلع کے محکمہ ابتدائی  
درجہ اعلیٰ کی معرفت ہوگا جس میں سوسٹیتی کا دفتر خانہ کلاں  
واقع ہو اور اُس صورت میں حاکم عدالت ایسا حکم صادر کریگا جو  
اُسکو مناسب معلوم ہو مگر ملحوظ رہے کہ کوئی سوسٹیتی شکست نہوگی  
إلا اُس صورت میں کہ منجمدہ پانچ حصہ ہرکارہ کے جو بعد اجراء  
اشتہار کے مجمع عام میں حاضر ہووین بقدر تین حصہ ہرکارہ اپنی  
اپنی راے شعر و رسمندی شکست سوسٹیتی اصالتاً یا مستقاراً  
ظاہر کریں اور یہ بھی شرط ہی کہ اگر گرومانٹ کسی سوسٹیتی کا  
شریک یا مددگار یا بطور دیگر واسطہ کار ہو اور سوسٹیتی مطابق  
ایکٹ ہذا رجسٹری ہو چکی ہو تو وہ سوسٹیتی کے استرضاء گروٹمنٹ  
شکست نہ کی جاوے گی \*

دفعہ ۱۳ اگر سوسٹیتی رجسٹری شدہ کی شکست کی وقت  
بعد ایقاعہ کامل ہوں اور زر ہائے ذمگی سوسٹیتی کچھ جائداد فاضل  
نکے تو وہ جائداد مابین ہرکارہ سوسٹیتی یا ایک یا چند شریک کے  
تقسیم نہوگی بلکہ کسی اور سوسٹیتی کو جسکو تین حصہ ہرکارہ منجمدہ  
پانچ حصہ ہرکارہ بزرگت شکست سوسٹیتی حاضر ہوکر اصالتاً یا

رجوع کی جارے جیسا ارپو لکھا گیا ہی اور اگر اُس ثالث یا مقدمہ  
میں جو حسب تھریک سوسٹیتی کے رجوع ہووے مداخلت غالب رہے  
اور اُس کے حق میں خرچہ پانے کا حکم ہووے اُس کو اختیار ہوگا  
کہ وہ خرچہ اُس اہلکار سے جو ثالث میں مدعی ہوا تھا یا خرچہ  
سوسٹیتی سے وصول کرے اور اگر سوسٹیتی سے وصول کرنا چاہے تو  
اُس کو اختیار ہوگا کہ حسب مقررہ بالا سوسٹیتی کی جائداد پر  
تھم نامہ جاری کراوے \*

دفعہ ۱۴ اگر کوئی شریک سوسٹیتی سوسٹیتی کے کسی زر نقد  
یا دیگر جائداد کو چوری یا فین یا تغلب کرے یا سوسٹیتی کے مال  
و اسباب کو دیدہ و دانستہ بہ ٹیٹ فائد نقصان پہونچاوے یا تلف  
کے یا کوئی رتیقہ یا تمسک یا ضمانت نامہ یا رسید یا اُکر دستاویز  
مصنوعی طیار کرے اور اُس جمل سے سوسٹیتی کے سرمایہ میں نقصان  
پہونچنے کا اندیشہ ہو تو وہ اُسی طرح مستوجب مبالغہ اور  
دو صورت ثبوت جرم سزا دہی کے لائق ہوگا جس طرح دیگر اشخاص  
جو سوسٹیتی کے ہرکارہ نہوں اُس جرم کی بابت مبالغہ اور سزا دہی  
ہو سکتے ہیں \*

دفعہ ۱۵ جب کوئی سوسٹیتی جو کسی خاص غرض یا افراض  
سے موضوع ہوئی ہو رجسٹری سے مکمل ہو جارے اور اُس کے  
مہدہ داران ذی حکومت کو بہ امر منظور ہو کہ وہ افراض کم یا زیادہ  
کی جاویں یا اُنکے عرض دوسری افراض قرار پاریں یا کہ سوسٹیتی مذکور  
کے یا جزا کسی دوسری سوسٹیتی میں شامل کی جارے تو مہدہ داران  
ذی حکومت کو اختیار ہوگا کہ بذریعہ رپورٹ مکتوبہ یا مطبوعہ کے  
اپنی راے سوسٹیتی کے باقی ہرکارہ پر ظاہر کریں اور مطابق قواعد  
سوسٹیتی کے واسطے اجتماع مجمع خاص بغرض تنظیم اُس امر کے اشتہار  
دیوین مگر ملحوظ رہے کہ کوئی راے قسم بالا لائق تعمیل کے نہوگی الا  
اُس صورت میں کہ رپورٹ مذکور اُس تاریخ سے جو واسطے اجتماع  
مجمع خاص حسب تجویز اہالی حکومت مقرر ہوئی ہو دس روز پہلے  
ہوایک شریک سوسٹیتی کو ہالے ڈاک مرسل ہووے یا اور طریقہ  
پہونچانی جارے مہدہ اُس راے کے استھکام کے لئے ضرور ہی کہ

اختیار ہوگا کہ اختیار ضابطہ جاری کرے اپنی تعویذ سے سوسٹیٹی کے امور کے انصرام کے واسطے مہدہ داران فی حکومت مقرر کریں \*

دفعہ ۱۸ واسطے معمول اس امر کے کہ کسی سوسٹیٹی کو جو دفعہ ماسبق کے اقسام سے ہر نایاد رجسٹری مقررہ ایکٹ ہذا دستیاب ہورے کانی ہی کہ مہدہ داران فی حکومت سوسٹیٹی قطعہ یادداشت مرسومہ میمرور بقدم آف ایسوسی ایشن مشعر تفصیل نام اور غرض اور مقصود سوسٹیٹی اور نام اور پتہ اور پیشہ یا منصب ہر ایک مہدہ دار فی حکومت معہ نقل قراہد اور دستور العمل سوسٹیٹی حسب مقررہ دفعہ ۲ اور نقل عمل تعویذی اس مجمع عام کی جسکی رائے کے بموجب رجسٹری کی درخواست کی جاتی ہی یا ماضی شراعت ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۵۷ع رجسٹر جماعت ہاے مشترک کے سررشتہ میں داخل کریں \*

دفعہ ۱۹ ہر شخص کو اختیار ہی کہ ہر معاہدہ کی پابست ذر نیس بقدر ایک روزیہ ادا کرے تمام دستاویزات مدخلہ سررشتہ رجسٹری کو معاہدہ کرے اور اجرت تصدیق بصراب دو آنہ ہو سو ہر لفظ پیچھے داخل کرے کسی دستاویز کی کل یا جزو و میاوت کی نقل یا انتضاب مصدق بدستخط رجسٹر کے حاصل کرے اور ہر ایک مقدمہ یا معاملہ دائرہ عدالت میں وہ نقل مصدقہ اُن مراتب کی پابست ثبوت کالی سمجھی جارہی جو اُس میں مندرج ہوویں \*

دفعہ ۲۰ اقسام سوسٹیٹی مفصلہ ذیل اس ایکٹ کے مطابق رجسٹری ہو سکتے ہیں یعنی وہ سوسٹیٹی جو واسطے انتظام امور وقف کے موضوع ہورے اور سوسٹیٹیاں جو پریزیڈنسی ہاے ہند میں واسطے خبرگیری سرمایہ تنظیمان فوج کے مقرر ہیں اور سوسٹیٹیاں جو واسطے ترفیہ اور ترقی علوم ادب اور فلسفہ اور حکمت اور ہنر اور تعلیم اور انتشار علم مفید خلائق اور انتظام کتب خانہ عام اس سے کہ کتب صرف مالکوں یا عوام الناس کے ملاحظہ میں آئی ہوں اور انتظام مکانات عجائب خانہ اور تصدیق خانہ اور مکانات دانش صنعت کاری نادر اور انبار اشیاء غریبہ پیدوار زمین اور مکانات ذخیرہ آلات فلسفہ و کیمیا وغیرہ اور اگر ذخیرہ نک ہاے نو ایچا کے موضوع ہوویں \*

مقتضات نامزدہ کریں یا جو اُنکے سکوت کی حالت میں عدالت کی تعویذ سے نامزدہ کیجاویگی مگر شرط یہی کہ یہ دفعہ اُس قسم کی سوسٹیٹی سے متعلق نہوگی جو بطور کمپنی مشترک بذریعہ اداے زر حصص از جانب حصہ داروں کے موضوع یا مقرر ہوئی ہو \*

دفعہ ۱۵ ہمواد اس ایکٹ کے لفظ شریک سوسٹیٹی اُس شخص پر صادق آویگا جو مطابق قراہد اور دستور العمل سوسٹیٹی کے بہرہ کی ہوکر زر مقررہ ادا کرچکا ہو مگر ملحوظ رکھے کہ ہر عمل درآمد حکمی ایکٹ ہذا میں کوئی شخص جسکے ذمہ کاروبار تین مہینے سے زیادہ مرسہ تک باقی رہا ہو رائے دینے یا شریک قرار پانے کا مستحق نہوگا \*

دفعہ ۱۶ سوسٹیٹی کے گورنر یا کونسل یا ڈائریکٹر یا کمیٹی یا امائن دار لوگ یا اور اشخاص جنکو مطابق قراہد اور دستور العمل سوسٹیٹی انصرام امور سوسٹیٹی مفروض ہوا ہو سوسٹیٹی کے مہدہ داران فی حکومت مقرر ہونگے \*

دفعہ ۱۷ ہر ایک کمپنی یا سوسٹیٹی جو واسطے ترفیہ علوم ادب یا فلسفہ یا انتظام اشیاء وقف کے موضوع ہوکر حسب شرایط ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۵۰ع مستفید رجسٹری ہوئی ہو اور ہر ایک سوسٹیٹی جو مفروض مذکورہ صدر ایکٹ ہذا کے نفاذ سے پہلے موضوع ہوکر نایاد رجسٹری مقررہ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۵۰ع حاصل نہوچکی ہو مستجاز ہوگی کہ آئندہ اپنے تئیں اُس ایکٹ کے مطابق رجسٹری کراوے مگر کسی کمپنی یا سوسٹیٹی مسبق الذکر کو اُس ایکٹ کے مطابق رجسٹری حاصل نہوگی الا اُس صورت میں کہ منجملہ پانچ حصہ شرکا کے تین حصہ شرکا مجمع عام میں جو بذریعہ اشتہار مشہور مہدہ داران فی حکومت کے مجتمع کیا جاوے اصالتاً یا مقتضاتاً حاضر ہوکر رجسٹری کرائے پر راضی ہوویں اور اگر کمپنی یا سوسٹیٹی مطابق ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۵۰ع رجسٹری ہوئی ہو تو اُس کے ڈائریکٹر لوگ مہدہ داران فی حکومت مقرر ہونگے اور اگر رجسٹری نہوئی ہو اور شرکا سوسٹیٹی کے کوئی مہدہ دار فی حکومت مقرر نہ کیا ہو تو شرکا کو

بقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوت میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۱۵ ]

۲۹ شعبان سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ ندوی

[ جلد سوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت معبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے ليئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور تدریج کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مبالغ  
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا \* یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھہ تعلق نہوگا \*

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ مہہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* ضرور کو یہہ قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُس کو اُس کے تقسیم کا یہہ یہہ قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

## خطا

## متعلق قصہ آدم و رجوع خارجی شیطان

مفسرین — پس از نوازش نیايش هاء چاوانه مرض يهه هی میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے خط مرقومہ ۴۸ جوڑے کو پڑھ کر تہذیب الاخلاق مورخہ ۱۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۸۹ ہجری میں چھاپ دیا ہی نہایت خوش ہوا — مگر از آنجا کہ وہ خط خانگی جیسا آپ کی خدمت میں لکھا کرتا ہوں تھا جس میں ضمناً آپ کی تھریو دینڈیو کے ذکر میں دو ایک باتیں اپنے دلکی بھی لکھی تھیں — اسلئے اب میں چاہتا ہوں کہ اپنے خیالات کو جو آپ کی تھریوات کے پڑھنے اور مسئلہ قصہ آدم اور وجود شیطان پر سوچنے سے دل میں گزرے ہیں تسلیم و تصدیق کے ساتھ اس خط میں گزارش کروں — اگر حضور مناسب سمجھیں تو اسکو درج تہذیب الاخلاق نورادوں \*

وہو هذا

۱ قصہ حضرت آدم [ مایۃ السلام ] اور اُنکا بھشت سے نکالا جانا میری سمجھ میں یوں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا یہ انسان مثل اور انواع حیوان کے صرف ادراک جزئی رکھتا تھا یعنی اُس میں صرف عقل حیوانی جسکو انگریزی میں انسٹنکٹ کہتے ہیں تھی جس سے سارے حیوان دفع مقصدت اور جلب منفعت پر قادر ہوتے ہیں — اسوقت حضرت انسان میں ادراک کلی بالکل نہیں تھا جس کے ذریعہ سے وہ بذریعہ معلومات کے معجزات کا استغراج کرے اور توثیب قضایا سے قیاس کی ترکیب دیکر نتائج تکلیف پس خوف و رجا جس کا منشاء گذشتہ اور آئندہ پر سورجنا ہی — اور حال اور گذشتہ پر نظر ڈالکر آئندہ کو قیاس کرتا ہی اُس میں نہیں تھا لامتناہی نہ اُسکو موت کا خوف تھا اور نہ آخرت کا اندیشہ — کچھ عجیب نہیں کہ اسی عالم پیچیدگی کا نام وہ بھشت ہی جس میں اللہ تعالیٰ نے آدم کو رکھا تھا —

عالم پیچیدگی مارنہ بھشتے پردہ اس

حیف صد حیف کہ مادرِ خردوارِ حدیم

آخر کو آدم نے شیطان کے روسوسے سے اُس درخت کا پھل کھایا جیسا نام شجرۃ العلم ہی جسکو کسی نے درخت گندم اور کسی نے درخت سیب اور کسی نے درخت انگور سے تعبیر کیا ہی — اب سمجھنا چاہیئے کہ حقیقت اُس درخت کی کیا تھی — حضور نے بچا لکھا ہی کہ اُس درخت سے لاو کسان کا پرہیز یا کلو بائیان کا لگایا درخت مراد نہیں ہی البتہ وہ درخت علم کا درخت ہی جسکے پھل کے کھانے سے تعجید و تعمیم کی قربت انسان کے ذہن میں آتی ہی اور بذریعہ اس قرب تعجید و تعمیم کے انسان مدبر

کلیات ہوا اور حیوان ناطق بنا — تصریح اسکی یہہ ہی کہ ہر فطرت میں اُسکے ذہن میں ضرور جزئیہ جو تائید و اشیاہ خارجی کی ہیں منطبع اور مرتسم ہوتی تھی — اب تعجید و تعمیم کی قوت اُسکے ذہن کو ہی گئی جسکے ذریعہ سے وہ ضرور جزئیہ سے بعد حذف تشخصات کذائیہ جزئیہ کے مفہومات کلی کو انتزاع کرلیتا ہی اور اُن مفہومات کلیہ کے لیئے اسماء عام وضع کرلیتا ہی جو افراد انسان کی معاش تمدنی میں تقاضا و تعاون کا سرمایہ بنتا ہی — یہہ قوت تعجید و تعمیم کی اب تک تمام افراد انسان میں موجود ہی — چنانچہ ایک چھوٹا بچہ جس نے مثلاً کبھی گھوڑا نہیں دیکھا پہلے گھوڑے کی صورت دیکھ بھجور اُسکے مشاہدہ کرنے کے اُس خاص گھوڑے کی صورت اُس کے ذہن میں مرتسم ہوگئی بعد اُسکے پھر اُس نے جب متعدد گھوڑے بار بار دیکھے تو اُس پہلے گھوڑے کی صورت جزئیہ یعنی خصوصیات تشخص کذائی اُسکے ذہن سے جاتے رہے یعنی ذہن نے اُن تشخصات کو حذف کرکے گھوڑے کی صورت کلی کو یاد رکھا اور پھر اُس مفہوم کلی کے مقابل میں لفظ گھوڑا یا اُس کا فوس بھاسب خصوصیات لغات متنوعہ اقوام مختلفہ کے وضع کرلیا — اسی عمل ذہنی کا نام منطقین کے اصطلاح میں تعجید ہی پس یہیں سے ادراک کلی کا منبع ذہن انسان میں جاری ہوا اور ادراک کلی کی بدولت اُسکو معلومات سے معجزات کے استغراج کی قوت حاصل ہوئی جس سے اُسکا سرمایہ علم بڑا ہوتا جاتا ہی تعجید سے تعمیم اور تعمیم سے مقایسہ بڑا ہوتا جاتا ہی یہاں تک کہ اسرار ملکوت اور حقایق ماریات اور سفلیات کے استکشاف پر قادر ہوتا ہی — پھر بعض افراد انسان حقایق اشیا کا استکشاف کرتے کرتے اقصیٰ مدارج علمی میں پہنچ جاتے ہیں پھر یہہ اُس درخت تک پہنچتے ہیں جسکو لسان رمز میں سدرۃ المنتہی کہا ہی کہ وہیں تک ملائکہ ہی پہنچتی ہی یعنی قرآنہ عقلیہ جنکو حضور نے ملائکہ سے تعبیر کیا اُنکی رسائی وہیں تک ہی —

اگر یک سو موعے یتر پریم \* نورغ تجالی بسوزہ چورم

اور بعض خراس میاد نے اُس درجہ سے بھی تجاوز کیا ہی [ جسکی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ قصہ معراج کی حقیقت میں بیان کرورگا ] خلاصہ یہہ ہی کہ جب یہہ ادراک کلی آدم کو دیا گیا تو معرفت خیر و شر کی ہوگئی اور خوف و رجا سے مستقبل میں گرفتار ہوئے اور مفہوم موت کا اُس کے دل میں آیا اس لیئے توریث میں آیا ہی کہ جب آدم نے اُس پھل کو کھایا تو معروض موت کا ہوا اور قرآن شریف میں جو ہی کہ نبدت لہما سرائتہما اور توریث مقدس میں بھی ہی کہ وہ یعنی آدم و حوا اپنی برونگی پر

† قال البیہقاری فی تفسیر قولہ تعالیٰ منذ سدرۃ المنتہی لی الہی ملتہی الیہا علم الطریق و اعمالہم —

و حالانہ اُن مسمیات کے ہیں پس اُن کا وجود اسماء کے وجود سے متاخر ہی بلکہ اُن کا مفہوم اسماء کے مدلول سے منتزع ہیں چنانچہ اسی لئے اطفال حکمتہ گفتار جو پہلے بولتے لگتے ہیں اُن کے منہ سے صرف اسماء نکلا کرتے ہیں پھر بتدریج جب حد کمال کو پہنچتے ہیں اور احسان اور تسبیح کے مفہوم کو سمجھنے لگتے ہیں تب افعال و حروف کو جو ہمزلہ روایط کے ہیں اسماء کے ساتھ ترتیب دیکر پورے جملے جو مشعر مفہوم تام ہیں بولتے لگتے ہیں اور اسی لئے حالت اضطراری میں صرف اسم ہی منہ سے نکلتا ہے جیسا جب سانپ کو چلے آتے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں سانپ سانپ \*

۲۔ بعد آدم کے پیدا ہونے کے اللہ تعالیٰ نے جو ملائک کو آدم کے سجدہ کرنے کا حکم کیا یہ وہ بات تو ان معبود میں ہی اگرچہ توحید میں سجدہ ملائک کا ذکر نہیں ہے مگر یہودوں کی حدیثوں کی کتاب میں جسے تلمود کہتے ہیں اس کا ذکر آیا ہے پس اس فقرے میں اگر ملائک سے قرآنے ملکہ مراد لیں جیسا آپ نے افادہ کیا ہے تو مضائقہ کیا ہے حضرات متتبعین نے خرافہ نظروا فرما مچھا ہے کیونکہ جن کو لسان شرع میں ملائک کہتے ہیں انہی کو لسان حکمت میں قرآنے سے تعبیر کرتے ہیں یہ صرف نزاع لفظی ہے \* خراب یک باشد ولیکن مختلف تعبیر ہا \* لہٰذا در من قال \*

### رباعی

حق جان جہاں اسما و جہاں جملہ ہستی  
ارواح و ملائکہ قرآنے آن تن  
ارکان و تجرد جملہ اکوان اعضاء  
توحید ہست اسما و ذکر ہا ہما ہستی

جیسا آپ نے ملائک کو قرآنے کہا ہے اسی طرح بعض ندما نے قوی کو ملائک سے تعبیر کیا ہے چنانچہ شیخ امام محمد بن محمد القزینی نے جو مشاہیر علمائے اسلام میں سے تھے اپنی کتاب مجاہد المصطلقات و غرائب المصنوعات میں کہا ہے — **القریب نصف من الملائکہ خلقا**

اللہ تعالیٰ لتدبیر الابدان و ترام مباح اعضاء ہا من الا نعال و الا دراکات الخ — یعنی قریب ایک قسم ملائکہ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے واسطے تدبیر ابدان اور مباح اعضاء (جو افعال و ادراکات ہیں) بجالا رکھنے کے لیئے پیدا کیا ہے — مگر اس کے تثنیائی بیان کو بڑی وسعت ہے — چنانچہ ہمارے یہی بعض جگہ ملکات حبسہ کو ملائک سے تعبیر کیا اور قوت فیزیہ کو ہیماں سے — معنی ہے \*

جو لشکر ہوں تاخت غم از کہیں \* نہ انصاف مانڈانہ تقویٰ نہیں  
ندیم جنوں ہوں زیر ملک \* کڑو پیگورزند چندیں چلتی

مطلع ہرگز شوائے تو میرے ذہن ناص میں آتا ہے کہ جب تک آدم اپنی حالت اصلی میں تھے تب تک اُن کو خیر و شر کا مطلقاً علم نہیں تھا اور اپنی ہوائیوں سے آگاہ نہیں تھے جب انہوں نے اُس پہل کو کھایا یعنی جب ادراک کلی ہوا تو مفہوم ہر اُنہر ہوا اور پہلے بڑے کی پہچان کی قوت اُن میں نمود ہوئی اور حیا اور حرم اُن میں پیدا ہوئی اُس وقت بیضیری کا لباس یا معصومیت کا پردہ گرا جو انکوں میں اب تک بچی ہی اُن سے اُتر گیا اُن کو ضرورت ہوئی کہ صنایع لباس سے اپنی صورت کو ڈھانپے اور پابند تیرد شریعہ و اخلاقیہ کا ہوں پس لفظ سراۃ کے معنی حقیقی و مجازی دونوں مراد ہوسکتے ہیں اگرچہ معنی مجازی اقرب و اعلیٰ ہے معارورہ عربی میں بھی لباس اور ثیاب سے عورت و ناموس مراد لیتے ہیں آپ نے اپنی پہلی تحریر درمادہ آدم میں لکھا ہے کہ ”جب انسان اُس حد کو پہنچتا ہے کہ عقل و عام کی قوت کو استعمال میں لانے کے قابل ہو جاوے تو اُس حالت کا نام انبیاء کی زبان میں شجرہ منورہ کا کھانا یا چکھنا ہے اور زبان شرع میں اُس کا مکلف ہونا اور زبان حکما میں اُس کا بالغ ہونا ہے“ یہ قیاس صحیح بات ہے اس لئے کہ جب فکر و تربیت کی قدرت انسان کو ہوتی ہے تب ہی وہ مکلف ہوتا ہے اور اپنے اعمال کا جاوید گنا جاتا ہے اسی لئے اُس ہتھی کو جو بعد بالغ کے لوگوں کے گلوں میں اُبھرتی ہے جسکو ہندی میں کٹھنہ کہتے ہیں زبان لائن میں فرس آدمی کہتے ہیں جس کے معنی سبب آدم ہیں یعنی یہ تہذیب اُس درجہ کے پہلے کھانے کا ہے جس کو بعض نے درخت سب سے تعبیر کیا ہے \*

میں نے اوپر کہا کہ ذہن انسانی کا پہلا عمل تجرید و تمہیم ہے وہ پیریہ اُس کے صور جزئیہ سے بعد حذف خصوصیات شخصیت کے مفہومات کلی کو انتزاع کرلیا کرتا ہے اور اُن مفہومات کلی کے لئے اسمائے عام وضع کرلیتا ہے جن کو ہر فرد ایک قوم کے جو متشدد اللہ ہیں سمجھتے ہیں تاکہ معاشی تمدنی میں جس کی جز ایک دوسرے کی معاونت ہے تھام و تضام کا باب مفتوح ہو اور ایک دوسرے کے شبانوں کو سمجھنے لگیں اسی وضع اسماء عام کی طرف اشارہ ہے آگے کریمہ میں کہ عالم ادم الاسماء کھا پس یہ اسماء اجناس عالیہ ہیں تفسیر کفاف میں ہے کہ اے الاجناس الہی خلقا اسماء کی تفصیل کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ جب پہلے آدمی کا بچہ ضرور کو پہنچتا ہے اور اُس کے حواس ظاہرہ اپنے اپنے کام میں لگتے ہیں تو پہلے پیریہ باصرہ کے صور و تمثیل اشیاء خارجیہ کے جو مسمیات اسماء اور جواہر قارہ ہیں اُسکے ذہن میں منعرج ہوتے ہیں اور عمل تجرید و تمہیم انہی پر ہوتا ہے اور انہی کے صفات من قبیل مراد و

پس اس شعر میں خشم کو شیطان کہا اور انصاف اور تقویٰ اور دین کو ملائکہ سے تعبیر کیا \*

بلاشبہ جن ملائکہ کو شرح میں مذہبات الامر کہتے ہیں یعنی جو تمام اجسام مظلومات میں مدبّر ہیں یہ وہی ہیں جنکو ملائکہ قوی سے تعبیر کرتے ہیں ان قوت میں سے ہر ایک اپنے اپنے وظائف خاص میں مشغول ہیں — باقی وہ ملائکہ مقربین یا کوربین سو اُن سے اگر عالم جبروت مرموز ہوں تو کچھ عجیب نہیں — یہ مطلب ہمارا لفظ جبرئیل کے معنی سے بھی مستنبط ہوتا ہے جبرئیل معرب ہے لفظ عبرانی گبرائیل کا — یہ لفظ مرکب ہے گبر سے جو مرادف ہے لفظ عربی جبر کے جو بمعنی قوت کے ہے — اور ایل بمعنی اللہ کے — پس لفظ جبرئیل جو ایک بڑے نوشتہ کا نام ہے بمعنی قوت اللہ کے ہے — اور اسی لفظے قرآن مجید میں بھی جبرئیل کو شدید القویٰ کہا گیا ہے حیث قال اللہ تعالیٰ علیہ شدید القویٰ پس اگر ہم قوت اللہ یا قوت اللہ کو جو اس عالم میں متصرف ہے اور جسکو حکماء مشائخ نے عقل فعال کہا ہے جبرئیل کہیں تو مضائقہ نہ ہوگا \*

باقی رہا وجود شیطان پس واضح ہے کہ قدمائے اشرافین یونان اور موافقہ ایران اور حکماء عند دو اصل کے قائل ہیں جنکو لسان حکمت میں — نور و ظلمت یا فاعل و مادیہ یا نور و زور و پریکرت اور مذہبی اصطلاح میں نور و زور و اہریمن یا اصل الضیور و اصل الشر یا یزدان و دیو یا پوسما و ہمیش کہتے ہیں اب اسلام میں انہیں دونوں اصل کو ملک و شیطان کہتے ہیں — اگرچہ عقاید اسلام میں اللہ تعالیٰ کو خالق خیر و شر دونوں جانتے ہیں — مگر شیطان کو مغربی اور ملتان ہر سمجھا کرتے ہیں — تو اب تحقیق کیا چاہیئے کہ وہ کیا ہستی ہے — اس میں کچھ شک نہیں کہ شیطان میداد قرائے حیوانی کا نام ہے جسکی اصل مادہ یا ہیرلی ہے جیسا آپ نے اور دوسرے عرفا نے بھی تحقیق کیا ہے پس وہ میداد اگرچہ ہر شخص میں ملحدہ ہے مگر اُس کی مادیات منزّہ ایک کالی مدیعی ہے پس شیطان کے موجود فی الخارج ہونے میں وہی جھگڑا ہے جو کالی مدیعی کے موجود فی الخارج ہونے کے مادہ میں ہے — باقی رہا اُنہ کریمہ

کاسم الجن نفق من امر ربہ الایۃ پس حقیقت اس کی یوں ہے — کہ یہ سی ایسی چیزیں فطرت میں موجود ہیں جنکا وجود خارجی صرف اُن کے آثار سے ثابت ہوتا ہے — ذات اُس کی غفی اور غیر محسوس رہتی ہے جیسے الکتریسٹی کہ تمام اجسام میں مٹتی ہے صرف بعض حالات خاص میں اُس کا وجود پندیرہ اُس کے آثار معجزہ کے ظاہر ہوتا ہے پس عقل مان لیتی ہے کہ وہ ہے موجود ہی پس طرح ایک ہی جسکو کوئی میداد قرائے حیوانی اور کوئی شیطان

کہتا ہے انسان کے جسم میں موجود ہے جسکا وجود صرف پندیرہ اُس کے آثار کے جو اقرا اور تلقین بڑے بڑے خیالات کے ہیں ثابت ہوتا ہے — قرآن مجید میں جو اس پر جن کا اطلاق ہوا ہے اس کا بھید یہ ہے کہ افط جن مشتق ہے جنین سے جسکے معنی مٹتی رہنا یا ذہن چانا ہے اور اسی سے لفظ جنہ یا مجننہ جو بمعنی سبز ہے نکلا ہے کیونکہ وہ بھی سپردار کو ذہان رکھتا ہے — (سبحان جنوں بھی اس سے مشتق ہے کیونکہ وہ عقل کو ذہانیتا ہے علی هذا القیاس جنین کہتے ہیں اُس لڑکے کو جو ماں کے پیٹ میں رہتا ہے کیونکہ وہ بھی ذہان رکھتا ہے اور تیر کے اندر کے مردہ کو بھی جنین کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی ذہان رکھتا ہے — پس لفظ جن کا اطلاق اُن موجودات پر ہوا کرتا ہے جو ذہنی ہوئی اور چھپی ہوئی رہتی ہیں اور آیہ کریمہ خلق الجن من مارچ من النار سے مستنبط ہوتا ہے کہ جن ایک لطیف نار سے متعلق ہیں پس قول اللہ جل شانہ کا ابلیس کے حق میں کہ کان من الجن نفق من امر ربہ نہایت ٹھیک ہے کیونکہ مہل تولد شیطان کا بھی وہی نار لطیف ہے جسکو الکتریسٹی کہتے ہیں پس علاقہ جن سے ہونا اُسکا کون انکار کوسکتا ہے اور چونکہ شیطان بڑے بڑے خیالات کے مبدأ کا نام ہے اس لفظے قرآن مجید میں اُس کو رسواس بھی کہا ہے جو بمعنی رسوسہ کے ہیں پس نوامیہ اللہ تعالیٰ نے من در الوسا والنفاس الذی یوسوس فی صدور الناس بمعنی خدا کی پناہ میں آتا ہوں پدی سے اُس چھپے ہوئے رسوسہ کی جو لوگوں کے دلوں میں بڑے بڑے خیالات ڈالتا ہے اور چونکہ وہ مبدأ شر مستور و مٹتی ہے اس لفظے اُسے خناس کہا جسکے معنی مستور کے ہیں \*

زمان قدیم میں عادت تھی کہ واقعات کو بطور تمثیل کے بیان کیا کرتے تھے مگر علما اُسی تمثیل سے اُسکے معنی ہاتھن کو سمجھتے چلے آئے ہیں نہ معنی ظاہری کو چنانچہ تورات مقدس میں جو قصہ آدم و شیطان ہے اُس میں شیطان کا نام نہیں ہے بلکہ لسان مرموز میں شیطان پر سائب کا اطلاق کیا گیا ہے کہ میدان کے حیوانوں میں سے سائب بڑا شیر تھا اُسنے بی بی حرا کو ترقیب دیکر اُس بھل کو کھلایا مگر پارجود اسکے عاملے بھرد و نصارت وہاں سائب سے شیطان ہی مراد لیتے ہیں علامہ اسکے انہیاء علیہم السلام کے تمثیلی بیان کو اختیار کرتے ہیں حکماء یہ تھی کہ مرام اور خراس دونوں پر حسب اپنی اپنی استعداد کے انکی تعلیمات سے فیضیاب ہوئی —

یہاں عالم حسنش دل و جاں کا تازہ میداد

پرنک اصحاب ضرورت را پیر ارباب معنی را

هذا مبدی من التحقیقات واللہ اعلم بالصواب \*

(الکراۃ)

مبدأ اللہ میدادی

مقام چھڑا ہوئی کا ۱۲ اگست سنہ ۱۸۷۲



نمبر ۱۰۷

## طعام اہل کتاب

محاکمہ مولوی سید احمد خان کی کتاب  
طعام اہل کتاب اور اُس کے جواب  
امداد الاحتمساب پر

چند روز ہوئے کہ سید احمد خاں صاحب نے ایک کتاب یہ نسبت  
حلت طعام اہل کتاب اور جواز موائجہ اُن کی تالیف کی اور مولوی  
امداد العالی صاحب نے اُس کا جواب لکھا مگر اب تک کسی شخص نے  
دونوں کتابوں کی نسبت نہ کوئی رائے ظاہر کی نہ اُن کے مضامین  
کی صحت و غلطی سے بحث فرمائی اس ليئے میں نہایت غور و تأمل  
کے بعد اُن دونوں کتابوں کے خاص اہم مسائل کی نسبت اپنی رائے  
ظاہر کرتا ہوں اور جو کچھ میری ناقص سمجھ میں اُن میں غلطی  
و صحت ہی اُسے لکھتا ہوں \*

جس شخص نے دوسری نظر سے بھی دونوں کتابوں کو دیکھا ہی  
وہ سمجھ گیا ہوگا کہ دونوں کتابوں کی تالیف کا اصول مختلف ہی  
سید صاحب نے اپنی کتاب کو بلا پابندی تقلید کے لکھا ہی اور اپنے  
اقوال پر کتاب و سنت سے استدلال کیا ہی نہ فقہی کتابوں اور فقہاء کے  
قولوں پر اور اگر کسی مقام پر کسی قبیحہ یا عام کا قول نقل بھی کیا  
ہی تو صرف واسطے اطمینان خاطر مقلدین کے اور مولوی امداد العالی  
صاحب نے اپنے رسالہ کو اصول تقلید پر لکھا ہی اس واسطے اپنے جواب  
میں اکثر فقہاء اور علماء کے فتاویٰ اور فقہی روایات سے استناد فرمایا ہی  
اور اپنے کلام کو بہت خوبی سے پسند اقوال علماء مدال کیا ہی مگر  
میں اپنی رائے یہ نسبت بخوبی اور عمدگی اُس اصول کے ظاہر کرتا  
ہوں جسکا سید صاحب نے التزام کیا ہی کیونکہ میرے نزدیک تقلید  
نہ تحقیق حق کے ليئے کافی ہی نہ بمقابل کتاب و سنت کے کسیکا قول  
ماننے کے لائق ہی مگر چونکہ ہمارے بھائیوں کے نزدیک دنیا میں اب  
کرتی ایسا آدمی ہی نہیں ہی جو کتاب و سنت سے کسی مسئلہ کا  
استنباط کر سکے یا اُس کے معنی تک سمجھ سکے بلکہ مبداء فیاض کا  
نیض ہی اُن کے نزدیک اگلے لوگوں پر تمام ہو چکا اس ليئے اُن کے  
سمجھانے اور مطمئن کرنے کے ليئے اگلی کتابوں اور پورانے عالموں کے  
اقوال جو مطابق کتاب و سنت کے ہوں نقل کرنا اور اپنے کلام کی تائید  
و توثیق میں اُسے بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں سمجھتا چنانچہ  
میں نے اپنے اُس محاکمہ میں اسی اصول کا لحاظ کیا ہی \*

میں دونوں کتابوں کے کل مسائل سے بحث نہیں کرتا بلکہ صرف  
انہیں باتوں پر جو نہایت ضروری اور اہم ہوں اور نہ اُن غلطیوں پر

کچھ توجہ کرتا ہوں جو متعلق اُن خاص مسئلوں کے نہیں ہیں  
جن کی تحقیق منظور ہی کیونکہ میری غرض اس محاکمہ سے نہ  
مناظرہ ہی نہ مجادلہ نہ تردید کسی کی بلکہ صرف حق کا ظاہر کرنا  
ہی اور چونکہ ایک زمانہ ایسا سمجھ ہو گذرا ہی کہ میں سید صاحب  
کی تحریر پر معترض اور اُن کی تالیف کی تردید کرتا تھا اس ليئے  
میں اپنے اوپر راجب سمجھتا ہوں کہ میں اپنی سچی رائے کو جو  
اب ہی ظاہر کروں اور ایک غلط بات کی پیروی کرنے پر جہل مرکب  
کی بیاماری میں مبتلا رہنے سے بچوں \*

میں اول جواز و عدم جواز طعام اہل کتاب سے بحث کرتا ہوں  
پھر حراکات سے ساتھ اہل کتاب کے بحث کرنگا \*

سید احمد خاں صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۲ میں ایک  
حدیث ترمذی سے نقل کی ہی کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا علی اللہ  
علیہ وسلم سے یہ نسبت طعام نصاریٰ کے سوال کیا آپ نے فرمایا کہ  
لایتطہلون فی صدرک طعام ذراعت فیہ النصرانیۃ کہ نہ خلیجوں میں  
قالے تیرے دل کو کوئی کھانا کیا مشابہ ہوگا تو نصرانی لوگوں کے اور  
ترمذی نے اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہی کہ والعمال ہی ہذا عند  
اہل العلم من الرخصة فی طعام اہل الکتاب کہ عمل ہی اس حدیث پر  
اہل علم کے نزدیک رخصت اور جواز میں کھانے اہل کتاب کے \*

مولوی امداد العالی صاحب بہادر اپنی کتاب کے صفحہ ۵۱ میں  
فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ترمذی اگرچہ رخصت طعام اہل کتاب  
کی سمجھتا ہی لیکن ظاہر ہی کہ اس حدیث میں منع ہی کھانے  
طعام نصاریٰ سے بسبب مشابہت کے ساتھ نصرانیات کے پس ترجمہ  
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہ ہے کہ نہ چہے تیرے  
دل میں ساتھ شک کے حرمت اُس حالہ کی کہ مشابہ ہوگا تو  
اُس میں نصرانیات کے اور اپنے اس قول کی تائید میں سیوطی اور  
ابراہیم الطیب کے دو قول اور صحیح البخاری کی ایک عبارت نقل کی ہی \*

میری رائے میں سید صاحب کی رائے صواب پر اور مولوی صاحب  
کی رائے غلطی پر ہی چند وجوہ سے \*

پہلی وجہ — اگر اس حدیث سے حرمت طعام اہل کتاب ثابت ہو  
تو وہ مخالف ہوتی ہی نص قرآنی کے جو اہل کتاب کے طعام کی  
حلت میں نازل ہوئی ہی یعنی آیۃ طعام النبی اور آیت الکتاب حل لکم \*

دوسری وجہ — چونکہ مشرکین اور بت پرستوں کا کھانا بھی حرام  
نہیں ہی پس اہل کتاب کے کھانے کی حرمت کی کوئی وجہ نہیں  
رہی حلت طعام مشرکین و اہل کتاب کی وہ اگلے لوگوں میں آیت  
مشہور اور صاف تھی کہ آیت مذکورہ میں طعام کے معنی ذبیحہ کے  
اسی ليئے لیئے گئے ہیں نہ تخصیص اہل کتاب کی ثابت ہو اور نہ

پانچویں وجہ - واسطے اطمینان خاطر مقلدین کے میں چند عالموں کے اقوال کو بھی نقل کرتا ہوں تاکہ اُس سے بھی حالت سامان اور منع و حواس ثبت ہو جاوے \*

مجموع البہار میں لکھا ہے قرآن لایتنھجن ای لایتھکر فیہ ہی من الشک ویروى بالہام ای اہمۃ واصل الاختلاج العذرة والاضطراب قرآن ضارعت ای شاہدات النصرانیۃ والربانیۃ فی تہذیبہم و تشدیدہم و کیف و انت علی الصنیفۃ السہلیۃ یعنی نہ آوے تیرے دل میں کچھ شک اور اختلاج نہوردے تجھے یعنی حواس اور اضطراب نیا تو مشابہ ہوگا نصرانیوں اور رہبانوں کے اپنے اور تو تنگی کرنے اور تشدد کرنے میں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ تو ایسے دین پر ہی جو سیدھا اور آسان ہے \*

فتح القدود میں نقلاً من الطایبی لکھا ہے کہ جماعۃ ضارعت جواب شرط معذرت ای ان شکک شاہد فیہ الربانیۃ والجماعۃ الشرعیۃ مستانفۃ لیبان سبب النہی والمعنی لایدخل فی قلبک شریک و حرج لانک علی اللہ فیۃ السمیۃ اذا شکک و شدت علی نفسک بمثل هذا شاہد فیہ الربانیۃ یعنی ضارعت جواب ہے شرط معذرت کا اور معنی اس جماعہ کے یہ ہیں کہ اگر تو شک کریگا تو مشابہ ہوگا رہبانیت کے اور جماعہ شریعہ واسطے بیان سبب نہی کے ہی اور معنی یہ ہیں کہ نہ آوے تیرے دل میں کچھ تنگی اور شک کیونکہ تو ایسے دین پر ہی جو سیدھا اور آسان ہے پس اگر تو شک کریگا اور اپنے اوپر سختی اور شدت روا کرے گی ایسی باتوں میں تو مشابہ ہوگا تو رہبانیت کے فقط اور چونکہ نصارے میں رہبانیت جاری تھی اور رہبان حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے تھے اور اُسے نیکی اور عبادت جانتے تھے اور ہر بات میں شک و شبہ کرنے کو زہد سمجھتے تھے اور چونکہ حضرت نے اپنے دین میں ایسے تشدد اور حواس کو منع کر دیا اس لئے شک کرنے تو حالت میں سامان اہل کتاب کے رہبانیت سے مشابہ نہمایا \*

مردۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ قرآن لایتنھجن معنایا بالمہمۃ لایدخل فی قلبک فیہ شی فانہ میاح و بالہمۃ لایتھکر فی قلبک الشک \* غرضکہ ہمارے نزدیک حراز طعام اہل کتاب میں ازروے قرآن و حدیث کے کچھ نکال نہیں رہا ہے ام کہ اہل کتاب سے وہی بہرہ و نصارے مراد ہیں جو اپنے تئیں ملت موسوی اور مذہب موسوی کا معتقد کہتے ہیں یا نہیں چنانچہ سید احمد خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۷ میں اسی امر کے مدعی ہیں مگر مولوی امداد العلی خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۵۵ اور صفحہ ۳۶ میں اس کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد اس آیت میں وہ اہل کتاب ہیں کہ جنگی عادت

الہی کا نزول جب اور بیفائدہ نہ تھوے اگر مقلدین کو الفاظ آیت اور حدیث سے حالت میں سامان اہل کتاب کے شبہ ہو تو وہ مفسرین اور محدثین کے اقوال پر رجوع کریں اور اُن اقوال کو جو سید صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳ اور ۱۴ میں نقل کیئے ہیں ملاحظہ فرمادیں تاکہ طعام اہل کتاب کے خلال ہونے میں کچھ شبہ نہ رہے بلکہ خود مولوی امداد العلی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۶ میں جہاں آیت طعام الذین اوتوا الکتاب سے بحث کی ہے صاف لکھ دیا ہے کہ "ہاں اس قدر ایثۃ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ طعام اہل کتاب کا نہانا اور اُن کو اپنا کہنا جائز ہے" پس جبکہ آیت سے طعام اہل کتاب کا خلال ہونا مولوی صاحب نے قبول فرمایا تو پھر اس حدیث میں اُن سیدھے اور صاف معنوں سے جو یہ نسبت حالت اور حراز طعام کے ہیں مدخل کرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی مگر ہاں شاید اس حدیث سے اُس کہانے کی حرج مراد ہو جس سے مشابہت نصاریٰ کی پائی جاوے اور جو کہانا صرف انہیں سے مخصوص ہو تاکہ مسلمان من تشبہ بقوم نہو منہم کی وعید میں داخل نہوں لیکن کیا خوب ہوتا اگر مولانا صاحب اُس طعام کی کچھ تہذیب سے تفصیل دیتی تو سید صاحب ہر جاتا کہ کس کہانے میں تشبہ اُن کا ہے اور کس میں نہیں \*

تیسری وجہ - اسی حدیث کو جسے ترمذی سے سید صاحب نے نقل کیا ہے ابوداؤد نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اور جس باب میں اُسے لکھا ہے اُس باب کے عنوان پر یہ تصریح کیا ہے باب کواھقۃ اللغز للطعام یعنی باب مکروہ ہونے میں گنہ کرنے سے نہانے میں لیکن اگر اس حدیث کے وہ معنی ہوتے جو مولوی صاحب نے فرمائے تو ابوداؤد کو یہ لکھنا مناسب ہوتا کہ باب مکروہ یا حرام ہونے میں طعام نصاریٰ کے \*

چوتھی وجہ - اس حدیث کو جس طرح سے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں و سئلہ رجل فقال ان من الطعام طعاماً اتھرج منہ فقال لایتھجن فی نفسک ہی اور اس سے حالت طعام ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب پوچھنے والے نے اپنے حواس اور کراہیت کو بیان کیا اور اُس کے جواب میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کچھ شک نہ کر تو یہ فرمانا صاف حالت طعام پر اور منع کرنے و حواس پر دلالت کرتا ہے نہ اُسکی حرج مراد ہے اور اگر اسی سوال کے جواب میں ان انظر سے حرج کے معنی مراد لیئے جاویں اور نبی کے کلام میں کی ایسی تفسیر کی جاوے تو اُس میں اور تعریف میں کیا فرق ہوگا \*

تسمیہ کی وقت ذبح کے تھی اور وہ موحّدین یہود و نصاریٰ میں سے تھے \*  
 میوے نزدیک ثابت کرنا اس امر کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض نصاریٰ کی عادت تسمیہ کی وقت ذبح کے تھی اور وہ موحّدین سے تھے اور بعض کی عادت تسمیہ کی نہ تھی اور وہ مشرکین سے تھے ایسا مشکل ہے کہ سوائے دعویٰ کرنے کے شاید کوئی عالم اسکو ثابت نہیں کرسکتا کیونکہ کوئی فرقہ نصاریٰ کا ایسا نہ تھا اور نہ ہی کہ جسہیں تسمیہ اور غیر تسمیہ کی عادت کا وقت ذبح کے اختلاف ہو \*  
 یہ خیال کرنا کہ نصاریٰ یہ سبب اعتقاد مسئلہ تثلیث کے مشرکین میں ہیں اور اس لیے ذبیحہ اُنکا ناجائز ہی غلطی ہی کیونکہ وہ مدعی توحید ہیں اور جو کہ مدعی توحید ہو اسکو اطلاق شرک نہیں ہو سکتا علماء حنفیہ کے نلام سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ ہدایہ کی کتاب الذبائح میں لکھا ہے و من شرط ان یکون الذابح صاحب مطلق التوحید اما اعتقاداً کاسلام او دعویٰ کالکتابی اور کفایہ خوارزمی میں اُسکے حاشیہ پر لکھا ہے کہ فاندی دعویٰ التوحید پس ظاہر ہوا کہ جو شخص مدعی توحید ہو مثل یہود و نصاریٰ کے اُسکا ذبیحہ ویسا ہی جائز ہے جو کہ موحّد ہو اعتقاداً پھر اسکی تائید صاحب ہدایہ کے دوسرے قول سے ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ و ذبیحۃ الکتابی و المسلم حلال لامتارنا و لقولہ تعالیٰ و طعام الذین او ترا الکتاب حلکم و اطلاق الکتابی ینتظم الکتابی الذی و العربی و العربی و التغابی لان الشرط قیام الملت علی مامر اس سے ظاہر ہے کہ کتابی کا اطلاق سب اہل کتاب پر ہے خواہ وہ ذمی ہوں یا حربی عربی ہوں یا تغابی اور اُنکا ذبیحہ جائز ہے کیونکہ قیام ملت واسطے جواز ذبح کے شرط ہے اور پھر صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ لا یرل ذبیحۃ المجوسی لانه لا یدعی التوحید فانہما ملتہ اعتقاداً و دعویٰ کہ ذبیحہ مجوسی کا کھانا جائز نہیں کیونکہ وہ توحید کا دعویٰ نہیں کرتا پس ملت معدوم ہے اعتقاداً اور نیز دعویٰ اور اسکی تائید عینی شرح صحیح بخاری کے قول سے بھی ہوتی ہے نقل مدۃ الایہ فی مبحث استدلال علی جواز اکل ذبائح اہل الکتاب من الیہود و النصاریٰ من اہل العرب وغیرہ لان الامداد من قولہ تعالیٰ ذبائحکم یہ قال ابن عباس و ابو امامۃ و مجاہد و سعید بن جبیر و مکرّم و عامر و الحسن و المکحول و ابراہیم النخعی و احمدی و مقاتل ابن حیان و هذا امر مجمع علیہ بین الامداد ان ذبائحہم حلال المسلمین لانہم لا یتقدرون الذبائح لغير الله تعالیٰ و لا یتذکرون علی ذبائحہم الا اسم الله و ان اعتقدوا فیہ جاہو منزہ منہ اگرچہ صاحب ذبیحہ اہل کتاب میں

کوئی شبہ نہیں ہے لیکن اگر تسمیہ اور عدم تسمیہ پر وقت ذبح کے لحاظ کیا جاوے تو ابو داؤد کی حدیث پر رجوع کرنا چاہئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکم تسمیہ وقت ذبح کے اہل کتاب سے متعلق نہیں ہے چنانچہ وہ حدیث ابن عباس کی ابو داؤد سے سید احمد خاں صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷ میں نقل کی ہے قال نکلا ما ذکر اسم الله علیہ و لا تاکلوا مما لم یذکر اسم الله علیہ ففسخ و استثنیٰ من ذلک قال طعام الذین او ترا الکتاب حلکم و طعامکم حل لہم یعنی یہ آیت کہ نہ کھاؤ تم اُس چیز سے کہ جسپر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو نسخ ہوئی اور کھانا اہل کتاب کا بہرچہ آیت طعام الذین او ترا الکتاب کے مستثنیٰ ہو گیا مروی امداد العالی صاحب یہی اپنی کتاب کے صفحہ ۶۳ میں اس حدیث کی نسبت لکھتے ہیں کہ اس قول ابن عباس سے یہ ثابت نہیں نکلتا ہے کہ اہل کتاب کے ذبح میں مواظقت ہمارے قواعد ذبح کی شرط نہیں ہے بلکہ یہ نکلتا ہے کہ تسمیہ ذبح میں شرط نہیں ہے کہ ذابح کتابی ہو یا مسلم جیسا کہ مذہب ابن عباس کا ہے کہ متروک التسمیہ مطلقاً عمداً ہو یا سہراً اُنکے نزدیک حلال ہے اگرچہ عمد اسکی مروی امداد العالی صاحب نے عمداً متروک التسمیہ کی حرمت ثابت کی ہے لیکن اس قول کو حضرت ابن عباس کے تسلیم کیا ہے اب ہم اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ایک جماعت عام صحابہ و تابعین کی آیت لا تأکلوا مما لم یذکر اسم الله علیہ کے مفسر ہونے کی قایل ہے جیسا کہ تفسیر ابن الکمال میں لکھا ہے دروي عن ابي العردام و عیادۃ ابن الصامت و جماعۃ من التابعین انہا منسوخۃ لقولہ تعالیٰ و طعام الذین او ترا الکتاب حلکم و اجازوا ذبائح اہل الکتاب و ان لم یذکر اسم الله علیہا و لانسوی ذلک نسخاً بلہو تفصیص اور روایت خطابی سے شرح سنن ابو داؤد میں بذیل حدیث حضرت عائشہ کے عدم شرط ہونا تسمیہ کا ثابت ہوتا ہے کہ قیل فیہ دایل علی ان التسمیۃ فیہ شرط علی الذبیحۃ انہا او کانت شرما لم تبج الذبیحۃ بالامر المشکور فیہ \* امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترک تسمیہ سے عمداً ہو یا سہراً حرمت ذبیحہ نہیں ہوتی وہ دو دلیلیں بیان کرتے ہیں - اول ایک حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جبے صاحب ہدایہ نے نقل کیا ہے الامام یذبح علی اسم الله تعالیٰ سمی او لم یمسم کہ مسلمان خدا ہی کے نام پر ذبح کرتا ہے خواہ اُس نے وقت ذبح کے تسمیہ کیا ہو یا نہ کیا ہو دوسرے ترک تسمیہ کا سہراً یا مذبی حرمت ذبیحہ نہ ہونا اسپر دلائل کرتا ہے کہ تسمیہ جلت ذبیحہ کے لیے شرط نہیں جیسا کہ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے و لان التسمیۃ او کانت شرما للعل لہا مقطع ہذا فی النسیان کا طہارۃ فی باب الصلوٰۃ و او کانت ہونا نامو

تھا نہ ذبیحہ مشرکین کا قطعاً حرام ہی اور انکو مشرکین میں شمار وغیرہ کے بارجمی انگریزوں کے ہوتے ہیں اور پرند جانوروں کو وہی بارجمی گردن مردوں کو مارتا لے میں تو بغیر تفتیش کے ایسے پرند جانوروں کا کھالینا گویا چماڑوں کے ہاتھ کے گردن مردوں سے کھالینا ہی اگر حسن ظن پر خیال کیا جائے تو یہی اُس وقت ہوجاتا تھا جب کہ انگریزوں کا تعامل مسلمانوں سے ذبح کرائے یا خورد ذبح کرنے کا ہوتا پر تاہم انکا بالکل برخلاف اسکے ہی تو ایسی صورت میں کرنی وجہ حسن ظن کی نہیں لیکن مسجد سے جب سید صاحب سے زبانی گفتگو ہوئی تو انہوں نے کہا کہ میں جب جانتا ہوں کہ بارجمی کسی انگریز کا ہندو ہی تو ضرور ذبیحہ کی تحقیق کرلیتا ہوں ہاں جہاں یہی معلوم ہی کہ بارجمی مسلمان ہی وہاں تحقیق نہیں کرتا \*

سید احمد خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۵ میں لکھتے ہیں کہ اگر ہم کو بہت احتیاط ہو تو اہل کتاب سے پوچھ کر لینا چاہیئے کہ یہ ذبح کیا ہوا ہی یا نہیں مگر مولوی امدادالعلی خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۶۷ میں لکھتے ہیں کہ اہل کتاب کے قول کے معتبر ہونے میں اختلاف ہی میرے نزدیک اول تو اہل کتاب کے قول کے معتبر ہونے میں شبہ کرنا اُس وقت چاہیئے تھا جبکہ جھوٹے بولنا اُنکی شریعت میں یا اُنکے نزدیک جائز ہوتا و اذلیس فلیس اور ظاہر کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی کہ وہ غیر ذبیحہ کی نسبت کسی مسلم سے ذبیحہ ہونا ممکن تھا دیں دوسرے فقہ کے قلم سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہی جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہی کہ من ارسل اجیوا انہ

مسیحاً او خدا ما ناستری لھما فقال اشتوبہ من یھودی ارضرائی اور مسلم و ستمہ انہ پس مجوسی مشرک کا یہی کہدینا کہ میں نے گوشت کو یہودی یا نصرانی یا مسلم سے لیا ہی واسطے کھانے اُس گوشت کے کانی ہی پس خود اہل کتاب کا قول کیونکر لائق اعتبار کے ہوگا اور نواز میں لکھا ہی کہ سئل ابو مطیح عن نصرانی دہی رجل الی طعام وقال اشتوبہ اللھم من السوق انا کناہ قل ابو مطیح سالت ابن ابی مرہ عن ذالک قال کل و کذاک قال مقاتل ابن حیان اما اصحابنا فانہم قالوا لا

کل حتی ثوبہ انہ قد ذبح یعنی کسی نے ابو مطیح سے پوچھا کہ اگر ایک نصرانی کسی کی دعوت کرے اور کھانے کو بلانے اور یہی کہہ کہ میں نے گوشت بازار سے مول لیا ہی تو ہم اُسے کھادیں ابو مطیح کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی مرہ سے پوچھا انہوں نے کھانے کی اجازت دی اور ایسا ہی کہا مقاتل ابن حیان نے لیکن ہمارے اصحاب نے کہا ہی کہ ہم نہ کھادینگے جب تک نہ دیکھ لیں کہ اُس نے ذبح کیا ہی پس اس روایت سے ابو مطیح اور ابن ابی مرہ اور مقاتل ابن حیان کے نزدیک

انہیں مقامہ کافی الناسی کہ اگر تسمیہ واسطے حلف ذبیحہ کے شرط ہوتا تو وہ شرط بغیر ہول کے ساتھ نہ ہوتی جیسے کہ عہادت نماز کے لینے ہی اور اگر تسمیہ شرط بھی ہو تو حلف اور مذہب ہی قائم مقام تسمیہ کے ہی جیسے تسمیہ کے بھولنے والے کے ذبیحہ کی نسبت مسجدھا گیا ہی پس موافق قول امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے بھی تسمیہ شرط ذبیحہ نہیں اور غیر مقلدین کو ہو مسئلہ میں تقلید کسی امام کی لازم نہیں پس ترک تسمیہ کو شرط ذبیحہ نہ جاننے سے زیادہ اُس سے کڑی الزام نہیں دے سکتا جیسا کہ امام شافعی یا اُن کے مقلدین کی نسبت دیا جاسکتا ہی \*

سید صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۷ میں حدیث ابو داؤد کی سند پر جو ابو مذکور ہوئی یہ لکھا ہی کہ اگر اہل کتاب کسی جانور کی گردن ترز کر مار ڈالنا یا سو بھڑ کر مار ڈالنا زکوۃ مسجدھا میں تو ہم مسلمانوں کو اُس کا کھانا درست ہی اسکے جواب میں مولوی امدادالعلی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۶۳ میں لکھا ہی کہ اس روایت سے صرف یہی نکلتا ہی کہ تسمیہ ذبح میں شرط نہیں ہی میرے نزدیک اس مسئلہ میں سید احمد خاں صاحب نے بڑی غلطی کی ہی کیونکہ جو دعویٰ انہوں نے کیا ہی وہ اس روایت سے ثابت نہیں ہوتا اور کتابی کا ذبیحہ بلا تسمیہ کے جائز ہونے کے حوالے اس قول سے اور کچھ نہیں نکلتا اور چونکہ متضافہ کی حرمیت صراحتہ ایک دوسری آیت مستحکم سے ثابت ہی اور اُسکی تفصیل یا تفسیر کسی دوسری آیت سے نہیں ہوئی تو تعجب ہی کہ کیونکر انہوں نے اس روایت سے یہ خیال کیا کہ اہل کتاب کا گردن مردوں کو مار ڈالنا بھی ذبیحہ میں داخل ہی اور جو قول ابن عربی اور معیار کا انہوں نے نقل کیا ہی وہ ایک عالم کی + راے ہی جو قرآن و حدیث کے ظاہری الفاظ سے متخالف ہی اس لینے ہم کو اُسپر کچھ اعتنا نہیں \*

پھر سید صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۴ میں لکھتے ہیں کہ معلم اہل کتاب میں ہم کو تفتیش اس بات کی کرنی کہ کس نے ذبح کیا اور کیونکر ذبح ہوا ہی کچھ حاجت نہیں پھر اب اُسکے مولوی امدادالعلی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۶۷ میں لکھتے ہیں کہ جب نصاریٰ ہمارے ملک کے ذبح نہیں کرتے اور کسی جانور کا گوشت ہو اور کھینکا مارا ہوا ہو کھالینے میں تو اہل اسلام کو جب اُنکے یہاں کا گوشت پکا یا کچا سامنے آوے تفتیش اسکی بہت ضرور ہی ہمارے نزدیک اس میں بھی رے سید احمد خاں صاحب کی غلطی ہو ہی اُنکو سوچنا چاہیئے

+ اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں سید احمد خاں صاحب متقدم نہیں ہیں بلکہ بعض علماء متقدمین نے بھی اُسکو حلال مسجدھا ہی ۱۲ مہتمم

نصرانی کے گھر کا گوشہ کھانا صرف اس کھانے پر کہ اُس نے بازار سے  
سول لیا ہی جائز ہی بغیر اس کے کہ اُس کا ذبیحہ خود اُس نے کیا  
ہو اور مسلمان نے دیکھا ہو لیکن جب اہل کتاب ذبح کا ہونا خود  
بیان کرے تو اُسکی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں \*

دوسری بحث بک نمسیت مواکلت کے  
سید احمد خاں صاحب نے مواکلت کو ساتھ اہل کتاب کے جائز قرار  
دیا ہے اور مولوی صاحب نے اُسے نہ صرف ممنوع اور حرام ٹھہرایا ہے  
بلکہ نمسیت کفر کی اُس کے مرتکب کی طرف کی ہے اور نہ کسی وجہ  
حرمت کی بیان کی ہیں مگر جتنی وجہ حرمت کی بیان کی گئی  
ہیں وہ سب ایسی ہیں کہ جنکا نقل کرنا اور رد کرنا بھی فضول ہی  
کیونکہ اُن سے صرف مواکلت اہل کتاب کی حرمت ثابت نہیں ہوتی  
بلکہ سوائے اعلیٰ درجہ کے متقی پڑھیز گاروں کے اور سب مسلمانوں کے  
ساتھ کھانا کھانا بھی حرام اور ممنوع ہوتا ہے اور اہل کتاب سے ملنا  
اُن کی تعظیم کرنا اُن کی نوکری کرنا بھی نہ صرف حرام بلکہ قریب  
بکفر ہوا جاتا ہے لیکن جب ہم میں سے اکثر مسلمان ہیں جو غیر  
متقی مسلمانوں کی صحبت سے نفرت نہیں کرتے اور مشرکین اور بد  
پرستوں کے اختلاط و ارتباط دوستانہ سے باز نہیں رہتے اور انہیں اہل  
کتاب کے سامنے جن کی مواکلت کو حرام بتاتے ہیں اُس ادب اور تعظیم  
سے پیش آتے ہیں کہ ایک ادنیٰ حرج کا خاتمہ زاد سلام اپنے اعلیٰ  
مرتبہ کے آقا سے سامنے بھی اُس تذلل سے پیش نہ آدیکھا اور پھر نہ صرف  
حرام اور جاہل اس میں مبتلا ہیں بلکہ بڑے بڑے جناب مولانا وسیدنا  
و قیلہ و کعبہ ادنیٰ حرج کے انگریزوں کی رضا کے خدا کی رضا سے زیادہ  
طالب ہیں اور خلاف مآئول اللہ الیہ کے احکام صادر کر کے اُن سے ترقی  
دنیا کی خواہش کرتے ہیں اور پھر اُن میں سے نہ کوئی کانٹا ٹھہرتا ہے  
نہ گرسٹان تو پھر وہ شخص جو انگریزوں کے ساتھ یہ دھوکہ سازا  
کھانا کھارے کیونکر کانٹا و گرسٹان ہوگا ذلک ظن الدین لایعقلون \*

ان باتوں سے قطع نظر کر کے اگر ہم عمل پر مسلمانوں کے نظر کریں  
تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اگلے زمانہ میں احتراز و انکسار سے تھا  
اور نہ اب اور ملک کے مسلمان معتزز ہیں چنانچہ ہم نے کتاب افاتہ  
الہیہ سے ایک روایت نقل کر کے اُسے دکھا دیا ہے کہ اصحاب نبوی نے  
ایک درمن کیتولک عیسائی کی دعوت قبول کی اور اُس کے عبادت  
خانہ میں جا کر اُس کا کھانا کھایا اور نوازل میں جو کھا ہوا ہے نہ  
سئل ابو طلحہ عن نصرانی دنا جلالی طعام قال اعتزنا انهم من السق  
بالکھ قال ابو طلحہ سألہ بن ابی مرقہ عن ذلک قال لا و کذلک قال  
مقاتل ابن حیان کہ کسی نے ابو طلحہ سے پوچھا کہ اگر کوئی نصرانی  
ہماری دعوت کرے اور کھانے پر بلارے اور کہے کہ مینے گوشہ بازار سے  
سول لیا ہے تو ہم کھائیں یا نہ کھائیں تو انہوں نے ابن ابی مرقہ سے  
پوچھا انہوں نے اجازت دی پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ دعوت  
قبول کرنا نصرانی کی جائز ہے اور اُس کے کھانے پر کہ گوشہ بازار کا  
خریدا ہوا ہے گوشہ کا کھانا بھی درست ہے پس اگر اُن کی دعوت  
قبول کرنا درست نہ ہوتا تو یہی جواب کافی ہوتا کہ اُنکی دعوت کی  
اجابت ہی حرام اور نافر ہے نہ کہ اُنکے گھر کا پکا ہوا گوشہ کھانا اور  
اُن کے قول کو دیانات میں معتبر جاننا \*

سب سے زیادہ تصریح جواز مواکلت کی حیرت سلطان صالح الدین سے  
ہوتی ہے جو تالیف میں بیاس کی ہے اور جس میں خود اُس نے  
اپنی آنکھ دیکھی ہوئی باتوں کو لکھا ہے کہ اُس نے اُس کتاب میں  
چند مقام پر لکھا ہے کہ سلطان صالح الدین نے عیسائی پادروں کو  
اپنے ساتھ کھانا کھایا اور اُن کی تعظیم و تکریم کی حالانکہ اُس

نصرانی کے گھر کا گوشہ کھانا صرف اس کھانے پر کہ اُس نے بازار سے  
سول لیا ہی جائز ہی بغیر اس کے کہ اُس کا ذبیحہ خود اُس نے کیا  
ہو اور مسلمان نے دیکھا ہو لیکن جب اہل کتاب ذبح کا ہونا خود  
بیان کرے تو اُسکی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں \*

### دوسری بحث بک نمسیت مواکلت کے

سید احمد خاں صاحب نے مواکلت کو ساتھ اہل کتاب کے جائز قرار  
دیا ہے اور مولوی صاحب نے اُسے نہ صرف ممنوع اور حرام ٹھہرایا ہے  
بلکہ نمسیت کفر کی اُس کے مرتکب کی طرف کی ہے اور نہ کسی وجہ  
حرمت کی بیان کی ہیں مگر جتنی وجہ حرمت کی بیان کی گئی  
ہیں وہ سب ایسی ہیں کہ جنکا نقل کرنا اور رد کرنا بھی فضول ہی  
کیونکہ اُن سے صرف مواکلت اہل کتاب کی حرمت ثابت نہیں ہوتی  
بلکہ سوائے اعلیٰ درجہ کے متقی پڑھیز گاروں کے اور سب مسلمانوں کے  
ساتھ کھانا کھانا بھی حرام اور ممنوع ہوتا ہے اور اہل کتاب سے ملنا  
اُن کی تعظیم کرنا اُن کی نوکری کرنا بھی نہ صرف حرام بلکہ قریب  
بکفر ہوا جاتا ہے لیکن جب ہم میں سے اکثر مسلمان ہیں جو غیر  
متقی مسلمانوں کی صحبت سے نفرت نہیں کرتے اور مشرکین اور بد  
پرستوں کے اختلاط و ارتباط دوستانہ سے باز نہیں رہتے اور انہیں اہل  
کتاب کے سامنے جن کی مواکلت کو حرام بتاتے ہیں اُس ادب اور تعظیم  
سے پیش آتے ہیں کہ ایک ادنیٰ حرج کا خاتمہ زاد سلام اپنے اعلیٰ  
مرتبہ کے آقا سے سامنے بھی اُس تذلل سے پیش نہ آدیکھا اور پھر نہ صرف  
حرام اور جاہل اس میں مبتلا ہیں بلکہ بڑے بڑے جناب مولانا وسیدنا  
و قیلہ و کعبہ ادنیٰ حرج کے انگریزوں کی رضا کے خدا کی رضا سے زیادہ  
طالب ہیں اور خلاف مآئول اللہ الیہ کے احکام صادر کر کے اُن سے ترقی  
دنیا کی خواہش کرتے ہیں اور پھر اُن میں سے نہ کوئی کانٹا ٹھہرتا ہے  
نہ گرسٹان تو پھر وہ شخص جو انگریزوں کے ساتھ یہ دھوکہ سازا  
کھانا کھارے کیونکر کانٹا و گرسٹان ہوگا ذلک ظن الدین لایعقلون \*

جہاں تک ہمیں غور کرنا ہوں مولوی صاحب نے یہ بحث مبالغہ کیا  
ہے اور حد سے زیادہ تشدد فرمایا ہے شاید مولوی صاحب نے جواب  
ترکی بہ ترکی کے مضمون پر عمل کیا ہے کہ جب سید صاحب نے  
انگریزوں کے کھانے کو بلا تحقیق و تحقیق جائز کر دیا اور اہل کتاب کی  
لحمہ مروزی ہوئی مرضی کو بھی حلال ٹھہرایا تو اُس کا جواب بھی  
ہے کہ انگریزوں کا کھانا اور اُن کے ساتھ کھانا لینا نہ صرف مکروہ اور

مسلم ہمارا کھانوںے نصرانی کو نصرانی کھانا چھالنے کی بات  
ہے اس سے بلاشبہ گنہگار ہوتا ہے کھانے والا توبہ کرے — ترقی مولوی  
معدالہ متقی رامپوری —

نمبر ۱۰۸

## اجماع

منجملہ اُن مذہبی الفاظ اور تقہی مصطلحات کے جنکی حقیقت نہ جاننے سے لوگوں کے خیالات غلط ہوئے اور ہوتے ہیں اور جنہر استدلال کرتے ہیں اصل باتیں صحیح مسائل کی ضرورت پر ہوئیں اور ہوتی جاتی ہیں لفظ اجماع ہی علماء نے کتاب و سنہ کی طرح اُسے ایک شرمی حصہ مانا ہے فقہا نے اُس کے منکر کو کافر سمجھا ہی پابندی ہر رسم و عادت کی جو مسلمانوں میں جاری ہی اُس پر استدلال کرتے ہیں ایمان کی نشانی سمجھی جاتی ہی اُنکے حسن و قبح سے بھٹ کرتے والے پر خرق اجماع کا الزام لگائے تکفیر کی نسبت ہوتی ہی اسلامیہ اُسکی حقیقت کا بیان کرتا اور اُن نتائج سے جو اُسپر مترتب کیئے جاتے ہیں کچھ بھٹ کرتا مذہب ہی \*

یہ بات مسلمات سے ہی کہ ایمان نام ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کا اُن سب باتوں میں جو وہ خدا کی طرف سے لائے پس حاضرین کے واسطے خود اُنکا زبان مبارک سے سننا حصہ تھا اور اُسکی تصدیق کے لیئے دوسرے ذریعہ کی اُنکو حاجت نہ تھی لیکن ہم لوگوں کے لیئے اُن باتوں کی تصدیق اُنکی تصدیق پر مقدم ہی اسلامیہ کسی ذریعہ کی ضرورت ہی وہ ذریعہ کیا ہی نقل اور روایت لیکن چونکہ اُس میں صدق و کذب دونوں کا احتمال ہوتا ہی اسلامیہ کذب کے احتمال دور کرنے کے لیئے کوئی قطعی دلیل چاہیئے وہ کیا ہی تواتر و اجماع پس اگر کسی خبر کی نسبت معتبر صادق کے وقت سے لیکر ایرومنا خدا سب کا اتفاق ہو اور اُسکی صحت پر سب کا اجماع تو وہ خبر ہمارے حق میں بھی رویت کی برابر ہی اور ایسی متواتر اور مجموع علیہ خبر حقیقت میں ہی نفسہ شرمی حصہ ہی لیکن اگر کسی خبر کی نسبت یہ درجہ ثابت نہ ہو یعنی مکتبر صادق کے وقت سے اُسکا تواتر اور اُسکی صحت پر اجماع نہ ہو علم اس سے کہ وہ خبر پھر کسی اور زمانہ میں شہرت اور تواتر کے درجہ پر پہنچ جارے یا آئندہ زمانوں میں بھی وہ اس مرتبہ پر نہ پہنچے تو وہ خبر اہل کتابی حال پر رہیگی یعنی مایہتمل الصدق والکذب پس پہلے زمانہ سے لیکر ہمارے وقت تک جاننے واسطے اُس کی نقل کے ہوئے ہوں اُن کی صداقت اور امتیاز ثابت ہو اور وہ شمار میں بھی لائق لفظ کے ہوں تو اُسکا جانب صدق غالب ہوگا اور اگر اُن میں سے کسی کی صداقت یقینی ثابت نہ ہو یا اُنکا تسلسل اور اتصال معلوم نہ ہو یا اُس کے بیان کرنے والے ابتدا میں ایک دو سے زیادہ نہوں تو اُس کی دونوں جانب صدق و کذب کی برابر ہوگئی اور ایک کے وجہان کو دوسرے پر کسی

پادشاہ کی سطر اور صلیب مشہور ہی اور بیہا المقدس کا قلع کرتا اُس کے اسلام کی اب تک ایک بڑی نشانی موجود ہی میں اُس کتاب سے در نمایں کرتا ہوں جس کی زیادہ اس سے دیکھنا منظور ہو وہ اصل کتاب کو دیکھ صفحہ ۲۵ میں اُس کتاب کے یہ لکھا ہی و لقد رایتہ و قد دخل علیہ صاحب صیدا بالناصرۃ فاحترمہ و اکرمہ و اذل معہ الطعام و سع ذلک عرض علیہ الاسلام فذکر لہ طرناً من معاصتہ و حشہ علیہ یعنی میں نے خود دیکھا کہ سلطان صالح الدین کے پاس امیر صیدا آیا تو سلطان نے اُس کا احترام اور اکرام کیا اور اُس کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر باوجود اس کے خوبیاں اسلام کی اُس کے سامنے بیان کیں اور مسلمان ہونے پر اُسے ہوانگیختہ کیا اور پھر صفحہ ۹۰ میں لکھا ہی کہ و صاحب الشقیق یومہ مدینین معہ عدم الاسلامۃ فوی ان اصلاح حالہ معہ قد تمین طریقا الی سلامۃ فذل بنفسہ و ما حسہا یہ الاہر قائم علی باب خدمۃ السلطان فذل لہ فدخل فاحترمہ و اذنت و کان من کبار انفرنجیۃ و عقلاہ و کان یعرف بالبریۃ فحضر بین یدی السلطان و اذل معہ الطعام خلاصہ یہ ہی کہ والی شقیق جو بڑے امیروں اور دانشمندیوں سے انگریزوں کے تھا سلطان کے پاس آیا تو سلطان نے اُس کی تعظیم و تکریم کی اور اُس کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا یہ حال تو اگلے لوگوں کا تھا اور اب روم کے سلطان اور اُن کے علماء فضلاء کا حال ظاہر ہی کچھ پڑھیدا نہیں کہ شاہ فرانس اور ملکہ انگلستان کے مہمان ہوئے اور خوب دعوتیں لیں اور خوب کھائے کھائے اور کسی نے علماء مکہ یا قہام مدینہ میں سے اُن کے فقر و ارادان کا فتویٰ نہ دیا \*

چہانتک میں نے سوچا اور غور کیا مجھے نفس موانع کے جواز میں کچھ شہد نہیں یعنی اگر اہل کتاب ہمارے یہاں آکر ہمارے ساتھ کھانا کھائیں تو بہت موانع بلاشیعہ جائز ہی اور اگر ہم اُن کے یہاں جاویں اور اُن کے گوشہ کا ذبح کیا ہو کھانا کھائیں اور شراب و سڑ نہ ہر نہ تو بھی اس موانع میں کچھ ظلم نہیں اور اگر گوشہ کا ذبیحہ نہرنا ثابت ہو جاوے تو اُس گوشہ کی حرمت میں کچھ شک نہیں اور اگر شراب و سڑ بھی اُس میں ہر دوسے تو وہ گوشہ اور موانع کرامت سے خالی نہیں اس سے زیادہ جو کوئی کچھ کہے وہ افراد و تعویض اور مذاہن و تمسب ہی واللہ اعلم بالصواب \*

رائے

مہدی علی عفا عنہ

اور دلیل کی حاجت ہوگی اور اگر اُس کے بیان کرنے والوں کی بے امتیازی پائی جاوے تو اُسکا جانبِ مذہب راجع ہوگا بلکہ اگر اُنکا مذہب ہر مذہب پر یقین ڈالتا ہو تو اُس میں احتمالِ صدق کا کوئی نہ رہیگا \*۔

پس مستحسنہ اخبارِ مطہرہ صادق کے وہ خبر جسکا تواتر اُس کے حلقہ سے لیکر اب تک ثابت ہے اور جسکی صحت پر اجماع ہے قرآن مجید ہی اور جو اُس مرتبہ پر نہیں ہے وہ حدیث ہے پھر بعض اُممیں یعنی حدیث میں سے وہ ہیں جنکا جانبِ صدق غالب ہے اور بعض وہ ہیں جنکے دونوں پلے برابر ہیں اور بعض وہ ہیں جنکا جانبِ کذب غالب ہے اور بعض وہ ہیں جو نوبی غلط اور بالکل جھوٹی ہیں فرضہ ہے دونوں چیزیں ہمہر حصہ ہیں پہلی چیز یعنی کتابِ طحاوی حصہ ہے کیونکہ اُس کی صحت قطعاً ثابت ہے اور دوسری چیز یعنی سننِ طحاوی حصہ ہے کیونکہ اُسکی صحت ظنی ہے اور بامتیاز اپنے مرتبہ صحت کے وہ ہمہر حصہ ہے۔ رعایا اجماع پس اگر اُس سے مراد ہے اجماع سب کا اور صحت اُس خبر کے تو امداً و صدقاً کہ ایسا اجماع حصہ شریعی ہی لکن لانی ذاتہ بل بقرہ کیونکہ حقیقت میں وہ اجماع ایک کامل شہادت اور قطعی دلیل اُس خبر کی صحت کی ہے اور وہ خبر فی نفسہ ہمہر حصہ ہے اور اُسی اجماع کا منکر بھی یقینی کافر ہے کیونکہ وہ منکر اُس خبر کا ہے جسکی صحت ثابت ہو چکی اور جسکا انکار فی ذاتہ کفر ہے پس اگر کوئی کسی آیت کا قرآن مجید کی منکر ہو تو وہ ویسا ہی کافر ہے جیسا کہ صاحبِ الوحی کی زبان سے منکر اُسکا منکر ہوتا کیونکہ تواتر اور اجماع نے اُس کی صحت کو ایسے یقین کے درجہ پر پہنچا دیا ہے کہ احتمالِ غلطی کا باقی نہیں رکھا لیکن اگر اُس سے مراد ہے اتفاق کر لینا لوگوں کا اور کسی معنی و مقصد کے جو مختصر صادق کے لفظوں سے صراحۃً ثابت ہو یا اور جو حقیقت کسی چیز کے جسکا بیان یہ تصریح خود مطہرہ صادق نے نہ کیا ہے اور اور تفہیل کسی اجماع کے جسے اپنے معجز ہونے دیا ہو یا اور تصریح کسی ہی کے جس میں اُس نے اشارہ استعارہ پر ہی تفہیم کی ہو یا اور اُن باتوں کے جو شارع کی باتوں کی علت دریافت کر کے قیاساً اُسپر نکالی گئی ہوں۔ جبکہ اُس علم کو خود شارع نے بیان نہ کیا ہو یا اور کسی ایسے مذہبی اعتقاد یا قول یا فعل کے جو اُس کے اخبار متواتر سے ثابت نہ ہو یا اُسکے منصوصات کے مخالف اور اُس کے اصلی اصول کے معارض ہو تو ایسا اتفاق کچھ تو قطعی حصہ نہیں اور نہ ایسے اجماع کا۔ منکر کافر ہے اور نہ اُن باتوں کا جو ایسے اتفاق پر مبنی ہوں نہ ماننا یا ایسے مخالف کرنا تکذیبِ رسول ہے کیونکہ یہ اجماع ایک قیاس یا قول یا فعلِ انسانی جماعت کا ہے جس میں سے نہ کوئی مختصر صادق ہے نہ جس میں سے کسی کی رائے معصوم ہے نہ جس میں سے

کوئی صاحبِ الریاء والکتاب ہی نہ اُنکی تصدیق و تکذیب پر ایمان و نفور کا مدار ہے پس جبکہ بالفردہ کوئی ایک اُن میں سے ایسا نہیں ہے جس کی رائے یا قول یا فعل ہمہر حصہ ہو تو مجبوراً اُن کی رائے یا قول یا فعل کی صحت ہونے کی کیا وجہ ہے ہاں اُن کی بات کو ایک ایسی وقعت ہے کہ اُس کی صحت کا پانچ بہ نسبت اُس کی غلطی کے غالب سمجھا جاوے گا اور جب تک کہ اُس کی غلطی ثابت نہ ہو تب تک وہ ماننے کے لائق ہوگی مگر احتمالِ غلطی کا موجود رہیگا اور ممکن ہے کہ کبھی اُس کی غلطی ثابت ہو جاوے اور کسی زمانہ میں اُس کی غلطی پر دوسرا اتفاق ہو جاوے اور یہ بھی اُس حالت میں ہے جبکہ اتفاق سب لوگوں کا ہو اور کوئی اُس رائے یا قول یا فعل سے کسی زمانہ میں منکر نہ ہو یا کہ ہم سے کم ہر اگر صاحبِ حقیقت رائے دینے کی رتقتے ہوں اُنہوں نے مخالف نہ کی ہو لیکن اگر کسی جماعت یا کسی گروہ میں کوئی بات بغیر بحث و مباحثہ کے جاری ہو گئی ہو یا کسی عارضی وجہ سے مثلاً خوف یا شرم یا احاطہ یا جہالت کے لوگوں نے مان لیا ہو اور امتدادِ زمانہ نے اُسے قوی کر دیا ہو یا اُس کی صحت میں اصل رائے نے اختلاف کیا ہو اور بعض مجتہدین نے اُسے صحیح نہ جانا ہو گو کسی خارجی سبب سے اُس انکار کو شہوت یا قوت نہ ہوئی ہو تو ایسے اتفاق کو وہ وقعت بھی نہیں ہے بلکہ اس پر اتفاق یا اجماع کا اطلاق کرنا ہی غلطی ہے + پس یہ مختصر حقیقت اجماع اور انکار اجماع کے نثر ہونے کی ہی اس پر غور کرنے کے بعد اب ہم کو

+ میں اپنے علم کے اقوال بھی یہ نسبت اس مسئلہ کے بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ اُنکی رائے بھی لوگوں کو معلوم ہو جاوے امام غزالی نے کتابِ التفوت میں لکھا ہے و شرمانہ (ایہ اجماع) ان یجتمع اهل الصل والمعاد علی صعيد واحد فیتفقون علی امر واحد اتفاقاً بلفظ صریح ثم یستمررون علیہ مدۃ عند قوم والی تمام انقضاض العصر عند قوم اور مدام میں لکھا ہے کہ قبل اجماع الاندر مع ثمرۃ المضاف اجماع والمختار انہ لیس باجماع لانفق الکل فقیل لیس حصۃ اصلاً وقیل ہو حصۃ ذئبۃ اور مرقاۃ الاموال میں ہے کہ اجماع اصلاً بالتواتر والاشہارۃ والاحاد وانری التراتر اجماع الصحابۃ اذا انفوضوا حتی اذا لم یبقوا ام یکن اجماعاً اتفاقاً کما مر نہو لایۃ القطعیۃ الدلۃ والظہیر المتواتر فیکفر جاحدہ وان لم یکن سکرۃ حقاً اذا کان سکرۃ لم یکن متفقاً علیہ ایضاً فلا یکن امضافۃ ثم اجماع من بعد ہم بالشرط السابق فیہالم یزیدۃ بخلافہم نہو کالمشہور من الظہیر فیصل جاحدہ ولا یقفر اجماعاً ثم اجماع المختلف فیہو کالمصہیح من اخبار الاحاد لا یصل جاحدہ ایضاً کمالا یقفر اور امام حقیقۃ الاسلام نے منخل میں لکھا ہے انہ قد یختلف الخلاف فی کون اجماع حصۃ ولا یکنو منکرۃ لمنکر المجمع علیہ اذا

کوئی بتا دے کہ جو عوام و خواص ہر جزئیہ فقہیہ اور ہر مسئلہ فلاحیہ کی نسبت اجماع کا لفظ زبان پر لاتے ہیں اور اُس کے انکار کو ہرجہ انکار اجماع کے کفر بتاتے ہیں وہ کس قدر صحیح ہی اور کس قدر غلط سوائے قرآن مجید کی تصریح صریحہ کے اُڑو عقائد و مسائل جو استنباح و استنباط کیے گئے ہیں اور جو کتابوں میں بڑی شد و مد سے لکھے گئے ہیں اُن میں سے کتنے عقیدوں اور کتنے مسئلوں پر اجماع کا اطلاق ہو سکتا ہی اور کتنے پر نہیں اگر اجماع کا نام ہی چند کتابوں میں

لم یکن من ضروریات الدین لم یکن اور امام العزیز ابوالمعالی نے فرمایا ہی کیف تکفر من خالف الاجماع و تھن لا تکفر من رد اصل الاجماع و انما تبعدہ و تضلّہ والمتمدد مذللانہ نتیجہ عدم اطلاق تکفیر المجمع علیہ اور امام نووی نے روضہ میں لکھا ہی کہ ایسی تکفیر جاحداً المجمع علیہ علی علاقہ بل من جحد مجہماً علیہ فیہ نص نہو من الامور الظاہرة التي یشترب فی معرفتہا الخواص والعمام کا صلوة و تحریم الضور و نحرہما نہو کافر و من جحد مجہماً علیہ لایمرنہ الا الخواص کاستحقاق ینک الابن السدس مع بنت الصاب و نحرہ فلیس بکافر اور ابن دقیق العید نے شرح مودہ میں لکھا ہی اطلاق بمضمون ان مظالم الاجماع یکفر والحق ان المسائل الاجماعیة قارۃ یصحبہا التواتر من صاحب الفرع کوجب الخفس و قد لا یصحبہا فالزل یکفر جاحداً لمضافاً للتواتر لا مضافاً لاجماع اور تالیف میں لکھا ہی انہ اما انکم الشرعی المجمع علیہ فان کان اجماعاً ظاہراً فلا یکفر جاحداً اتفاقاً و ان کان قطعاً لا یکفر وقیل لا یکفر اتفاقاً ان نھو المبادیات الخفس مما ام بالضرورة کونہ من الدین یکفر جاحداً اتفاقاً و انما الخلاف فی غیرہ اور ان سب سے مودہ وہ ہی جو در مختار کے حاشیہ شامی میں لکھا ہی کہ اذا لم تکن الایۃ والظہر التواتر قطعی الدلالة اولم یکن الظہر متواتراً او کان قطعاً لکن فیہ شبہۃ اولم یکن الاجماع اجماع المجمع ارکان ولم یکن اجماع المصداقۃ او کان و لم یکن اجماع جمیع المصداقۃ او کان اجماع جمیع المصداقۃ و لم یکن قطعاً فان لم یشک بطریق التواتر او کان قطعاً لکن کان اجماعاً سکوتاً ففی کل هذه الصور لا یكون الجحد کفراً کہ اگر آیت یا ظہر متواتر قطعی الدلالة نہو یا ظہر ہی متواتر نہو یا متواتر نہو ہو مگر قطعی نہو اور اُس میں شبہ نہو یا اجماع سب کا اجماع نہو یا سب کا اجماع ہو مگر مصداقہ کا اجماع نہو یا وہ ہی ہو مگر سب مصداقہ کا اتفاق نہو یا سب مصداقہ کا اتفاق نہو ہو مگر قطعی نہو یعنی بطریق تواتر ثابت نہو یا قطعی نہو ہو مگر اجماع سکوتی ہو پس ان سب حالتوں میں انکار اجماع کا کفر نہیں

ہی \*

لکھا ہوتا اور اُس کو ایک مختصر من علقہ سے کہتا اور تقلیداً اُسے تاقی بالقبول کرتا تو ہا شبہ وہ اجماع اجماع ہی مگر اُسے ہم لایمزمہ کہتے ہیں اور خود ہمارے ہی علم کے بیان سے اُس پر اجماع کا اطلاق نہیں ہو سکتا نہ کہ مضافاً اُس کے انکار پر اطلاق کفر کا ہو پھر اکثر مسائل اعتقادی یا عملی ایسے ہیں جن کی بنا حقیقت میں ایک خبر احد پر اور بعض حالات میں ایک خبر ضعیف پر یا نقطہ تیس اور رے پر ہی مگر تقلید کی پرکھ سے اُسے عوام و خواص ہیں ایسی شہرت ہو گئی ہی کہ وہ خبر متواتر اور نص قطعی مجہبی جاتی ہی و حال متواتر مالا یکن الشک فیہ کالعام ہرجہ والایمزمہ و جحد الایمزمہ المشہورۃ وغیرہا و انہ متواتر فی الامصار کما مضر بعد مصر الی زمان النبرۃ و لم یقتص مدداً للتواتر فی مصر من الامصار فالقول بالتواتر فی غیر القرآن من اقبض الاشیء \*

پس ہمارا اپنے مسائل اعتقادی و عملی کی نسبت جس کا ثبوت یہ نص صریح قرآن مجید یا بعدی متواتر نہو اجماع کا دعویٰ کرنا ہی غلط ہی اور اسی غلطی کی وجہ سے بہت سے ہونے والے اور اکثر مضامین میں پڑ گئے ہر جگہ نے اپنے اپنے خیالات کے موافق ایک مذہب کو اپنا لیا ہی حلقہ نے اپنی رسمیات اور عادات کو اجماع کی دلیل سے قریض و واجبات سمجھ لیا اور اپنے چال چلن کو ایک غیر مدلل شریعت بنا لیا یہاں تک کہ جب اُس بڑی بڑی مایشتان مارتوں کی جگہ کنکرے آسمان سے ملے ہوئے ہیں بنیاد دیکھی جاتی ہی تو ایک ریت کے ذرے کے سوائے کچھ نہ نظر ہی نہیں آتا اور کوئی بنیادی پتھر دکھلائی نہیں دیتا معلوم ہوتا ہی کہ وہ صرف لوگوں کے ہاتھوں پر رکھی ہوئی ہی نہ فی نفسہ اُسکی اصل مضبوط ہی نہ در حقیقت اُسکی بنا مستحکم ہی اگر لوگ اپنے ہاتھ اُٹھائیں اور بنیاد کے سوائے پر اُسے چھڑ دیں تو نہ اُسکی خوبصورت دیواروں کا نشان ملے نہ اُسکی خوشنما محرابیں نظر آئیں نہ اُسکی ملمع کاری کی چوہ بٹی رہے بلکہ

دیکھ الارض کا کی کیفیت ہوجارے اور تبدیل الارض غیر الارض کی صورت نظر آئے یہ حقیقت ہی اجماع کی جو میرے نزدیک اوزرے اضرب عربیت کے ثابت ہی نہیں امتقد غیر ذالک فلیجحد عقیدتہ و لیتب من

تہذیب ثم من ادمی یطعن هذا البیان فلیع ان یشہر فی میدان البرہان اما بتقریر اللسان و اما بتقریر البیان و الحق یطرح علی المطلق \*

و اذ

مہدی علی مفا عنہ رہے



## THE PROPOSED MUHAMMEDAN COLLEGE.

It is our belief that even truth does not possess any miraculous power of impressing itself on the minds of men. The only miracle it possesses is that it fears no discussion or contradiction.

Without reference to the fact whether the discussions lately published in Newspapers on the proposed Muhammedan College are favorable or unfavorable to our scheme, we beg to say that they afforded us very great pleasure. The subject has attracted the attention of the people and has induced them to discuss it, and this gives us a stronger hope of the ultimate success of our undertaking,

The writer of an article published in the excellent paper, the *Pioneer*, assures us that the proportion of Muhammedan pupils reading in Government Colleges and Schools is not low. This is indeed a very gratifying assurance for us. We congratulate ourselves on this glad tidings, but at the same time would remark that the number regarded by the writer as sufficiently large is still too small in our estimation. We are not satisfied with it, we wish it could increase considerably, and at the same time trust that this desire of ours will not be a subject of railery or ridicule to any one who is a friend to mankind.

We see no reason why we should remain contented with the number of Musulman students at present attending Government Colleges and Schools, and why those who find fault with the Government system of education (though they may perhaps be mistaken in their views) should not attempt to improve it.

The writer of an article published in the *Indian Observer*, dated 28th September, delights to call us arrogant and bigoted, and states that these qualities prevent us from availing ourselves of the advantages of education afforded in Government Institutions.

A first perusal of the article above alluded to caused us much anxiety and a considerable amount of trepidation. We were anxious to know whether the article was written by Mr. D. P. I., or Mr. C. S.; for if written by the latter, we were afraid lest he might be a Lieutenant Governor in embryo, and thus at some future time have the lives of the poor Muhammedans in his hands. On a more careful perusal however of the article in question, we were delighted to find that the views it inculcated were precisely similar to those which we have often heard before, and thus our anxiety and fear were at once allayed.

We admit that we are both arrogant and bigoted, but this is no reason why we should not adopt a system of education which may not impair our arrogance and bigotry, but at the same time further our advancement in learning. The writer again aims a taunt at us, and says he does not understand why we should

دہر ۱۰۶

## مدرسۃ العلوم مسلمانان

ہمارا یہ عقیدہ ہی کہ در سچی راے میں بھی کوئی ایسی کراہات نہیں ہوتی کہ وہ از خود لوگوں کے دلوں میں بیٹھ کر جارے — اُس میں جو کچھ کراہات ہوتی ہی وہ صرف اسقدر ہوتی ہی کہ مباحثہ کا اُس کو خوف نہیں \*

مجزوۃ مدرسۃ العلوم مسلمانان پر جو بحث اخباروں میں ہوئی (بالفاظ اسات کے کہ وہ ہماری تدبیر کے موافق تھی یا مخالف) اُس سے ہم کو نہایت خوشی ہوئی ہی اور اسات کے دیکھنے سے کہ لوگوں نے اُس پر توجہ کی اور مباحثہ کیا ہم کو اپنے مقصد کے حاصل ہونے کی قوی تر اُمید ہوئی ہی \*

نہایت نامی اخبار پانچویں میں آرٹیکل لکھنے والا ہم کو یقین دلاتا ہی کہ گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں مسلمان طالب علموں کی تعداد کم نہیں ہی اس خوش خیر سے ہم نہایت خوش ہیں اور اپنے تئیں مبارکبادی دیتے ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ جس تعداد کو اُس آرٹیکل لکھنے والے نے کافی سمجھا ہی وہ ہماری راے میں بہت کم ہی اُڑ بہت زیادہ ہوتی چاہیئے اس تعداد سے ہماری تسلی نہیں اور زیادہ ہو اور زیادہ ہو پس یہ ہماری خواہش غالباً کسی انسان درست آدمی کی نگاہ میں کسی طعنے یا نفروں کے قابل نہوگی — جو تعداد کہ مسلمان طالب علموں کی اب گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں ہی کیوں ہم اُسی پر قناعت کریں اور جو ارگ اُس تعلیم میں کچھ نقصان دیکھتے ہیں (گو اُنکا ایسا خیال غلط ہی ہو) کیوں نہ اُنکی ترقی تعلیم کے لئے کوشش کریں \*

انتہیں ایبزرور مہلوسہ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ع میں آرٹیکل لکھنے والے نے ہم کو سخت متکبر اور متعصب کہا ہی اور یہی سبب ہم کو گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں سے کم نائدہ حاصل کرنے کا قرار دیا ہی اس آرٹیکل کو پڑھنے والے اول تو ہم کو بہت ترشہ و خرف معلوم ہوا تو دود اس بات کا ہوا کہ یہ ہم کس کا لکھا ہی مسٹر ٹی بی آئی کا یا مسٹر سی ایس کا اور خوف اس بات کا تھا کہ اگر پچھلے کا ہو تو ایسا نہ ہو کہ وہ کبھی ہمارے ملک کا تفتیش گروہ ہو جارے اور مسلمانوں کی زندگی اُس کے ہاتھ میں پڑ جاوے مگر جو کہ اُس آرٹیکل کے مقدموں اکثر وہ ہیں کہ جو مذمت ہوئی کہ ہم سن چکے تھے اسلئے ہمارا وہ دود اور خوف فروغ جاتے رہے \*

مگر ہم کہتے ہیں کہ ہاں ہم متکبر بھی ہیں اور متعصب بھی ہیں مگر کیوں نہ ہم ایسا طریقہ تعلیم اختیار کریں جس سے ہمارے بچے ر متعصب نہیں بھلی چال نہ آوے اور ہم تعلیم بھی پادریں \*

seek for the aid of Infidels, viz., the English, to establish a purely Muhammedan College. "The existence" "he says, of such an Institution, if it is owed solely "to their own exertions, will be a proof of desire for "improvement, and an earnest of better things. If "however, it is artificially produced, as we fear it will "be, by the generosity of men like Lord Northbrook, "it will be a sign of no inward life, and will be of "little use." It scarcely befitted a Christian, and above all one of that race whose aid we sought, one of that which purports to be the true friends and well-wishers of mankind, to write thus. But we sincerely admit that what the writer has said is perfectly true. Who would direct the attention of our co-religionists to such taunts and remind them that if they still turn a deaf ear to them, if they do not render help in establishing the college with all their heart, and with all their wealth, they will prove themselves the most shameful, and the lowest of all the nations on the face of God's earth.

The writer further laughs at our defective English, but we are not at all sorry for it. It is rather a proof of the excellence of the Indian Educational system. We cannot help it, for such is the instruction afforded us by our Directors of Public Instruction, and by our Universities. Our education only has not been defective; there are thousands and tens of thousands who, in point of training and education, are no better than ourselves; and it is for this reason that we dislike the system and keep ourselves aloof from it.

In certain Vernacular Newspapers, we find that the publication of the project of the establishment of the Muhammedan College has created a great agitation in certain quarters which is quite unnecessary, and which could have been avoided by a due consideration of the subject. Some seem to believe that the number of boys who would receive education in this College would be inconsiderable, and that the establishment of one or even of ten such Institutions would not go far towards improving the Muhammedan race. They therefore propose as the surest means of improvement that a large number of petty Muhammedan schools should be opened in different parts of the country. We are not entirely opposed to this view, but we wish it to be understood by our co-religionists that the view in question is not entirely free from faults. Our desire is to further the national improvement and to raise the national honor of the Muhammedans. This can only be accomplished when our children have opportunities of improving their manners and morals, and their modes of livelihood, and also when the means to attain to a high degree of knowledge are brought within their reach. This is however quite impossible without the establishment of an Educational Institution such as we have already proposed. National honor can only be attained when

انڈین ایبزرور کا آرٹیکل لکھنے والا حکمرانہ دیتا ہے کہ "خاص مسلمانوں کے کالج قائم کرنے کے لئے کانفرنس سے [ یعنی انگریزوں سے ] کیوں مدد لیجاتی ہے اور یہ بھی لکھتا ہے کہ اگر ایسا مدرسہ خود مسلمانوں ہی کی کوششوں سے قائم ہوگا تو یہ ترقی بہتری کی دلی خواہش کا ثبوت ہوگا لیکن اگر لارڈ نارتھ بروک صاحب سے لوگوں کی سفارش سے قائم ہوا تو کچھ دلی خواہش کا نشان نہ ہوگا، اگرچہ ایسا لکھنا ایک عوامی اور خصوصاً اُس قوم والے کو جس سے ہم نے مدد مانگی اور جو اپنے تئیں انسان کے خیر خواہ دیکھتے ہیں کہ جو کچھ اُس آرٹیکل لکھنے والے نے لکھا ہے بالکل صحیح اور بالکل سچ ہے اور ہم اپنی قوم سے یہ بات کہتے ہیں کہ درحقیقت وہ نہایت نالایق اور بے حرم اور بے حیا اور تمام دنیا کی قوموں میں ذلیل ہوگی جو اب بھی ایسے ملنے سنکر اس مدرسہ کے قائم ہوجانے میں دل و جان سے روپیہ سے اور کوشش سے مدد نہ کریں گی \*

انڈین ایبزرور میں آرٹیکل لکھنے والا ہماری ناقص انگریزی کی ہنسی اڑاتا ہے مگر ہم کو اس سے کچھ رنج نہیں ہے کیونکہ یہ جو کچھ ہی انڈین اینجوئیکیشنل سسٹم کی مددگی کا ثبوت ہے ہم مجبور ہیں کہ ہماری یونیورسٹیاں اور ہمارے ملک کے قانون پبلک انسٹرکشن کی ایسی ہی تعلیم ہے اور صرف ہماری ہی ایسی تعلیم نہیں ہے ہزاروں در ہزاروں کی ایسی ہی تعلیم ہے اسی لئے ہم اُس سے بھاگتے ہیں و نفرت کرتے ہیں \*

اُردو اخباروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مدرسہ کے قائم ہونے کی تجویز کے مقصد ہونے پر لوگوں کے دلوں میں بغیر کامل غور و فکر کرنے کے بیجا وارنل پیدا ہوئے ہیں کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اس مدرسہ میں کے اُردو تعلیم پڑھنے کے ایسا کالج خواہ ایک مقرر کیا جائے خواہ دس مسلمانوں کی ترقی کا باعث نہیں ہو سکتا بلکہ وہ یہ تبدیلی بتاتے ہیں کہ چھوٹے اسکول مسلمانوں کے بچہ نثر سے جا بچا قائم کرائے جاویں تب مسلمانوں کی ترقی ہوگی ہم اس رائے کے مخالف نہیں ہیں مگر اپنی قوم کو سمجھاتے ہیں کہ اس رائے میں کس قدر نقص ہے ہم مسلمانوں کی قومی ترقی اور قومی عزت کی ترقی دینے کی خواہش کرتے ہیں اور یہ ترقی جب ہی ہو سکتی ہے کہ ہماری قوم کے لوگوں کو کوئی ایسا موقع ملے جس سے اُن کی عادت اور غصہ اور طریق معاشرت اور اخلاق درست ہوں اور نیز اُنکو علم میں اعلیٰ درجہ تک کا کمال حاصل کرنے کا موقع حاصل ہو اور یہ بات جب تک کہ کوئی ایسا دارالعلم جیسا کہ تجویز ہوا ہے قائم نہ ہو کوئی فیور ممکن ہے — قومی عزت جب ہی ہو سکتی

we have in the nation a certain number of men who, owing to their perfection in learning may rightly take their position at its head. An average amount of knowledge must also be possessed by the middle class, and we may then think of the diffusion of general education amongst the masses. Let us suppose that we establish ten lacs of petty Muhammadan schools without providing for the attainment of higher and middle class education, the result will be that, our youth will always be in the same rude and ignorant state that we now find them in. They will read generation after generation, the same Mubadi-ul-Hisab, Soorajpore ki Kahani, and Mr. Kempton's English translation of the History of India, and the Director of Public Instruction will record in his report that his students cannot be useful members of society, but that they may be able to teach the books which they have themselves been taught. Thus, it is one of our first duties to provide means for the acquirement of the highest standard of education by the people of our nation, so that those who will may avail themselves of the opportunity and acquire that which may improve the honor of their nation. If a single individual belonging to our race attains to that high standard of learning which we have at heart by means of the system of instruction proposed in the projected College, he will add greatly to the national honor. Supposing however that not even one single student emerged from the College, we shall at least have no reason to regret that, as at present, there are no means at hand by which to attain a high standard of education.

To neglect this most important action, and to allow themselves to be carried away by fond hopes of general education will prove a great misfortune to the Muhammadans. It is not at all difficult to open petty Muhammadan schools for general education. It is difficult however to accomplish the work we have at heart, and every effort should therefore be made by us to do it.

Another ambition by which the people of the Punjab seem more particularly to have been deluded is to establish a similar College for themselves in their own country instead of rendering any help to the people of the North Western Provinces. In support of their opinion they say that a single institution of the kind in the North Western Provinces cannot be sufficient for them and for the whole of India. They also assert that the people of the North Western Provinces rendered no assistance in the establishment of the Punjab University College. Such ideas at the outset are undoubtedly strong proofs of the misfortune of the Mussalman race. Indeed the angel of darkness is trying to deceive them in disguise of the angel of light.

We have never said that one single Institution will suffice for the whole of India. We simply ask that

ہی جیکہ تمام قوم میں ایسے کچھ اعلیٰ درجہ کے عالم بھی موجود ہوں جو قوم کے لیئے بمنزلِ تاج کے ہوں پھر اُسکے بعد متوسط درجہ کے عالم لوگ موجود ہوں پھر اُسکے بعد عام لوگوں میں عام تعلیم پھیلانی جائے اگر بالفرض ہم نے چھوٹے چھوٹے دس لاکھ مسلمان اسکول قائم کر دیئے اور اوسط اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم کا کچھ سامان نہ کیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے لوگ ویسی ہی گدھے کے گدھے رہیں گے اور مہادیٰ الحساب اور سورج پور کی کہانی اور انگریزی میں مسٹر کیمپٹن صاحب کا ترجمہ قاریج ہندوستان پڑھتے پڑھتے نساہیں گذر جائیں گی اور پھر کالونیئر صاحب اپنی رپورٹ میں لکھ دیں گے کہ یہ تو ابھی سوسنٹی میں ماننے کے بھی لائق نہیں رہے شاید جو کتابیں انہوں نے پڑھی ہیں وہ پڑھا سکیں پس ہمارا فرض ہی کہ سب سے اول ہم اپنی قوم کے لیئے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم کا موقع پیدا کریں تاکہ جس کا دل ہو وہ وہاں آوے اور اُس چیز کو حاصل کر سکے جس سے اُس کی قوم کو عزت ہو اگر ایک شخص بھی ہماری قوم کا ام کالج سے ایسی تربیت پالیکا جیسی ہماری خواہش ہی تو اُسی سے ہماری قوم کو عزت ہوگی اگر فرض کرو کہ ایک بھی اس کالج میں تعلیم نہ پاویگا تو ہمارے دل کا یہ داغ تو کف ہائے ہماری قوم کے لیئے ایسی تعلیم کا جیسے کہ دل چاہتا ہی موقع نہیں ضرور ملے گا اور کالج میں عام تعلیم کے دھوکے میں پڑنا اور اس امر اعم سے درگزر کرنا نہایت بد قسمتی مسلمانوں کی ہوگی چھوٹے چھوٹے مسلمان اسکول عام تعلیم کے قائم کرنے کچھ مشکل نہیں ہیں جو سب سے مشکل اور سب سے زیادہ ضروری اور مقدم ہی یہی ہے اس وقت اسی کے انجام پر سب کو توجہ کرنی چاہیئے \*

ایک دوسرا بیچھا راولہ لوگوں کو اور بغیر کافی فکر کے خصوصاً اہل پنجاب کو یہ کہہ اُٹھا ہے کہ ہم خود ہی اپنے لیئے ایسا کالج کیوں نہ قائم کریں کہ شمال مغربی اضلاع کے کالج کی مدد کریں اور وہ لوگ اپنی رائے کی تائید میں بیان کرتے ہیں کہ کیا وہ ایک کالج ہمارے لیئے اور تمام ہندوستان کے لیئے کافی ہوگا یہ مگر بھی پیش کیا جاتا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کالج کی شمال مغربی اضلاع کے رئیسوں میں سے کسی نے مدد نہیں کی تھی مگر حقیقت میں اس قسم کے خیالات کا ابتدا میں پیدا ہونا پوری دلیل بد قسمتی مسلمانوں کی ہی در حقیقت تاریکی کا رشتہ دشمنی کے رشتہ کی صورت بنا کر اُنکو دھوکہ دیتا ہے کہ کب کہتے ہیں کہ یہ ایک کالج تمام ہندوستان کے لیئے کافی ہوگا مگر یہ کہتے ہیں کہ پہلے ایک نمونہ بنانے میں سب لوگ یکدل و یک جان ہو کر کوشش کرو اُس نمونہ کو پورا پورا پہلے بنالو اُس کی خوبیاں اور اُس کے فوائد لوگوں کو دیکھنے دو یہی

all may first try with one heart to set up an example in its complete form and let people see its advantages and the ultimate good that can be derived from it. To make a good beginning is the most difficult of tasks. When once a sample is shewn, it will be speedily copied. The difficulty lies only in starting and continuing the work. When the first project is vigorously carried out, subsequent obstacles will be easily surmounted. When the people of our nation come to know the advantages to be derived from the proposed College, we shall be able to raise a sum of money equal to that estimated for the establishment of this College from each Division almost, not to speak of each Presidency, and we shall then be able to found similar Institutions wherever they may be found necessary. But on the contrary, if opposition be made at the very commencement, and if each individual desires to build his own castle in the air according to his own ideas, neither the one nor the other will ever come into existence, and the Muhammadans will linger on in their present forsaken and degraded state. They will fall between two stools.

If my readers will just reflect for a moment they will find that the Punjab University College does not owe its foundation entirely to the public. We are far from lowering its value, nay, we highly admire it, and are deeply thankful to its founders for the benefits it confers, but we, at the same time can not help regarding it as a work of public utility erected by Government similar to many others which Government always erects for the benefit of its subjects. But the scheme for the establishment of the proposed College has originated entirely from the people themselves, and above all, men of our own nation have proposed it for the improvement and welfare of their brethren according to their own choice, and it is for this reason that subscriptions are invited from them with the claim of being of the same fraternity and of the same religion.

The subscriptions paid for the Punjab University College were intended to please the official authorities, whereas the pecuniary help now asked for is to save our own brothers who are now on the brink of mental ruin. The difference between the subscriptions now asked for and those paid for the Punjab University is as great as that between earth and heaven. In order to raise funds for the projected College we feel ourselves entitled to ask our co-religionists for help by supplication and almost, we would say, by force! Could the Punjab University College claim the same privilege?

We therefore request our co-religionists to get rid of all their erroneous notions and ambitions, and to direct their chief aims towards the actual establish-

کام سب سے مقدم اور سب سے زیادہ مشکل ہی جب ایک نمونہ قائم ہو جائیگا پھر از خود اس کی مثالیں قائم ہوتی جاویں گی پہلی دفعہ اس کا قائم ہونا اور حل جانا مشکل ہی پھر کچھ مشکل نہوگی جو روپیہ اس کے لیئے تھمیلنے کیا گیا ہی جب کہ ہماری قوم کے لوگ اس کے فوائد سے واقف ہو جاویں گے تو اس قدر روپیہ ایک پریسڈنسی کیا ایک ایک ضلع سے جمع ہو سکیگا اور ہم ہر ضلع میں ایسا کالج بننا سکیں گے لیکن اگر ایسی شروع ہی میں اس کی مزاحمت ہوئی اور ہر ایک نے اپنی قبیحہ اینٹ کی مسجد جدا بنانی شروع کی تو نہ یہ ہوگا نہ وہ ہوگا اور ہماری قوم اسی طرح فالت اور خدا کی پشیمار میں مبتلا رہے گی \*

پنجاب یونیورسٹی کالج اگر فوراً کر دیا ہو تو خالص پبلک کی جانب سے رقم تو بے شک وہ نہایت عمدہ چیز ہی ہم اس کی بہت تعریف کرتے ہیں اور اس کے بانیوں کے بہت شکر گزار ہیں الا اسکو ایسا ہی ایک رفقاہ عام کا کام سمجھتے ہیں جیسا کہ گورنمنٹ اپنی رعایا کے لئے کے لئے اُز کام رفقاہ عام کے کیا کرتی ہی مگر یہ تدبیر اس مجوزہ کالج کے قائم کرنے کی ایک ایسی تدبیر ہی جو خالص رعایا کے دل سے نکلی ہی اور خود ہماری قوم نے اپنے بھائیوں کی ترقی و بہتری کے لیئے اور خود اپنی تجویز سے اور اپنی مرضی کے موافق قائم کی ہی اور اسی سبب سے اپنے بھائیوں ہم قوموں سے بادعاے برادری و ہم قومی چندہ مانگا جاتا ہی پنجاب یونیورسٹی کا چندہ حکام کے خیر کرنے کے لیئے تھا اور یہ چندہ اپنے قریب المرگ جاں باب رسیدہ مان جائے بھائیوں کی جان بچانے کو ہی پس ان دونوں کالجوں کے چندوں میں زمین و آسمان کا فرق ہی — اس کالج کا چندہ جمع کرنے کو ہمارا حق ہی کہ ہم اپنے قومی بھائیوں سے ہاتھ جوڑ کر چندہ ایس ٹوڑی میں ہاتھ ڈال کر چندہ ایس کان پکڑ کر چندہ ایس محض مسیحیت کے چندہ لیر چھین کر چندہ لیں کیا یونیورسٹی کالج پنجاب کو ایسا حق تھا فرض ہماری اس رقم یہ ہی کہ ہماری قوم کو چاہیئے کہ اس وقت تمام خیالات کو دل سے دور کریں اور تمام رولروں کو اپنے دل سے مٹا دیں اور صرف یہی ایک واولہ اپنے دل میں رکھیں کہ یہ کالج مجوزہ قائم ہو جاوے جہانتک ممکن ہو اس کی تائید کریں نہ یہی بات اُن کے حق میں بہتر ہی — ہم اپنی سی کیئے جاتے ہیں اور نہ جاتے ہیں یہی ہمارا فرض ہی آئندہ ہونا یا نہ ہونا خدا کے ہاتھ ہی واللہ العزیز \*

رات —  
سید احمد

ment of the proposed Muhammadan College, and to try all possible means in their power to support it. Their real good consists in their so doing. We say and we do what we think proper. To accomplish our desire, our success or failure rests with the Omnipotent and Omniscient God before whose will every other thing must bow.

SYED AHMED.

بمقام عیکتہ — مطبع علیحدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شائع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۱۶ ]

۱۵ رمضان سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[ جلد سوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مقصد اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور کرنیشن کے منایں فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے فرستہ تمام خط و کتابت باپس اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ ملکہ کے میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مقامیں مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹاے جائیں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ باپس اس پرچہ کے بطور چندہ خراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضائے مقامیں ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا \*

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو ہی پرچہ چار آنہ مہہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملےگا اور اُس کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

مضمون نمبر ۱۱۰

## THE "INDIAN OBSERVER" ON MAHOMMEDAN EDUCATION.

At the present time, the Mahommedans of India are in such a degraded state, that the worst language might reasonably be employed to describe it. Consequently we are not in least offended by the insolent tongue of the *Observer*. Moreover we hope that the result of the *Observer's* reflections will be productive of some good, in as much as it will make the Muslims feel the really miserable condition in which they are, and will incite them to improve their status. Therefore, the views of the scientific oracle who speaks through the medium of the Indian *Observer*, ought to be known by our co-religionists.

The Select Committee discussed the question "why is the effect of education in India not similar to that in England?" In reply to this question the Indian *Observer* says that "they (Mahommedans) cannot expect Government to make a silk purse of a sow's ear." Thus we observe that we have been compared to swine and therefore it is for us to decide whether we ought to bow humbly to the compliment paid us by the *Observer*. Why not, improve our intellectual status and then let the world decide who deserves the epithet of swine.

It is further asserted that "the material on which it (education) works is very different. The tool used may be the same but cut it as you will, you cannot make a diamond out of a pebble or a sparkling ruby out of a lump of sandstones." Is it proper for us to suffer to be compared to such worthless things as pebbles or sandstones or is it necessary to rouse ourselves from the mental stupor in which we have fallen and shew signs of inward life and activity?

It is natural that bad language proves a man to be wanting in the essential characteristics of good breeding. The writer of the article in the *Observer*, calls us arrogant and begotthed whereas he appears himself to be more the so. However we think it very mean to take notice of such words told by our opponent; we simply ought to learn something from his sayings.

## انڈین آبزورر اور مسلمانان

ہمارے یہاں وہ راے ہی کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی ایسی حالت ہے کہ جو لفظ سخت سے سخت اور خراب سے خراب انکی نسبت استعمال کیئے جائیں وہ سب درست و بجا ہیں اور اسی سبب سے ان ان سولیلزڈ الفاظ سے جو انڈین آبزورر میں آرٹیکل لکھنے والے نے ہم مسلمانوں کی نسبت لکھے ہیں ہم کو کچھ ناراضی نہیں ہوتی بلکہ اس قسم کی تعزیر سے ہم کو توجہ ہوتی ہے کہ ہماری قوم کو فہرت اور شرم آویگی اور وہ اپنی حالت کی درستی اور اصلاح پر متوجہ ہوگی پس اس آرٹیکل میں ہمارا مطالب اسقدر ہے کہ ہم اپنی قوم کو جتلاویں کہ ہمارے زمانہ کے علم کے دیوتا نے ہماری نسبت کیا کہا ہے \*

سلیکٹ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان میں یہ سوال بحث میں آیا تھا کہ "ہندوستان میں انگریزی تعلیم کا اثر ایسا کیوں نہیں ہوتا جیسا کہ انگلستان میں ہوتا ہے" پس اُس کا جواب انڈین آبزورر کا آرٹیکل لکھنے والا یہہ دیتا ہے کہ "اُنکو (یعنی مسلمانوں کو) گورنمنٹ کی ذات سے یہہ توجہ بھی نہیں کرنی چاہیئے کہ وہ سور کے بالوں سے ریشم کی تھیلی بنائے" پس اب ہم اپنی قوم سے پوچھتے ہیں کہ علم کے دیوتا نے ہم کو سور کا خطاب دیا ہے پس ہم کو اسی خطاب میں غرض رہنا چاہیئے یا کوشش کرکے اور اپنی حالت کو درست کرکے دنیا کو بتلانا چاہیئے کہ اس خطاب کا مستحق کون تھا \*

دوسرا جواب اسی سوال کا اُس آرٹیکل کے لکھنے والے نے یہہ دیا ہے کہ "جس شی پر اُسکا (یعنی تعلیم کا) اثر ہوتا ہے وہ دونوں ملکوں (یعنی ہندوستان اور انگلستان) میں مختلف ہی کو آئے دونوں کا ایک ہی ہو سنگریزہ یا کنکر سے ایک ریشم ہیرا یا لعل نہیں بن سکتا" پس اب ہم پوچھتے ہیں کہ آیا ہماری قوم کو سنگریزوں میں اور کنکروں میں پڑا رہنا اور ہر ایک کی ٹھوکریں کھانا اور دشنام سنا ہی پسند ہے یا اپنی حالت میں کچھ ترقی کرنے کا بھی ارادہ ہے \*

یہہ سچ ہے کہ جو شخص بد زبان کسی کی نسبت استعمال میں لاتا ہے وہ خود ارگ اپنے آپ کو ان سولیلزڈ لہجہ کرتا ہے اور یہہ بھی سچ ہے کہ اُس آرٹیکل کا لکھنے والا ہم کو متکبر اور ستمنا متعصب بتاتا ہے حالانکہ وہ ہم سے بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے مگر ہم کو اس پر خیال کرنا نہیں چاہیئے بلکہ جو لفظ ہمارے دشمن نے بھی ہمارے حق میں نہیں بولا ہے وہ بھی ہم کو نصیحت پکڑنی چاہیئے \*

We also come across the following passage:—

“It would be well for the Committee \* \* \* \* to search and see if any great philosopher or poet or man ever came out of a nation that could honestly describe as they have done.” If this assertion refer to the period since which the Director of Public Instruction has had the management of the educational affairs, then we must confess that there has not been a single man worthy to be called great. If on the contrary the writer of the article does not refer to any particular period, we cannot help pitying at his ignorance of common subjects and we must advise him to take a trip to Cambridge, and devote his attention towards the study of the Histories of Philosophy and Oriental Literature.

SYED AHMED.

PROCEEDINGS OF THE MEETING OF THE  
MUHAMMADAN ANGLO-ORIENTAL COL-  
LEGE FUND COMMITTEE.

Held on the 8th November, 1872.

No. 9.

Present:

Sheikh Ghulam Ali, President.

Members.

Mirza Muhammad Rahmut-ullah Beg.

Munshi Muhammad Subhan Hyder.

Munshi Syed Ali Hassan.

Moulvi Muhammad Arif.

Syed Muhammad Hamid Khan.

Munshi Muhammad Yar Khan.

Syed Ahmed Khan, Bahadoor, C. S. I.—Member  
and Secretary.

The proceedings of the Meeting held on the 19th October 1872, No. 8, recorded in the book of proceedings under the signature of the Secretary, having been confirmed, the business of the Meeting was commenced.

The Secretary then addressed the Committee and said that as directed in the Meeting of the 25th September, 1872, he begged to submit his report as regards the selection of a suitable locality for the estab-

ایک مقام پر اُس آرٹیکل کا لکھنے والا لکھتا ہی کہ ”کہی گئی تو مناسب ہی کہ \* \* \* \* اس امر کی تفتیش کرے کہ آیا اُس قوم میں (یعنی مسلمانوں میں) کہی گئی ہو فلسفی یا شاعر پیدا ہوئی ہو یا جو ایمانداری کے ساتھ اپنی نسبت خود یہے باتیں بیان کرے۔ لکھتی نے بیان کی ہیں“ اگر اس عبارت کا یہ مطلب ہو کہ ہمارے ملک کے ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کے وقت میں کوئی شخص ہماری قوم کا ایسا ہوا ہی یا نہیں تو اُس کا تو جواب صاف ہی کہ نہیں اور اگر کہی کے لفظ سے غیر مقید زمانہ مراد ہو تو اُسکا جواب یہے ہی کہ اس آرٹیکل کے لکھنے والے کو دوبارہ کیے درج دیئے ہوئے رہتی ہیں جائز ہیستری آف فلازنی اور ہسٹری آف اورینٹل لٹریچر پڑھنی چاہئے \*

راقہ

سید احمد

نمبر ۱۱۱

## رونگڈاں

اجلاس مجلس خزانۃ البضاعة للتأسيس مدرسة العلوم

للمسلمین

منعقدہ آنہویں نومبر سنہ ۱۸۷۲ء — مقام بنارس

نمبر ۹

صدر انجمن

شیخ غلام علی صاحب

ممبران موجودہ

مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب

منشی محمد سبحان حیدر صاحب

منشی سید علی حسن صاحب

مولوی محمد عارف صاحب

سید محمد حامد خان صاحب

منشی محمد یار خان صاحب

سکریٹری

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی

اجلاس شروع ہوا اور رونغڈاں اجلاس منعقدہ ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ء

نمبر ۸ جو بدستخط سکریٹری مرتب اور کتاب رونغڈاں میں مندرج تھی  
ملاحظہ ہوئی

lishment of the proposed Muhammadan College, and to inform that he had fixed upon the District of Allygurh as the most eligible site for the new College.

He (Secretary) then read his report before the Meeting as given at the end of this proceeding, and stated that the Members named below had expressed their full concurrence with the proposal that the College should be established at Allygurh.

Those Members, with whom he (Secretary) had an interview, gave in their consent verbally while the others communicated it to him by means of letters.

2. Khalifa Syed Muhammad Hussan Prime Minister of Puttiala.

3. Hafiz Ahmed Hussan Dewan of the Ex-Nawab of Tonk.

4. Syed Muhammad Mahmood, Barrister-at-Law, who is shortly expected here from London.

5. Moulvi Syed Mehdi Ally, Deputy Collector, Mirzapore.

6. Moulvi Syed Zain-ul-Abadin, Sudder Ameen, Boolundshahar.

7. Nawab Muhammad Mahmood Ali Khan of Chhatari.

8. Raja Syed Muhammad Bakar Ali Khan, of Pindrawul.

9. Koonar Muhammad Lutf Ali Khan of Chhatari.

10. Muhammad Masood Ali Khan, alias Mashook Ali Khan, of Danpore.

11. Mirza Muhammad Abid Ali Beg Munsiff of Hathrass.

12. Munshi Muhammad Mushtaq Husnain, Nayab Sirishtedar, Collector's Office, Allygurh.

12. Muhammad Masood Shah Khan, Munsarim, Munsiff's Court, Hathrass.

14. Moulvi Muhammad Sami-ullah Khan, Pleader, High Court, N. W. P.

15. Muhammad Enayat-ullah Khan, of Bheekampore.

16. Moulvi Muhammad Ismail of Allygurh.

17. Khwaja Muhammad Yusooff of Allygurh.

After the Secretary's report was read the following Members present in the Meeting also expressed their approval.

سکرتری نے کہا کہ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ع کے اجلاس میں مجھ کو ہدایت ہوئی تھی کہ میں ایک کمیٹی اس امر کی نسبت پیش کروں کہ مدرسۃ العلوم مسلمانان کس ضلع میں قائم کرنا مناسب ہی برطانیہ اس کے میں کمیٹی منظور پیش کرتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ مینے مدرسۃ العلوم مسلمانان کے لیٹھے علیگٹہ کو منتخب کیا ہے \*

بعد اس کے سکرتری نے اپنی رپورٹ میمبروں کے سامنے پڑھی جو رگڈاں کے اخیار میں شامل ہی اور یہ بیان کیا کہ میمبران مفصلہ ذیل نے پریمرے تقریر اور نیز زبانی مجھ سے بروقت ملاقات کے اس تجویز سے اتفاق کیا ہے اور علیگٹہ میں مدرسۃ العلوم مسلمانان قائم ہونا منظور رمایا ہے \*

۲ جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست

پٹیاالہ

۳ جناب حافظ احمد حسن صاحب سفیر ثواب صاحب سابق

والی ٹرنک مقیم لندن

۴ سید محمد محمود صاحب پیرسترات لا جو منقریب لندن سے

ہندوستان میں آنے والے ہیں

۵ مولوی سید مہدی علی صاحب دہلی کلکتہ بہادر مرزاپور

۶ مولوی سید زین العابدین صاحب صدر امین پلندشہر

۷ ثواب محمد محمود علیشاہ صاحب رئیس چھتاری

۸ راجہ سید محمد باقر علیشاہ صاحب رئیس پندرناول

۹ گنور محمد لطف علیشاہ صاحب رئیس چھتاری

۱۰ محمود علیشاہ صاحب عرف معشوق علیشاہ صاحب رئیس

دانپور

۱۱ مرزا محمد مہد علی بیگ صاحب منصف درجہ اول ہاتھرس

۱۲ منشی محمد مشتاق حسین صاحب نایب سررشتہ دار کلکتہ

علیگٹہ

۱۳ محمد مسعود شاہ خاں صاحب منصرف منصف ہاتھرس

۱۴ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد

۱۵ محمد عثمانیہ اللہ خاں صاحب رئیس پیرکمپور

۱۶ مولوی محمد اسماعیل صاحب رئیس علیگٹہ

۱۷ خواجہ محمد یوسف صاحب رئیس علیگٹہ

بعد اس وقت رپورٹ سکرتری کے میمبران موجودہ مفصلہ ذیل نے بھی اسباب کو کہ مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگٹہ میں قائم ہو بالاتفاق قبول و منظور کیا ہے \*



18. Syed Muhammad Hamid Khan.
19. Munshi Muhammad Yar Khan.
20. Mirza Muhammad Rahmat-ullah Beg.
21. Moulvi Muhammad Arif.
22. Munshi Muhammad Subhan Hyder.
23. Munshi Syed Ali Hassan.
24. Sheikh Ghulam Ali.

25. Nawab Muhammad Hussan Khan, who came after the business of the Meeting was over, read over the papers and the Secretary's report, and approved of the proposal.

In conclusion it was unanimously carried out that copies of the proceeding of the Meeting and of the Secretary's report be sent to the other Members with request that they may be pleased to inform the Secretary of their approval or dis-approval of the proposal in question.

The Members then thanked the Chairman and the Meeting broke.

SYED AHMED.  
Secretary.

To

THE PRESIDENT AND MEMBERS OF THE  
MUHAMMADAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE  
FUND COMMITTEE, BENARES.

Sirs,

With reference to the proposal made in the Meeting of the Committee held on the 25th September, 1872, I have the honor to submit my report as regards the selection of a suitable locality for the establishment of the proposed Muhammadan Anglo-Oriental College as follows :—

I read the discussions published in Newspapers on the subject, and had personal conversation with some of my friends whom I had the honor to see during the Dusselra vacation. And, after due consideration, I now beg to report that the district of Allygurh is, the best place for the establishment of the College.

۱۸ سید محمد حامد خان صاحب

۱۹ منشی محمد یار خان صاحب

۲۰ مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب

۲۱ مولوی محمد عارف صاحب

۲۲ منشی محمد سیحان حیدر صاحب

۲۳ منشی سید علی حسن صاحب

۲۴ شیخ غلام علی صاحب

۲۵ واضح ہو کہ بعد ختم اجلاس ثواب محمد حسن خان صاحب شریف لائے اور بعد ملاحظہ کافذات و ضرورت سکرتری انہوں نے بھی تجویز مذکورہ بالا سے اتفاق کیا \*

بعد اسکے بالاتفاق یہ تجویز ہوئی کہ نقل اس روٹنڈان کی معہ نقل رپورٹ سکرتری یقینہ ممبران کے خدمات عالیات میں اس امید سے بھیجی جائے کہ صاحبان ممدوح یہی اپنی اپنی راے سے نسبت اتفاق یا اختلاف تجویز مذکورہ بالا مطلع فرماویں \*

بعد اسکے شکریہ صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس برخاست ہوئی \*

دستخط

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی  
سکرتری

رپورٹ بعالی خدمت پریزیڈنٹ و ممبران

مجلس خزانة البضاة لکھنؤ سیمس مدرسة العلوم

للمسائلین

میں بموجب اس تجویز کہوتی کے جو ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ء کو ہوئی تھی اپنی رپورٹ اس امر کی نسبت کہ مدرسة العلوم مسلمانان کس جگہ ہونا چاہئے کمیٹی میں پیش کرتا ہوں \*

وہ مباحثات جو اسباب میں اخباروں میں چھپی اُنکو بھی میٹھے بغور دیکھا اور اس تعطیل میں جن جن درستوں سے ملاقاتیں ہوئیں اُن سے بھی میٹھے گفتگو کی اور بالآخر میری رپورٹ یہ ہے کہ علیحدہ سے بہتر کرئی جگہ مدرسة العلوم کے مقرر کرنے کے کیئے نہیں ہی \*

جس قسم کا مدرسة العلوم مقرر کرنا تجویز کیا گیا ہے اور جس سے یہ مقصد ہے کہ طالب علموں کے اخلاق درست ہوں اور اُنکے خیالات پرورشانی سے مشغول رہیں اور جمہیت اور تسمین کی طرف مایل ہوں اور جذبات انسانی کو امتدال پر لایا جائے اور حسن معاشرت اُنمیں پیدا ہو اس قسم کے مدرسة کے کیئے ضرور ہی کہ وہ ایسے مقام پر مقرر

The nature of the Institution itself, viz, that the students should have as few temptations as possible, as are likely to mislead them from their proper ends, that their thoughts and notions, instead of wandering astray, should take a turn to calmness and serenity, and that their manners and morals should improve, requires that the College should be opened, not in any of the large towns where temptations to evils are great, nor in any small village where even the necessities of life are hardly procurable. I am glad to say that our requirements will be most conveniently fulfilled by fixing upon Allygurh as the site of the new College.

The next point for our consideration is the excellence of the climate of the place where we will establish the College, where our boys will live and will be brought up, and the climate of which place will have a great effect on their health, intellect, and on their other mental and moral faculties. Allygurh is well known for the excellence of its climate. It would not be too much to say that the climate of Allygurh excels that of any other District in the North Western Provinces in salubrity. I have since consulted Mr. J. R. Jackson Civil Surgeon of Allygurh on the point, and now beg to append hereto his opinion and remarks as regards the healthiness of the place.

Further I beg leave to submit for the consideration of the Committee that our proposed College would at present be the only one of the kind, [God grant that the example may be followed in scores] and the fact therefore makes it incumbent on us to establish it in a locality where it is likely to be of the greatest use to the Muhammadans, and with reference to this fact, every one would give preference to Allygurh which is at no great distance from Delhi and the Eastern Districts of the Punjab. It connects itself with the the N. W. corner of the country comprising Meerut, Saharanpore, and Roorki by means of the Railway line. The junction of the Rohilkhand Railway with that of the E. I. Railway just at Allygurh, by means of which it connects the latter city with the whole of the Rohilkhand Districts, makes it a still more valuable place. It is again at a most convenient distance from the Southern parts comprising Agra, Mathura,

کیا جارے جو منجملہ شہر ہائے ناس کے نو جہاں بہت سی ترغییبیں اُن مقاصد کے برخلاف موجود ہوتی ہیں اور نہ بہت چھوٹا گاؤں ہو جہاں اشیائے ضروری بھی بہ مشکل دستیاب ہوتی ہوں یہ صفات مطابقت نہایت خوبی کے ساتھ علیگڑہ میں موجود ہیں \*

اسکے بعد ہم کو اُس مقام کی آب و ہوا کی خوبی پر خیال کرنا بھی نہایت ضروری ہے جہاں مدرسۃ العلم کا مقرر کرنا تجویز ہو کیونکہ ہمارے لڑکے وہاں رہنے کے وہیں کی آب و ہوا سے پرورش پائیں گے اُن کی صحت و تندرستی اور نیز اُن کے ذہن اور دل و دماغ کی قوت پر وہاں کی آب و ہوا کا بہت کچھ اثر ہوگا علیگڑہ اپنی آب و ہوا کی خوبی میں مشہور و معروف ہے اگر میں کہوں کہ تمام شمال و مغربی اضلاع سے وہ آب و ہوا میں عمدہ ہے تو کچھ بیجا اور ناراجب نہ ہوگا میں نے اس باب میں جناب ڈاکٹر جمن آرجیکسن صاحب بہادر ایم ڈی سول سرجن علیگڑہ سے مشورہ کیا تھا اور جو رائے کہ انہوں نے نسبت علیگڑہ کی آب و ہوا کی خوبی و عمدگی کے دی ہے وہ میری اس رپورٹ کے ساتھ شامل ہے \*

اسکے بعد ہم کو اس بات پر خیال کرنا چاہیئے کہ ہر گاہ بالغہ ایک ہی مدرسہ اس قسم کا قائم ہوتا ہے (خدا کرے کہ آئندہ بیسیوں ایسے ہی مدرسے قائم ہوں) تو جہاں تک ممکن ہو ہم کو ایسی جگہ قائم کرنا چاہیئے جو مسلمانوں کے لیئے زیادہ تر مفید ہو اس لحاظ سے جو شخص کوئی جگہ تجویز کریگا علیگڑہ ہی کو تجویز کریگا — علیگڑہ دہلی اور اضلاع مشرقی پنجاب سے بہت دور نہیں ہے — میرٹھ و سہارن پور روڑ کی وسعت اور اُن اضلاع کو جو شمالی مغربی کونے پر واقع ہیں ریلوے کے سلسلہ سے اپنے ساتھ ملاتا ہے — روہیلکھنڈ ریل جو خاص علیگڑہ میں آن کو مانی ہے اُس کے ذریعہ سے یہ مقام اور بھی زیادہ مفید ہوگا — یہی اور تمام روہیلکھنڈ کو اپنے میں ملائی ہے — جنوبی سمت جمن آگرہ و مہترا و بورت پور کے علاقہ کی مسلمان سادات کی پستیاں اور علائقہ دھولپور و گوالیار ہے اُس کے لیئے بھی مناسب دوری پر واقع ہے — لکھنؤ اور اپنے مشرقی اضلاع کو بھی ریلوے کے سلسلہ سے جدا نہیں ہونے دیتا پس اس مدرسۃ العلم کے مقرر کرنے کے لیئے علیگڑہ سے زیادہ مناسب کوئی جگہ واقع میں نہیں ہے \*

اسکے بعد ہم کو اس بات پر خیال کرنا ہے کہ اُس مقام میں یا اُس کے گرد نواح میں کس قسم کے لوگ بستے ہیں جن سے ہم کو اس بات کی توقع کرنی چاہیئے کہ وہ لوگ اور اُن کی اولاد اس مدرسہ کی ہمیشہ معین و مددگار و سروساں و پرسان حال رہیں گے — اس

parts of Bharathpore occupied by Saiyads, Dholpore, and Gwalior, Lucknow, and the districts situated on the East of it are similarly connected with it by the Railway line. In short, no other place in the North Western Provinces is more fitted for the establishment of the College than is Allygurh.

We should not also lose sight of the fact that the place where we would establish the College, or the neighbouring district must have for its population a people from whom and from whose descendants we might expect an uninterrupted and cordial support for the continuance of the College. But I am sorry to say that when I look around I can discover no place whence I could expect the realization of this hope. The people of Allygurh however, hold out some hope (though a meagre one) in this respect. Allygurh and the neighbouring towns have all Muhammadan population. Moreover, Allygurh and Boolundshahar which are adjacent to one another have many well to do Muhammadan gentlemen and Talookdars, some of whom are well known for their intelligence, foresight, and for their sympathies with their co-religionists, though there may be some who may be possessed of just the opposite qualities. The estate of Pindrawal is situated just close to Allygurh. The owner is a Shia gentleman. We have sanguine hopes that all these men, as well as their descendants will always feel a deep interest in the support of the College. This particular advantage which I have just referred to in connection with Allygurh, and which in fact ought to have preference over all others, I dare say, is not to be met with in any other town or city in the North Western Provinces, and these considerations lead me to select Allygurh as the best place suited to our purpose.

With reference to the climate, extensive population, or dear living in Allahabad, or with reference to the fact that a Government College has already been established there, the Members of the Committee will not, I believe, think it proper to establish their College there. The climate of Rohilkhand, and its situation in a corner, (as if it were the America or the New World of the North Western Provinces) make it quite out of place to think of establishing

خیال ہے جب میں آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہوں تو چاروں طرف اندھیرا مہلوم رہتا ہے پھر جو کچھ تھوڑی بہت توقع ہوتی ہے تو علیحدگی ہی کے نواح کے لوگوں سے پڑتی ہے — علیحدگی اور اُسکے گرد کے تمام تعلیمات مسلمانوں کی آبادی کے ہیں اور علیحدگی میں اور بلند شہر میں جو بلکل اُس سے ملا ہوا ہے تمام مسلمان و رئیس بڑے بڑے تعلقدار ذہی مقدور ہیں اور بعض اُن میں سے روشن ضمیر اور سمجھدار اور مالی کار پور غور کرنے والے اور اپنی قوم کی خراب حالت پر اندوس کرنے والے بھی موجود ہیں (گو بعض کی علیحدگیوں اسکے برخلاف بھی ہیں) اور ایگنٹھایک عمدہ ریاست پندرہ سال کی اُس کے قریب ہی جس کے رئیس شیعہ ہیں اور اُن تمام لوگوں سے اور اُن کی اولاد سے اُن سے بھی زیادہ توقع ہے کہ یہ سب نہایت دل سے ہمیشہ اس مدرسہ کے حامی و سرپرست رہینگے یہ خاص صفت جو میں نے علیحدگی کی نسبت بیان کی (اور جسکو سب سے اعلیٰ اور مقدم سمجھنا چاہیئے) میں نہایت مضبوطی اور تقویت سے کہہ سکتا ہوں کہ تمام اضلاع شمال و مغرب میں کسی دوسری جگہ نہیں ہیں جس ان وجوہات سے میں نے علیحدگی کو دارالعلوم بنانے کے لئے عمدہ مقام تجویز کیا ہے \*

ممبران کیشی اس بات کو یقینی تسلیم کرتے ہوئے کہ اس مدرسہ لعلوم کے لئے اہل آباد کا مقام تجویز کرنا کیا بظن رہا کی آب و ہوا کے اور کیا بلحاظ اُس کے مرقع کے کہ زیادہ تر جانب شرق واقع ہے اور کیا بظن کلائی شہر کے جو روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کیا پسپا اخراجات ٹنڈر کے جو کرازمات روز مرہ کے سو انجام میں وہاں واقع ہوتے ہیں اور کیا بظن اس بات کے کہ خاص اُس مقام پر حال میں ایک مدرسہ اعظم گورنمنٹ کی جانب سے قائم ہوا ہے کسی طرح مناسب نہیں ہے \*

روہیلکھنڈ بھی کیا بظن آب و ہوا کے اور کیا اس سبب سے کہ ایک طرف کو پڑا ہے جو در اضلاع کی نسبت بمثلہ امریکا کے ہے اس مدرسہ لعلوم کے لئے جو ابھی صرف ایک ہی قائم ہونا تجویز ہوا ہے کسی طرح مناسب نہیں ہے \*

آگرہ الیبتہ غور کے قابل تھا مگر اُسکی آب و ہوا ہمیشہ سے بہت فاقص ہے اور انسان کے مزاج کو چنداں مناسب نہیں ہے جہانگیر بادشاہ نے اپنی تکریم میں لکھا ہے ”ہوئے آگرہ گرم و خشک اس سبب اطلاع انسان کہ روح را بہ تحصیل مہ پرہ و ضعف سے آرد و یہ اثر طبایع تاسار کار اس مگر بلندی و سردادی میزا جان را کہ از ضرران ایس اند و ازین جهت اس کہ حیدرآباد کے ایں مزاج و طبیعت دارند مثلاً نیک و کارمیش وغیر ان ہوں آب و ہوا خراب مہشود“ مگر اس کے

the new College there, especially when we are to have only one Institution of the kind.

Agra of course is a place which might claim some consideration, but the unhealthiness of its climate, its situation more towards the South, and away from the places named above, and also on account of its being an ancient and large city where, under the principle noticed above, the College cannot be founded, make it quite unfit for the purpose.

People are desirous that the College may be founded in some famous town which will give celebrity to the College, but I would observe that the establishment of the College itself will give the place a name which will eclipse the fame of all other towns of India. Are not the towns of Oxford and Cambridge with their limited number of population more conspicuous than all other famous towns of England?

People have said much about the establishment of the College in Delhi which has nothing more than some ruined walls, and tombs of some of the most learned and noble personages who lie buried in them. But the Committee are well aware that from the very beginning all our proceedings in connection with the establishment of the College have been taken under the impression that it would be founded in the North Western Provinces, and that it is the Government of the North Western Provinces from which we have received assurances of help.

It is therefore quite useless to think of such places as are situated beyond the limits of the North West Provinces. But there are other reasons which make Delhi quite unfit for our purpose.

I now beg to conclude my report with the observation that Allygurh is in itself a dear name. The words of our Prophet are well known who has said "I am the city of all knowledge, and Ally is the Entrance to it."

I therefore wish with all my heart that the proposed Muhammadan College which, in fact is hoped to be the entrance to knowledge, should be established in Allygurh.

I have the honor to be

Sirs,

Your Most Obedient Servant.

SYED AHMED.

Secretary.

موتح آگرہ بھی خوب نہیں ہی کیونکہ وہ جنوب کو زیادہ مایل ہی اور اُس ملکوں سے جنگلات میں نے اوپر ذکر کیا ایک طرف کو پڑتا ہی اور نیز ایک قدیم پورانا بڑا شہر ہی جو ہمارے اصول موضوعہ کے بموجب ایسا مدرسہ قائم ہونے کے لائقے مناسب نہیں ہی \*

لوگوں کا یہ بھی قول ہی کہ یہ مدرسہ کسی نامی شہر میں ہونا چاہیئے جس کے سبب سے مدرسہ اعلیٰ نام ہو اور شہر پارے مگر میں کہتا ہوں کہ خود یہ مدرسہ اُس مقام کو جہاں قائم ہوگا ایسا نامی کر دیکھا کہ تمام ہندوستان کے مشہور و نامی شہر اُس کے آگے پس ہوجاویں گے کیا ایکسپورت اور کیمپری کی جھوٹی سی آبادی تمام انگلند کے نامی مقاموں سے زیادہ نام آور نہیں ہی \*

وہاں دلی میں ( جہاں بجز چند دیرارہائے لیبیدہ بزرگان کرر خوابیدہ کے اور کچھ نہیں ہی ) مدرسۃالعلوم قائم کرنے پر لوگوں نے بہت کچھ لکھا ہی مگر جو کہ کبھی تو معلوم ہی کہ ابتدا ہی سے شمال مغرب اضلاع ہی میں مدرسہ کے تقرر کے خیال سے سب کارروائی ہوئی ہی اور شمال مغربی اضلاع ہی کی گورنمنٹ نے تمام امدادوں کا وعدہ کیا ہی تو اُن مقاموں کی نسبت بحث کرنا جو حدود اضلاع شمال و مغرب سے خارج ہیں محض بیخاندانی ہی ملائے اسکے بہت سے وجوہات ہیں جنکے سبب سے دلی اس مدرسۃالعلوم کے لائقے مناسب بھی نہیں ہی \*

اب میں اپنی رپورٹ کو اسباب پر ختم کرتا ہوں کہ علیحدہ ایک پیارا نام ہی — ہمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مشہور ہی کہ " انا مدینۃ العلم و مای پایہا " پس یہ پہلا مدرسہ ہم مسلمانوں کا جو درحقیقت علم کا دروازہ ہوگا علیحدہ ہی میں ہونا چاہیئے \*

دستخط

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی

سکرتری

یادداشت نو تہ ذاکتر آر جیکسنی صاحب

بہادر

مجھے سے اس معاملہ میں راعے طلب کی گئی ہی کہ علیحدہ واسطے قائم ہونے مدرسۃالعلوم مسلمانان کے قابل فہم ہونے کے ہی یا نہیں \*

اگرچہ اس مقام کی آب و ہوا کی نسبت میرا تجربہ ہو برس سے بھی کچھ کم کا ہی لیکن ڈاکٹر کلکی صاحب اور ڈاکٹر کلری

MEMO.

My opinion has been asked as to the eligibility of Allygurh as a site for the new Muhammadan College.

My experience only extends over a period of less than two years, but this again is supplemented by that of my predecessors, Doctors Clark and Kilkelly. I have no hesitation in asserting on my own judgment, corroborated by the authority of these gentlemen, that Allygurh is one of the healthiest stations of the North-West Provinces. It is particularly free from malarial disease, especially that low form of fever, which has of late ravaged the Saharunpore, Mozuffer Nuggur and Meerut Districts.

Being situated on the line of Railway it is of course liable to epidemic visitation. Lately Cholera and Dengue made their appearance in the city of Coel; but the former of these diseases at any rate did not assume the virulent form which so generally prevailed in so many of the other towns of the North-West. Coel enjoyed a similar comparative immunity in previous visitations of Cholera, and this fact testifies to the general salubrity of the place.

The well water, an element on which the inhabitants lay so much stress, and with just cause, is of the best quality, filtering through a porous, sandy soil, and containing but a small proportion of lime salts. The water is soft, plentiful, and procurable at a uniform depth of about 20 feet from the surface.

There are no very extensive Jheels in the neighbourhood, and near the station the drainage is tolerably good; but there is room for improvement in this respect.

If it shall be decided that the College is to be built at Allygurh, I would recommend that a Committee consisting of the Magistrate, Civil Engineer, and Civil Surgeon be convened to act in concert with a Committee selected by the native gentlemen concerned, to fix on a proper site, after careful inspection of the most eligible sites near Coel, due regard being paid to natural drainage, the vicinity of marshes, railway embankments, prevailing winds and other local peculiarities bearing on the question of health.

ALLYGURH: (Sd.) J. R. JACKSON, M. D.  
18th October, 1872. Offg. Civil Surgeon.

صاحب کے تجویز کا تشہد ہے جو مجھے سے پیشتر یہاں رہے ہیں میں بلا کامل اپنی تجویز سے اور صاحبانِ ممدوح کی سند سے کہہ سکتا ہوں کہ علیگڑھ کی آب و ہوا ممالک مغربی و شمالی کے تمام شہروں سے زیادہ تر صحت بخش ہے یہ مقام وہاں کی آفت سے خصوصاً اُس دھبے بھڑام سے بالکل پاک و صاف ہے جس نے اضلاع سہارنپور اور مظفرنگر اور میرٹھ کو برباد کر دیا \*

• چونکہ یہ شہر دیواروں کی سڑک پر واقع ہے اسلئے ایسی بیماریاں جو علی العموم ہوا کرتی ہیں یہاں بھی ہو جاتی ہیں یہاں حال میں موش، چیٹھ اور قنگر ٹیور یعنی تپ شہر کرل میں ہوئی تھی مگر ہیضہ کی ایسی شدت نہیں ہوئی جیسے کہ مومنا شمال و مغربی اضلاع کے اور شہروں میں ہوئی اس سے پیشتر بھی جو ہیضہ کا مرض ہوا ہے تو بمقابلہ اور شہروں کے کرل میں تخفیف ہی رہی ہے اس میں اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مقام کی آب و ہوا علی العموم تندرستی کے لئے مفید ہے \*

یہاں کے گاؤں کا پانی جس سے لوگوں کو بڑا تعلق ہے اس سبب سے نہایت عمدہ ہے کہ ریٹلی زمین سے چوکن بالکل صاف نکلتا ہے اور اُس میں شوریٹ بھی بہت کم ہے یہاں کا پانی ثقیل نہیں ہے اور ٹیور سے ہے جو جگہ بیس فٹ کی گہرائی پر نکل آتا ہے \*

اس کے قریب و درواز میں بڑی بڑی جھیلیں نہیں ہیں اور شہر کے پانی کا تناس بھی اچھا ہے لیکن اُسکی عمدگی میں اور بھی ترقی ہو سکتی ہے \*

اگر یہ تجویز قرار پارے کہ مدرسہ مذکور علیگڑھ میں قائم ہو تو میری یہ رائے ہے کہ صاحبِ مجسٹریٹ اور سرل سرجن اور سول انجینئر کی ایک کمیٹی مقرر ہو اور یہ کمیٹی اُس کمیٹی کے اتفاق اور شرکت سے جسکو وہ ہندوستانی حریف لڑک جو مدرسہ کے کار و بار سے تعلق رکھتے ہیں قائم کریں ہمد تحقیقات کے جو خوب احتیاط کے ساتھ کی ہو ایک عمدہ موقع مدرسہ کا کرل کے قریب تجویز کرے جہاں قدرتی ایشادوں اور دلدل اور دیواروں کی سڑک کے پائندہ اور ہوا کے نفاذ اور اسی قسم کی اور خصوصیتوں کا بھی جو صحت و تندرستی سے علائقہ رکھتی ہیں بظریعی لحاظ اور خیال کیا جاوے \*

دستخط

ڈاکٹر جیمس آر جیکسن ایم ڈی

قائم مقام سرجن علیگڑھ

مولوی حاجی عبدالحمید صاحب وکیل عدالت	...
دیوانی غازی پور	...
قاضی محمد لطافت حسین صاحب وکیل عدالت	...
دیوانی علیگڑہ رئیس مارہرہ	...
محمد اسرار خان صاحب رئیس چکاتھل ضلع علیگڑہ	...
منشی محمد عبدالعزیز صاحب تحصیلدار علیگڑہ	...
رئیس سہارن پور	...
محمد صفات احمد خان صاحب رئیس غازی پور	...
پنڈت اندر نارین صاحب سکرتوری آنجنس مرزا پور	...
محمد ظفر یاب خان صاحب رئیس خورجہ وکیل عدالت علیگڑہ	...
بابو بھکوانداس صاحب رئیس بنارس	...
قاضی عنایت حسین صاحب ملازم نواب صاحب ٹرنک رئیس بدایوں	...
سید امدان علی صاحب دیوان متعلق ریاست پٹیالہ	...
ماسٹر رام چندر صاحب قانوکٹر سررشتہ تعلیم پٹیالہ	...
شیخ فخر الدین صاحب نائب صدر عدالت صیغہ دیوانی از پٹیالہ	...
سید نیاز علی صاحب وکیل سرکار مہاراجہ پٹیالہ	...
حاضر ہاش کشمیری انبالہ	...
جناب الکندر شکسپور صاحب بہادر کشمیر بنارس	...
سی بی	...
مسٹر طامس نکلس صاحب اسکوائر	...
موتی رام ساء صاحب رئیس اعظم نیپنی تال	...
سید محمد حامد خان صاحب رئیس دہلی	...
اسپیشل سب رجسٹرار بنارس	...
منشی محمد اکرام الدین حسین خان صاحب رئیس مارہرہ سررشتہ دار فوجداری سہارن پور	...
میر ہیر علی صاحب نائب تحصیلدار بجنور ضلع بجنور	...
مرزا احمد بیگ صاحب تحصیلدار پٹیالہ	...
لالہ پتر چند صاحب ناظم امرگڑہ علاقہ پٹیالہ	...
محمد نامدار خان صاحب ناظم انانحدگڑہ علاقہ پٹیالہ	...
محمد حرمیت خان صاحب مظفر عدالت فوجداری و مال علیگڑہ	...

## چندہ مدرستہ العلوم مسلمانان

یعنی چندہ مدرستہ فہرست سابق

### چندہ جدید

حضور عالی ہڑ ہائیڈنس جناب نواب محمد کلب	...
علی خاں بہادر والی رامپور دام اقبالہم	...
حضور عالی ہڑ ہائیڈنس جناب نواب صاحب بہادر والی بہاول پور دام اقبالہم	...
خواجہ احسن اللہ صاحب خلف آنریبل خواجہ عبدالغنی خاں بہادر سی ایس آئی رئیس تھانہ راجہ سید محمد باقر علی خاں صاحب رئیس ہندراول ضلع بلند شہر	...
محمد عنایت اللہ خاں صاحب رئیس و تعلقہ دار ہیکم پور ضلع علیگڑہ	...
حافظ احمد حسن صاحب رئیس بدایوں سبیر نواب صاحب سابق والی ٹرنک مقیم لندن	...
گنور محمد وزیر علی خاں صاحب رئیس دان پور ضلع بلند شہر	...
افتخار الامرا مختار الہام صاحب زادہ محمد عیوب اللہ خاں صاحب بہادر فیروز جنگ	...
نواب ضیاء الدین احمد خاں بہادر لوہار والا	...
مرزا محمد عابد علی بیگ صاحب رئیس مراد آباد منصف درجہ اول ہانہوس	...
گنور محمد لطف علی خاں صاحب فرزند رئیس چھتاری ضلع بلند شہر	...
نواب محمد علی خاں صاحب رئیس جہانگیر آباد ضلع بلند شہر	...
محمد سلطان خاں صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ نہر گنگ رئیس دہلی	...
داروغہ محمد عباس علی صاحب رئیس قصبہ سیوارہ ضلع بجنور اسسٹنٹ آنجنس شہر لکھنؤ	...
محمد اسمعیل خاں صاحب فرزند حاجی محمد فیض احمد خاں صاحب رئیس دتاولی ضلع علیگڑہ	...
جناب سی اے ایلایت صاحب سکرتوری گورنمنٹ سالک مغربی و شمالی	...
منشی نجم الدین حیدر صاحب رئیس بدایوں ڈپٹی کلکٹر آگرہ	...
شوخی محمد جان صاحب وکیل عدالت دیوانی غازی پور	...

منشی خواجه احمد حسين صاحب رئيس عليگده و  
چودھري محمد طالع اسدالله صاحب رئيس  
عليگده ...  
منشی حيدر حسين صاحب معزز خواجه محمد  
يوسف صاحب از عليگده ...  
سيد احمد حسين صاحب مختار عدالت فوجداري  
عليگده ...  
شيخ محمد اعتقاد علي صاحب رئيس عليگده  
خواجه محمد يعقوب علي صاحب رئيس عليگده  
مرزا محمد ابراهيم بيگ صاحب رئيس دهلي  
مقيم عليگده ...  
حكيم سيد غلام مرتضى خان صاحب ملازم سرکار  
مہاراجہ پٹيالاہ ...  
سيد مقبول حسن صاحب کوتوال شهر پٹيالاہ ...  
اسير خان صاحب کونيل متعلق سرکار پٹيالاہ ...  
لالہ ديوا سنگھ صاحب رکيل سرکار پٹيالاہ حاضر  
باش کرنال ...  
حافظ نظام الدين صاحب سوداگر رئيس عليگده  
خليفه سيد محمد رضا صاحب متعلق سرکار پٹيالاہ  
کنڈس لال ساه صاحب رئيس تيفي نال ...  
سوندي خان صاحب تھصيلدار گوبند گڈہ علاقہ  
پٹيالاہ ...  
مير اصغر علي صاحب فوٹوگرافر ملازم سرکار پٹيالاہ  
حافظ عبدالرحمن صاحب رئيس چنهجانه ملازم  
سين توفک سوسيتي عليگده ...  
قاضي عظيم الهي صاحب قانون گورئيس غازيپور  
شيخ محمد حسن صاحب رکيل عدالت ديواني  
غازي پور ...  
ميان عبدالصمد صاحب سرشته دار صدر عدالت  
پٹيالاہ ...  
حافظ عنايت الله خان صاحب رئيس عليگده ...  
جناب کالپشان صاحب نائب ناظم قسمت کرم گڈہ  
متعلقہ ديواني گڈہ علاقہ رياست پٹيالاہ ...  
جناب شيخ حسين بخش صاحب نائب ناظم  
قسمت کرم گڈہ متعلقہ سنام علاقہ رياست پٹيالاہ  
غلام حسين خان صاحب خلف اساهي خلی  
صاحب متعلق سرکار پٹيالاہ ...  
شيخ الهي بخش صاحب نائب ناظم اناحه گڈہ  
علاقہ پٹيالاہ ...

في سيد تراز علي صاحب رئيس عليگده و  
قاضي شهر مہ قاضي احمد حسين صاحب  
رکيل سرکار و رئيس عليگده ...  
محمد مغنور الله خان صاحب رئيس بلوٹہ ضلع  
عليگده ...  
غلام مصطفی خان صاحب رکيل منصفی و نمبردار  
قصبہ خاص فتح آباد ضلع آگرہ ...  
جناب مولوي علي احمد صاحب ناظم قسمت  
کرم گڈہ علاقہ رياست پٹيالاہ ...  
مولوي محمد تفضل حسين صاحب از رتلم ...  
سيد اولاد علي صاحب معاون ديوان متعلقہ رياست  
پٹيالاہ ...  
سيد عنايت علي صاحب نائب بخشي متعلق  
رياست پٹيالاہ ...  
ماسٹر محمد خدا بخش خان صاحب ناظم  
امور رات نہر پٹيالاہ ...  
مولوي ولايت احمد صاحب نائب سرشته دار  
اجلاس خاص سري مہاراجہ پٹيالاہ ...  
سيد محمد علي صاحب تھصيلدار لکھي علاقہ  
سرکار سري حضور مہاراجہ پٹيالاہ ...  
خليفه سيد محمد متحسن صاحب مصاحب  
سري حضور مہاراجہ پٹيالاہ ...  
محمد اوصاف علي خان صاحب رئيس عليگده  
محمد وزير خان صاحب انسويکٹر پوليس عليگده  
سيد غلام امام صاحب نائب افسر ديورمي معلي  
مہاراجہ پٹيالاہ ...  
محمد مصطفی خان صاحب رئيس بوزہ کانوں  
ضلع عليگده ...  
خواجه شرف الدين احمد خان صاحب رئيس  
دهلي ...  
سيد محمد علي صاحب سرشته دار اجلاس  
خاص سري حضور مہاراجہ پٹيالاہ ...  
هاجي حسن هندي سوداگر مقيم قسطنطنيه ...  
مير بسم الله صاحب پيشکار کلکٹري بنارس ...  
خواجه محمد ابراهيم صاحب رئيس دهلي  
انہي منصفی ديوبند ضلع سہانپور ...  
قاسم خان صاحب منصور تعمیر سراء چنبد  
سرکاري پٹيالاہ ...  
خواجه محمد اسماعيل صاحب رئيس عليگده ...

# چندہ مدرستہ العلوم مسلمانان

۱۵ رمضان سنہ ۱۲۸۹ ہجری  
سنہ ۱۲۰۲ قمری

سوندہ خاں صاحب اہلحد مقدمات سنگین معکمہ	...
نیابت کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ	...
سید شاہ گروڑو صاحب اہلحد مقدمات دیوانی نیابت	...
کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ	...
غلام حسین خاں صاحب معزز معکمہ تحصیل	...
بہوانی گڈہ علاقہ ریاست پٹیالہ	...
میر احسان علی صاحب نمبردار ہٹی سید دیدار	...
ساکن سامانہ علاقہ ریاست پٹیالہ	...
حکیم شمس الدین صاحب عرف حکیم محمد مرزا	...
صاحب رئیس بنارس	...
شیخ امیر بخش صاحب انسپیکٹر قویون غازپور	...
مرزا نوازش علی بیگ دفتري عدالت سب ارتقاہیت	...
چچ بنارس	...
شیخ محمد برکت اللہ صاحب رئیس علیگڈہ	...
مذہبی محمد مشتاق حسین صاحب نذر اللہ بابت	...
شکریہ کامیابی سید محمد محمود صاحب	...
بیروستو اتلا	...
شیخ تہذیب اللہ صاحب سوداگر ٹینی تال	...
معز الدین خاں صاحب تھانہ دار بہدور علاقہ پٹیالہ	...
غلام مصی الدین خاں صاحب تھانہ دار متعلق	...
سرکار پٹیالہ	...
نضر الدین خاں صاحب معزز متعلق سرکار پٹیالہ	...
فضل کریم صاحب مثل خواں متعلق سرکار پٹیالہ	...
محمد حسن خاں صاحب مثل خواں متعلق	...
سرکار پٹیالہ	...
ہر نرائن چندمدار اناحد گڈہ علاقہ پٹیالہ	...
منشی حفیظ اکرم صاحب معزز پلتن سوجانسنگھ	...
کرنیل متعلق سرکار پٹیالہ	...
علی محمد خان صاحب میجر رجمنٹ چہارم سرکار	...
پٹیالہ	...
مران علی شاہ صاحب بسی والا اہلحد نیابت نظامت	...
راج پورہ علاقہ ریاست پٹیالہ	...
ہاتھ روپیہ سے کم جو چندہ ہوا	...

۹۷ پائی

میزان کل

۹۷ پائی

بختاور سنگھ صاحب اہلحد خفیف برادر زادہ	...
حقیقی منشی گروہی مل صاحب ساکن صاحب	...
گڈہ علاقہ پٹیالہ	...
سید محمد حسن صاحب تھانہ دار متعلق سرکار	...
پٹیالہ	...
سید محمد محمود الحسن رئیس دہلی معزز	...
کلکتري بلند شہر	...
سید محمود علی صاحب منیجر مطبع پٹیالہ	...
اخبار	...
شیخ ایزد بخش صاحب سرور شہدار نظامت اناحد	...
گڈہ علاقہ پٹیالہ	...
شیخ دلاور حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ چنگی	...
ہانہرس	...
عبدالرحیم خاں صاحب سرور شہ دار معکمہ نظامت	...
کرم گڈہ علاقہ ریاست پٹیالہ	...
قاضی محمد خلیل صاحب وکیل عدالت دیوانی	...
غازی پور	...
مولوی امین الدین صاحب مدرس اول درجہ	...
فارسی مدرسہ اعظم پٹیالہ	...
سید برکت علی صاحب کرنیل توپ خانہ متعلق	...
پٹیالہ	...
سید سخاوت حسین صاحب مختار کار نواب	...
محمد محمود علی خاں صاحب رئیس	...
چھٹاری ضلع بلند شہر	...
پنڈت گنگاداس صاحب منصرم عدالت ٹینی تال	...
شیخ عزت علی صاحب تھانہ دار بھکٹی علاقہ پٹیالہ	...
کرم بخش رسالہ دار متعلق سرکار پٹیالہ	...
حشمت علی خاں صاحب ساکن سامانہ علاقہ پٹیالہ	...
شاہ محمد خاں صاحب تھانہ دار کرم گڈہ	...
منشی عماد الدین صاحب ملازم مولوی فرید الدین	...
صاحب وکیل ہائی کورٹ	...
شیخ ظہور علی صاحب مثل خواں معکمہ نیابت	...
کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ	...
فیض الدین صاحب سرور شہدار صدر عدالت پٹیالہ	...
علامہ الدین صاحب تھانہ دار بہوانی گڈہ علاقہ پٹیالہ	...
شیخ فضل حسین صاحب معزز چنگی ہانہرس	...
برکت علی خاں صاحب اہلحد مقدمات دیوانی	...
معکمہ نیابت کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ	...

بمقام عیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا



# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

جلد سوم [ یکم شوال سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی — یوم المبارک عید الفطر ] نمبر ۱۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترغیب کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجتا جاوے فرستہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے \* اس پرچہ میں صرف مفاد میں مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوئے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط افواہ اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹا جائیں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مائع  
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر مقصور ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھاپا کریگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ پیشگی پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُس کو کچھ تعلق نہ ہوگا \*

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نہ پرچہ چار اُنکے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُس کو اُس کے تقسیم کا یہی بل قیمت محسوس ہوگا وہ چاہیں اختیار کریں \*

مضمون نمبر ۱۱۳

## سمجھ

یعنی تمیز جس سے پہلائی برائی میں امتیاز  
کیا جاتا ہے

میرا یہ خیال ہے کہ اگر انسانوں کے دلوں کو چیر کر انکا حال دیکھا جاوے تو دانا اور نادان دونوں کے دلوں میں کچھ تو ہوتا ہی سا فرق نکلیگا دونوں کے دلوں میں ہمیشہ بہت سے لغو اور پھوردہ خیال آتے ہیں بے شمار دوسرے دونوں کے دلوں میں اُٹھتے ہیں مگر اُن دونوں میں یہی فرق ہوتا ہے کہ دانا آدمی اُن میں سے انتضاب کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ کون سے خیالات اچھے ہیں جنکو گفتگو میں لانا چاہیئے اور کون سے ایسے ہیں جنکو چھوڑ دینا چاہیئے — نادان آدمی ایسا نہیں کرتا اور جو خیال اُس کے دل میں آتا ہے بے سونچے سمجھ مٹھ سے پکتا جاتا ہے دانشمند آدمی یہی درستوں کے ساتھ بات چیت کرنے میں نادان کی مانند ہوتا ہے — جو اُس کے دلمیں آتا ہے بے تردد دوست سے کہتا ہے گویا اُس کو خیالات ہی ایک پلند آراز میں آتے ہیں \*

پستلی صاحب کا یہ قول ہے کہ انسان کو دشمن کے ساتھ بھی ایسا برتاؤ رکھنا چاہیئے کہ اُسکو دوست بنالینے کا موقع دے اور دوست سے اس طرح برتاؤ کرنا چاہیئے کہ اگر کبھی وہ دشمن ہو جاوے تو اُس کے ضرر سے بچنے کی جگہ دے — اس قول کی پہلی بات جو دشمن کے ساتھ برتاؤ کی ہے وہ نہایت عمدہ ہے — مگر پچھلی بات جو دوست کے ساتھ برتاؤ کی ہے وہ کچھ اچھی نہیں اُس میں سمجھ کی کچھ بھی بات نہیں ہے بلکہ تری مکاری ہے — ایسے برتاؤ سے انسان زندگی کی بہت بڑی غرضی سے محروم رہتا ہے اپنے دلی دوستوں سے بھی دل کی بات نہیں کہہ سکتا یہ سچ ہے کہ بعضی ذمہ دوست دشمن ہو جاتے ہیں اور دوست کے بھید کو کھل دیتے ہیں مگر دنیا اُنہی کو دغا باز اور برا کہتی ہے اور دوست پر بھروسا کرنے والے کو ناسمجھ نہیں کہتی — ہاں الیٹہ دوستوں کے منتضاب کرنے میں بڑی سمجھ چاہیئے \*

سمجھ صرف باتوں ہی میں منحصر نہیں ہے بلکہ ہر قسم کے کاموں سے بھی متعلق ہے اور گویا ہماری زندگی میں ہمارے تمام کاموں کی رہنما اور ہمارے لینے ہمارے قادر مطلق خدا کی نایب ہے — انسان میں بہت سی بڑی عمدہ عمدہ صفیں ہیں مگر سمجھ سب سے زیادہ نازد ہے — سمجھ ہی کے سبب سے اور تمام صفوں کی قدر ہوتی

ہے — سمجھ ہی کے سبب سے وہ تمام صفیں اپنے اپنے موقع پر کار آتی ہیں — سمجھ ہی کے سبب سے وہ شخص جس میں وہ صفیں ہیں اُن صفوں سے فائدہ اُرتھاتا ہے — سمجھ بغیر علم اور عقل دونوں ناچیز ہیں — پہلائی برائی دکھائی دیتی ہے بارجودیکہ انسان میں نہایت عمدہ عمدہ خصلتیں ہوتی ہیں مگر سمجھ بغیر اُنہی برتاؤ میں غلطیاں کرتا ہے اور نقصان پڑ نقصان اُرتھاتا ہے — سمجھ ہونے سے صرف اُنہی خوبیوں کا جو اُس میں ہیں مالک نہیں ہوتا بلکہ دوسروں میں جو خوبیاں ہیں اُن کا بھی مالک بن جاتا ہے — سمجھ دار آدمی جس سے گفتگو کرتا ہے اُس کی لیاقت کو بھی جان لیتا ہے اور اُس کی لیاقت کے موافق گفتگو کرتا ہے — اگر ہم انسانوں کے مختلف نزقوں اور گروہوں اور جماعتوں کی مجلسوں کے حالات پر غور کریں تو ہمکو صاف معلوم ہوگا کہ ہر ایک مجلس میں نہ کسی عقلمند کی گفتگو کو غلبہ ہوتا ہے اور نہ کسی بہادر اور دایر کی گفتگو کو بلکہ اُسی شخص کی گفتگو سب پر غالب رہتی ہے جس کو سمجھ ہے اور جو اہل مجلس کی لیاقتوں کو اور جو بات کہتی ہے اور جو نہ کہتی ہے اُس میں تمیز کر سکتا ہے — جس شخص کو بڑی سی بڑی لیاقت حاصل ہو پر سمجھ نہ ہو وہ ایک نہایت قوی اور زبردست پُر اندھ آدمی کی مانند ہے جو بے بسب اپنے اندھے پن کے اپنے زور و قوت سے کچھ کام نہیں لے سکتا ہے — گو ایسے شخص کو دنیا میں آڑ سب طرح کے کمال حاصل ہوں مگر سمجھ نہ ہو تو وہ دنیا میں کسی کام کا نہیں — برخلاف اُسکے اگر اُسکی سمجھ بوری ہو اور صوف اسی ایک صف میں اُسکو کمال ہو اور باقی اوصاف متوسط درجے کے رکھتا ہو تو وہ اپنی زندگی میں جو کچھ چاہے کر سکتا ہے \*

سمجھ جس طرح کہ انسان کے لیئے ایک بہت بڑا کمال ہے اُسی طرح مگر اُس کے حق میں بہت بڑا روز ہے — نیک دل کی منتہائی خوبی سمجھ ہے اور بد دل کی منتہائی بدی مگر یہ یوں کہ وہ نیک دل کے لیئے معراج ہے اور یہ بد دل کے لیئے کمال — سمجھ نہایت عمدہ اور نیک مقصد پیدا کرتی ہے اور اُن کے حاصل ہونے کو نہایت عمدہ عمدہ اور تدریف کے قابل ذریعے قائم کرتی ہے مگر مگر میں صرف خود غرضی ہوتی ہے — سمجھ مشکل ایک روشن آنکھ کے ہے جس میں بے انتہا وسعت ہے اور تمام دنیا کو اور ہر درز کی چیزوں کو آسمانوں کو اور آسمانوں کے ستاروں کو پھڑپھڑی دیکھ سکتی ہے — مگر مشکل ایک کوتاہ نظر آنکھ کے ہے جو پاس پاس کی ناچیز چیزوں کو دیکھ سکتی ہے اور دور کی چیزیں کو وہ کیسی ہی عمدہ اور روشن ہوں اُسے نظر نہیں آتیں — سمجھ جسدی ظاہر

ایک مصنف کا قول ہے کہ سمجھ ہی ایسی روشنی ہے جو اس کو کبھی زوال نہیں جو اس کو چاہتے ہیں انہوں نے سامنے دیکھتے ہیں جو اس کو دھونڈتے ہیں وہ آسانی سے پاتے ہیں — اس کی تلاش میں اُنکو بہت دور جانا نہیں پڑتا کیونکہ وہ اُسکو اپنے ہی دروازے پر پاتے ہیں — اُس کا خیال رکھنا ہی اُس میں کمال حاصل کرنا ہے — جو کوئی اُس پر خیال رکھتا ہے اُس کی دم جست و جو سے بھرت جاتا ہے کیونکہ وہ خود ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتی ہے اور جو اُس کی لائق ہیں اُن کو رستہ ہی میں ملتی ہے اور پھر بھی اُن کا ساتھ نہیں چھوڑتی \*

انسوس کہ ہماری قوم میں سب کچھ ہی پر بھی نہیں \*

راقم

اے قی سید احمد

نمبر ۱۱۳

عام محبت

یعنی غیر مذہب والوں کے ساتھ محبت اور

دوستی

آج کل ہندوستان کے مسلمانوں کے بعض مسائل کا تصفیہ اکثر اس مصلحت پر مبنی ہوتا ہے کہ غیر مذہب والوں کے ساتھ دوستی اور محبت شرعاً ممنوع ہے — یہ سب سی باتیں جنکو ہماری سہل شریعت نے مباح گردیا ہے وہ اسی مصلحت کے لحاظ سے ممنوع بلکہ نا جائز سمجھی جاتی ہیں غیر مذہب والوں کے ساتھ کھانا اور پینا جو فی نفسہ مباح ہے اسی ایک مصلحت کے سبب سے منکوح ہو رہا ہے یہاں تک کہ بعض مقدس مزاج اور محتاط طبیعتیں غیر مذہب والوں کے ساتھ آمدورفت اور نشست و برخاست کو بھی پسند نہیں کرتیں — علماء اسلام کا یہ حال ہے کہ وہ دنیا اور مائٹھ کے حالات سے تو مطلق آگاہی نہیں رکھتے اُن کو یہ کچھ نہیں معلوم کہ اور ملاوٹ میں کیا ہو رہا ہے اور ضرورت وقت کے لحاظ سے حکم کیا کرنا چاہیئے وہ ٹیک ٹیٹی سے یہ سمجھ ہوئے ہیں کہ اگر غیر مذہب والوں سے اس قسم کی رات و رسم جاری کی جائے تو اس بات کا قری اندیشہ ہے کہ مرام اہل اسلام جو اپنے مذہبی مسائل سے قازق یا کم زاقف ہوتے ہیں وہ غیر مذاہب والوں کی مصیبت میں غراب اور اپنے دین و مذہب سے منحرف ہو جائیں گے اس لیے وہ بالخصوص مسلمانوں کو مباحات ہر قسم کے عمل میں لانے کی اجازت نہیں دیتے اور خود اس لیے اُن کا استعمال نہیں کرتے کہ جو بات باپ داداں سے نہیں ہوئی اُس پر جرات کرنا مشکل ہے اور جن مالوں کی ثابت قدمی اس مشکل پر غلبہ بھی آسکتی ہے وہ اس لیے اُن مباحات سے کنارہ کر جاتے ہیں کہ ہم کو

جانی ہے اسیقدر انسان کا اختیار اور اعتبار بڑھتا جاتا ہے مگر کاش کی عقیدہ کی مانند ہے کہ جب ایک دفعہ کھل گیا تو پھر اُسکی قوت اور عزت بالکل جاتی رہتی ہے — پھر انسان کسی کام کا نہیں رہتا جو کام کہ وہ ایسی حالت میں کوسکتا ہے کہ لوگ اُس کو ایک سیدھا سادہ پورا بھالا آدمی سمجھتے اب وہ کام بھی وہ نہیں کوسکتا — سمجھ عقل کے لیے کمال ہے اور ہمارے کاموں کے لیے رہنما — مگر ایک قوت ہے جو صرف حال ہی کے فائدہ کو دیکھتی ہے — سمجھ نہایت علممند اور نیک آدمیوں میں پائی جاتی ہے — مگر اکثر جانوروں میں اور اُن لوگوں میں جو جانوروں کی مانند یا اُنسے کچھ بہتر ہوتے ہیں پایا جاتا ہے — سمجھ نفس الامری میں ایک نہایت خوبصورت دلکش چیز ہے اور مگر گریا اُسکی بگاڑی ہوئی نقل ہے — سمجھ رلے آدمی کی مایہی ہمیشہ زمانہ حال اور استقبال دونوں پر لگی رہتی جو باتیں کہ زمانہ دراز کے بعد ہونے والی ہیں اور جب اب ہو رہی ہیں دونوں کو دیکھتا ہے — وہ جانتا ہے کہ رنج و خوشی جو دوسری زندگی یعنی قیامت میں ہونے والی ہے وہ بے شک ہوگی مگر اُس کا زمانہ ابھی بہت دور ہے وہ اُس کے دور ہونے کے سبب سے اس لیے اُس کو حقیر نہیں سمجھتا کہ دوسری زندگی یعنی قیامت کی تکلیف و راحت اچھ لکھ پاس آتی جاتی ہے اور اس طرح سے رنج و خوشی دیرینگی جیسے کہ زمانہ حال میں رنج و خوشی ہوتی ہے — اس لیے وہ نہایت غور و فکر سے اُن خوشیوں کے ہاتھ آئے کے لیے کوشش کرتا ہے جو قدرے اُسکے لیے بذاتی ہیں اور جنکے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے — وہ اپنے خیال کو ہر کام کے انجام تک پہنچاتا ہے اور اُس کے حال و مال کے نتیجوں پر غور کرتا ہے اور اس فانی دنیا کے تھوڑے سے نفع اور فائدہ کو اگر در حقیقت وہ نفع اور فائدہ اُس کی سچی عاقبت کے خیال کے مطابق ہو چھوڑ دیتا ہے فرسکہ اُس کی تمام تدبیریں مددہ ہوتی ہیں اُسکا روزہ ایسے شخص کی مانند ہوتا ہے جو اپنا فائدہ بھی سمجھتا ہے اور اُس کے حاصل کرنے کا مناسب طریقہ بھی جانتا ہے سمجھ جسکو مینے اس مقصود میں بطور ایک ٹیکہ اور کمال کے بیان کیا ہے وہ صرف دنیا ہی کے کاموں کے لیے مفید نہیں ہے بلکہ ہماری ہمیشہ رہنے والی زندگی کے لیے بھی فائدہ مند ہے — وہ صرف اس فانی انسان کے لیے ہی رہنما نہیں ہے بلکہ اُس اصلی نا فانی انسان کے لیے بھی جو ہم میں بولتا ہے رہنما ہے — بعض مصنف ایسی کو عقل کہتے ہیں اور بعض سمجھ یعنی تہذیب جس سے اچھی و بری اور بھائی اور بھائی میں امتیاز کیا جاتا ہے — حقیقت میں یہی چیز سب سے بڑی ہے اس کے فائدے سے انتہا ہیں اور پھر اس کا ہاتھ نہایت ہی کم ہے \*

نہ بی سے اور بی بی کو میاں سے اپنے خاندان والوں سے اپنے ہم محلہ سے اپنے ہور والوں سے اپنے ملک والوں سے اپنے ہم جنسوں سے اور اپنے مددگاروں اور اپنے معشوں سے جو محبت ہر انسان کو ہوتی ہے وہ اسی دوسری قسم کی محبت ہوتی ہے — البتہ محبت من حیث الدین اکثر اس محبت من حیث المعاشرت سے شامل ہو جاتی ہے — برخلاف اسکے اگر ہم یہ دعویٰ کریں کہ ماں باپ کو اپنے بچوں سے اس لیئے محبت ہوتی ہے نہ بطن غالب آخر کو وہ اولاد اپنے ماں باپ کے مذہب کی پیروی کرینگے تو احیاء کی کیا وجہ ہوگی کہ چڑیاہوں اور پرندوں میں بھی جو کچھ مذہب نہیں رکھتے ایسی ہی محبت پائی جاتی ہے جیسی انسانوں میں ہوتی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ محبت من حیث المعاشرت ایک دوسری قسم کی محبت اور ایک قدرتی اثر ہے جو محبت من حیث الدین سے بالکل علیحدہ ہے لیکن یہ دونوں محبتیں باہم ایک دوسری کے مخالف اور ضد نہیں ہیں — ایک جوش مذہبی جو انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے محبت من حیث الدین کو تو پیدا کر دیتا ہے لیکن محبت من حیث المعاشرت کو جو فی نفسہ ایک جدا ہی سے منقطع نہیں کرتا اور نہ اُس سے جوش مذہبی میں یہ تاثیر ہوتی ہے کہ وہ کسی محبت من حیث المعاشرت کو ہم مذہبوں یا غیر مذہبوں سے منقطع کر سکے \*

غالباً میرے اس اخیر بیان سے کہ جوش مذہبی محبت من حیث المعاشرت کو جو کسی غیر مذہب والے کے ساتھ ہو منقطع نہیں کر سکتا کمتر شخص اتفاق کرینگے — اس وقت بیشتر لوگوں کی رائے یہی ہے کہ جوش ایمانی ایسی محبت کو دل میں کچھ نہیں دے سکتا وہ لوگ جوش ایمانی اور محبت من حیث المعاشرت کو جو غیر مذہب والوں سے ہو دو متضاد خاصیتیں بتاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک کے ایجاب سے دوسری کا سلب لازم آتا ہے لیکن جہاں تک میں نے غور کیا ہے اور جہاں تک مجھ کو تجربہ ہوا ہے میرے نزدیک اُن کے اس دعویٰ کے لیئے کوئی دلائل موجود نہیں ہے — ایک جوش جو آج کل کے مسلمانوں کے اعتقادوں کے بموجب محبت من حیث المعاشرت کو غیر مذہب والوں سے منقطع کرتا ہے وہ حقیقت میں کوئی ایمانی جوش نہیں ہے وہ اُن متمہیانہ خیالات کا جوش و غروش ہوتا ہے جنکو ترز ایمانی سے کچھ لگاؤ نہیں ہوتا لیکن غلطی سے لوگ اسکو مذہبی جوش سمجھنے لگے ہوں اور میں خرد یہی پہلے ایک عرصہ تک جب تک خدا کے احکام پر غور سے نظر نہیں کی تھی ایسا ہی سمجھتا تھا لیکن جب اسکو غور سے ار انصاف سے دیکھا تو اس جوش و غروش کو دھوکے کے سرا اور کچھ نہ پایا اور اس لغو خیالات کی پنا ایک بڑی پارک غلطی پر نکلی چنانچہ اس مضمون میں ہم اُسی غلطی کو مغلل بیان کرینگے \*

کرتا ہوا دیکھ کر مرام بھی ویسا ہی کرتے لگینگے اور یہو وہی خوانی پیش آریگی جس کا اندیشہ ہی — حالانہ یہ اندیشہ بالکل غلط اور اس غلطی کا یہ علاج اور زیادہ غلط ہی مرام کا عقیدہ جتنا عمل بالکل فراموش بالغیب پر ہی اس قدر پختہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات ہدایہ اور صدی پڑھنے والے طالب علموں کو اپنے بعض مذہبی مسائل کی طرف سے تردد ہو جاتا ہے مگر مرام کو کبھی خواب میں بھی کوئی تشویش لاحق نہیں ہوتی اور یقیناً یہی کیفیت اُن کی غیر مذہب والوں کی محبت میں بھی باقی رہیگی پس مرام کے خوف سے اپنے مسائل کو آزادی سے بیان کرنے میں تامل کرتا بلکہ تال جاتا اور اُس کو اپنے وہمی اندیشہ کا علاج خیال کرتا حقیقت میں سخت الزام کی بات بلکہ گناہ اور مصیبت میں داخل ہے اور اپنی شریعت میں ایک قسم کی تخریف ہے \*

اور ایسے مراموں اور ماہدوں سے بھی زمانہ خالی نہیں ہے جو اُن مباحث سے صرف اس فرض سے متوجہ نہیں ہوتے کہ ہمارا تشخص اور تقدس صاحبانِ دول کے دلوں میں جو اُن کے سایہ توکل ہیں اور اُن کے پامات رزق ہیں قائم رہے — اس اخیر گورہ کی ذات تو اب خدا کی منایات سے روز بروز کامل ہوتی چلی جاتی ہے اسراء بھی اب اُن کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں اور اہل مذاق نے اپنی اصطلاح میں اُن کا لقب تھعلدار رکھ لیا ہے جو اوقات معین پر دورہ کرتے ہیں اور اپنا نذرانہ معینہ وصول کر لیجاتے ہیں — اس مضمون میں ان تھعلداروں کے اعمال و انحال سے کچھ پصف نہیں ہے بلکہ گنگر اول الذکر ذرقرن کے خیالات سے ہے \*

پس واضح ہو کہ محبت کی دو قسمیں ہیں ایک محبت من حیث الدین اور یہ وہ محبت ہے جو مسلمانوں کے باہم صرف تردد مذہب کے لحاظ سے ہوتی ہے — ایک مسلمان عالم اور دیندار جس کو پہلے ہم نے کبھی نہ دیکھا ہو اسی محبت کے سبب سے ہمارے نزدیک واجب التعمیم ہوتا ہے اسی جوش مذہبی کے سبب سے اُس دیندار اور عالم کی محبت ہمارے دل میں اثر کر جاتی ہے پس یہ محبت مسلمانوں کو صرف مسلمانوں سے ہوسکتی ہے اور مسلمانوں ہی پر منحصر نہیں دنیا میں جتنے اہل مذاہب ہیں اُن سب کی یہی کیفیت ہے کسی مذہب کا آدمی دوسرے مذہب والوں سے محبت من حیث الدین پیدا نہیں کر سکتا \*

دوسری قسم کی محبت وہ ہے جو امور معاشرت اور روز مرہ کے دنیاوی ہوتاؤ کے واسطے خدا نے آفرینشِ عالم کے ساتھ ساتھ پیدا کی ہے اور وہ ایسی ضروری شے ہے کہ نظامِ عالم کے بے بڑے لوگ اُسی پر منحصر ہیں ماں باپ کو اپنے بچوں سے بھائی کو بھائی سے میاں کو

تک پہنچ جاوے اور یہ اچھے خیال ہم کو ایسا بے آرام کر دیوے کہ ہم ایک لمحہ بھی کسی شخص کو غیر مذہب کی پیروی میں توجہ نہ دیا کریں۔

یہ ہے چنانچہ حال اگر در حقیقت نور ایمانی اور جبرش مذہبی سے کچھ علاوہ رکھتی ہو تو ہماری یہ نسبت انبیاء کرام صراط اللہ علیہم اجمعین اس جانب میں مستغرق رہنے کے زیادہ سزاوار تھے حالانکہ خدا نے قرآن عظیم میں اس حالت کو پسند نہیں کیا بلکہ اُس سے منع کیا ہے کہ یا اے اللہ تعالیٰ موزیل۔ اے ان کا کہو علیک امراضہم فان استقامتہاں یتبني نفقا فی الارض اور سلما فی السماء فلما تہم بآیہ وارشاد اللہ لجمہم علی الہدیٰ فلا تکرہن من الصالحین یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم کو ان کا مرض اور ان کا ناکارہی ہو تو اگر تم سے ممکن ہو تو زمینوں میں کوئی سڑک یا آسمان میں کوئی سیدھی لنگڑ اور وہاں سے کوئی نشانی اُن کے واسطے لے آؤ۔ اور اگر اللہ چاہتا ہو۔ اُس سب کو ہدایت دیتا پس تم نادان نہ بنو۔

اِس بے چینی کے معرہ ایک بڑا سبب اس نفرت کا یہ بھی ہے کہ اکثر مسلمان یہ خیال کرتے ہیں کہ ”ہم کو خدا تعالیٰ نے غیر مذہب والوں کے ساتھ دوستی اور محبت کرنے کو قطعاً منع کر دیا ہے۔ جس طرح فرمایا خدا نے پاک نے لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین یا نورما کہ لا تتخذوا الیہود والنصارى اولیاء یا ارشاد ہو لا تتخذوا عدوی و مکرہم اولیاء۔ اسی طرح اور اکثر آیتوں اسی تاکید میں موجود ہیں جنکا صاف یہ مطلب ہے کہ مسلمانوں کو غیر مذہب والوں سے دوستی اور محبت کرنا بالکل منع ہے خواہ وہ یہودیوں یا نصاریٰ یا مشرک۔“ حقیقت میں یہ خیال بہت سے مسلمانوں کے اداواروں میں اُتر کر گیا ہے اور علماء زمانہ نے اُس کو اور بھی غلط بڑھ کر دیا اب سچی بات کا زمانہ سے نکالنا تک نہایت مشکل ہو گیا ہے۔

مسلمان اگر فرور اور انصاف سے دیکھیں تو وہ صاف اِس بات کو معلوم کر لیتے کہ اگر در حقیقت مذہب اسلام کے مسائل کا ایسا ہی حال ہو جیسا اُن کا خیال ہے تو مذہب اسلام کے زیادہ مسلمانوں کے حق میں کوئی دوسری آفت اور وبال نہ ہوگا۔ جن غیر قوموں اور غیر مذہب والوں کے ساتھ مسلمانوں کو یہ متعلقہ ضروریات پیشی اپنا کاروبار جاری کرنا پڑتا ہے یا ایجنڈے پر ہے یا جو غیر توہین مسلمانوں اور حکمرانی کریں اُن کو مسلمانوں کی طرف سے زناکت کی کیا اُصود ہوگی اور کس بھروسہ پر وہ سختی دل سے مسلمانوں کے ساتھ معاملات میں راستبازی کریں گی اور وعدہ اُن کی ضرورتوں کے سرائیج میں اُنکی مددگار ہوگی۔ ہمارے معاملہ نے ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک ہر مہینہ حیلہ یہ تصنیف کر لیا ہے کہ ضرورت کے واسطے غیر مذہب

غیر مذہب والوں کے سو میں سیلگ نہیں ہوتے جنکی خلش سے ہم اُن سے نفرت کریں کوئی غیر مذہب شخص اگر ملائے ہمارے مذہب یا ہمارے دین کے پیشواؤں کی نسبت دشنام دے کرے تو بلاشبہ ہمارے دل کو سخت کڑوا معلوم ہوگا اور ممکن نہیں کہ ہم ایسے شخص سے محبت میں حیثہ معاشرت قائم رکھ سکیں لیکن یہ نفرت ہم کو اُس کی بے تدبیری کی وجہ سے پیدا ہوگی نہ اُسکی معاشرت مذہبی ہے۔ کوئی غیر مذہب شخص اگر فی الواقع ہم سے ذاتی نفرت کرتا ہو اور ہماری طرف سے اُسکو دلی عناد اور تعصب ہو تو ہمارے دل میں بھی اُس کی طرف سے سچی محبت کا اثر نہیں ہو سکتا اور اس لئے ہم بھی اگر اُسکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کریں جیسا کہ ہمارے ساتھ کرتا ہو تو کوئی زبان یا قلم ہم کو ملزم نہیں ہوگا اور اگر ہم سچائی اور راستبازی کا استعمال کریں اور اپنے ظاہری برتاؤ کو اپنی دلی کیفیت سے مطابق کریں تو یہ نہایت بہتر اور مردانہ کارروائی میں داخل ہے و ان تصیروا و تقوا فان ذلک من مزم القمور ان جملة مذکورہ بالا کیفیتوں میں سے جب کوئی کیفیت نہ پائی جاوے اور کسی شخص پر سوائے دوسرے مذہب میں ہونے کے اور کوئی الزام نہ ہو تو اُس سے بیٹھے بیٹھے کسی نافرمانی کی وجہ سے برا شاید اور کچھ ہوگی کہ وہ ہمارے سچے مذہب کو جھوٹا سمجھتا ہے اور جس مذہب کو ہم برا جانتے ہیں وہ اُسکو اچھا جانتا ہے لیکن انصاف اور عقل کے نزدیک یہ وجہ ہوگی کہ اُس سے نفرت اور عداوت کرنے کے واسطے کافی نہیں ہے۔ دوسرے شخص نے اگر ہمارے مذہب کو برا سمجھا تو ہم نے بھی اُس کے مذہب کو ایسا ہی خیال کیا ہے۔ ہم کو اگر یہ طیش ہے کہ اُس دوسرے نے ہمارے سچے مذہب کو برا خیال کیا ہے تو اُس دوسرے شخص کو بھی ایسا ہی طیش ہوگا۔ فرض کہ یہ ایک رالے کا اختلاف ہے عداوت اور دشمنی کی کوئی وجہ اُس سے پیدا نہیں ہوتی۔

ایک شخص جس کی آپ و ہوا در حقیقت نہایت عمدہ اور صحت بخش ہو کوئی دوسرا شخص اگر غلطی سے اُس کو ناقص خیال کرے یا کوئی مریض کسی نہایت نافع دوا کے استعمال کرنے سے اس خیال خاہیے باز رہے کہ وہ دوا مضر ہے تو ایسی نامسمجھیوں پر بلاشبہ انیسرے پیدا ہوگا کہ عداوت اور بغض ہمارا یہ خیال کہ وہ نادان شخص اُس عمدہ آب و ہوا کے مقام کو نہیں ناصت بٹلاتا ہے اور وہ مریض کیوں ایسی اچھی دوا کو استعمال نہیں کرتا یا ہمارا یہ خیال کہ کوئی غیر مذہب والا شخص ہمارے اس عمدہ مذہب کی پیروی نہیں نہیں کرتا بالکل ایک سے خیالات ہیں پس کوئی وجہ نہیں کہ ہر دو خیالوں سے ہم کو ایسی بے چینی پیدا ہو جو عداوت کے کرجہ

ہمارا خدا جس نے اپنے سچے نبی کے ذریعہ سے اپنے ہر حکم احکام ہماری ہدایت اور عمل کے واسطے بھیجے سب سے زیادہ دانایں اور پینا اور حکیم ہیں۔ اُس حکیم مصالح کے جو ذریعہ ہمارے واسطے مقرر کی وہ جیسی رسمعت میں کامل ہی رہی ہی ہوتاؤ میں سہل ہی اپنے ہوتاؤ کے لحاظ سے جیسی وہ ذریعہ ایک بہت عمدہ موسم میں کسی جوان آدمی کی جوانی کے مناسب حال ہی رہتے ہی دیکھ نامناسب موسم میں وہ ایک پیر و ضعیف مرد کی ضعیفی کے مناسب ہی۔ اپنی رسمعت کے لحاظ سے وہ تمام گذشتہ ذریعہوں سے نواب توہی اُسکی ہر حکمت اور نہایت آسان احکام کا یہ قدرتی اثر ہی کہ مسلمان ہر ایک انقلاب کی حالت میں خوشی سے یسر کریں۔ مذهب اسلام کا مرکز یہہ مشاہد نہیں ہی کہ کسی قوم یا مذهب والے کی طرف سے دل میں مدافرت اور کینہ اور بغض قائم کیا جارے جو بالکل انسانیت کے برخلاف ہی۔ قرآن ہر ایک کی تمام مذکورہ بالا آیات کا مطلب یہہ ہی کہ جو غیر مذهب والے مسلمانوں سے دین کے معاملہ میں لڑتے ہیں اور مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے نکالے ہی اُن سے محبت اور دوستی نہ رکھنا چاہیئے اُن سے صرف اُس قدر معاملہ جائز ہی جس سے اپنا بچاؤ رہے اور یہہ اخلاق انسانی کا ایک ایسا معتدل حصول ہی جس سے کسی مذهب کا آدمی انکار نہیں کر سکتا۔ یہہ کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا کہ در لشکر جو آپس میں مقابل ہوں اُن میں سے ایک گروہ کے بعض لوگ دوسرے گروہ والوں سے دوستانہ رہا۔ رسم جاری کریں اور اپنے لشکر کی سب خبریں دوسرے لشکر والوں کو پہنچا دیں اور لشکر کے ضعف اور غنیمت کی قوت کا پامان ہوں۔ پس جہاں جہاں مسلمانوں کو غیر مذهب والوں کی دوستی سے منع کیا گیا ہی وہ سب اسی قسم کی دوستی اور محبت ہی نہ کہ دوستی اور محبت جو میں حیث المعاشرت ایک انسان کو دوسرے انسان سے لازمی ہی \*

نومایا اللہ پاک نے قرآن یزک میں لایہناہم اللہ من الذین ہم یقاتروا  
ثم فی الذین و لم یضربوہم من دیار کم ان تجزوہم و تقسوا الیہم ان  
اللہ یحب المقسطین انما یہناہم اللہ من الذین یقاتلون فی الذین یخربوہم  
من دیار کم و ظاہر علی اخرا جم ان تو لوہم و یقاتلوہم فان لکم ہم الظالمون  
یعنی اللہ تعالیٰ تمکو اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جو لوگ تم سے  
دین کے معاملہ میں نہیں لڑے اور جنہوں نے تمکو تمہارے گھروں سے  
نہیں نکالا اُن کے ساتھ تم احسان اور انصاف کرو بے شک اللہ انصاف  
والوں کو دوست رکھتا ہی۔ اللہ جس بات سے تمکو منع کرتا ہی  
وہ یہہ ہی کہ جو لوگ دین میں تم سے لڑے اور تمکو تمہارے گھروں  
سے نکالا یا تمکو تمہارے گھروں سے نکلانے میں اور ان کی مدد کی اُن

والوں سے ضروری صلاب جائز ہی۔ یہہ راز اگر اسرار تصرف کی طرح  
سینہ سینہ چلا آتا تو شاید کچھ کام کا بھی ہوتا لیکن جب اُس سے  
کتابیں مرتب ہوئیں اور چھاپی گئیں اور اُس کی ہذا قرآن پاک کی  
اس آیت پر قائم ہوئی کہ الا ان تقو منہم تقوا تو اب وہ راز  
مخفی نہیں رہ سکتا۔ نہاں کے مائد آن رازی کو سازند محفل۔  
غیر قومیں کوئی اہمق یا غافل نہیں ہیں جو ہمارے داؤ میں آجائیں  
وہ ایسی اندھی نہیں ہیں کہ جب مسلمان اپنی ضرورتوں کے وقت اُنکے  
سامنے خوشامد اور چہرے اظہار محبت اور دوستی سے پیش آویں  
تو وہ اُن کی اس منافقانہ کارروائی سے نفرت نہ کریں اور ہمارے اس  
خرد غرض اور ذلیل ماریقہ کے سبب سے ہمکو وہ ذلت کی نظروں سے نہ  
دیکھیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک مسلمان مغربی قلب سے  
نہی قوم سے نہ ملانے آپ تک ہو کر وہ قوم ہمارے شریک حال نہیں  
کر سکتی نہ وہ ہمارے کسی کام میں مدد کر سکتی ہی اور نہ ہم سے  
مغربی کے ساتھ مل سکتی ہی \*

اب خیال کرنا چاہیئے کہ جو حالت مسلمانوں کی ہندوستان میں  
اور نیز اور ملکوں میں بالعموم ہی رہا کہ قسود غیر قوموں اور غیر مذهب  
والوں کی امداد اور دستگیری کی محتاج ہی اور جب یہہ بات بھی  
ہمارے ایمان میں داخل ہی کہ خدا کو یہہ سب کیفیت جو مسلمانوں  
پر اب عاری ہی یا اپنے عاری ہوگی سب کچھ روز ازل سے معلوم تھی  
اور اس پر بھی ہم ایمان لائے ہیں کہ اب اور کوئی نبی ہماری ذریعہ  
کی اصلاح کے واسطے یا کوئی دوسری ذریعہ لیکر نہ آویگا اور ہماری  
ذریعہ اب ہو طرح کامل اور مستقیم ہی اور اُس ذریعہ کے وہی  
احکام صحیح فرض کیئے جاویں جن سے ہم نے اور اختلاف کیا ہی تو  
گویا زبان حال سے ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ خدا کو باوجود  
اس تمام عظم و شام کے اتنی بھی لیاقت نہیں ہی جو وہ اپنے پیارے  
مسلمانوں کے واسطے ایسی ذریعہ مقرر کرتا جسکے احکام ہر قسم کی  
تبدیلیوں کے لحاظ سے اُنکی بقا و عزت و آہور اور اُنکی تمام ضروریات کے  
سراجماع کے واسطے کافی اور رانی ہوتے۔ اگر یہہ نہیں تو دوسری بات  
یہہ تسلیم کرنی پڑیگی کہ خدا نے ہمکو دھوکہ میں رکھا اور ہمکو ایک  
ایسی ذریعہ میں دھانسا جسکے احکام خود بخود ایک وقت میں ہماری  
تباہی اور بربادی کا موجب ہو جائیں تمام اور قومیں ہماری دشمن  
ہو جائیں اور ہر شخص حقارت کی نظر سے ہمارے اوپر تھوہر کرے۔  
نور اللہ علیہا \*

مگر الحمد للہ کہ نہ ہمارا خدا ایسا بے وقوف ہی۔ اور نہ ہماری  
ذریعہ غرہ مضطربہ ایسی مہمل ذریعہ ہی۔  
ہرچہ ہم از شامت ناسازی انجام ما اس  
ورنہ تشریف تو پر ہالے کس کو تہہ نیست

کندھا اور سینہ سے سینہ ملا کر لڑے اور جہاں ہمارا خون گرا وہاں  
اُنہوں نے اپنے خوتوں کی بھی دھاریں بھادیں اور ہمارے دھنوں کو  
مغلوب کیا اور حرمیں شریفیں پر جنمکا ٹام لے لیکو ہمارے عالم و جد  
میں آجاتے ہیں ہمارا قبضہ قائم رکھا مگر یہ سب اس لئے ہوا کہ  
سلطان روم خلد اللہ مالکہ اپنے ان مددگاروں سے نہایت صفائی اور خلوص  
کے ساتھ دوستانہ ملا — بظاہر میں اس کے برخلاف اور امام ناما قیامت  
اندیش کی مرضی کے مطابق کام ہوا غارت ہو گیا پھر کیا مسلمانوں پر  
یہ فرض نہیں ہی کہ جب کبھی خدا نخواستہ اور نصیب امداد کوئی  
موت آدے تو جہاں ہمارے ان مددگاروں کے پسینا گرنے کا احتمال ہو  
وہاں اپنے خون کے نالے بھادیں — اب ہم اپنے عالموں سے دریافت کرتے  
ہیں کہ کیا ایسے ایسے معاملات کے بعد بھی وہ مختلف قوموں کے باہم  
سچی محبت اور دوستی نہیں ہو سکتی مگر انیسویں صدی کے شخص یہ  
بھی نہ جانتا ہو کہ انگلستان اور فرانسیس کی مدد کیسی اور کوسٹا کیسی  
جائزہ کا نام ہی یا کسی زبان کا لفظ ہی اور کیا روس اور کیا مسک  
و مدینہ وہ کیا خاک ان باتوں کا جواب دے سکتا ہی — این از صدرے  
و از شمس بازقہ نمی آید \*

خدا نے ہرگز اجازت دی کہ ہم اہل کتاب عورتوں سے نکاح کریں  
جس جو اولاد اُن عورتوں سے ہوگی کیا وہ اپنی ماؤں سے ذاتی پیدار اور  
محبت نکریگی مہذا جعفر استحقاق بیبیوں کے خاوند پر ہماری شریعت  
کے بموجب ہیں اور جیسی کچھ رعایت اور معیت اور حسن اخلاق  
ہم کو مسلمان بیبیوں کے ساتھ پورنا چاہیئے وہ سب ہم کو اُن اہل  
کتاب بیبیوں کی نسبت پورنا ضرور ہوگا ورنہ ہم گنہگار ہونگے پھر کیا  
یہ ہو سکتا ہی کہ وہی خدا غیر مذهب والوں سے ایسے ایسے رشتوں اور  
قربتوں کو جنمیں معیت ثواب اور ترک معیت گناہ ہو ہمارے لیئے رشتوں اور  
کرے اور خود ہی ہمارے واسطے اور قوموں کو ہمارا دوست بھادے اور پھر  
وہی خدا ہم کو یہ حکم دے کہ تم اُس سے بغض اور عداوت کرو یہ خدا کی  
کاہیکر ہی یونانیوں کی نکلکات یا لڑکوں کا کہیں ہی — و ہذا پھناتن عظیم  
گر مسلمان ہیں سب کہ راجہ گریڈ \* راے کو درپس امروز بردنوائے  
مسلمانوں کو یہ بات بھولنا نہ چاہیئے کہ قرآن شریف تمام نسب  
سامری کا مصدق ہی جہیں انجیل کی اخلاق ہدایتیں بھی شامل  
ہیں اور یہ بھی اُن کو معلوم ہی کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ  
علیہ و سلم کی ہمت سے ایک بڑی غرض یہ بھی تھی کہ اخلاق انسانی  
اپنے حد و کمال کو پہنچ جاوے مسلمان اُس نبی برحق کی امت میں  
ہیں جسکی تعریف میں خدا ارشاد فرماتا ہی \* وانک لعلى خلق عظیم  
اور جسکا خطاب رحمۃ اللہ علیہں ہی ہمارا مذهب تمام نیکوں کا  
سرچشمہ اور ہر ایک قسم کے انسانی اخلاق کا مکمل اور متمم ہی پس  
مسلمانوں کو چاہیئے کہ گذشتہ خیالات پر مصلحت کھنکرا آئندہ ٹھیک ٹھیک

سے دوستی نہ کرو اور جو لوگ اُس سے دوستی کرینگے وہ ظالم ہیں ” یہ  
آیت تمام آیات ترک موالا اور ترک رفاقت وغیرہ کی صاف صاف  
تفسیر ہی جس کے سامنے کسی اور تفسیر کی حاجت نہیں ہی \*

پندہو خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مذهب والوں کے تعانف  
قبول کیئے اُن کی دعوتیں منظور کیں جو بالکل معصیت کے مقدمات  
ہیں — خدا نے ہم کو یہ اجازت دی کہ جن غیر مذهب والوں سے  
تمہاری دینی لڑائی نہیں ہی اُن سے ملو اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک  
کرو — ہم کو اپنے مذهب کی رے سے لازم ہی کہ جہاں ہم معصوم ہوں  
وہاں اپنے حاکم کی اطاعت کریں اور جہاں غیر قوموں پر حاکم ہوں  
وہاں اپنے معصوموں کی واحدی رعایت کریں اُن کی شراب کی ایسی  
ہی حفاظ کریں جیسی اپنے سرکے کی اور اُن کے سرور کی ایسی ہی  
نگہداشت کریں جیسی اپنے دلبوں کی — ہم کو یہ بھی تاکید ہی  
کہ جب ہم کسی سے عید کریں تو مضبوطی سے اُس پر قائم رہیں —  
کہ یہ سب باتیں مجموعہ و حدیث المجموعہ باہم معیت اور دوستی  
کو مستحکم کرتی ہیں \*

خدا نے خود ہم کو اس بات سے مطلع فرمایا ہی کہ نصاری  
تمہارے ساتھ زیادہ دوستی کرینگے کہا قال واتخذوا اقرہم سردقا اللہین  
آنوار الذین قالوا انصاری ذلک بان منہم تسمیون رہبانان و انہم لایستکیرون  
بعض دوستیاں اس قسم کی بھی ہیں کہ گو ایک فریق دوستی کا  
اظہار کرے لیکن دوسرے فریق کو اُس سے کٹا رہے ہی کرنا اولی ہی  
لیکن خدا نے نصاری کی اُس دوستی کی علت بھی بیان فرما دی تاکہ  
کسی کو شبہ نہ رہے کہ وہ دوستی کس قسم کی ہوگی اور فرمایا کہ  
وہ اس واسطے تمہارے دوستدار ہونگے کہ اُن میں عالم ہیں اور  
درویش ہیں اور وہ غور نہیں کرتے یعنی اُن کی طرف سے یہ دوستی  
تمہاری نسبت کمال تہذیب کے سبب سے ہوگی جیسا عام دستور ہی کہ  
ایک مذهب انسان دوسرے مذهب انسان سے معیت اور دوستی سے  
پیش آتا ہی پھر کیا مسلمان ایسے نامہذب اور وحشی ہوجاؤنگے  
کہ جو فرقہ اُن کا دوست ہو اور درست بھی ایسا درست جسکی  
دوستی کی خبر خدا نے ہم کو دی اُس کے ساتھ بھی وہ نفرت سے  
پیش آدیں کیا مسلمان کبھی انگلستان اور فرانسیس کے نصاری کے اُن  
احسانات کو بھول سکیں گے جو کرمہ کی لڑائی میں اُن کی طرف  
سے مسلمانوں کی سلطنت اعظم نہیں تھیں بلکہ مسلمانوں کی مذہبی  
عزت برقرار رکھنے اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں اسلام کا  
جھنڈا قائم رکھنے کے واسطے اُتی گئی — اس لڑائی میں ہمارے  
یہ مددگار جنکو خدا جڑے غیر دے خاص اپنے ہم مذهب یعنی  
درسوں کے مقابلہ پر جنہوں نے ظلم پر کمر باندھی تھی کدھے سے

حکیم اور عالم — ولی و ابدال — نیک و عقلمند — بہادر و نامور  
ایک گنوار آدمی کی سی ضرورت میں چاہیں ہوئے ہوتے ہیں مگر  
اُن کی یہ تمام خرابیاں عمدہ تعلیم کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہیں  
جب میں جاہل اور وحشی قوموں کے حالات پڑھتا ہوں تو اُن  
نیکبختوں سے جو اُن میں ہیں مگر ناہیستہ اور اُس دلیہی اور مجراہ  
سے جو اُن میں ہی مگر خرفناک اور اُس استقلال سے جو اُن میں  
ہی مگر بے ڈھنگا اور اُس دانائی اور عقلمندی سے جو اُن میں ہی  
مگر جائزوں کے سے مگر و نریب سے ملی ہوئی اور اُس صبر و قناعت  
سے جو اُن میں ہی اور گریبا نا امیدیاں ہی اُس کی امیدیں ہیں  
نہایت خوش ہوتا ہوں — سچ ہی کہ انسان کے دل کے گوش  
مختلف طرح پر کام کرتے ہیں اور جس قدر ہم و بیش عقل کی  
ہدایت اُن کو ہوتی ہی اور جس قدر کہ عقل اُن جوشوں کو درست  
کرتی ہی اُس قدر مختلف طور پر اُن سے کام ہوتے ہیں — امریکا  
کے حبشی ظلموں کا جب ہم یہ حال سنتے ہیں کہ اپنے آقا کے مرتے  
پر یا ایک کام پر سے چھڑا کر دوسرے کام میں لگاتے پر جنگلوں کے درختوں  
میں لٹک کر اپنی جان دے دیتے ہیں یا ایک ہندو عورت اپنے خاوند  
کی لاش کے ساتھ زندہ جل کر سہی ہوجاتی ہی تو کون شخص ہی  
جو اُن کی وفا داری اور مصیبت کی تعریف نہ کرے کہ کیسے ہی  
ناہیستہ اور نا مہذب طور سے ظاہر ہوتی ہی — اس قسم کی جاہل  
اور وحشی قوموں کے دلوں میں بڑی نہایت عمدہ عمدہ باتیں پائی  
جاتی ہیں جو وہ وحشی بچے ہی کی حالت میں کہیں کہیں ایکٹو  
اُن کی مناسب طور سے اور عمدہ تعلیم سے درست کی جاوے تو وہی  
وحشیانہ نیکیاں تسکدر توتی پا سکتی ہیں اور ایسے کیسے عمدہ کام  
اور مہذب و نایستہ نیکیاں اُن سے پیدا ہو سکتی ہیں \*

مجھ کو اسی بات کا رنج ہی کہ میں اپنی قوم میں ہزاروں  
نیکیاں دیکھتا ہوں جو نا نایستہ — اُن میں نہایت دلیری اور  
جرات پاتا ہوں جو خرفناک — اُن میں نہایت قوی استقلال دیکھتا  
ہوں جو بے ڈھنگا — اُن کو نہایت دانا اور عقلمند پاتا ہوں جو اکثر  
مکرو نریب اور زر سے ملے ہوئے — اُن میں صبر و قناعت بھی اعلیٰ  
درجہ کی ہی مگر غیر مفید اور بے موقع جس میرا دل جلتا ہی اور  
میں خیال کرتا ہوں کہ اگر یہی اُن کی عمدہ صفاتیں عمدہ تعلیم و  
تربیت سے آراستہ ہو جائیں تو دین اور دنیا دونوں کے لیے کیسی کچھ  
مفید ہوں \*

میری یہی خواہش ہی کہ اس قسم کی تہذیب رات سے نیکی کو  
ترقی دین کو میری یہ خواہش پوری نہو مگر میں اس خیال سے  
تو بہت خوش ہوں کہ میں ہر پندرہ روز میں انسان کے دل کی  
درستی میں کچھ کچھ مدد کرتا رہتا ہوں \*

—————  
راۓ

اے قی سید احمد

خدا اور رسول کی مرضی اور منشاء کے مطابق کام کریں — ہمارا کمال  
اسی میں ہی کہ کوئی مسلمان ہو یا غیر مسلمان دوست ہو یا دشمن  
سب کے ساتھ ہم سلوک اور مصیبت سے پیش آویں اور جس مصیبت  
سے اب تک ہم اپنی نا سمجھی کے سبب سے معذور رہے آئندہ اُس کے  
حصول کے واسطے بدلہ کوشش کریں اور اُس کھوبائی اثر کو کام میں  
لڑیں جو ہمارے سچے مذہب نے ہم میں فیروز کو اپنی طرف مائل  
کرنے کی غرض سے رکھ دیا ہی — اب مسلمانوں کو ضرور ہی کہ جس  
ختم پر انداز مصلحت کے اثر نے ہماری شریعت کے وسیع دائرہ کو دو  
غیر مساوی حصوں میں تقسیم کر کے ایک بہت چھوٹا حصہ ہماری پسر  
زندگانی کے قیدخانہ کے واسطے خاص کر دیا ہی کہ اُس میں چاہیں ہم  
میں چاہیں ہم زندہ رہیں اُس مصلحت خلاف کو درمیان سے اٹھاکو  
اور تنگ قید سے آزاد ہوکر اپنی شریعت کے پورے دائرہ کی وسعت میں  
خوشی اور خرمی سے لگشفت کریں اور ان خدا داد نعمتوں پر اپنے  
خدا کا شکر ادا کریں \*

—————  
راۓ  
مشتاق حسین

نمبر ۱۱۵

تعلیم

میں سمجھتا ہوں کہ انسان کی روح بغیر تعلیم کے چمکے  
سنگ مرمر کے پہاڑ کی مانند ہی کہ جب تک سنگ تراش اُس میں  
ہاتھ نہیں لگاتا اُس کا ڈھرنڈلا اور کھردرا پن دور نہیں کرتا اُسکو  
تراش تراش کو سنور نہیں بناتا اُس کو پالش اور جلا سے آراستہ  
نہیں کرتا اُس وقت تک اُس کے جوہر اُس میں چھپی رہتے ہیں  
اور اُس کی خوش نما نسوں اور داربا رنگتیں اور خوبصورت خوبصورت  
بیل بوٹے ظاہر نہیں ہوتے — یہی حال انسان کی روح کا ہی انسان  
کا دل کیسا ہی نیک ہو مگر جب تک اُس پر عمدہ تعلیم کا اثر نہیں  
ہوتا اُس وقت تک ہر ایک نیکی اور ہر ایک قسم کے کمال کی  
خوبیاں جو اُس میں چھپی ہوئی ہیں اور جو بغیر اس قسم کی  
مدد کے نمود نہیں ہو سکتیں ظاہر نہیں ہوتیں \*

ارسطو نے تعلیم کے اثر کو مجسم مرمرتوں کے پٹانے کی تشبیہ  
میں نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہی وہ کہتا ہی کہ مرمر کی  
مرورت ایک پتھر کے تھوڑے میں چھپی ہوئی ہوتی ہی مگر مرورت  
پٹانے کا ہر صرف نقرہ چیزوں کو اُس میں سے کھڑ دیتا ہی —  
مرورت تو پتھر ہی — میں ہوتی ہی مگر آخر صرف اُس کو نمود  
کریتا ہی — جو نسبت کہ مرورت کھڑنے والے کو اُس پتھر کے تھوڑے  
سے ہی وہی نسبت تعلیم کو انسان کی روح سے ہی — بڑے بڑے

بمقام عینکدہ — مطبع علیکدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا . اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا



# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۱۸ ]

۱۵ شوال سنہ ۱۲۸۹ ھجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی

[ جلد سوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین  
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور تبریک کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جارے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے آنہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی \* اس پرچہ میں صرف مقامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے رہتے ہیں اور اس سب سے اخبار اصنام و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اس قوتی کے مانع ہیں وہ مٹائے جارے

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع  
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خیرا بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جارےگا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھاپا کریگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ کماؤ نہوگا \*

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو ہی پرچہ چار اٹھ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* میزوں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

مضمون نمبر ۱۱۶

## وحشیانہ نیکی

انسان وحشیانہ طور پر ایک نیک کام کرتا ہی اور جو کہ وہ اصل میں نیک ہوتا ہی لوگوں کے دل میں پیٹھے جاتا ہی اور اُس وحشیانہ پنے کی بڑائی جس وحشیانہ پن سے وہ کام ہوا آنکھوں سے چھپ جاتی ہی مگر مددہ تعلیم میں یہ اثر ہی کہ اُن وحشیانہ حرکتوں کو چھڑا دیتی ہی اور صرف نیکی ہی نیکی وہ جاتی ہی \* نقل ہی کہ ایک شخص کے پاس دو حبشی لڑکے تھے جو ان نو عمر اور اپنی قسم کے لوگوں میں نہایت حسین اور خوبصورت اور آپس میں اُن دونوں کے جانی دوستی اور دلی محبت تھی اُسی شخص کے پاس ایک حبش نر عمر لڑکی بھی تھی جو اُس قوم میں نہایت ہی خوبصورت سمجھی جاتی تھی اتفاقاً وہ دونوں جوان لڑکے اُس پر عاشق ہو گئے اور دونوں نے اُس کو شادی کا پیغام دیا جو کہ وہ دونوں نہایت خوبصورت بھی تھے اور دونوں کا مزاج بھی اچھا تھا اور ہم عمر بھی تھے وہ لڑکی دونوں میں سے جس کے ساتھ شادی ہو راضی تھی مگر اُس نے یہ کہہ کر کہ تم دونوں دوست آپس میں اس بات کا تصفیہ کرلو کہ دونوں میں سے کس کے ساتھ شادی ہو — دونوں لڑکے دل و جان سے اُس پر عاشق تھے شوق اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ ایک تو اُس سے شادی کر لے اور دوسرا معزوم رہے اور دوستی بھی اُن میں ایسی سچی تھی کہ ایک کو دوسرے کا رنج اور بغیر آپس کی صلاح اور بغیر آپس کی خوشی کے دونوں میں سے کسی کو شادی کر لینا پسند نہ تھا — آخر کار عشق اور دوستی میں جھگڑا ہوا وہ چاہتا تھا کہ میں غالب آؤں اور وہ چاہتی تھی کہ میں فتح پاؤں مگر کوئی جھٹ نہ سکا دونوں برابر رہے تب وہ دونوں لڑکے اپنی معشوق کو ایک دن جنگل میں لپٹے اور دونوں نے اُس کو چھوڑی مار کر مار ڈالا اور جب اُس کا خون پھینے لگا تو دونوں اُسے جانتے لگے دونوں نے مردہ لاش کو خوب گلے لگایا اور دلی محبت سے اُس کے دلنریب گالوں کا بے گناہ بوسہ لیا اور پھر اُس کی لاش کے گوشہ پیٹھے کو رنے اور پیٹنے لگے خوب ماتم کیا خوب چھاتی بیٹی اور پھر دونوں نے اپنے تئیں بھی مار ڈالا \*

اس عجیب واقعہ سے انسان کے دل کے گوشوں کی جو تعلیم و تربیت سے شایستہ نہیں ہوئیں عجیب و غریب حالتیں معلوم ہوتی ہیں جو واقعہ کہ میٹھے ابھی بیان کیا وہ حیرت اور گناہ سے بالکل بھرا ہوا ہی تو بھی ایسے نیک دل اور دلی ایمانداری سے سرزہ ہوا ہی کہ اگر اُس کی مددہ طور سے تعلیم و تربیت ہوتی تو اُس سے نہایت مددہ مددہ نتیجے حاصل ہوتے \*

انسان کا ایسے ملک میں پیدا ہونا یا وہاں جا کر رہنا اور تربیت پانا جہاں تعلیم و تربیت کا چرچا ہو اور علم و شایستگی بھیلی ہوئی ہو نہایت غرض قسمتی کی بات ہی — گو اُن ملکوں میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اُن حبشی لڑکوں سے کچھ بہتر نہیں ہوتے مگر ایسے بھی ضرور ہوتے ہیں جن کو تعلیم و تربیت کے بے شمار فائدے حاصل ہوتے ہیں اور مختلف درجہ کا اُس میں کمال رکھتے ہیں \*

شایستہ ملک کی مثال صورت بنانے والے سنگ تراش کے کارخانہ کی سی ہی کہ جب آدمی وہاں جاتا ہی تو دیکھتا ہی کہ ابھی تو کڑی پتھر اُسی طرح ڈھرنے کا ڈھوا ہی رکھا ہوا ہی اور کسی میں صرف ابھی ٹانگیں ہی پنی ہیں اور کسی میں ہاتھ پاؤں منہ سب کچھ مگر ابھی انگڑو ہی اور کسی میں انسان کے تمام اعضا درست سے بن چکے ہیں مگر صاف ہرنے اور جلا ہونے باقی ہیں اور کوئی صورت نہایت خوبصورت اور دلربا بالکل پنکر مایار ہو چکی ہی اُس وقت انسان کے دل میں ضرور یہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ وہ پتھر کا ڈھوا کہاں تک ترقی پا سکتا ہی اور ہر ایک انگڑو صورت سولے شان و زاد کے آخر سے بت تراش کے ہاتھ سے نہایت خوبصورت یا قریب قریب خوبصورت کے ہو سکتی ہی \*

نا مہذب ملک کی مثال مائے پھاروں کی سی ہی جہاں بجز پتھر کے ڈھوڑے کے اور کچھ نظر نہیں آتا کوئی مثال ایسی نظر نہیں آتی جس سے انسان کو یہ خیال ہو کہ وہ کہاں تک ترقی کر سکتا ہی اور اُس میں کیا چیز نہیں ہی جو وہ اب تک انگڑو پتھر کی مانند ہی — جو نیکیاں خود اُس میں ہیں اُن سے بھی وہ نازق ہی کیونکہ وہ نیکیاں مثل پتھر کے ڈھوڑے کے اُس کے جگر میں چھپی ہوئی ہیں اور بے تعلیم و تربیت کے وہ ظاہر نہیں ہو سکتیں \*

یہی خیالات مجھ کو اس بات پر پرانگیختہ کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم کو مہذب قوم سے ملنے اور شایستہ ملک میں جانے کی ترغیب کرتا ہوں اور اس خیال سے ہمیشہ رنج میں رہتا ہوں کہ ہماری قوم میں جس قدر نیکیاں ہیں وہ بھی نا مہذب ہیں دنیاوی برتاؤ آپس کا ملاپ دوستوں کی دوستی دینداروں کی دینداری امیروں کی امیری نہایت ناشایستہ اور نا مہذب طور سے واقع ہوئی ہی اگر وہ مددہ تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو جارے تو انسان کے لیٹے اس زندگی میں اور آئے دلی زندگی میں دونوں میں نہایت ہی مفید ہو \*

رأی

اے - قی - سید احمد

مضمون نمبر ۱۱۷

## امید

## دنیا بزمیق قائم ہی

موجودہ حالت کو وہ کیسی ہی اچھی یا بری ہو انسان کے دل کے مشغلہ کو کافی نہیں ہوتی — موجودہ رنج و غریب محبت و دوستی کی چیزیں اتنی نہیں ہوتیں کہ انسان کے دل کی قوتوں کو ہمیشہ مشغول رکھیں اس لیے اُس بڑے کاریگر نے جس نے انسان کے پتلے کو اپنے ہاتھ سے اور اپنی ہی مانند بنایا اُس میں چند اور قوتیں دی ہیں جن کے سبب سے دل کے لیے کاموں کی کچھ کمی نہیں ہوتی اور ہمیشہ وہ وقت دل کے مشغول رہنے کا سامان مہیا اور موجود رہتا ہی — اُنہیں قوتوں کے ذریعہ کے گذری ہوئی باتیں پھر دل میں آتی ہیں اور آئندہ کی باتوں کا اُنکے ہونے سے بیشتر خیال ہوتا ہی \*

وہ عجیب قوت جس کو ہم یاد کہتے ہیں ہمیشہ پیچھے دیکھتی رہتی ہی جب کوئی موجودہ چیز ہم کو شغل کے لیے نہیں ملتی تو وہ قوت پیچھائی باتوں کو بلا لاتی ہی اور اُس کے ذکر یا خیال سے ہمارے دل کو بھرتے رکھتی ہی اُس کی مثال جگالی کرنے والے جانوروں کی ہی کہ وہ پہلے تو گھانسن دانہ سب کھا لیتے ہیں اور جب ہرچکنا ہی تو ایک کونے میں بیٹھ کر پھر اُسکو پیست میں سے نکال کر چبائے جاتے ہیں \*

جس طرح کہ یاد پیچھائی باتوں کو خالی وقت میں ہمارے دل کے مشغلہ کو بلا لاتی ہی اسی طرح ایک آؤر قوت ہی جو آئندہ ہونے والی باتوں کے خیال میں دل کو مشغول کر دیتی ہی اور جس کا نام امید و بیم یا خوف و رجا ہی — انہی دونوں قسم کے خیالوں سے ہم آئندہ زمانہ تک پہنچ جاتے ہیں اور جو باتیں کہ دور زمانہ میں شاید ہونے والی ہیں اور ظلمات کے پردوں میں چھپی ہوئی ہیں اور بڑے گہرے اندھیرے گڑھوں میں پڑی ہوئی ہیں اُن کو ایسا سمجھتے ہیں کہ ابھی وہ زہی ہیں — اُنکے ہونے سے پہلے اُنکی غرضی یا رنج اُٹھانے لگتے ہیں یہاں تک کہ اُس زمانہ کا بھی جب تہ یہ زمین ہوگی نہ آسمان اور ہر چہاں طرف سے امن الملک الیوم کی آواز آتی ہوگی ابھی خیال کر لیتے ہیں — پھر کون کہہ سکتا ہی کہ انسان کی زندگی صرف موجودہ وقت پر منحصر ہی \*

میرا ارادہ ہی کہ میں اس تحریر میں صرف اُسی کا کچھ بیان کروں جسکو امید کہتے ہیں — ہماری غرضیاں اس قدر کم و چند درجہ ہیں کہ اگر بے وقت ہم میں نہ ہوتی جس سے انسان اُن عمدہ اور دل

خوش کن چیزوں کا اُن کے ہونے سے پہلے مزے اڑھاتا ہی چٹکا کبھی ہو جانا ممکن ہی تو ہماری زندگی نہایت ہی خواب اور بدمزہ ہوتی ایک حاصر کا قول ہی کہ ”ہم کو تمام عمدہ چیزوں کے حاصل ہونے کی امید رکھنی چاہیئے کیونکہ کوئی چیز ایسی نہیں ہی جسکی امید نہ ہو سکے اور کوئی چیز ایسی نہیں ہی جو خدا ہم کو دے نہ سکے“ — فارسی زبان میں مشہور مقولہ ہی کہ ”تمنا را عیبی نیست“ ایک ظریف نے کہا کہ دنیا میں مجھے کسی چیز کا رنج نہیں ہی کیونکہ امید مجھے ہمیشہ غرض رکھتی ہی — دوستوں نے پوچھا کہ کیا تم کو مرنے کا بھی رنج نہیں ہی اُس نے کہا کہ کیا عجب ہی کہ میں کبھی نہ مرون کیونکہ خدا اس پر بھی قادر ہی کہ ایک ایسا شخص پیدا کرے جسکو موت نہر اور مجھ کو امید ہی کہ شاید وہ شخص میں ہی ہوں — یہ قول تو ایک ہرانص کا تھا مگر سچ یہ ہی کہ زندگی کی امید ہی موت کا رنج دے مٹاتی ہی اگر ہم کو زندگی کی امید نہرتی تو دے زیادہ بدتر حالت کشمکی نہرتی — زندگی ایک پیچھا چیز کی مانند ہی جس میں کچھ حرکت نہیں ہوتی امید اُس میں حرکت پیدا کرتی ہی — امید ہی کے سبب سے انسان میں سنجیدگی اور بردباری اور خوش مزاجی کی عادت ہوجاتی ہی — گویا امید انسان کی روح کی جان ہی ہمیشہ روح کو خوش رکھتی ہی اور تمام تکلیفوں کو آسان کر دیتی ہی — مصحت پر رغبت دلاتی ہی اور انسان کو نہایت سست اور مشکل کاموں کے کرنے پر آمادہ رکھتی ہی — امید سے ایک اور بھی فائدہ ہی جو کچھ کم نہیں ہی کہ ہم موجودہ غرضیوں کی کچھ بہت قدر نہیں کرتے اور اُسی میں مصو نہیں ہوجاتے سیزنے جب اپنا تمام مال اسباب اپنے دوستوں کو ہانت دیا تو اُس سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اپنے لیے کیا رکھا اُس نے کہا کہ امید — اُس کی عالی طبعیت اُن چیزوں کی کچھ قدر نہیں کرتی تھی جو اُس کے پاس تھیں بلکہ ہمیشہ اُسکا خیال کسی بہتر چیز کی طرف رہتا تھا \*

اگلے زمانہ کے لوگ بغیر امید کے زندگی کو نہایت ہی برا سمجھتے تھے نقل ہی کہ خدا نے انسان کے پاس ایک صندوقچہ پہنچوایا جب اُسکو کھولا تو اُس میں سے ہر ایک قسم کی بلائیں اور مصیبتیں اور بیماریاں جو انسان کو ہوتی ہیں سب نکل پڑیں امید بھی اُسی صندوقچہ میں تھی وہ نہ نکلی بلکہ ڈھکنے میں چھوٹ رہی اور صندوقچہ ہی میں بند ہوگئی تاکہ مصیبت کے وقت انسان کو تسلی دے پس جس زندگی میں امید ہی اُس سے بڑے کو کوئی خوش زندگی نہیں ہی خصوصاً جبکہ امید ایک عمدہ چیز کی اور اچھی بنا پڑ ہو اور ایسی چیز کی ہو جو امید کرنے والے کو حقیقت میں غرض کر سکتی ہو اسباب

اُنکے اس بیان سے کسی قدر اختلاف ہی ہے۔ ہم اعتقادات اُن مسائل کو کہتے ہیں جن کا ہونا عقل و نیچر یعنی کارخانہ قدرت کے اصول پر ناممکن نہیں ہی الا ہم اُن دونوں کی بنا پر اُن کے ہونے کا یقین نہیں کر سکتے تھے۔ دینی کے صرف اُن کے ہونے پر جب وہ ہوں مگر یقین دلائیے ہی یا اُن کا ہونا بتلایا ہی — ہم نے اس مقام پر حرف تردید کر اس لیے استعمال کیا ہی کہ ہم کو اس بات میں شبہ ہی کہ اُن مسائل پر جن کو ہم نے اعتقادات میں داخل کیا ہی یقین لانا جزو ایمان ہی یا نہیں — عملیات میں مسٹر اڈیس نے اُن مسائل کو داخل کیا ہی جن کو عقل و نیچر کے مطابق مذہب نے بھی ہدایت کی ہی پس وہ پہلے حصہ کا نام عقاید رکھتے ہیں اور دوسرے حصہ کا نام اخلاق \*

پھر وہ لکھتے ہیں کہ ہم اکثر لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اعتقادات پر اس قدر خیال کرتے ہیں کہ اخلاق کو بالکل بھول جاتے ہیں اور بعضے اخلاق پر ایسے مترجمہ کرتے ہیں کہ اعتقادات کا کچھ خیال نہیں کرتے — صاحب کمال آدمی کو ان دونوں میں سے کسی بات میں خاص نہ رہنا چاہیئے — جو لوگ اس بات پر غور کرتے ہیں کہ ہر ایک سے کیا کیا فائدہ حاصل ہوتا ہی وہ دل سے ہمارے اس بیان کی تصدیق کریں گے \*

اندرس ہی کہ اس مقام پر بھی مجھ کو مسٹر اڈیس سے کچھ توہرا سا اختلاف ہی پچھلا حصہ اُن کے اس مضمون کا نہایت سچ ہی مگر پہلے حصہ میں کچھ غلطی ہی — میں سمجھتا ہوں کہ اعتقادات میں اور عملیات میں جس کو مسٹر اڈیس اخلاق کہتے ہیں کچھ علائقہ نہیں ہی انسان اعتقادات پر کتنا ہی زیادہ خیال کرے اُس کے اخلاق میں کچھ تفاوت نہیں ہو سکتا — اسی طرح اخلاق پر کیسا ہی متوجہ ہو اُس کے اعتقادات میں کچھ نقصان نہیں آ سکتا کیونکہ یہ وہی کام در جدا جدا آرزو اور دو جدا جدا شغفوں سے مشغول ہیں پہلا ہمارے دل یا ہماری روح اور خدا سے — دوسرا ہماری ظاہری حرکات اور جذبات اور انسان سے \*

پھر وہ لکھتے ہیں کہ گو مذہب اخلاق اور اعتقاد پر منقسم ہی اور اُن دونوں میں خاص خاص خوبیاں ہیں مگر اخلاق کو اعتقاد پر اکثر باتوں میں ترجیح ہی \*

۱ کیونکہ اخلاق کی اثر باتیں نہایت صحیح اور بہت مضبوط ہیں یہاں تک کہ اگر اعتقاد بالکل قائم نہ رہے تب بھی وہ باتیں (یعنی اخلاق کے مسائل) بدستور قائم رہتی ہیں \*

۲ جس شخص میں اخلاق ہی اور اعتقاد نہیں وہ شخص بہ نسبت اُس شخص کے جس میں اعتقاد ہی اور اخلاق نہیں انسان

کی حقیقت وہی لوگ خوب جانتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ خوشحال آدمی کے لیے یہی زمانہ موجودہ میں کافی خوشی نہیں ہی \*

میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ مذہبی زندگی میں عمدہ عمدہ چیزوں کی بہت سی امیدیں ہوتی ہیں اور ایسی چیزوں کی ہوتی ہیں جو ہم کو پورا پورا خوش کر سکتی ہیں دینی چیزوں کی امیدیں دنیوی چیزوں کی امیدوں سے بہت زیادہ قریب اور مضبوط ہوتی ہیں کیونکہ اُن میں عقل کے علاوہ مذہبی اعتقاد کی بھی نہایت قوت ہوتی ہی اس قسم کی امیدوں کا خیال ہی ہم کو پورا پورا خوش رکھتا ہی بلاشبہ امید کے اثر سے انسان کی زندگی نہایت شیریں ہو جاتی ہی اگر وہ موجودہ حالات سے خوش نہیں رہتا تو اُس پر صبر تو ضرور آ جاتا ہی — مگر مذہبی امیدیں اس سے بھی زیادہ فائدہ مند ہیں تکلیف کی حالت میں دل کو سنبھال لیتی ہیں بلکہ اُس کو اس خیال سے خوش رکھتی ہیں کہ شاید یہی تکلیف اُس امید کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہو مذہبی امید گویا مردہ کو زندہ کر دیتی ہی اور اُس کے دل کو غایت درجہ کی خوشی بخشتی ہی انسان اپنی تکلیفوں میں خوش رہتا ہی اور روح اُس بڑی چیز کے لپک لینے کو ارچھتا ہی جو ہمیشہ اُس کی نظر میں رہتی ہی اور آخر کار اس امید کی خوشی میں اس فانی جسم کو چھوڑ دیتی ہی کہ قیامت کے دن اُس سے مل جاوے گی \*

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے نہایت مصیبت اور تکلیف کے وقت میں خدا کی مناجات میں اس مضمون کا گیت گایا تھا \*

”میں ہمیشہ خدا کو اپنے سامنے رکھتا ہوں وہ میری دائیں طرف ہی اسی لیے میں گھبراتا نہیں میرا دل خوش ہی میرا گوشہ بھی اسی امید میں رہیگا کہ تو میری روح کو جہنم میں نہالے — تو اپنی چیز کو خراب ہوتے ہوئے نہ دیکھیگا — تیری مجھ کو زندگی کے طریق دکھائیگا — تیری ہی حضور میں خوشی کا کمال ہی — تیری ہی دائیں طرف ہمیشہ کی خوشی ہی آئیں“ \*

واقم

اے - تی - سید احمد

نمبر ۱۱۸

## اخلاق

مسٹر اڈیس کا قول ہی کہ مذہب کے دو حصہ ہو سکتے ہیں ایک اعتقادات دوسرا عملیات مسٹر اڈیس کی غرض اعتقادات سے صرف وہ مسائل ہیں جو دینی سے معلوم ہوتے ہیں اور جو عقل سے یا کارخانہ قدرت پر غور کرنے سے معلوم نہیں ہو سکتے — مگر ہم کو

نتیجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اخلاق میں کمال حاصل نہیں کر سکتا جب تک اخلاق کو عیسائی مذہب کا سہارا نہ ہو — یہ قول مسٹر اڈیس کا ہے مگر میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی اعتقاد یا کوئی مذہب سچا ہو ہی نہیں سکتا جسکا نتیجہ اخلاق کی عمدگی نہ ہو پس اخلاق کو کسی مذہب کا کچھہ سہارا درکار نہیں ہے بلکہ مذہب یا اعتقاد کے سچ سمجھنے کو اخلاق کا سہارا درکار ہے \*

مسٹر اڈیس اور بھی دو ایک اصول قائم کرتے ہیں جو اس گفتگو سے علائقہ رکھتے ہیں \*

۱ وہ کہتے ہیں کہ ہمکو ایسی بات کو اعتقاد کی چیز نہ قرار دینا چاہیئے جس سے اخلاق کو استحکام اور ترقی نہ ہوتی ہو \*

۲ کوئی اعتقاد صحیح بنیاد پر ہو ہی نہیں سکتا جس سے اخلاق خراب یا اُن میں تنزل ہوتا ہو \*

یہ دونوں اصول مسٹر اڈیس کے ایسے عمدہ ہیں کہ دنیا میں کوئی شخص جسکے دل کی آنکھ خدا نے اندھپی نہ کی ہو اُن سے انکار نہیں کر سکتا \*

اس کے بعد مسٹر اڈیس انہیں اصولوں پر ایک اور مسئلہ متفرع کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تمام مشتبہہ مقاموں میں ہمکو نہایت غور کرنی چاہیئے کہ اگر بغرض وہ غلط ہو تو اُس سے کیا کیا بد نتیجے پیدا ہو سکتے ہیں — مثلاً اپنے ایمان کے مضبوط کرنے اور خیالی ثواب حاصل کرنے کی ارمناں میں لوگوں کو تکلیف دینا — لوگوں کے دلوں میں رنج اور نفرت غصہ اور سخت عداوت پیدا کرنا اور جس چیز پر اُن کو اعتقاد نہیں ہے پڑھوستی اُن سے قبول کروانا ایسے جذبات ہیں ہم اسی پر پس نہیں کرتے بلکہ ان سب باتوں کے سوا ہم اُس کو دنیا کے فائدہ اور خوشی سے بھی محروم کرتے ہیں — اُن کے جسم کو تکلیف دیتے ہیں اُن کی دلالت کو خراب کرتے ہیں اُن کی ناموریوں کو خاک میں ملاتے ہیں — اُن کے خاندانوں کو برباد کرتے ہیں اُن کی زندگیوں کو تلخ کر ڈالتے ہیں — یہاں تک کہ آخر کار اُن کو مار ڈالتے ہیں — پس جب کسی مسئلہ سے ایسے بد نتیجے نکلیں تو مجھکو اُس مسئلہ کے مشکوک ہونے میں کچھہ شبہ نہیں رہتا جیسکے علم حساب میں ہو اور وہ چار ہونے میں کچھہ شبہ نہیں ہوتا پس ایسے مسئلہ کو اپنے مذہب کی بنیاد نہیں ٹھہرا سکتا اور نہ اُس پر عمل کر سکتا ہوں \*

اس قسم کے معاملات میں ہم صریح اپنے ہمعسوس کو ضرور پہنچاتے ہیں اور جس مسئلہ سے ہم ایسا کرتے ہیں بلاشبہ وہ مشکوک اور قابل امتحان ہی اخلاق اُس سے بالکل خراب ہو جاتے ہیں \*

کے لیئے دنیا میں بہت زیادہ بہتری کر سکتا ہے — اور میں اس قدر اور زیادہ کہتا ہوں کہ انسان کے لیئے دین اور دنیا دونوں میں بہت زیادہ بہلائی کر سکتا ہے \*

۳ اخلاق انسان کی فطرت کو زیادہ کمال بخشتا ہے کیونکہ اُس سے دل کو قرار و آسودگی ہوتی ہے دل کے جذبات اعتدال پر دھتے ہیں اور ہر ایک انسان کی خوشی کو ترقی ہوتی ہے \*

۴ اخلاق میں ایک نہایت زیادہ فائدہ اعتقاد سے یہ ہے کہ اگر وہ ٹھیک ٹھیک ہوں تو تمام دنیا کی مذہب تو میں اخلاق کے بڑے بڑے اصولوں میں متفق ہوتی ہیں گو کہ عقاید میں وہ کیسی ہی مختلف ہوں \*

۵ کفر سے بھی بد اخلاقی زیادہ بدتر ہے یا اس مطالب کو یوں کہو کہ انٹر لوگوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ایک ٹیک چلن ذہن جاہل وحشی جس کو خدا کی باتوں کی کچھہ خبر بھی نہیں پہونچتی نجات پا سکتا ہے مگر بد چلن معتقد آدمی نجات نہیں پاسکتا \*

۶ اعتقاد کی خوبی اسی میں ہے کہ اُس کا اثر اخلاق پر ہوتا ہے اگر ہم اس بات پر غور کریں کہ اعتقاد کی معنی خدا کے دیئے ہوئے مذہب پر ایمان رکھنے کی خوبیاں کیا ہیں تو ہمکو اس بات کی صحت چرھنے اچھی بیان کی بطوری معلوم ہو جاوے گی — میں سمجھتا ہوں کہ مذہب کی خوبیاں ان باتوں میں ہیں جنکو میں بیان کرتا ہوں \*

۱ اخلاق کی باتوں کو سمجھنا اور اُن کو اعلیٰ درجہ پر پہنچانا \*

۲ ٹیک اخلاق پر عمل کرنے کے لیئے نئے نئے اور ترقی قوی افواض کو ہم پہنچانا \*

۳ خدا کی نسبت عمدہ خیالات پیدا کرنا اور اپنے ہمعسوس میں اچھا برتاؤ کرنا جس سے آدمیوں میں بہت زیادہ ہو اور خرد انسان اپنی سچی حالت کو کیا بلحاظ اپنے نیچر کی خوبی کے اور کیا بلحاظ اُس کی بدی کے بطوری سمجھے \*

۴ برائی کی برائیوں کو ظاہر کرنا \*

۵ نجات کے لیئے ٹیک اخلاق کو عام ذریعہ ٹھہرانا \*

مذہب کی خوبیوں کا یہ ایک مختصر بیان ہے مگر جو لوگ اس قسم کے مباحثوں میں مشغول رہتے ہیں وہ نہایت آسانی سے ان خیالوں میں ترقی دے سکتے ہیں اور مفید نتیجے ان سے نکال سکتے ہیں — میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ان سب باتوں کا ہمار

یہ مضمون مسٹر اڈیس کا غالباً عیسائی مذہب کے اُس زمانہ پر اشارہ ہی جب کہ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقہ میں دشمنی کی آگ بھڑک رہی تھی اور مرد اور عورت و بچے مذہب نہ مانتے پر آگ میں جلائے جاتے تھے اور ٹھیک بد بظن خوربزیاں جو در حقیقت کرشناٹھی کے بالکل برخلاف تھیں ہو رہی تھیں \*

لوگ خیال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے مذہب میں بھی ایسا ہی غرضدار اس اور اخلاق کے برخلاف جہاد کا مسئلہ ہی اگر وہ مسئلہ در حقیقت ایسا ہی ہو جیسا کہ بعض یا اکثر حقیقت تک نہ پہنچنے والے یا خود غرض اور گمنام نے سمجھا ہی یا اکثر ظالم و مکار مسلمان حکمرانوں نے بڑتا ہی تو تو اُنکے اخلاق کے برخلاف ہونے میں کون شبہ کرسکتا ہی مگر ہمارا اعتقاد یہ نہیں ہی — بلکہ جو حقیقت جہاد کی درحقیقت مذہب اسلام کی زر سے ہی وہ اخلاق کے برخلاف نہیں ہی — اُس میں کسی قسم کا جبر یا کسی کے مذہب کو بجز چھوڑنا یا مذہب کے لئے کسیکا خون بہنا مطلق نہیں ہی وہ صرف نیشنلزم پر یعنی اُس قانون پر جو مختلف قوموں کو آپس میں برتتا چاہیئے مبنی ہی اور جو آج کل مذہب سی مذہب قوموں میں جاری ہی \*

اس مسئلہ کا ذکر ہم نے اپنی متعدد تصنیفات میں کیا ہی اور امید ہی نہ کہ وہی اُس مضمون پر کوئی تبصرہ اس پرچہ میں بھی چھاپینگے \*

مسٹر اڈیس اپنے اس مضمون کو کسی مصنف کے ٹھکانے سے لے کر اور دل میں اثر کرنے والے کلام پر ختم کرتے ہیں اور وہ کلام یہ ہی ”آپس میں نفرت پیدا کرنے کو تو ہمارے لئے مذہب کا ہی مگر ایک دوسرے میں معصیت پیدا کرنے کے لئے کافی نہیں “ \*

میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ جو بڑتاؤ مذہبوں کا اس زمانہ میں ہی وہ ایسا ہی ہی اور مسلمانوں کا بڑتاؤ سب سے زیادہ بڑا ہی مگر سچے مذہب کا یعنی اسلام کا سچا مسئلہ یہ ہی نہ ”خدا کو ایک جاننا اور انسان کو اپنا بھائی سمجھنا “ پس جو کوئی اس مسئلہ کے برخلاف ہی وہ غلطی پر ہی \*

راقم

اے۔ ڈی۔ سید احمد

نمبر ۱۱۹

دیا

عام قاعدہ تو اس کے لئے یہ ہی کہ ہم خود اپنے آپ کو اُن مذہبی اصولوں سے جو ہماری ہدایت کے لئے مقدس کتاب اللہ میں لکھے ہیں جانچیں اور اپنی زندگی کو اُس پاک شخص کی زندگی سے مقابلہ کریں جس نے یہ فرمایا کہ ”اذا بشر مثکم یوحی الی انما الہکم اللہ واحد“ اور جو اُس فرقہ کمال تک پہنچا جہاں تک انسانکا پہنچنا ممکن ہی — اور جسکی زندگی ہماری زندگی کے لئے نمونہ ہی اور جو اپنی پیروی کرنے والوں کے لئے بلکہ تمام دنیا کے لئے بڑا ہادی اور بہت بڑا دانا اُستاد ہی — ان دونوں قاعدوں کے برتنے میں بڑی بڑی غلطیاں پڑتی ہیں کچھ تو لوگوں کی سمجھ

ہٹا میں ایسے لوگ بھی بہت ہیں جنکا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہوتا ہی — دنیا دار اور رند مشرب آدمی جسقدر کہ در اصل

چاہیئے نہ جس کاموں کے سبب سے وہ تعریف کرتے ہیں وہ کام ہم عمدہ فرض سے اور نیک نیتی سے دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لیئے کرتے ہیں یا نہیں اور پھر ہم کو یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ وہ نیکیاں جنکے سبب ہماری تعریف کرنے والے ہماری تعریف کرتے ہیں دراصل ہم میں کہاں تک ہیں — ان باتوں پر انساں کو بطوری غور کرنا نہایت ضرور ہی کیونکہ ہمارا ہم حال ہی کہ کبھی تو ہم لوگوں کی رایوں کو جو ہماری نسبت ہیں پسند کر کے اپنے انہیں بہت برا سمجھنے لگتے ہیں اور کبھی اُن کو ناپسند کرتے ہیں اور جو کچھ ہمارا دل کہتا ہی اُس کے مقابلہ میں اُن تمام رایوں کو نہیں مانتے \*

ہم کو ایسی نیکی پر بھی جسکو ہم نے اپنے خیال میں نیک سمجھا ہی مگر درحقیقت اُس کی نیکی مشتبہ ہی زیادہ اصرار کرنا نہیں چاہیئے بلکہ اُن لوگوں کی رایوں کی بھی نہایت قدر و منزلت کرنی چاہیئے جو ہم سے اختلاف رکھتے ہیں اور جو عقائد اور نیک دل ہیں اور جو طرح ہم نیک دلی سے بات کہتے ہیں اسی طرح وہ بھی نیک دلی سے ہم سے مخالفت کرتے ہیں — مگر یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ اُس اختلاف کرنے والوں نے صرف آزادی راے اور اُس دلی نیکی سے جسکے سرچشمہ کی سرت قدرت نے ہر ایک انسان کے دلوں کو الیٰ ہی اختلاف کیا ہے یا کسی بیورنی دباڑ — پابندی رسم و رواج اور تعصب اور تقلید نے اُن کے دل کو پھیرا ہے یا نہ اگر یہ سمجھا جائے بات اختلاف راے کا سبب ہو تو وہ نہایت بے قدر و راجائی ہے \*

جہاں ہم کو دعو کا کوائے کا احتمال ہی وہاں ہم کو نہایت ہوشیاری اور بہت خیرداری سے کام کرنا چاہیئے — حد سے زیادہ سرگرمی اور تعصب اور کسی خاص فرقہ کو یا کسی خاص راے کے لوگوں کو برا اور حقیر سمجھنا یہ ایسی باتیں ہیں جسے ہزاروں آیتیں پیدا ہوتی ہیں — وہ فی نفسہ نہایت ہی ہیں گو کہ وہ ہم سے کمزور دل آدمیوں کو اچھی معلوم ہوتی ہوں — مگر اس پر بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگ بھی دنیا میں ہیں جو دینداری اور نیکی کے لیئے نہایت مشہور ہیں مگر نہایت لغز اور نرے شیطانوں کی نیکی کو نیکی سمجھ کر اپنے دلوں میں اُس کی چڑ گاڑ دی ہے — میں اس بات کا قرار کرتا ہوں کہ میں نے آج تک کوئی ایسا عقائد اور انصاف پسند شخص نہیں دیکھا جس میں پوری پوری یہ سب باتیں ہوں اور پھر بھی وہ گناہ سے پاک ہو \*

اسی طرح ہم کو اُن کاموں سے بھی کرنا چاہیئے جو انسان کے کمزور دل کی قدرتی بغارتی سے یا کسی خاص شوق سے یا کسی خاص تعلیم کے اثر سے یا کسی اور سبب سے ہوتی ہیں جس میں ہمارا دنیوی

میں غلطیاں ہوتی ہیں اور کچھ اُس میں اختلاف راے ہوتا ہی ہو بن ہوئے وہ نہیں سکتا اور کچھ زمانہ کے گزرنے سے ٹھیک ٹھیک حالت اور کیفیت اُن واقعات کی جو گذرے معلوم نہیں ہوسکتی — لیئے پر خلاف اگلے مسلمان مصنفوں کے صرف انہی قاعدوں کے بیان کرنے پر میں اکتفا نہیں کرتا بلکہ اور بھی قاعدے بیان کرتا ہوں جو انسان کو ٹھیک ٹھیک مطالعہ راہ پر لے آتے ہیں \*

اپنے پوشیدہ عیبوں کے معلوم کرنے کا ایک عمدہ قاعدہ یہ ہی کہ ہم بس بات پر غور کریں کہ ہمارے دشمن ہم کو کیا کہتے ہیں — ہمارے دوست انہی ہمارے دل کے موافق ہماری تعریف کرتے ہیں یا تو ہمارے عیب اُن کو عیب ہی نہیں معلوم ہوتے اور یا ہماری خاطر کو یسا مزیز رکھتے ہیں کہ اُس کو رجحانہ نہ کرنے کے خیال سے اُن کو چھپاتے ہیں یا ایسی نرمی سے کہتے ہیں کہ ہم اُن کو نہایت ہی خفیف سمجھتے ہیں — برخلاف اس کے دشمن ہم کو خوب ثنوتوں ہی اور کرنے کرنے سے شہوتہ کو ہمارے عیب نکالتا ہی — گو وہ دشمنی سے چھوٹی بات کو بہت بڑا کر دیتا ہی مگر اکثر اُس کی کچھ نہ کچھ اصل ہوتی ہی \*

تا نیا شد چیز کے مردم نگریند چیزا ہا

دوست ہمیشہ اپنے دوست کی نیکیوں کو بڑھاتا ہی اور دشمن عیبوں کو اس لیئے ہم کو اپنے دشمن کا زیادہ احسانمند ہونا چاہیئے کہ وہ ہم کو ہمارے عیبوں سے مطلع کرتا ہی اگر ہم نے اُس کے طعنوں کے سبب اُن عیبوں کو چھڑ دیا تو دشمن سے ہم کو بھی نتیجہ ملا جو ایک حقیق استاد سے ماننا چاہیئے تھا \*

دشمن جو عیب صحیح یا غلط ہم میں لگاتا ہی ہمارے فائدہ سے خالی نہیں اگر وہ ہم میں ہوتا ہی تو ہم اپنے عیب سے مطلع ہوتے ہیں اور اگر نہیں ہوتا تو خدا کا شکر کرتے ہیں کہ وہ عیب ہم میں نہیں سمجھی کہ ”دشمن از دوست ناصح تر است“ ایں جز نہائی نگرید و از بن بدی تیرید \*

پلوٹارک کا دشمنی کے فائدوں پر جو مضبوطی اُس میں اُس نے یہ بات لکھی ہے کہ ”دشمن جو ہم کو بدنام کرتے ہیں اُس سے ہم کو ہماری برائیاں معلوم ہوتی ہیں اور ہماری گفتگو میں اور ہمارے چال چل میں اور ہماری تعزیر میں جو نقص ہیں وہ بغیر ایسے دشمن کی مدد کے کبھی معلوم نہیں ہوتے“ \*

علیٰ هذا القیاس اگر ہم خود اپنے آپ کو سمجھنا چاہیں کہ ہم نیا ہیں تو ہم کو اس بات پر غور کرنی چاہیئے کہ جو لوگ ہماری تعریف کرتے ہیں اُس میں سے ہم کس قدر کے مستحق ہیں اور پھر یہ سمجھنا

## اشتہار

## معارضۂ اخبار

ہم نے کچھ عرصہ سے تہذیب الاخلاق کا معارضہ اور اخباروں سے صرف اس خیال سے نہیں کیا تھا کہ جو اخبار معارضہ میں ہمارے پاس آویٹنے اُن سے صرف مجھکو فائدہ ہوگا اور تہذیب الاخلاق کے اور ممبروں کو اُن سے کچھ فائدہ نہ پہنچےگا — لیکن اب اکثر ممبروں کی رائے یہ ہے کہ معارضہ کرنا چاہیئے اسلیئے اب ہم اطلاع دیتے ہیں کہ جو مہتممان اخبار ہمارے پرچہ تہذیب الاخلاق سے معارضہ کرنا چاہیں گے تو ہم بہت خوشی اور شکریہ داری سے معارضہ کو منظور کرتے ہیں \*

راقم

سید احمد

منیجر اور ممبر تہذیب الاخلاق

## اطلاع

## بنتخت مست خریداران تہذیب الاخلاق

جو کہ ماہ محرم قریب آیا ہے اور سال سنہ ۱۲۸۹ ہجری ختم ہونے کو ہے اسلیئے خریداران تہذیب الاخلاق کی خدمت میں التماس ہے کہ قبل اختتام سال ہجری چار روپیہ زر قیمت تہذیب الاخلاق بابہ سال سنہ ۱۲۹۰ ہجری پیشگی موصحت فرمائیں جس صاحب کے پاس سے پیشگی زر قیمت قبل اختتام سال ہجری نہ آجائیگا اُن کے نام پر یکم محرم سنہ ۱۲۹۰ ہجری سے تہذیب الاخلاق روانہ ہوگا \*

راقم

سید احمد

از بناروں

فائدہ ہے — ایسی حالت میں انسان کی سمجھ نہایت آسانی سے حق بات کی طرف سے پھر جاتی ہے اور اُس کا دل غلطی کی طرف مایل ہو جاتا ہے اور یہی باتیں ہیں جن کے سبب سے تمصب اور ہزاروں غلطیاں اور پروردہ برائیاں اور لا معلوم صیب انسان کے دل میں گھس جاتے ہیں — جس کام کے کرنے میں عقل کے سوا اور جذبوں کی بھی ترغیب ہو اُس کے کرنے میں عقلمند آدمی کو ہمیشہ تڑنا اور ہمیشہ اُس پر شبہ کرنا چاہیئے کہ ضرور اس میں کوئی نہ کوئی برائی چھپی ہوئی ہوگی \*

ان اصولوں پر اپنے خیالوں کو جانچنا اور اپنے دل کو تڈلانا اور دل کے تاریک جذبوں کو ڈھرنڈھنا ہمارے لیئے اُس سے بڑا کر کوئی چیز مفید نہیں ہے — اگر ہم اپنے دل میں ایسی مضبوط فیکی پٹھانی چاہیں جو قیامت کے دن ہمارے کام آئے — جس دن کہ ہمارے بھیدوں کا جاننے والا ہمارے دل کو جانچےگا جسکی عقل اور انصاف کی کچھ انتہا نہیں — تو ان اصولوں پر چلنے سے بہتر ہمارے لیئے کوئی راہ نہیں — ہمارے باطنی اسلام نے جب ہمکو یہ سکھایا ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ہمارے دل کے چہرے بھیدوں کو جانتا ہے تو اُس نے کس خوبی اور خوبصورتی سے اُس ریاکاری کی برائی ہمکو بتلا دی جس سے انسان دنیا کو دھوکا دیتا ہے اور خود اپنے آپ کو ہی فریب میں ڈالتا ہے داؤد نے بھی اپنی مناجات میں اُس ریاکاری کے خوف کو جس سے انسان خود اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے قہایت دلچسپ لفظوں میں ادا کیا ہے جہاں اُس نے کہا ہے کہ اے خدا مجھکو جانچ، میرے دل کی تہہ کو ڈھونڈ، میرے خیالوں کو دیکھ، مجھکو ٹٹول، مجھکو بظہری پر کہہ، کہ مجھ سے کس برائی نے راہ کی ہے اور مجھکو ایسی راہ پر لیچل جو ہمیشہ کر قائم رہے \* لا \*

راقم

اے - قی - سید احمد

بمقام عیگدہ — مطبع علیگدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا



# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۱۹ ]

یکم ذیقعدہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی

[ جلد سوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

#### تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترغیب کے منایں فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے آنہی سے کی جارے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوهام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹاے جاویں \*

### اطلاع

تشریع قیمت و مصرف مبالغ

#### تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا \* یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ گنتا نہوگا \*

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو ہی پرچہ چار اٹھ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

## A CHRISTIAN cum MAHOMMEDAN ENTERTAINMENT.

On the 26th November 1872, that fine old gentleman, Syed Ahmed, gave a public dinner at Benares to welcome his son, Syed Mahmood, who has just returned from a most successful career of four and a half years at Cambridge and Lincoln's Inn. A very noticeable feature in the evening's entertainment was the presence of a number of Mahomedan gentlemen, amongst them the Nawab of Sinwance, Moulvi Meldee Ally of Mirzapore, Moulvi Zianool Abadeen and others, all of whom ate at table in common with their European friends. This is, I believe, the first time in the history of these Provinces that Mahomedans in any number have sat down to dinner with Englishmen. This result is owing to the steady exertions of that excellent and talented man, the host on this occasion, who, although abused by some of his co-religionists and looked on askance by some of the European community, has nevertheless worked continuously and steadfastly, trusting to time and his exertions for his reward. He has long perceived how prejudicial it is to his race not to have that great social banner—a dinner, in common with men of every nation and every creed; and how contrary to his religion and to common sense is that custom prevalent amongst his race in India of not eating with Europeans—a custom entailed on his people by centuries of contact with Hindooism. He knows full well the aspect of the matter from both sides; how English gentlemen complain, and with reason too, that there are but a very limited number of Mahomedan gentlemen, whose habits and ways of thought would make it at all a pleasure to sit at the dinner table with; how native gentlemen complained, and with just as much reason, that many English gentlemen look upon them as intruders and take no trouble whatever to make them feel at ease. He knows also what difficulties the difference of language presents in the way of real social intercourse; how few natives know English sufficiently well to enable them to join thoroughly in that social chit-chat which is the very essence of good dinner conversation, and how few Englishmen there are, comparatively, who can keep up an ordinarily intellectual conversation in Oordoo. He does not, however, despair. There are signs in the times now that real social in-

مضمون نمبر ۱۲۰

## مسلمانوں اور عیسائیوں کا جلسہ

۲۶ نومبر سنہ ۱۸۷۲ء کو مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی نے جو ایک معقول اور دور اندیش رئیس ہیں اپنے بیٹے سید محمد محمود صاحب کی اُس کامیابی کی خوشی میں جو ساڑھے چار برس کیمریج یونیورسٹی اور لنکن این کی تحصیل علم میں اُنکو حاصل ہوئی اور جو ایک مدید عرصہ کے بعد یہ نیک مرام اپنے وطن کو واپس تشریف لائے پنارس میں ایک تقریر دیا اس عمدہ جلسہ میں چند نامی اور معزز مسلمان بھی شریک تھے جن میں سے ایک تو ثواب صاحب سواتی اور دوسرے مولوی مہدی علی پٹنی کلکٹر مرزاپور اور مولوی زین العابدین منصف بلند شہر تھے میں یقین کرتا ہوں کہ ان اصلاح کی ترویج میں یہ اول ہی یادگار ہوگی کہ چند مسلمانوں نے انگریزوں کے ساتھ ایک جلسہ میں کھانا کھایا اور دوستانہ طور پر ایک جگہ باہم مل جلکر سب نے خوشی کی یقیناً یہ اُس مدبر اور مستقل مزاج شخص کی مدد کوشش کا نتیجہ ہوا جو اس جلسہ کا میزبان تھا اس شخص کے استقلال کو یہاں تک رسوخ اور استحکام حاصل ہو گیا ہے کہ اب اگر اکثر اُسکے ہم مذہب بھی اُسکو برا بھلا کہتے ہیں اور اثر اعلیٰ یورپ بھی اُسکو ایک اگے آدمی بتاتے ہیں مگر وہ صرف اس اُمید پر کہ کبھی نہ کبھی مجھکو میری کوششوں کا ضرور نتیجہ ملیگا ایسی باتوں کا خیال بھی نہیں کرتا اور اُسکی ثابت قدمی میں کام کو بھی لغزش نہیں آتی اُس دور اندیش شخص کے ذہن میں یہ بات بطوریِ جم گئی ہے کہ غیر قوموں کے ساتھ مسلمانوں کا میل جول نہ ہوتا اور اُن کے جلسوں اور دعووتوں میں اُنکا شریک نہ ہونا نہایت ہی مضر ہے اور مسلمانوں کا یہ اصوات کہ غیر قوموں کے ساتھ کھانا پینا جائز نہیں ہے بالکل ایک اچھی سمجھ کے برخلاف ہے ایسے خیالات ان میں صرف ہندوؤں کے پاس سدھا برس رہنے سننے سے پیدا ہو گئے ہیں وہ اسبات کو بھی خوب سمجھتے ہوئے ہیں کہ انگریزوں کے ساتھ نہ کھانے سے انگریزوں کو اسبات کا تصور خیال ہی کہ ایسے مسلمان جن کے خیالات کی مدد کی کے سبب سے ہمکو اُنکے ساتھ کھانا خوش معلوم ہو رہا ہے کہ ہمیں اور وہ ہندوستانی شونا کی اس شکایت کو بھی خوب سمجھتے ہیں کہ انگریز ہمارے ساتھ ایسے نہیں ملتے جس میں ہمکو اُن کے ساتھ کچھ تکلف نہر اور اُنکو ہمارے سبب سے کچھ تکلیف نہر اور اُنکو یہ بات بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ سب سے بڑا خلل انداز باہمی میل جول میں زبان کا اختلاف ہے جس کے لحاظ سے اس قسم کے ہندوستانی جو انگریزوں کے جلسوں میں مجاہدی گفتگو کر سکیں نہایت ہی قلیل ہیں اور نیز انیسے انگریز بھی ہیں کہ ہمیں جو ایسے جلسوں میں اچھی طرح اُردو بول سکیں مگر چونکہ بالکل اس تک کے سپر سے اچھڑے کی نسبت مولوی سید احمد خاں صاحب کو کچھ

tercourse between the English and their native brethren is not very far distant, and certainly if all Mahomedans were like Syed Ahmed and Syed Mahmood that desirable consummation would be very close at hand.

At the dinner in question were Mr. Shakespear, A. G. G. and Commissioner; Colonel Walker, v. C., "The Buffs;" Mr. Maynard Brodhurst, c. s.; Colonel King, Commanding 18th N. I.; Mr. Lumsden, c. s.; Major Readon, R. A.; the Rev. Messrs. Nicholls and Sherring; Majors Mosely and Playfair, 13th N. I.; Captain Ballesly, "The Buffs," and about thirty residents of Benares, European and Native. After dinner Mr. Shakespear proposed the health of Syed Mahmood in a few well-chosen words, and requested him to give an account of his experiences in England. After the toast had been drunk with all the honors, Syed Mahmood gave the following, very fluently and feelingly:—

"MR. SHAKESPEAR AND GENTLEMEN,—It affords me the greatest satisfaction to find myself surrounded by a large number of the English community of this city, as well as by some of my own countrymen assembled here to-night to dine at the same table, as a mark of favor to me. It is the more pleasing to me to find myself thus situated so soon after my arrival, for the cordiality with which the toast has been drunk is far more than the fondest hopes I could possibly entertain. But, gentlemen, by whatever feelings of pride, of satisfaction, and of gratitude I may at the present moment be animated, I cannot help regarding this meeting of far greater importance than a matter of mere personal favor. I regard this as a demonstration of a feeling which has commenced, and I hope is daily growing, among the Anglo-Indian community—a feeling to unite England and India socially even more than politically. The English rule in India, in order to be good must promise to be eternal; and it can never do so till the English people are known to us more as friends and fellow subjects, than as rulers and foreign conquerors. The 26th of November 1872 will always be remembered, in the annals of Indian society, as the day on which Englishmen first joined at a public dinner with the Muslims of India. It is in this fact that I am cheered to see the most healthy symptoms of our future prosperity and the best promises of a social amity between the Muslims of India and

ماہر سی نہیں ہی اسلیف آتکر اپنے ارادوں میں پوری ثابت قدمی حاصل ہی اور اب زمانہ کی کیفیت دیکھنے سے بھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں ہندوستانیوں اور انگریزوں کے باہم پورا میل جول ہوگا وہ زمانہ کچھ دور نہیں رہا اور اگر آج تمام مسلمان مولوی سید احمد خاں صاحب اور سید محمد محمود صاحب کی مثل ہو جائیں تو بہت جلد یہ کام انجام کو پہنچ جائے \*

اس جلسہ میں مسٹر شیکسپیر صاحب بہادر کمشنر اور کرنل واکر صاحب بہادر وی سی اور مسٹر ایم براڈہرسٹ صاحب بہادر سی ایس اور کرنل گنگ صاحب بہادر ایس آر کان نوچ پیداکان ہندوستانی نمبر ۱۳ اور مسٹر لاسٹن صاحب بہادر سی ایس اور میجر ریڈن صاحب بہادر آر اے اور ریورینڈ مسٹر نکلس صاحب اور مسٹر شیرنگ صاحب اور میجر مولوی صاحب اور میجر پلیفائر صاحب متعلقہ پلٹن پیداکان ہندوستانی نمبر ۱۳ اور کپتان بیلکسلی صاحب اور قریب تیس آؤر غوربین اور ہندوستانی رؤسا بنارس کے شریک تھے کہانے کے بعد مسٹر شیکسپیر صاحب بہادر نے چند مختصر الفاظ میں سید محمد محمود صاحب کی سلامتی کے توسط کے بیٹے جانے کی تحریک کی اور درخواست کی کہ جو کچھ سید محمد محمود نے انگلستان میں مصیبت بات دیکھی ہی اُس کی کچھ کیفیت بیان کریں چنانچہ جب سب لوگ اس توسط کو دلی مسرت اور ہر طرح کی تعظیم کے ساتھ پی چکے تو سید محمد محمود صاحب نے کھڑے ہو کر نواب نصاب اور جوش کے ساتھ مندرجہ ذیل گفتگو کی \*

اے مسٹر شیکسپیر دیگر صاحبو — مجھ کو اس بات کے دیکھنے سے نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ آج آپ کی رات بہت سے صاحبان انگریز اور میز سے بعض ہر وطن صرف میز پر ایک ہی میز پر کھانا کھانے کے واسطے بیٹھے ہوئے ہیں مجھ کو اس بات کے دیکھنے سے اور بھی زیادہ خوشی ہوئی کہ میں نے اپنے راس اٹنے کے بعد بہت ہی جلد یہ جلسہ دیکھا جس گرم جوش کے ساتھ میری سلامتی کا توسط پیا گیا ہی وہ میری بڑی سے بڑی امیدوں سے بھی بہت زیادہ ہی اور اے صاحبو گورنمنٹ میز پر دل میں کیسا ہی نغور اور خوشی اور احسانمندی کا اثر ہو سکر میں اس جلسہ کو قطع نظر اس سے کہ وہ صرف میز پر خاطر سے ترتیب دیا گیا نہ اپنے ایک بڑا معاملہ سمجھتا ہوں میں اس کو اُس خواہش کی ایک نشانی سمجھتا ہوں جو ہندوستان کے انگریزوں کی ملینیتوں میں آج کل پیدا ہو رہی ہی اور میں اُس امید کرتا ہوں کہ وہ روز بروز ترقی پذیر ہو رہی وہ خواہش یہ ہے کہ انگلستان اور ہندوستان کے باہم ملکی امور کی بہ نسبت اخلاقی معاملات میں زیادہ اُتصاد پیدا کیا جائے ہندوستان میں انگریزی حکومت اُسی وقت مدد اور فائدہ مند ہوگی کہ وہ ہمیشہ کے واسطے رہے اور یہ اُسی وقت تک ہو سکتا جب تک کہ ہم انگریزوں کو بچاے

their Christian fellow-subjects. To me personally it is a matter of no ordinary pleasure, for I parted from England with feelings of a very mixed nature. It was not entirely with pleasure that I looked forward to returning to my native country and to my old friends. It was with pain that I looked forward to being separated, perhaps for many years to come, from a society in which I had spent four years of the most important portion of my life, with great happiness and advantage. When I left England I could not help feeling with anxiety that I was perhaps destined no longer to enjoy the advantage of the refined society of Englishmen; but the manner and friendly way in which we have spent this evening justifies a hope that, though separated by thousands of miles from the land of Britons, I may not altogether be deprived of the advantages which I had the good fortune to enjoy during my residence in England. Mr. Shakespear has asked me to give you some idea of what struck me most in your country. It is no compliment when I say that it was neither the great mechanical power of England, nor her extensive labour, nor even her wealth, that produced in me feelings of the greatest admiration. It was the refinement of the English society and its institutions that I took the greatest interest in, and admired most. The society in England, which at first appeared to me to be a net-work of the most complicated nature, is perfectly clear to me now, and it is only just to say that I cannot conceive a nobler human being than an English gentleman of good birth and good education. It is in this persuasion of mind that I recognize no rank in society higher than that of a gentleman. I am no republican in politics, but in social matters I certainly feel that there can be no rank higher than that of a gentleman, if the word is good enough to express my meaning. As a social republican, I attach no great importance to birth or any other matter of chance; but at the same time I cannot help saying that the disadvantage of having no family traditions is a disadvantage which education alone can very seldom overcome. I have dwelt thus much upon the social peculiarities of England, for I believe that to be by far the greatest secret of her prosperity and greatness.

"Gentlemen, I have already detained you long, and it is not my intention to give a lecture upon England in responding to your good wishes; I have only

کچھ مند اور حاکم ہونے کے اپنا دلی دوست اور ہم عصر رمایا نہ تصور کریں گے ہندوستان کی تاریخ میں ۲۶ نومبر سنہ ۱۸۷۷ء اس بات کے لحاظ سے ہمیشہ یادگار رہیگی کہ اُس دن انگریز اول ہی مرتبہ ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ ایک پبلک قتلہ میں شریک ہوئے اسی بات سے مجھ کو اپنی قوم کی آئندہ بہبودی اور ہندوستان کے مسلمانوں اور اُن کی عیسائی ہم عصر رمایا کے درمیان باہمی میل جول کی نہایت بڑی اُمید ہوتی ہے اور اُس کے عمدہ آثار نظر آتے ہیں میرے حق میں بھی خاص یہ معاملہ کچھ کم غرضی کا باعث نہیں ہے کیونکہ جسوقت میں انگلستان سے چلا تھا اُس وقت میرے دل میں طرح طرح کے خیالات تھے چنانچہ جس وقت میں انگلستان سے مفارقت کی تھی اس وقت مجھ کو اپنے وطن میں پھونپنے اور اپنے دوستوں سے ملنے کی اس قدر غرضی نہ تھی جقدر کہ مجھ کو اس بات کا رنج تھا کہ اب میں ایک ایسی عمدہ صحبت سے جدا ہوتا ہوں جس میں میں نے اپنی زندگی کے نہایت بڑے نظیر حصہ کو چار برس تک بڑی غرضی اور طرح طرح کے فائدوں کے ساتھ بسر کیا جب مجھ کو انگلستان سے جدائی ہوئی تھی تو مجھ کو اس بات کی بڑی فکر تھی کہ دیکھو اب مجھ کو اہل یورپ کی مفید صحبت سے پھر بھی محاصل ہوگا یا نہ ہوگا مگر جس دوستانہ اور مخلصانہ ماحول پر اس جاسے میں مجھ کو اعلیٰان یورپ کی ملاقات نصیب ہوئی مجھ کو اُسے سب سے بڑی اُمید ہوتی ہے کہ میں انگریزوں کے ملک سے اب ہزارہا میل کے فاصلہ پر ہوں مگر تاہم میں اُن فریاد سے محروم نہ رہوں گا جو میں نے اپنی خوش قسمتی سے انگلستان میں حاصل کیئے مسٹر شیڈیلر نے مجھ سے یہ درخواست فرمائی ہے کہ جو بات میں نے انگلستان میں سب سے زیادہ پسندیدہ دیکھی ہو اُس کی میں کچھ کیفیت بیان کروں پس میری دانست میں گو ملک انگلستان بامتیاز اپنی بڑی صنعت اور دولت اور علم جو ثقل کے لحاظ سے بھی بڑے نظیر ملک ہے مگر مجھ کو انگلستان کی ان باتوں نے اس قدر حیرت اور تعجب میں نہیں ڈالا جقدر کہ اُس کے باشندوں کی حسن معاشرت اور طریق تمدن نے متعجب کیا ہے سب سے زیادہ میرا خیال اس طرف جاتا تھا اور میرا دل بھی اسی بات کو بہت پسند کرتا تھا اور گو ابتداء میں مجھ کو اُس کی حالت معاشرت ایک پیچیدہ چیز معلوم ہوتی تھی مگر اب میرے ذہن میں اُس کی اصلی کیفیت آگئی اور اب مجھ کو یہی کلمہ انصاف کا معلوم ہوتا ہے کہ شریف اور تعلیم یافتہ انگریزی جنٹلمین سے بہتر دنیا میں کوئی آدمی نہیں ہو سکتا اور میں اپنے اسی خیال کی وجہ سے لوگوں میں کسی شخص کا رتبہ جنٹلمین کے رتبہ سے زیادہ نہیں سمجھتا ملکی معاملات میں تو میں ریپبلکن نہیں ہوں لیکن معاملات معاشرت میں میری یہ تعظیم رائے ہے دنیا میں کسی شخص کا رتبہ جنٹلمین

تہذیب الاخلاق  
یکم ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۹ ہجری  
سنہ ۱۲۸۳ قریبی

مسلمانوں اور عیسائیوں کا جلسہ

attempted to say what I honestly feel, and of the truth of which I am sincerely convinced. But to express to you in a way at all adequate the intensity of my sensations upon the present occasion is beyond my power, and perhaps a needless task. I can only say that no language of mine can possibly do justice to my feelings, and that I regard this meeting as the beginning of a great revolution in the society of India, and a matter of equal satisfaction both to the English community and the native gentry of this country. And, gentlemen, because we are all assembled here at the same table, and because it is an occasion of more than mere personal interest, you will allow me to express in a public manner what I privately feel—the gratitude which I owe to my father for the liberal manner in which he has conducted my education. He has done for me far more than the most unreasonable wishes of a son could justify him to expect from his father, and I mention this as an especial point of satisfaction because I have sincere hopes that my father's example may be followed by other gentlemen of this country. It is not because I consider myself, or any attainments of mine, worthy of imitation; but because I firmly believe that so long as my countrymen do not see that education is the most important benefit that a father can confer on his son, there can be no hope for the regeneration of India. And, gentlemen, while talking of education and especially of the advantages that I have derived by my residence in England, it is hardly possible for me not to mention a name, which will ever be remembered by me with feelings of the greatest respect and gratitude. It is the name of our present Lieutenant-Governor, Sir William Muir, to whom, I may say, I owe all that I have gained by my education in England; for without the favor which I had the good fortune to receive at his hands, I think my intended voyage to England would have been very doubtful, and perhaps never accomplished. At an age when most young men are at school he nominated me to an appointment for which I have no doubt he could have got others of greater ability and greater promise. I have ever since tried my best to make myself worthy of the estimate which he made of me; and I only wish that he had a few years more to re-

بے زیادہ نہیں ہو سکتا اور میرے نزدیک معاملات معاہدے میں کسی قبل بالاتفاق امر کا بھی چنداں اعتبار نہیں ہے البتہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کسی خاندانی شہرت اور نام کے نرنے کی قیاحت ایسی چیز نہیں ہے کہ کوئی شخص اُسکو صرف تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے رفع کر سکے اور چونکہ میرے نزدیک انگلستان کی اس عظمت اور شہرت کا بڑا سبب اُس کی حسن معاہدے ہی ہے اس سبب سے میں نے اسی بات کو سب سے بہتر اور ذکر کرنے کے لائق خیال کیا ہے \*

۱۲۔ صاحبو میں نے آپ کی بہت کچھ سماع خراشی کی اور میرا یہ ارادہ ہو کر نہیں ہے کہ میں آپ کی عمدہ خواہشوں کی تعمیل میں انگلستان پر کوئی لکچر درس بلکہ دینے صرف وہی بات بیان کی ہے جس کا مجھکو سچے دل سے خیال ہے اور جسکے راستہ ہونے پر مجھکو اعتماد کالی ہے جو کیفیت اُس وقت میرے دل کی ہے اُس کو پورا پورا بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے اور شاید وہ فقرہ کام بھی ہے اس لیے میں اسی بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ میری کسی تقریر سے میرے خیالات پورے پورے ادا نہیں ہو سکتے اور میں اس جلسہ کو ہندوستان کی حالت معاہدے کے انقلاب کا آغاز اور انگریزی قوم اور اس ملک کے ہندوستانی شرفاء دونوں کی بوابہ رضا مندی کا باعث سمجھتا ہوں اے صاحبو چونکہ اس وقت ہم سب ایک ہی میز پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اس جلسہ سے کچھ ہماری ذاتی ہی غرض متعلق نہیں ہے بلکہ اس سے بہت سے عمدہ نتیجوں کی امید ہے اس وجہ سے جو خیال اس وقت میرے دل میں ہے اُس کو میں عام طور پر مدح کرتا ہوں یعنی جس فیاضی اور عالی ہمتی کے ساتھ میرے والد ماجد نے میری تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا اُس کا شکریہ ادا کرنا بہو کیف میری طاقت سے باہر ہے کیونکہ جو توقع ایک بیٹا اپنے باپ سے کر سکتا ہے اُس سے بہت ہی کچھ زیادہ اُنہوں نے میرے واسطے کیا ہے اور میں اس بات کو اس وجہ سے زیادہ رضامندی کا باعث بیان کرتا ہوں کہ مجھکو دلی امید ہے کہ اس ملک کے اور رُسا بھی اس باب میں میرے والد کی پیروی کرینگے ہیں اپنے تئیں یا اپنی لیاقتوں کو اس پیروی کے قابل نہیں سمجھتا بلکہ مجھکو یقین، واقع ہے کہ جب تک میرے ہوطنوں کو اس بات کا خیال نہ ہوگا کہ جو فائدے باپ اپنے بیٹے کو پہنچا سکتا ہے اُس سبب میں تعلیم کا نہایت بڑا فائدہ ہے اُس وقت تک ہندوستان کی تہذیب یعنی ترقی نہیں ہو سکتی اے صاحبو تعلیم و تربیت کے ذکر کے ساتھ اور خصوصاً اُن فائدوں کے ذکر کے ساتھ جو میں نے انگلستان میں دیکھے ہیں حاصل کیئے ہیں ممکن نہیں ہے کہ میں ایسے نام کو بیان نہ کروں جس کو میں ہمیشہ نہایت تعظیم و تکریم اور

man amongst us in this country, when he could see whether his hopes, which he was good enough to entertain for me, were at all destined to be realized.

“And now, gentlemen, before I sit down, I must again remind you that our assembling here to-night in a friendly way foretells great things for India. The British rule in India is perhaps the most wonderful phenomenon the history of the world has ever seen; and I sincerely hope that the results which are destined to follow from it will be still more wonderful. I have heard it said that the English rule in India is for the sake of England. I have also been told that England rules India for the good of India. I for one am an advocate of neither of these opinions. I regard the British rule in India as a benefit both to India and to England, and the more we advance, the more clearly we shall see the advantages which both countries desire from this union. The prosperity of India is the prosperity of one of the most important and most intrinsic portions of the British empire, and it is my sincere conviction that any policy must be unsound which does not consider the interests of the two countries identical. I do not consider that the mission of England in this country is to educate it in order to leave it. On the contrary I hope a day may come when the people of India will regard England not as a greedy accumulator of wealth, nor as a foreign tyrant, but as a mother from whom they derive nourishment and support, both material and intellectual. That will be a day of the greatest prosperity to India, and of the greatest glory to England. The British rule in India will then be upon a basis of eternal strength—fearless of any foreign aggression or inimical policy. The more we advance in our political course, the stronger will become the ties of friendship between us, and the British rule will then be regarded, neither as a rule of conquest and of arms, nor as a calamity to India, but as a great blessing from Heaven.”

ہکر گذاری کے ساتھ یاد کروں گا وہ نام سر ولیم میور ہمارے مختلف گورنر حال کا نام ہی جو کچھ میٹھے انگلستان میں اپنی تعلیم و تربیت کے باعث سے حاصل کیا ہی وہ سب حضور ممدوح کی ہی بدولت ہی کیونکہ جو عنایت و کرم جناب ممدوح نے میرے حال پر کیا تھا اُس کے بغیر میرا انگلستان کا سفر ایک امر مشتبہ ہوتا اور شاید کبھی پورا نہ ہوتا جس زمانہ میں انٹر ٹوجران آدمی مدرسہ ہی میں تعلیم پاتے ہیں اُس زمانہ میں جناب ممدوح نے مجھ کو ایک ایسے کام کے واسطے منتخب فرمایا جس کے لیئے حضور ممدوح کو سب سے زیادہ لائق آدمی مل سکتے تھے چنانچہ اسی زمانہ سے میٹھے ہمیشہ اس باب میں کوشش کی کہ جو اندازہ جناب ممدوح نے میری لیاقتوں کا کیا تھا اپنے تئیں اُس کے لائق بنائیں اور اب صرف میری یہ تمنا ہی کہ جناب ممدوح چند سال اس ملک میں اور روٹن انفرز رہیں تاکہ اُس کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ جو اُمیدیں انہوں نے از راہ مہربانی میری نسبت فرمائی تھیں آیا وہ پوری ہوگئی یا نہیں \*

میں چاہتا ہوں کہ اپنی جگہ پر بیٹھنے سے پہلے مکرر یہ بات آپ صاحبزں کے روبرو بیان کروں کہ اس وقت ہمارا یہ دوستانہ جلسہ اور باہمی ارتباط و محبت کے ساتھ ایک جگہ بیٹھنا ہندوستان کے حق میں بڑے بڑے فائدوں کی خبر دیتا ہی اور گویا ہندوستان کی آبادی بھڑکی کی عمدہ پیشکش گوئی ہی اگر نظر غور سے دیکھا جاوے تو ہندوستان میں انگریزی حکومت ایک ایسی عجیب و غریب شے ہی کہ دنیا کی تواریخ میں اُس سے زیادہ کڑی عجیب نہیں دیکھی گئی اور مجھ کو دلی اُمید ہی کہ جو نتیجے اس بے پناہ حکومت سے ہندوستان میں پیدا ہوتے والے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب لطف ہونگے بعد ازاں اگر وہ اس کا یہ کام کریں کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت ہونے کے سبب سے صرف انگلستان کا ہی فائدہ ہی اور پش کی یہ راہ ہی کہ انگلستان جو ہندوستان پر حکومت کرتی ہی اُس سے صرف ہندوستان کا ہی فائدہ ہی مگر میرے نزدیک یہ دونوں رائیں صحیح نہیں ہیں اور اصل یہہ ہی کہ ہندوستان پر انگلستان کی حکومت سے انگلستان اور ہندوستان دونوں کا فائدہ ہی اور جس قدر ہم کو ترقی کا خیال زیادہ ہوگا اُس قدر ہم کو یہ فائدہ زیادہ معلوم ہوتے جارہینگے جو دونوں کو اس ربط و اتصاف سے متصور ہیں ظاہر ہندوستان کی ترقی ہندوستان کے ساتھ مضمر معلوم ہوتی ہی مگر حقیقت میں ہندوستان کی ترقی سلطنت برطانیہ کے ایک بڑے حصہ کی ترقی ہی اسیوجہ سے میرا یہ اعتقاد ہی کہ جس کام میں انگلستان اور ہندوستان دونوں ملکوں کے مقاصد کی مطابقت کا لحاظ ہوگا وہ کام ہمیشہ ناکام رہیگا میری دانست میں ملک انگلستان ہندوستان کو اس فرض سے تعلیم و تربیت نہیں دیتا کہ ایک زمانہ میں اُس کو اصلاح دیکر اُس سے عہدہ درجاوے بلکہ مجھ کو یہ اُمید ہی کہ ایک دن نہ ایک دن ہندوستان کے دل پر یہ بات ملے ہو جاوے گی کہ انگلستان دولت کا لالچی اور اچھی ظالم نہیں ہی وہ ہمارا ایسا سچا مرنی ہی جسکی بدولت ہم مل اور مال و دولت سب کچھ حاصل کرسکتے ہیں اور جب ہندوستان میں ایسے خیالات پیدا ہو جاوے گئے تو وہ ہندوستان کے لیئے بڑی ترقی کا زمانہ اور

Captain Graham then proposed the health of the host, which was most warmly responded to. Syed Ahmed spoke in Oordoo to the following effect:—

He expressed his thanks to the assembly, and his great pleasure at finding himself in the company of so many Englishmen and Musulmans—all dining at the same table at his house. He said that he always held it as a truth that mankind were created to do good to one another and to enjoy each other's society in this world. To one who believed in this universal brotherhood of man how much satisfaction such a meeting would afford, where those so intimately connected in their political relations should join with feelings of mutual friendship and cordiality. He expressed it to be his opinion that the religion in which he believed taught no other feelings towards Christians than those of real friendship. If there is any nation in this world with whom the Musulmans ought to have friendly intercourse it is the Christians, who are styled in the Musulman Scriptures as the people of "the book." He also said that he had done his best to improve a feeling of friendship between the English rulers and the Musulmans of India, and that he did not entertain it as a mere opinion, but had sent his son, then present, to England for accomplishing his education. In doing this he hoped to establish an example for the Musulmans of India in order to impress upon them the importance both of a friendly intercourse between the English rulers and their Musulman fellow-subjects, and the importance of educating their children. He considered that being born or educated in a civilized country was a fortunate thing for a man, and in order to show the truth of it by practice itself he had done, as he believed, an act of the greatest friendship to his son by sending him to England for education. He then dwelt upon the object of his own visit to Europe, that it was not for any business that he went to England, but simply to study her

انگلستان کے لیئے ایک نفر کا زمانہ ہوگا اور پھر اُس زمانہ میں انگلستان کی حکومت بھی ایسی مستحکم بنیاد پر قائم ہو جاوے گی کہ فہر ملکوں کے حوالوں یا انکی مصافحاتہ تدبیر مملکت سے کچھہ آسکر جنبش نہوگی جسقدر ہم اپنی ملکی حالت کو شکستہ کوئنگے آسقدر ہماری اور انگلستان کے باہم اتحاد کا ازدیاد ہوگا اور آسوقت لوگ انگریزی حکومت کو ایک خدا داد نعمت سمجھنے لگیں گے \*

پھر اس کے کچھان گزیر ہم صاحب بہادر نے مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی کی سلامتی کے ٹرسٹ کی تحریک کی جس کو سب لوگوں نے نہایت خوشی سے منظور کیا اور سلامتی کا پیمانہ پیا \*

پھر اس کے سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی نے ارباب جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور جو انگریز اور مسلمان اُس جلسہ میں موجود تھے اُن سب کو ایک میز پر کھانا کھاتے دیکھ کر اپنی نہایت خوشی ظاہر کی اور کہا کہ اس دنیا میں انسان صرف اسی واسطے پیدا ہوئے ہیں کہ ایک دوسرے کو فائدہ پہونچاویں اور اپنی سبھی چیزیں جلسوں سے حظ اورتھاریں پس جو لوگ اس عام پڑاوانہ تعلق کو سمجھتے ہیں وہ یقیناً ایسے جلسوں سے بہت خوش ہونگے جنہیں ایسے لوگ دوستانہ طرز پر ہریک ہوں چنگے ساتھ ہم کو ملکی تعلقات کے لحاظ سے ایک بڑا ارتقاء ہی اور سید احمد خاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں کے مذہب میں صاف اس بات کی ہدایت موجود ہے کہ مسلمان انگریزوں کے ساتھ سچی دوستی پیدا کریں اگر دنیا میں کوئی قوم ایسی ہی جس کے ساتھ مسلمان دوستانہ راہ و رسم رکھ سکتے ہیں تو وہ قوم صرف عیسائی ہی ہیں جنکو خداے تعالیٰ نے قرآن پاک میں اہل کتاب کہا ہے مولوی سید احمد خاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے انگریزوں اور ہندوستانیوں کے درمیان رہا و ارتقاء پیدا کرنے اور انکے باہم مصیبت کو ترقی دینے میں نہایت کوشش کی ہے اور میری یہ کوشش صرف زبانی ہی نہیں ہے بلکہ میں نے اسی غرض کی تکمیل کے واسطے اپنے بیٹے سید محمد محمود کو انگلستان میں تعلیم حاصل کرنے کے واسطے بھیجا تھا میں نے اس کام کو اس امید سے کیا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیئے یہ ایک نمونہ قائم ہو اور ان کے دلوں میں یہ بات پیٹھ جائے کہ انگریزی حکام اور ان کی مسلمان رعایا کے باہم دوستانہ رہا و ضیاء پیدا ہونا اور مسلمانوں کو اپنی اولاد کا اس طریقہ سے تعلیم دینا بڑی ضروری بات ہے جو لوگ کسی ہایتہ ملک میں پیدا ہوں یا ایسے ملک میں تعلیم پڑیں میری رائے میں وہ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں چنانچہ میں نے اپنے اسی مقصد کے موافق کی رو سے ثابت کرنے کے لیئے اپنے لڑکے کو انگلستان میں بھیجا اور درحقیقت میں نے اس کے حق میں یہ ایک بڑی دوستی کا کام کیا ہے اُس کے بعد مولوی صاحب نے اُن مقاصد کو بیان فرمایا جو انگلستان کے جانے سے انکو مد نظر تھے چنانچہ فرمایا کہ میں انگلستان کو صرف وہاں کے باشندوں کے طرز و طریق دیکھنے اور اُنکے طریق معاشرت

people and their institutions." He then said that his son ought not to consider only one visit sufficient, but in future to take, if circumstances allow, other opportunities of visiting Europe, and that he himself had a wish and a hope to see England again, and spend a few months of happiness in Scotland in the neighbourhood of his old friend, Captain Graham.—Pioneer.

ضرور نہیں ہی مگر جو کہ یہ بات کہی جاتی ہی کہ میں نے ایک حکم خاص منصوص قرآنی کے برخلاف کیا اور کہا اس لیئے صرف اسی قدر لکھا اور اسی بات کی تحقیقات کرنا کہ پورے منصفیہ کی حرصت بموجب آیت مستدلہ کے منصوص قرآنی ہی یا نہیں کانی اور دانی ہوگا \*

میری تحقیق یہ ہے کہ پورے منصفیہ کی حرصت باستدلال آیت مستدلہ منصوص قرآنی نہیں ہی — وہ آیت جو میں منصفیہ کا ذکر ہی یہ ہے

ہی حرصت علیکم العیۃ والدمی والضم والنشزیر و ما اهل لغير الله به والمنصفۃ والموثوقۃ والمتروکۃ والنطیقة وما اهل السبع الاسانکیتیم و ما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام ذلکم فسق — اب غور کرو کہ اس آیت میں چار لفظ ہیں — المنصفۃ — الموثوقۃ — المتروکۃ — النطیقة — ان چاروں میں حرف تاد فوقانی موجود ہی اور ہمکو بموجب معادارہ زبان عرب کے اصیات کا قرار دینا پڑی ہی کہ یہ تے کس قسم کی ہی اور جو کہ کسی دوسری آیت قرآن مجید سے قسم تے کا تمہیں جو ذمہ منصفیہ میں ہی نہیں پایا اس لیئے ہمکو اپنے اجتہاد سے اسکا تعین کرنا پڑتا ہی پس اب ہم اُس تے کو کسی قسم کا قرار دیں اور کسی جائز کی حرصت کا مسئلہ اُس سے نکالیں اُسکی حرصت منصوص نہوگی کیونکہ ممکن ہی کہ وہ تے اُس قسم کی نہو بلکہ دوسری قسم کی ہو اور اُس قسم کے جائزوں کی حرصت پر حار ہی نہر \*

مثلاً ہم قرار دیتے ہیں کہ ان چاروں لفظوں میں تاد تائید ہی جیساکہ اکثر مفسرین نے بھی قرار دیا ہی پس اس حالت میں بموجب معادارہ زبان عرب کے ضرور ہی کہ یہ چاروں لفظ صفت ہوں کسی موصوف معذوب مرنے کے \*

اب ہمکو دوسرا اجتہاد کرنا پڑا کہ وہ موصوف مرنے معذوب کون ہی جسکو ہم قرار دیں بہر حال جس کو قرار دیں اُس کی حرصت البتہ اس آیت سے نکلے گی مگر اُس کی حرصت اجتہادی ہرگز نہ منصوص کیونکہ ہفتے در ہاتھوں کے ذمہ قسم تے کو اور موصوف معذوب کو نص قرآنی ہے نہیں بلکہ صونہ اپنے اجتہاد سے قائم کیا ہی — امام فخر الاسلام رازی فرماتے ہیں کہ یہاں موصوف مرنے معذوب

کی حالت جانچنے کے واسطے گیا تھا اور میرے نزدیک سید محمد معصوم کا ایک ہی ذمہ انگلستان میں جانا کافی نہیں ہی بلکہ اُس پر لازم ہی کہ جب اُسکو موقع ملے تو پھر وہ یورپ کو جارے اور مجھکو بھی یہہ آرزو ہی کہ پھر میں ایک مرتبہ انگلستان کو دیکھوں اور مقام اسکات لینڈ میں اپنے پرانے دوست مسٹر گریم صاحب بہادر کے پوروس میں چند مہینے بسر کروں \* پائیرنیر

نمبر ۱۲۱

خط

از طرف سید احمد

بنام

مولوی سید مہدی علی صاحب دہلی کلکتہ بہادر مرزاہور  
نسیب طہور منصفیہ اہل کتاب

میرے عزیز مہدی — میں نے اپنا وعدہ پورا کرنے میں یعنی میسائیر کی گردن مروزی ہوئی مرغی کی نسیب آپ کو خط لکھنے میں بہت توقف کیا آپ مجھے معاف کریں اب میں اس معاملہ میں آپ کو خط لکھتا ہوں اور اپنا وعدہ تیسوا خط لکھنے کا پورا کرتا ہوں \*

میں نے آپ کی تعذیرات کو اور آپ کے معاذمہ منصفیہ کو جو رسالہ احکام طہار اہل کتاب اور امداد الاحساب پر اپنے ارقام نوایا اور نیز ایک نامی رسالہ مزیل الازعام کو جسے میرے قدیم شفیق مولوی محمد علی صاحب نے نہایت خوبی اور ممانعت سے تعذیر فرمایا ہی بغیر دیکھا — ان تمام تعذیروں میں جو باتیں اوپر اوپر کی اور ادھر ادھر کی ہلم ڈولم تعذیر ہوئی ہیں اُن کی نسیب لکھتا آپ بھی غیر ضروری سمجھتے ہوئے اور جو اصل بات اس مسئلہ میں ہی اُسی کو لکھنا بہتر خیال فرماتے ہوئے اس لیئے میں اس خط کو مثلاً مباحثہ کرنے والے اور رد و دفع کرنے والے کے نہیں لکھتا بلکہ صرف اصل مطلب ہی کی تعذیر جو قناعت کرتا ہوں \*

اصل بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں ہی جو کسی طرح ہمارے مقاصد اور ترقی حسن و معارف کا ہارچ ہو — اگر کوئی شخص میسائیر کے ساتھ کھانا کھانے میں میسائیر کی گردن مروزی مرغی تہ کھارے اور اُس کو حرام سمجھے چشمہ ماروش دوسری رکابی کا کھانا نوش فرمادے ہم بھی اُس کو معتاط کہیں گے اور اُس کے فعل کو اولیٰ سمجھیں گے — انگریزوں کے ساتھ کھانا کھانے میں یہ ضرور نہیں ہی کہ جو چیز سامنے آوے خراہ نشوئے اُس کو کھا ہی لے — پس ایسی حالت میں اس مسئلہ میں زیادہ بحث کرنی کچھ بھی



دیکھو تو خود خدا نے صاف بتا دیا ہے کہ وہ موصوف مؤلف معصوف  
بہیمہ ہے نہ امام رازی صاحب کی پکری اور نہ ہمدانی تمہاری کوکزی —  
اب کون شخص ہے جو اپنی ہاں سپاہی ہے (اس بات پر کہ اس  
آیت میں چوند داخل ہیں دلی یقین کرتا ہوگا کہ تقلیداً خواہ تمہیں  
اُس کو مہمہ سے نہ نکالے) \*

دوسرے یہ کہ منعمات صفات چہارگانہ کے جو اس آیت میں  
مذکور ہوئیں اخبر دو معنوں — توہی — یعنی اور پرے کر کر مرجائے  
اور — نفع — یعنی لڑتے میں سینک کی چوٹ سے مرجائے کی صفت  
سوائے بہیمہ یعنی چوند کے چوند میں متحقق ہی نہیں ہو سکتی باقی  
رہا — و قد — یعنی لکڑی سے یا لکڑے سے یا اور کسی چیز سے مار ڈالنا  
اگرچہ یہ فعل چوند کی نسبت بھی ممکن ہے مگر جو لوگ اگلے زمانہ  
کی تاریخ سے اور جنگلی قوموں کے حالات سے اور خود عرب کے بیابان  
کے رہنے والوں کی عادات سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ صرف  
چوڑے چانوروں کا اس طرح پڑ خکار ہوتا تھا کہ آنکو گھیر کر لٹھوں  
سے مار ڈالتے تھے نہ چوند کا پس یہ صفت بھی درحقیقت مخصوص  
بہائم سے ہے نہ چوند سے — اب بھٹا غالب رہا — خلیق — یعنی  
گلا گھونٹ کر مار ڈالنا — اگرچہ یہ فعل چوند کی نسبت بھی ہاید  
ممکن ہے مگر عرب میں چوڑاؤں کا گلا گھونٹ کر مار ڈالنا مردود تھا  
جسکی حوص میں یہ آیت نازل ہوئی پس نہایت اندر سے ہی کہ  
انسان اپنے خیالات کے پھاندے میں پڑے اور احکام الہی کے مشاہد اور  
مرد کر نہ سمجھے \*

امام نظرا الدین رازی صاحب ’ تفسیر کبیر ’ میں لکھتے ہیں کہ  
واعام ان المنفقۃ علی وجہ مثلہا ان اهل البہایۃ کانوا یضنقون الشاة فاذا  
ماتت اکثرھا و منها ما یضنق یصل الصائد و منها ما یدخل راسھا فی  
مردین فی حفرۃ تتحقق قمرۃ الخ پس اس بیان سے بظہری ہاھر  
ہوتا ہے کہ جو احکام اس آیت میں مذکور ہیں وہ بہیمہ کی نسبت  
ہیں نہ چوند کی اسلیئے اس آیت سے علیر منفقہ کی حوص منصوص  
نہیں ہے البتہ ممکن ہے کہ قیاسی ہو \*

اس تقریر پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اگر اس آیت میں اُس  
استثناء کی تفصیل ہے جسکا ذکر الا مایاتی علیکم میں ہے تو یہ  
آیت میں اولہا الی اخرھا بہیمۃ الانعام ہی سے متعلق ہوگی پھر کلمہ  
میتۃ — ردم — وما اهل البہایۃ — وما اهل السبع — وما ذبیح  
مالی النصب — سے کیوں حوص چوند و چوند کی لیجاتی ہے چاہئے کہ  
وہ بھی مقصود ہے بہیمۃ الانعام میں \*

مگر یہ سوال صحیح نہیں ہے اسلیئے کہ اُن تمام کلموں کا  
مفہوم عام ہے مگر معص خاص ہو اسلیئے پس اپنے مفہوم عام ہونیکے

( شاة ) ہے نہ وہی اکثر کہانے میں آتی ہے اور باقی تمام جانوروں  
چوند و چوند کی حوص کا اُس پر قیاس کیا جاتا ہے — قبول کر کہ  
یہی اجتہاد صحیح ہے اس حالت میں اُس مرضی کی حوص دو  
اجتہادوں اور ایک قیاس غیر منصوص العاص سے قرار پارگی نہ نص  
قلمی سے \*

مگر امام صاحب نے فالحق شاة کو موصوف مؤلف معصوف مانا  
ہے ہم اُن کو اُس سے بھی عمدہ موصوف مؤلف معصوف بتاتے ہیں  
بہس میں تمام منفقہ جانوروں کی حوص آجاتی ہے اور پکری کی  
حوص پر باقی جانوروں کے قیاس کی حاجت نہیں رہتی اور وہ  
موصوف مؤلف معصوف — نفس — ہے پس تقدیر کلام یہ ہوگی کہ  
حوص علیکم النفس المنفقۃ الخ اور اس میں تمام منفقہ جانوروں  
کی حوص یہاں تک کہ مچھلی اور ٹٹی کی بھی داخل ہو جاوے گی  
اب قبول کر کہ یہی اجتہاد صحیح ہے تو یہی مرضی کی حوص دو  
اجتہادوں مذکورہ بالا سے قرار پارگی نہ نص قلمی سے \*

اب ہم اس تے کو تاد تانیف نہیں قرار دیتے بلکہ تاد تفل و  
تھریل قرار دیتے ہیں جیسا کہ صاحب تفسیر بیضاری نے قرار دیا ہے  
اور جو کہ یہ تے صفت کو اسم بنا دیتی ہے اس لیئے کسی موصوف  
مؤلف معصوف کی تلاش کی حاجت نہیں رہتی اور جس پر اطلاق  
منفقہ اور متودیعہ وغیرہ کا ہوگا اُس کی حوص اس آیت سے ثابت  
ہوگی مگر اُس کی حوص کا ثبوت ایک اجتہاد سے یعنی حرف تا کو  
تاد تفل قرار دینے سے ہوگا نہ نص صریح قلمی سے — تقدیر \*

اب میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک ان چاروں کلموں میں تاد تانیف  
ہے اور موصوف مؤلف معصوف بہیمہ ہے بمعنی مریض یا چوڑاہیہ یا  
چوند کے پس تقدیر آیت کی یہ ہے کہ حوص علیکم البہیمۃ المنفقۃ  
و البہیمۃ المتودیعۃ و البہیمۃ المتودیعۃ البہیمۃ الذہایۃ پس چوند اس  
حکم میں داخل نہیں ہیں \*

خود قرآن مجید سے بوجہ اس منفعہ ذیل ثابت ہے کہ یہاں  
موصوف معصوف بہیمہ ہے ’ اول یہ کہ خود قرآن مجید میں اسی  
’ آیت کے قبل شروع سورۃ میں خدا نے فرمایا ” احلص علیکم بہیمۃ  
الانعام الا مایاتی علیکم ” یعنی حلال ہوئے تمہارے لیئے چوڑے  
مریضی مگر وہ جو آگے بتا رہے ہیں اسکے بعد جو حرام جانور باخار  
صفت مؤلف بتائے وہ خود خدا کے فرمانے سے اسی استثناء کی تفصیل  
ہیں جسکی نسبت فرمایا تھا الا مایاتی علیکم نہ اور کسی کی اور  
موصوف مؤلف معصوف بھی وہی بہیمہ ہے جسکی نسبت اور فرمایا  
تھا کہ احلص علیکم بہیمۃ الانعام پس اگر انصاف سے بغیر تمصب اور  
بغیر اُن خیالات کے جو تقلیداً بغیر تحقیق کے دل میں بیٹھ گئے ہیں

چرند و پرند دونوں کو شامل ہیں بوجھل — منطقتہ — ومرتوۃ و متروکہ — وعلیحدہ کے کہ بسبب صفت ہونے ایک موصوف مصدوف کے نہ انکا مفہوم عام ہی اور نہ محل عام ہی اسلئے وہ سوائے جنس مستثنیٰ منہ کے اور کسی سے متعلق نہیں ہوسکتی اور ایسے طہور منطقتہ اہل کتاب کو ایہ کریمہ و عامہ الذین اور اہل کتاب ہلکم نے ہمارے لیئے حلال کر دیا ہے \*

اگرچہ میں نے چاہا تھا کہ جو کچھ اسباب میں میثری تحریر کی نسبت لوگوں نے لکھا ہے اور جو غلط فہمیاں میثری تحریر کی نسبت کی ہیں یا جو مسامحہ کسی تحریر میں خود مجھ سے ہوا ہے اور جو غلط استدلال ترمذی مقدس سے اس معاملہ میں لوگوں نے کیا ہے اس سب کو بالتفصیل لکھتا ہوں مگر جیسا کہ میں نے ابھی التماس کیا صرف اسی بات کے بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ آیت مذکورہ حرمیت طہور منطقتہ کو شامل نہیں ہے پس اسکو منحصر نہ کرنا صحیح نہیں

البتہ قیاسی غیر منحصر اہلک ہوتا ممکن ہے توں یہاں رسالہ ومن یہاں لایسامہ عیسائی مذہب کے ہر جہاں جیسا کہ اُس کے رہائش اور قیاس قبل نزول قرآن مجید سے سمجھتے آتے تھے ہر منطقتہ حرام نہیں ہیں اور اُس کے دلائل عیسائی مذہب کی کتب دینیہ میں مندرج ہیں پس جب کہ عیسائی وہ فعل مطابق اپنے مذہب کے کرتے ہیں تو با استدلال و عامہ الذین اور اہل کتاب حل لکم ہمارے لیئے حلال ہے میں سمجھتا ہوں کہ میثری نے میرا ایہ اجتہاد کافی ہی دوسرا شخص خواد اُس کو صحیح سمجھ کر خواد نہ سمجھ — مگر آپ سے اتنی بات اور کہنی چاہتا ہوں کہ تم اپنے دل کو خوب تگلو کہ میں یہ تمہارا اختلاف میثری سے ساتھ اسی تقلید کا اثر تو نہیں ہے جس سے انسان قبل تصدیق ہوا ایک بات کا فیصلہ کردیتا ہے اب میں اس نیاز نامہ کو ختم کرتا ہوں اور اگر کبھی دل میں آیا تو ابو ہاؤد کی حدیث کی نسبت یہی آپکو خط لکھوں گا — والسلام \*

راقم  
سید احمد

۵ دسمبر سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۱۲۲

### ہندوؤں میں ترقی تہذیب

یہ ایک نہایت عمدہ قریب ایک بڑے نفاذ پر کا ہی کہ زمانہ سب سے بڑا رفتار یعنی مصالح امورات ہے \*

ہندوؤں کا حال دیکھ کر ہم کو اس قریب کی تصدیق ہوتی ہے — انہی دنوں میں ہرہینس مہاراجہ صاحب ویجے نگرام کے لیئے

بمقام علیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبد الرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

راقم

سید احمد

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

جلد سوم [ یکم ذی الحجۃ سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی ] نمبر ۴۰

بسم الله الرحمن الرحيم

### اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

### تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے ليئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور ترغیث کے منایں فرمانا ہو تو سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت پاپس اس پرچہ کے آنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی \* اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہوں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی جس معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوجام اس ترقی کے مانع ہیں مٹائے جائیں \*

### اطلاع

تشریح قیمت و مصرف ممانع

### تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواتین بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جارہیگا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ متعلق نہ ہوگا \* اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو ہی پرچہ چار اٹھ ممانع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* ممبروں کو یہ قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُس کو اُس کے تقسیم کا بھی یہ قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

مضمون نمبر ۱۲۳

## مخالفت

دشمنی اور عداوت حمد اور تنجش اور ناراضی کے سوا ایک اور جذبہ انسان میں ہے جو خود اسی شخص میں کچھ عادتیں اور ردائیں اخلاق پیدا کرتا ہے اور ہمیشہ اس کے وہ اپنے مخالف کو کچھ نقصان پہنچا دے۔ خدا اپنے آپ نقصان کرتا ہے اس انسانی جذبہ کو ہم مخالفت کہتے ہیں \*

دشمنی اور عداوت کا منشا اکثر اطلاق حقوق کے سبب سے ہوتا ہے۔ زن یا زر زمین یا خون اس جذبہ کے جوش میں آنے کے باعث ہوتے ہیں \*

حمد کا منشاء صرف وہ اوصاف حمیدہ ہوتے ہیں جو معبود میں ہیں اور حاسد اُن کا خواہاں ہے مگر وہ اُس میں نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں \*

تنجش اور ناراضی اکثر باہمی معاشرت میں خلل رائج ہونے سے ہوتی ہے \*

مگر ان سب کے سوا ایک اور جذبہ انسان میں ہے جو بغیر ان سیبوں کے جوش میں آتا ہے اُس کا منشاء نہ زر و زمین و زن کی دشمنی ہوتی ہے اور نہ مخالف کے اوصاف حمیدہ کی خواہش ہوتی ہے کیونکہ یہ شخص اپنے مخالف کے اوصاف حمیدہ کو اوصاف حمیدہ ہی نہیں تصور کرتا اور نہ باہمی معاشرت کا خلل اُس کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اکثر اُن دُشمن میں ملاقات اور واقفیت بھی نہیں ہوتی بلکہ اس کا منشاء صرف یہ ہوتا ہے کہ اُسکی مخالفت رائے یا عقل و سمجھ دوسرے ترقی کی رائے اور سمجھ سے مخالفت ہوتی ہے \*

یہ جذبہ مخالفت قریباً کل انسانوں میں پایا جاتا ہے مگر مذہب اور تربیت یافتہ اور نیک دل آدمیوں میں اُسکا ظہور اور طرح پر ہوتا ہے اور نا مذہب اور نا تربیت یافتہ بد ذات آدمیوں میں اُسکا ظہور دوسری طرح پر ہوتا ہے یہ اُس مخالفت سے ہر قسم کے فائدے اُٹھاتا ہے اور دوسرا اُن فائدوں سے بھی محروم رہتا ہے اور دنیا میں خود اپنے تئیں بد طریق اور کذاب اور نا مذہب ثابت کرتا ہے \*

دنیا میں یہ بات قریباً نا ممکن ہے کہ تمام لوگ ایک رائے پر ہو کہ کسی ہی صحیح و سچ ہو متفق ہو جائیں پس ضرور ہے کہ آپس میں اختلاف رائے ہو نیک آدمی اپنے مخالف کی رائے کو نہایت نیک دلی سے سرنچھتا ہے اور ہمیشہ یہ ارادہ رکھتا ہے کہ اگر اُس میں کوئی اچھی بات ہو تو اُسکو چن لوں اور اگر مجھ میں کوئی غلطی ہو تو اُسکو صحیح کر لوں اور جب ایسی کوئی بات اُس میں نہیں پاتا تو اپنے

مخالفت کی غلطیوں کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے اور اُن غلطیوں کو اس طرح پر پاتا ہے جیسے ایک دوسرے دوست بتاتا ہے کہیں نہیں طبیعت کو ترور تازہ کرنے کے لئے نہایت دلچسپ طرائف بھی کر بیٹھتا ہے اور کبھی کبھی کوئی لطیفہ بھی بول اُٹھتا ہے اور باوجود مخالفت کے ایک دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے \*

کچھ طبیعت اور نا مذہب نا ضابطہ آدمی یہ رستہ نہیں چلتا کہ بات کی حسن و قبح کی طرف متوجہ نہیں ہوتا بلکہ اپنے مخالف کے عیوب ذاتی سے بحث کرنے لگتا ہے سفاک کلامی درخت کوئی سب و شتم اپنا پیشہ کر لیتا ہے اپنے مخالف کے عیوب واقعی کے بیان پر بس نہیں کرتا بلکہ ہر قسم کے بہتان اُس پر لگاتا ہے اور جھوٹی جھوٹی باتیں اُسکی طرف منسوب کرتا ہے اور خود سرور اعتدال علی الکاذبین بنتا ہے — اس راہ چلنے سے اور جھوٹ اتہام کرنے سے اور لعنت خدا کا سرور پٹنے سے اُس کا مطلب اپنے مخالف کو بدنام کرنا اور عام لوگوں میں جہاں اُس کے مخالف کے حال سے واقف نہیں ہیں ناراضی پیدا کرنا ہوتا ہے — مگر در حقیقت اُس کا یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا اور ہمیشہ اس کے کہ اُس کا مخالف بدنام ہو خود بھی زیادہ رسوا اور بدنام ہوتا ہے اس لئے کہ جب اُس مخالف کی پراپی جو اُس نے بڑا کذب و اتہام اُس کی نسبت منسوب کی ہے مشہور ہوتی ہے تو کوئی تو اُس کو سچ سمجھتا ہے اور بہت لوگ اُس کی تصدیق کے درپے رہتے ہیں اور جب اُس کی کچھ اصل نہیں پاتے تو ہمیشہ اُس کے مخالف کے خود اُسی کذاب پر لعنت اور تہور تہور کرتے ہیں اور بقول شخصے کہ دروغ کو دروغ نہیں ہوتا تہورے ہی دنوں میں اُس کی قلمی کھل جاتی ہے اور وہ جھوٹا بد گو خود اُسی گڑھے میں گرتا ہے جو اُس نے اپنے مخالف کے لئے کھودا تھا پس انسان کو چاہئے کہ اپنے مخالف سے بھی مخالفت کرنے میں سچائی اور راستبازی نیکی اور نیک دلی کو کام میں لائے کہ یہی طریقہ اپنے مخالف پر قلع پالنے کا ہی درجہ ہے ہمیشہ اپنے مخالف کے خود اپنے تئیں آپ رسوا کرنا ہے \*

ہم کو بڑا اندرس ہے کہ ہمارے مخالف اُس پہچھلے طریقے پر ہمتے مخالفت کرتے ہیں ہم کو اپنی مخالفت کا یا اپنے پر اتہام کرنے کا یا اپنی بدنامی کا کچھ اندیشہ نہیں ہے بلکہ اس بات کا اندرس ہے کہ انجام کو ہمارے مخالف ہی رسوا و بد نام ہوتے ہیں اور دنیا اُنہی کو دروغ گو و کذاب قرار دیتی ہے اگر اُن کو ہمارے خیال پر رحم نہیں ہے تو خود اُن کو اپنے حال پر رحم کرنا چاہئے — رعنا تقبل منا انک انتا السميع العليم \*

نمبر ۱۲۲

## خوشامد

دلکی جستجو بیماریاں ہیں اُن میں سب سے زیادہ مہلک خوشامد کا اچھا لگنا ہی — جسوقت کہ انسان کے بدن میں ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو ربائی ہوا کے اثر کو جلد قبول کر لیتا ہے تو اسی وقت انسان مرض مہلک میں گرفتار ہو جاتا ہے — اسطرح جبکہ خوشامد کے اچھا لگنے کی بیماری انسان کو لگ جاتی ہے تو اُس کے دل میں ایک ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو ہمیشہ زہریلی باتوں کے زہر کو چوس لیجے گی خواہش رکھتا ہے — جس طرح کہ غرض گلو گائے والے کا راک اور خوش آئند باجے کی آواز انسان کے دلکو نرم کر دیتی ہے اسطرح خوشامد بھی انسان کے دلکو ایسا پگلا دیتی ہے کہ ہر ایک کانٹے کے چبھنے کی جگہ اُس میں ہو جاتی ہے \*

اول اول یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی آپ خوشامد کرتے ہیں اور اپنی ہر ایک چیز کو اچھا سمجھتے ہیں اور آپ ہی آپ اپنی خوشامد کر کے اپنے دلکو خوش کرتے ہیں پھر رفتہ رفتہ اوروں کی خوشامد ہم میں اثر کرنے لگتی ہے — اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اول تو خود ہم کو اپنی مصیبت پیدا ہوتی ہے پھر یہی مصیبت ہم سے باقی ہو جاتی ہے اور ہمارے بیرونی دشمنوں سے جا ملتی ہے اور جو مصیبت و مہربانی ہم خود اپنے ساتھ کرتے تھے وہ ہم خوشامدیوں کے ساتھ کرتے لگتے ہیں اور وہی ہماری مصیبت ہم کو یہ بٹکتی ہے کہ اُن خوشامدیوں پر مہر پانی کرنا نہایت حق اور انصاف ہے جو ہماری باتوں کو ایسا اچھا سمجھتے ہیں اور اُنکی اس قدر قدر کرتے ہیں — جبکہ ہمارا دل ایسا نرم ہو جاتا ہے اور اس قسم کے پہلے اور غریب میں آ جاتا ہے تو ہماری عقل خوشامدیوں کے مکر و فریب سے اندھی ہو جاتی ہے اور وہ مکر و فریب ہماری بیمار طبیعت پر بالکل غالب آ جاتا ہے \*

ایک اور ہر شخص کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ خوشامد کا شوق ایکسے نالایق اور کمینہ سیبوں سے پیدا ہوتا ہے تو یقینی خوشامد کی خواہش کرنے والا شخص بھی ویسا ہی نالایق اور کمینہ متصور ہونے لگیگا — جبکہ ہم کو کسی ایسے وصف کا شوق پیدا ہوتا ہے جو ہم میں نہیں ہے یا ہم ایسے بنا چاہتے ہیں جیسے کہ درحقیقت ہم نہیں ہیں تب ہم اپنے تئیں خوشامدیوں کے حوالہ کرتے ہیں جو اوروں کے اوصاف اور اوروں کی غریباں ہم میں لگاتے لگتے ہیں — گو بسبب اُس کمینہ شوق کے اُس خوشامدی کی باتیں ہم کو اچھی لگتی ہوں مگر درحقیقت وہ ہم کو ایسی ہی بد فریب ہیں جیسے کہ

دوسروں کے کپڑے جو ہمارے بدن پر کسٹیاور ٹھیک نہیں — اس بات سے کہ ہم اپنی حقیقت کو چھوڑ کر دوسرے کے اوصاف اپنے میں سمجھنے لگیں یہ بات نہایت عمدہ ہے کہ ہم خود اپنی حقیقت کو درست کریں اور سچ سچ وہ اوصاف خود اپنے میں پیدا کریں اور یہ عرض چھوٹی نقل بننے کے خود ایک اچھی اصل ہو جاوے کیونکہ ہر قسم کی طبیعتیں جو انسان رکھتے ہیں اپنے اپنے موقع پر مفید ہو سکتی ہیں ایک تیز مزاج اور جسٹ چالاک آدمی اپنے موقع پر ایسا ہی مفید ہوتا ہے جیسے کہ ایک روتی ضرورت کا چپ چاپ آدمی اپنے موقع پر \* خودی جو انسان کو برباد کرنے والی چیز ہے جب چپ چاپ رہتی ہوئی ہوتی ہے تو خوشامد اُس کو جگاتی اور ازبھارتی ہے اور جسکی خوشامد کی جاتی ہے اُس میں چھوڑ دینے کی کاپی کیاقت پیدا کر دیتی ہے — مگر یہ بات بطوری یاد رکھنی چاہیے کہ جس طرح خوشامد ایک بدتر چیز ہے اسی طرح منافق اور سچی تعریف کرنا نہایت عمدہ اور بہت ہی خوب چیز ہے — جس طرح کہ لایق شاعر دوسروں کی تعریف کرتے ہیں کہ اُن اشعار سے اُن لوگوں کا نام باقی رہتا ہے جنکی وہ تعریف کرتے ہیں اور شاعری کی خوبی ہے خود اُن شاعروں کا نام بھی دنیا میں باقی رہتا ہے دونوں شخص غرض کرتے ہیں ایک اپنی کیاقت کے سبب سے اور دوسرا اُس کیاقت کو تمیز کرنے کے سبب سے — مگر کیاقت شاعری کی یہ ہے کہ وہ نہایت پڑے اُسٹاد مصور کی مانند ہو کہ وہ اصل صورت اور رنگ اور خال ہر کو یہی قائم رکھتا ہے اور پھر بھی تصویر ایسی بناتا ہے کہ خوشنما معلوم ہو \*

ایشیا کے شاعروں میں ایک بڑا نقص یہی ہے کہ وہ اس بات کا خیال نہیں رکھتے بلکہ جسکی تعریف کرتے ہیں اُس کے اوصاف ایسے چھوڑے اور ناممکن بیان کرتے ہیں جن کے سبب سے وہ تعریف تعریف نہیں رہتی بلکہ فوضی خیالات ہو جاتے ہیں \*

ناموری کی مثال نہایت عمدہ خریشو کی ہے جب خوشامدی اور سچائی سے ہماری راجب تعریف ہوتی ہے تو اُس کا ویسا ہی اثر ہوتا ہے جیسے عمدہ خریشو کا مکر جب کسی نرم زور دماغ میں زبردستی سے وہ خریشو ٹھونس دی جاتی ہے تو ایک تیز بو کی مانند ہواغ کو پویشان کر دیتی ہے — فیاض آدمی کو بدنامی اور فیکنامی کا زیادہ خیال ہوتا ہے اور مالی ہمت طبیعت کو مناجب عزت اور تعریف سے ایسی ہی تعریف ہوتی ہے جیسی کہ فغان اور حقارت سے پست ہمتی ہوتی ہے — جو لوگ نہ مرام کے درجہ سے اوپر ہیں اُنہی لوگوں پر اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے جیسے کہ تورسامیٹو میں وہی حصہ موسم کا زیادہ اثر قبول ہوتا ہے جو صاف اور سب سے اوپر ہوتا ہے \*

والا

ایسے — تہی — سید احمد

نمبر ۱۲۹

## پرچہ تہذیب الاخلاق

پرچہ تہذیب الاخلاق کو جاری ہوئے آٹھائی سال کا موصع گذر چکا اور مضامین طرح طرح کے اُس کے ذریعہ سے شایع ہوئے مگر نہایت اندوس ہی کہ ہنوز اُس کی اصل غرض اور مقصود پر ہمارے ہمدرد اہل اسلام کو آگاہی نہیں ہوئی اور جو سمجھے تو بڑے سمجھے کہ بڑے سمجھے تھے سمجھے کہ مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی اور مولوی محمد مہدی ملیک صاحب ایک نئی قسم کا فرقہ اہل اسلام میں قائم کیا چاہتے ہیں اور کبھی تقلید سے آزادی حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور کبھی شیعوں نے مذهب کے مسئلہ اجتہاد کو سراہتے ہیں اور مدح و تعریف فرماتے ہیں کبھی خلاف قرآن کے وجود آسمان کا باطل ٹھہراتے ہیں کبھی کتب اربعہ ساری سے شیطان کے نفس انسان کو شیطان قرار دیتے ہیں اور وجود شیطان سے انکار کرتے ہیں کبھی قرآن کی آیتوں کی من مانی تاویلیں کر کے لوثی و قلاموں کا رکھنا حرام اور ائمہ + معصومین اور خلفاء راشدین کے انعام کو غلط اعام ٹھہراتے ہیں الغرض اپنے خیالات کے مخالف امور مندرجہ تہذیب الاخلاق کو پاؤں ہنسنے ہیں اور کانکس راے مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی و مولوی مہدی ملی خاں صاحب پڑھتے اُڑاتے ہیں المختصر — اچھے کو برا برے کو اچھا سمجھے کتنی بڑے سمجھے ہی اچھا سمجھے \* اندوس یہ نہیں خیال کرتے کہ در حقیقت یہ صاحبین موصوفین جو دماغ سوڑی کرتے ہیں اور علامہ اپنی اوقات مزید کے زر کشید بھی شایع کر رہے ہیں اُس کا نتیجہ کیا ہی حاشا ان سب تمہیدات سے انکار و مقصد نہیں ہی جو ہمارے بھائی ہند سمجھے ہوئے ہیں ای برادران اسلام یقین جانو کہ اُن اہل اسلام کو جو اُس قوم سے کہ جسکو دعویٰ تہذیب و شایستگی ہی ملے جلتے ہیں خرب مامور ہی اور اُنہیں کا دل جانتا ہی کہ ان دُور کیا کیا ملے و تشبیح اُن کو اپنے دین اسلام کی بابت حائل پڑتے ہیں اور اُس افعال کی بدولت جو کچھ جہالت اور کچھ سفاہت اور کچھ تمصب و بدعت سے مسلمانوں میں رائج ہوئے ہیں وہ قوم کہ جو مدعی تہذیب شایستگی ہی اُن امور رائجہ کو اصول شریعت میں داخل کر کے اسلام کے خوبصورت چہرہ پر براہی کا داغ لگا رہی ہی اور اُنہیں + تہذیب بالاہ واقعات تہذیب الاخلاق ائمہ معصومین علیہم السلام اور خلفائی راشدین کے انعام کو غلط نہیں ٹھہراتے بلکہ اُن کے نزدیک اُن انعام کا ائمہ ہدی اور خلفائے مصلحتی سے سزا ہونا ثابت ہی نہیں ہی اُن کو یقین ہی کہ ائمہ معصومین نے کسی صورت پر بطور ملک زمین تصرف نہیں کیا ہلکہ جب سے کجاک فرمایا ہی ۱۲ — مہتمم

نمبر ۱۲۵

## خط شکریہ

سلامت

مسلمانوں کے پیارے مولوی سید احمد خاں صاحب آپ کی اُن دلی کرشموں کا شکریہ ادا کرنا جو مسلمانوں کی دینی و دنیاوی ترقی کے لیئے ملحوظ خاطر رہتی ہیں میرے امکان سے زیادہ ہی — اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ بڑے خوبخواہ اہل اسلام ہیں اور بیشک آپ اُن اوصاف کے مستحق ہیں جس کے امام خزانہ اور امام رازی تھے اس وقت آپ کو پیشتر اہل اسلام کہنا بجا اور قریب انصاف ہی — آپ نے وہ مردانہ کام کیئے ہیں جن کا ثواب میرے نزدیک کئی حج سے زیادہ ہی — اسلام کی ترقی کے چاہنے والے زمانہ کے بعد آپ پیدا ہوئے اور بیشک اُن ٹیکوں کی جزا آپکو خدا سے بلیگی جس کی آپ امید رکھتے ہیں — جزاؤں میں ہر دم جنت عدن نفع اللہ بہا اسلواہ الطالین الصادقین و ہو حسبی و نعم العین و ہمیم الاحسان و علیہ التوکل والتکفل زیادہ والسلام علی من التبع الہدی \*

معمداً زاد ضلع اعظم گڑہ  
۲۷ جون سنہ ۱۸۷۲ ع } آپ کا تابعدار  
امجد اللہ

## قصیدۂ مدحیہ

تصدیقہ فی مدح مولانا مولوی سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی مرید الشیخ المسلمین ہند و پنجاب قلعہ ارتجالانی بدوستان الف و ثمان مائتہ و اثنین و سابعین من العیسویۃ \*

الحمد للہ العالی الاذک \* والصلوۃ علی النبی الافضل  
اخبونا یا لطیف لا تبطل بنا \* من الذی بین العوام تجمل  
سید احمد اسمع المذکور \* خان بہادر یاسع یتوصل  
القایۃ مشہورۃ بین الوری \* نجم منیر الہندام و لی  
یامن تصیر المسلمین حقیقۃ \* من کل حزب ان مہین خاذل  
انہ مرید الشیخ المسلمین قا \* ملقنا فی اخر و اول  
تشرعوا رض الہند و ہرودۃ \* نکانہ یسدار اسلام تلی  
فاق انکرام من مظاہر زمانہ \* لم یسہوا من مثله المتکمل  
راش کرام المسلمین بجمہم \* خدمہ من یتیم فہو الولی  
یاسیدی یا مقصدی البفضل \* رحمۃ اللہ علیکم تسمیل  
اقبالکم اعز انکم ینموا علی \* والذہور والزمان الا ملول  
مستقل الاہراف لازال انکم \* واقفا متو قیسا متجمل

حررہ الموفق الی اللہ المیزود  
محمد میدالودہ اسلام آبادی  
فی دار الامارۃ لکنتہ

دافروں کے مٹانے کے لیئے یہ پڑچہ جاری ہوا ہے اور جن امور کو تم اپنے خیالات کے مخالف پاتے ہو یہ مجبوری اُن دوتوں صاحبوں کو سکھانے پڑتے ہیں اور ماننا کہ اُن کی رائے ہیضہ صائب نہیں اور جو امور کہ وہ کہیں بالکل لائق تسلیم کے نہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ اُن کی رائے یا مضمون کے ساتھ ہی ڈیرانے لگو اور مضحکہ میں ڈال دو و چشم انصاف بند کر کے دیدہ تعصب کھول دو بلکہ اگر اُٹا ہنر و تحمل اُن کے خیالات کے حسن و قبح کو جانچو اور اُس مضمون کو جو مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی نے ازل پڑچہ میں درج کیا ہے اُس سے مطابق کرو اور پھر جو چاہو کہو ہاں اگر تمکو اُس کی بابت کچھ کہنا ہے اور اُن کی رائے سے مخالفت کرنا منظور ہے تو تم میں سے جسکو توفیق اور اہل اسلام کی رعایت اور حمایت اور ہمدردی کا جوش ہو وہ اُس پڑچہ کے متعلق معاملات کا ممبر ہوجاے اور اپنے خاطر خواہ مضامین پڑچہ مذکور کا انتظام کرے یہ بہتر ہے یا وہ بہتر کہ مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر کی مخالفت نہ کرے باندھو اور ادھر ادھر کے اُن صاحبوں میں کہ جنہیں چند روزہ والوہ طرنداری رسوم دینی اور حوش تاوید خیالات مذہبی سے شریک ہوکر ہیکار روپیہ ضایع کرے اور اپنی ڈیرہ اینٹ کی مسجد الگ بنا کر اُسے مسٹر ایڈورڈ ٹرنر کے نام صاحب بہادر کی سنجیدہ رائے کو جو اودہ اخبار مایورہ ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۷۵ء میں چھپی ہے غور سے پڑھو اور بقرہ خود صاحب مرصوف کے یہ کہو کہ ایک کانٹے لکھا ہے ایسے ہی جھوٹ پت خفا ہو جائے جیسے کہ مولویین مرصوفین کا نام سنا ہے ہی بیزار ہوجاتے ہو — وہاں تک تو پڑھو کہ دو دل یک شہد یسکند کو را \* پرگندگی آرد انہو را \* بعد اُس کے اُس ٹیک تہاد بخیر خواہ اہل ہند کے شفیعانہ اور بیغرضانہ مشورہ کو دیکھو اور ترک معاندت و مخالفت نیمادین کرو کہ واسطے کہ مخالفت ہی کی وجہ سے تمہارے دین میں بے حد عجب و غریب فرقہ ہو گئے ہیں اور تمہاری بھرت اور نزاع ہی کے سبب سے یعنی جو اقوال مختلفہ اور احکام مختلفہ تمہارے اسلاف کے ہیں اُنہیں سے اسلام کے نورانی چہرہ پر غیروں کو دھپی لگانے کی گنجائش ملی اور ملتی جاتی ہے بخلاف اس کے جہاں تک تم لوگ دیکھو کہ اور جانچو کہ پڑچہ تہذیب الاخلاق کے مطالب خالی تعصب و نفات سے پاڑے اور حاید تم سب کو اس بات پر یقین ہوگا کہ مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر کو جہاں تک خود اُن کو اپنی ذاتی غرض دنیا اور عقبی نہیں ہے اپنا خیر خواہ پاڑے اور چاہے تم مسلمانوں میں سے کسی فرقہ اور مذہب کے مقلد و مؤید و پابند ہو اپنے فرقہ و مذہب کا اُن کو دھست نہ پاڑے کہ ایسے آدمی نہیں معامد ہوتے کہ اگر وہ خود گردن سرورزی مرغی میسائوں کے

یہاں کی حلال جانکر کھائیں تو نہ کھانے والوں کے ذہن ہوجائیں وہ ایسے نہیں ہیں کہ جو لوثی و غلام کا رکھنا اچھا جانتے ہوں اُن کے بدخواہ بنیں وہ ایسے نہیں ہیں کہ دھابی ہو کو اُن لوگوں سے جو دھابیوں کو اچھا نہیں سمجھتے عدوت کرنے لگیں وہ ایسے اہل سنہ نہیں ہیں کہ معاذ اللہ شیعوں کو واجب القتل جائیں اور اُن سے محالست و مواصلت و مکالمات میں انکار کریں بلکہ اُن کو خلاف اس کے عام معاملات میں جہاں تک اخلاق و تہذیب کی درستگی میں خود متوجہ ہو گئے اپنا معین و مدد پاڑے اور ایک نہایت قوی اعانت اُن سے تمکو ملے گی جبکہ یہاں تک تمکو آگاہی ہو چکی اور یہ سمجھ چکے کہ مخالفات و معاندت میں سراسر زیان ہے اور مخالفت ہی کی وجہ سے تمہارے دین میں بے حد سا کچھ نقصان آچکا ہے تو اب تم اپنی ہمت اور ضد چھوڑ کے اس پڑچہ کے مؤید ہو اور میری حاصل کرنے اور پڑچہ کی اشاعت اور خریداری میں معین و موثق ہو اور خود سرچ سرچ کر جن امور کو دین و تہذیب سے علاقہ اور رسم و رواج پر مبنی پاڑے اور اُن کو مخالف تہذیب و شایستگی دیکھو اُس کی درستگی میں مترجم ہو اور حتی الوسع تہذیب و شایستگی کو پھیلاؤ اور اپنے دین و اسلام کو جیسا کہ نورانی ہے وہ دکھاؤ اگر تمکو یہ معلوم نہیں ہے کہ تمہارے مذہب اور اسلام میں کون سے ایسے امور ہیں کہ جن پر وہ قوم کہ جو تہذیب و شایستگی پر دم پور رہی ہے اور تمہارے بعض ہمرطوں نے جنہوں نے کسی وجہ سے یا جو تمہارے جی میں ہو اُسی سبب سے مذہب اسلام کو چھوڑ دیا ہے مخالف تہذیب و اخلاق کہتے ہیں تو اُس کی بابت بشارت مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر اُن امور غیر مذہب کے دیکھا اور تفریق کرنے کے لیئے خاص ایک مجلس مقرر کرو اُس میں اُن صاحبان میسائی رلایت زا اور ہندوستانیوں کو جو تہذیب و اخلاق کے دہریدار ہیں اور تعصب و غلو مذہبی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ایسے ہی غیور ہیں کہ شریک کرے اور اپنے علمائے نامی جو وہ مذہب اور رسوا گرامی ذی رعب و تکلیف اور اور اُس مجلس کے ذریعہ سے بلا رد و قبح ٹھنڈے دل سے ہلے گردن ڈیچی کیئے ہوئے میسائیوں اور غیوروں کو امتواض کرنے دو اور جو جو امتواض وہ کرے اُن کو اس پڑچہ میں چھپنے دو جب امتواض تمام ہوجاویں تو سلسلہ وار جس جس فعل سے وہ متعلق ہوں یکجا کراے اُن سب کو مرئی اور انگریزی کرتاواں اور تب اُن پڑچوں کو غریب و امریکہ کے عہدہ اور مشہور عالموں اور حکیموں کے پاس بھیجے اور اپنے ملک و دین کے علماء نامی و گرامی ترک عرب مصر ایران کی خدمات میں بھی ارسال کرے اور سب کو تکلیف دو کہ براہ مہرجانی وہ اپنی اپنی رائے اُن امتراضوں کی بابت لکھیں

کہ جن مسلمانوں کی نسبت جائز و جاہل کا ازام لگایا جاتا ہے وہ کون ہیں اور کہاں کے رہنے والے ہیں آیا ترکی و مصری وغیرہ کی بھی یہی کیفیت ہے یا صرف ہندوستان ہی کے رہنے والے اس بلا میں مبتلا ہیں بعد تامل و غور کے معلوم ہوا کہ یہہ بڑائی صرف ہندوستان ہی کے حصہ میں آئی ہے دیکھو ان لوگوں کو جو اب بھالت موجودہ موجود ہیں اور ہندوستان کے رسم و رواج کی پابندی کو مثلاً احکام شرعی فرض جانتے ہیں تحصیل علم و کسب فنون کی طرف مطلق توجہ نہیں دے سکتے مسائل دینی سے واقف نہ احکام شرعی سے ماہور قطع نظر اس کے اس جہالت کی بدولت ہزاروں طرح کی غلطیوں اور لاپرواہیوں میں مبتلا ہوتے ہیں میرے نزدیک ہندوستان کے مسلمانوں کو ان الفاظ سے برا ماننا اور ان مسلمانوں کو جو ان کی تہذیب کرتے ہیں برا جاننا بیجا ہے بلکہ ان کے مافی الضمیر اور دلی مقصد پر غور کرنا چاہیئے وہ حقیقت میں خیر خیرا ہیں ان بیچاروں کی ان الفاظ سے کچھہ اڑ رہی غرض تھی ان کو نہ مسلمانوں کے مذہب پر اعتراض نہ قراءد اصراری و توروی کی نسبت بحث اور اختلاف وہ اس مذہب کو دل سے نہایت سچا اور اچھا جانتے ہیں اور جہانگیر ان سے ہو سکتا ہے اپنی سمجھ کے موافق اس کی پیروی اور شایع کرنے میں کوشش کرتے ہیں معاذ اللہ اگر ان کی نسبت ہم یہہ سمجھیں نہ مذہب یا قراءد مذہب کی نسبت ان کو اعتراض یا انکار ہے تو ہم سب سے زیادہ ان کو برا نہیں اور برا جانیں اور جس قدر ممکن ہو ان عاقل ترین مسلمانوں کا سچا مذہب مثلاً آنتاب کی چمکتا ہوا خدا نے بنایا ہے جس کی روشنی قیامت تک تمام عالم کو گھیرے دیکھیں اس کے احکام قابل تبدیل و تغیر نہیں مگر قراءد معاشرت دنیاوی اور اخلاق و عادات کی تبدیل و اصلاح سے کچھہ قراءد مذہبی کی تبدیل و تغیر لازم نہیں آتی اور اگر کوئی اس کی یعنی قراءد مذہبی کی تغیر و تبدیل کا قایل ہو جاوے تو پھر اس کے نافر و العاد میں کیا شک رہا نعرۃ باللہ من وسواس الشیاطین — بلکہ بیچارے ناہنوں کی اصلی غرض یہہ ہے کہ مسلمان سستی و کاہلی کو چھوڑیں اور دروازے جہالت میں جو قوپے ہوئے ہیں اس سے سر نکالیں بے علمی سے ان کی حالت خراب ہے نہ کوئی نفع ان کو آتا ہے نہ کوئی بیشہ سیکھتے ہیں جہالت سے عقیق تو ہیں خراب ہوئی ہے نہ رسم نا مشروع اور ہدایت کے پابند ہوئے اور دنیا یوں برباد ہوئی ہے نہ لوگوں کی نکاہوں میں حقیر ہیں نہ عہدہ جلیلہ کے مستحق نہ حضوری حکام کے سزاوار ان کے ارادے سست اور ہمتیں پست ہو گئی ہیں اگر خراب فطرت سے پیدا ہوں اصلاح معاش و معاہ کے ملایکار ہوں تحصیل علوم کا خیال رکھے مد نظر کسب کمال رکھے تمام

نہ آیا موافق اخلاق تمام دنیا کے وہ اعتراض صحیح اور مضاف تہذیب و شایستگی میں یا نہیں اور اگر ہیں تو ان کو تہذیب اسلام کی شریعت سے کیا تعلق ہے اور وہ ایسا تعلق ہے کہ جس کے ترک میں گناہ ہے یا نہیں جبکہ اس طور سے جواب حکماء یورپ و علماء بلاد مختلفہ کے آئیں تب ممبران مجلس ان پر غور کریں اور جو امور مالی الاتفاق مذہبی اخلاق ٹھہریں اور جن کے ترک میں گناہ نہ سمجھیں انہیں چھوڑ دیں اور ایسا چھوڑیں کہ پھر جو اہل اسلام میں سے اس کے ارتکاب پر رغبت کرے اس کو مضاف تہذیب سمجھکر معاشرت ترک کریں اور اس سامان کے مہیا ہونے میں جس قدر تاخیر ہو نہ گھبراویں اور جب تک تصفیہ نہو جاوے سب غریہیں یہہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے کہ اس سے سارے اوصاف و ذمائم اخلاق کالشرس فی وسط النہار سارے مسلمانوں پر ظاہر ہو جائیں گے اور ان کے رنج اور دلع کرنے کا ایسا ذریعہ ہاتھ آرہا کہ اس سے بہتر کوئی نہوسکیگا \*

رات — م

سید غلام حیدر

از مقام لکھنؤ پور کھیزی ملک اردہ

نمبر ۱۲۷ م

## تہذیب

مجھے تعجب ہے کہ کسی زمانہ میں مسلمانوں کو کس لئے مذہب و شایستگی کہا جاتا تھا اور اب کس لئے بیض قرص کے ہاں ان کو ایسے القاب ٹالام یعنی جاہل جائز و وحشی سے پکارا جاتا ہے یہ بات غیر قوم ہی پر منحصر نہیں ہے بعض مسلمان بھی ایسے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی نسبت یہہ القاب کہتے ہیں اگرچہ وہ کسی مصلحت یا درد پر ادری ہے ہی کیوں نہیں اور اکثر مسلمان ان الفاظ کو سنکر برا مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ جھوٹ اور اتہام ہے ہم اچھے نہیں ہیں جب اپنے بھائیوں کی نسبت یہہ صدا میرے کان میں بڑی مجھکر نہایت ملال ہوا اور کہا کہ یہہ تہمت ہے ہم مسلمان ہرگز ایسے نہیں ہیں لیکن جب اس کا زیادہ دل مچا تو مینے اپنے دل میں کہا کہ اس کو سرچو اور میزان عقل و انصاف میں توازن قصب و ناانصافی کو دخل نہر آیا یہہ قول بالکل جھوٹ اور بھتان ہے یا کسی قدر اس میں سچ بھی ہے اور سچ ہی تو کس دلیل سے مدت تک میرے دل میں اس بات کی کاوش رہی اور طرح طرح کے خیالات گذرا کیئے جو خیالات آتے تھے ان کو بدلائل و براہین دنع کرتا رہا کوئی قول فیصل قرار نہ پاتا تھا ایک مرتبہ یہہ خیال آیا



علوم پڑھیں جمیع فنون سیکھیں نئی نئی باتیں ایجاد کریں نئے نئے آلات بنادیں ہر کام میں عقل دروازیں تو مقبول اہل جہاں ہوجائیں ہر مہکمہ میں اعلیٰ اعلیٰ عہدے پادیں تھیں و آئین کے سزاوار ہوں غیر قوموں کے داروں میں جگہ پائیں شایستہ اور مہجے پہلائیں خدا نے عقل کو اس واسطے بنایا ہی کہ اس سے کام لیا جاوے اگلے مسلمانوں نے کیا کچھ نہیں کیا وہ بھی ہمارے واسطے نمونہ ہی مسلمانوں کے ہاں سوائے علوم دین کے جو اب درج ہو رہے ہیں اور جس کی تسبیح ہم یہ کہیں تو بچا ہی کہ درانی لکیر پٹیتے ہیں وہ اُن کے مذہبی علم نہیں بلکہ وہ غیر زبان سے اُن کو حاصل ہوئے ہیں نہایت مشکل اور بڑی مہنتوں اور جان نشانیوں سے اُن کو سیکھا حالانکہ وہ غیر زبان میں تھے اول اُس زبان کو سیکھا پھر اُن کی کیفیت و ماحیث سے واقف ہوئے بعد اس کے اُس کا ترجمہ اپنی زبان عربی میں کرایا اور اپنے بھائی مسلمانوں کو سکھایا کون سا ن تھا کہ مسلمان نہیں جانتے تھے کون سا علم تھا کہ مسلمان نہیں پڑھتے تھے اب جو قومیں مسلمانوں کو وحشی اور جانور بناتی ہیں انہوں نے بھی تو مسلمانوں سے ہی سیکھا ہی لیکن اس میری تقریر کے سننے والے مجھ سے یوں نورماتے ہیں کہ جو مسلمان جامع وحشی کہنے والے ہیں اور جس کی تاریخ مطلب اسطرح ہمارے سامنے کی گئی اُس کا یہ مطلب یہ طرز بیان نہیں ہی وہ نہایت سخت اور درشت الفاظ کہتے ہیں اور تہذیب اور شایستگی سے یہ فرض اُن کی نہیں جو اس وقت ہمارے درپر بیان کی گئی اور یہ ایسا مطلب ہی کہ ہم اُس کو دل سے اچھا جانتے ہیں اور اُسکو ہمارے دل نے مان لیا اور ہم نے سچ جان لیا ہے شک یہ سچ ہی ہے تہذیب اور شایستگی ہم کو حاصل کرنی چاہیئے برخلاف اس قرپر و تاویل کے اُن کا مطلب یہ ہی کہ جس طرح بعض قوم جن کو یہ مذہب کہتے ہیں آزاد ہیں ہم بھی ایسی ہی آزادی حاصل کریں جس طرح وہ کہتے ہیں ہم بھی اُسی طرح کھائیں جو اُن کا لباس ہی ہم بھی دھیں لباس اختیار کریں جس طرح وہ پابند مذہب نہیں ہیں ہم بھی نہ ہوں پلکے تمام معاملات میں انہوں نے اپنی عقل آرام کو دخل دیا ہی ہم بھی دخل دیں جو بات دین کی ہماری مجھ میں نہ آوے تو اس تاریخ سے کہ لحاظ امتداد و تغیر زمانہ اب قابل عمل نہیں ہی عمل کہ کریں اگر اسی کا نام شایستگی تہذیب اور درشت ضمیر ہی تو ہم درگزرے ہمارا سلام ہی ہم کو اہل و جانور وحشی رہنا قبول خدا تعالیٰ خسرا الدنیا والاخرۃ کو ہے مگر میرا یہ جواب کافی ہوتا ہی یہ آپ کے خیالات ہیں ؟ ناصحین کا دلی مطلب ان الفاظ سے یہ نہیں ہی بلکہ وہی

واقف

محمد یوسف

وکیل عدالت دیوانی علیحدہ

نمبر ۱۲۸

## ہر وقت کی مصلحت

ہر زمانہ کی ضرورت اور ہر وقت کی مصلحت کا لحاظ ایک ایسی چیز ہے جس سے کوئی مسئلہ کسی شریعہ کا یا کوئی حکم کسی ملک کا خالی نہیں ہو سکتا اور اُس کی پابندی بغیر کسی شخص کو کوئی چارہ نہیں رہتا مگر جس طرح اس چیز کی ضرورت عام ہے اور جیسی وہ ناگزیر ہے اُس طرح خدا تعالیٰ نے اُس کا علم عام نہیں کیا (جسمیں ایک بڑی باریک مصلحت ہے) بلکہ اُس کے علم کو صرف خاص ہی خاص مواقع کے تفریع کیا ہے اور جو مصلحتیں اُس میں مستور ہیں وہ خاص ہی لوگوں کو بتائی ہیں جب یہ بات معلوم ہو چکی تو اب اس بات سے کسی کو تہذیب نہرگا کہ ہمیشہ ہر زمانہ میں جب کبھی دورانہدیش اور خاص لوگ کسی ضروری انتظام یا مناسب تہذیب کو پیش کرتے ہیں تو عوام الناس کیوں اُس کی مخالفت پر کھڑے ہوں گے؟ اگر مستعد ہوجائے ہیں اور کیوں اُس کے ذمہ اس بات کی تمسک لگانے لگتے ہیں کہ یہ شخص ایسی باتوں کو ایجاد کرتا ہے جو کبھی نہیں ہوئیں بلکہ صریح شریعت کے خلاف ہیں حالانکہ یہ ایک ایسی مشکل بات ہے جس پر عام آدمیوں کی سمجھ کبھی دریاغ نہیں کرسکتی اور نہ ایسے لوگوں کا یہ قول صحیح ہے کہ وہ شریعت کے خلاف ہی کیونکہ شریعت کے خلاف ثابت کرنا تو کسی ایسے ہی شخص کا کام ہو سکتا ہے جو اسرارِ دین پر شریعت کے ہی مضبوط طریقہ سے آگاہ ہو گیا ہو اور جس نے احکام شریعت کے مصالح کے خلاف ہونا یہ وجہ دیتے کر لیا ہو اور جب تک یہ بات کسی کو میسر نہ ہو اس وقت تک کہنا ادا بعض اسباب میں ہوگز کارآمد نہیں ہو سکتا کہ زمانہ کی مصلحت اور وقت کی ضرورت کوئی چیز نہیں ہے خصوصاً اس حال میں جبکہ کسی شریعت نے جابجا ضرورتِ رب کی خود بھی بڑی ہرزاء کی ہو اور اپنے احکام کو ہمیشہ اُسکا تابع رکھا ہو پس یہی کیفیت فی زمانہ ان تمام مسلمانوں کی ہے جو ایک ہندوستان کے گھیرے میں پڑے ہوئے ہیں اور جنکو نہ اپنے شریعت پر کامل اطلاع ہے نہ ضرورت اور مصلحتِ رب کی خبر ہے صرف وہ ایک بات جانتے ہیں کہ جب کوئی بات اُن کے قدیمی عادت اور اُن کی محدود معلومات کے خلاف معلوم ہو اسکو وہ دین میں ایجاد کہہ دیتے ہیں اور ایسے دور اندیش کو جو ضرورتِ رب پر نظر کرے دھرم بتاتے ہیں حالانکہ جو شخص اسرارِ شریعت فراموش اسلامیہ سے واقف ہیں بلکہ اسرارِ ربی نہیں بعض بعض احکام خاصہ سے بھی آگاہ ہیں وہ اسباب کو خوب سمجھتے ہوئے کہ خلافِ شریعت اسلامیہ بلکہ خود

رسول مقول صلی اللہ علیہ و سلم نے ضرورتِ رب کی ایسی کچھ مرامات فرمائی ہیں ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت سے فرمایا کہ ناس والے دشمن سے بچنے کے لیئے کرائی کے وقت اپنے شہروں کے گرد خندقیں کھود لیتے ہیں تو آنحضرت نے اس تدبیر کو ضرورتِ رب کے مناسب دیکھ کر یوم خندق میں خود خندق کھودائی اور ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ و سلم نے حضرت عاصم ابن ثابت سے فرمایا کہ میں قاتلِ نلیقاتل کما یقاتل الخ پس لفظ (کما) ہے جو تائیدِ ہماری اس رائے کی ہوتی ہے وہ ایسی پختہ ہے علامہ اسکے خلاف کے زمانہ میں حضرت صدیق اکبر رضی نے حضرت خالد سے لشکر نشی کے وقت صاف یہ فرمایا تھا یا خالد مالکِ بختیاریاء و الریق یمن معک الی ان قال و الشرف عند اهل الیامۃ فاذا دخلت بلادہم فالحمد العزیز ثم اذا لایثنا القوم فقاتلہم بالسلاح الذی ینا قار نک الخ پس اب انصاف کرنا چاہیئے کہ جب ہماری شریعت نے ضرورتِ رب اور مصلحت کی اس قدر مراعات کی ہو تو ہم کو یہ کب زیبا ہے کہ ہم اپنی نادانی سے اُس ضرورت کو نہ سمجھیں اور اُس کے موافق عمل نہ کریں اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ان سب امر کو جو آنحضرت نے یا صحابہ کرام نے ضرورت کے موافق کیا احکام دین کی تغیر دخل نہیں ہے بلکہ ضرورتِ دنیوی کے تغیر سے علامہ ہی ت یہ بات تسلیم نہ کریں گے اور اگر فرضاً تسلیم بھی کریں تو کچھ ہماری محفل مطلب نہیں ہے کیونکہ ہمارا بھی اصلی مدعا یہی ہے کہ جس دنیوی تہذیب اور ضرورت کو ہماری شریعت نے ہر زمانہ میں ضرورت کے موافق تصویب کیا ہو اسکو تم بھی جائز سمجھو اور اسباب میں ہم تمہارے ساتھ ہیں کہ بلا شبہ تغیراتِ دین کو برا جانتے ہو مگر یہ بات سمجھنا کہ کس بات میں کچھ تغیر دین کا ہے یا نہیں ہی نہایت ہی مشکل اور ایک بڑے بے نظیر عالم کا کام ہے وہ ایسے لوگوں کا کام نہیں ہے جو صرف نزاعِ لفظی کو اپنی کامیابی اور واقفیت کا نشان سمجھتے ہیں اور جو سراسر اپنے پاس سطن کے غلام بنے رہتے ہیں ہم انکو اسباب کا یقین دلاتے ہیں کہ جب تک وہ ضرورتِ رب کے موافق عمل در آمد نہ کریں گے اسوقت تک نہ انکی مرزب ہوگی نہ انکے دین کی عظمت رہے گی بلکہ جو دھرم سہی حرماتِ ربی ہے اس میں بھی تزلزل آجائیگا پس اگر انکو اپنے دین کی کچھ معیت ہے اور اپنی شریعت کے نام کا پاس ہے تو وہ ایسے وقت میں ضرورتِ رب کو ایک بڑی زبردست بات سمجھیں اور جو ذلیل حالت اور قمر کے سامنے انکی ہی اسکا خیال کریں \*

راقم  
عبداللہ

بمقام علیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

# THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

## تہذیب الاخلاق

[ نمبر ۲۱ ]

۱۵ ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی

[ جلد سوم ]

بسم الله الرحمن الرحيم

مضمون نمبر ۲۰۱

### روایت تلک الخرائیق العلی

یہ روایت منقولہ ہی ابن جریر مسند اور قتادہ اور مقاتل اور زہری اور کلی سے اور منجملہ ان روایتوں کے ایک حدیث موقوفہ ہی جو سعید ابن جبیر نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے اور باقی روایت کاہی کی ہیں صالح سے اور روایت ابن شہاب کی ابوہریرہ بن عبدالرحمن سے غیر مرفوع ہیں اور جس طرح پر یہ قصہ بیان کیا جاتا ہے اُس کا حاصل یہ ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کانوان قریش کے سامنے سورۃ النجم پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے کہ افراتیم المات والعی و صافات المائتہ الاخری تو آپ نے یہ پڑھا کہ تلک الخرائیق العلی و ان شفاعتها لتوتجی یہ سنکر کانوان قریش خوش ہوئے اور سمجھے کہ پیغمبر خدا بھی ان باتوں کی شفاعت کے قابل ہو گئے اور بعد ختم سورۃ کے جب آنحضرت نے سجدہ کیا تو کانوان مکہ بھی سجدہ میں ہوئے ہوئے \*  
یہ قصہ اور یہ روایت معض ہے اصل اور غلط اور یہ حدیث بالکل موضوع ہے اور جنہوں نے اسے نقل کیا ہے اُن کو دھوکہ ہو گیا اور بطلان اس کا مغلل و تغلل و اعتقاد ثابت ہے \*

### اطلاع

### تشریح قیمت و مصرف مبالغہ تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خوراء بطور قیمت وصول ہو رہا ہے کسی خاص شخص کی مالکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجراء و ترقی میں صرف کیا جاوے گا \* مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا \* یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضائے مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھہ ملانے ہوگا \*

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو یہ پرچہ چار اٹھ مبالغہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا \* صبرور کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُس کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا \*

# روایت تلک الغرائیق العلی

تہذیب الاخلاق  
۱۵ ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۹ ہجری  
سنہ ۱۳۰۳ نوری

نیا ہی کہ اسے ہم تفسیر کے مضمون میں بطریق ثابت کرچکے ہیں \*

استفاداً غلطی اس روایت کی اس طرح ثابت ہے کہ ہم مسلمان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مصحف کے معتقد ہیں اور انکو میثاقاً باللہ یہ روایت تسلیم کی جارہے تو مصحف کا اعتقاد باقی نہیں رہتا پس قتادہ اور مقاتل نے جو روایت کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا وقت پڑھنے اس سورۃ کے اوتکھ گئے اور اس حال میں یہ کلمے بتوں کی تعریف میں زبان مبارک سے نکل گئے پس اگر یہ روایت سانی جارہے اور وقت قرأت قرآن کے پیغمبر خدا پر سکواب کا طاری ہوتا اور اس حالت میں بتوں کی تعریف کے کلمات زبان پر لے آنا تسلیم کیا جارہے تو یہ ہیچ پیغمبر خدا کی نبوت اور مصحف سے انکار کرنا پڑے و نہ وہ باللہ من ہذا القوۃ \*

اور کلیبی نے یہ کہا کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدث نفسه فقال ذلک الشیطان علی اسانہ کہ شیطان نے آنحضرت کی زبان سے یہ لفظ نکھڑیئے یہ ایک ایسی بات ہے کہ قطع نظر مسلمان کے کوئی دانشمند کافر بھی نہ مانے گا اور ہم تو کلیبی کی صداقت اور ثقافت کے سبب سے جسکا ثبوت اکثر روایتوں سے ہوچکا ہے ایک جو کے برابر بھی اُنکی باتوں کو نہیں سمجھتے \*

اس سے بڑھکر موسیٰ بن عقبہ نے اپنے فتاویٰ میں یوں تحقیق کی داد دی ہے کہ ان المسلمین لم یسموہوا وانما انفی الشیطان ذلک فی اسماع المشرکین و قلوبہم کہ مسلمانوں نے یہ کلمہ نہیں سنا بلکہ شیطان نے صرف مشرکوں کے کانوں اور آنکھوں میں یہ بات ڈال دی اس روایت کو دھڑی لوگ مانیں جو شیطان کو ایسا قادر جانتے ہوں اور ایسی باتوں کو مانتے ہوں اس زمانہ میں تو ایک نادار بچہ بھی سوائے ہنسنے کے ایسی روایتوں پر کچھ توجہ نہ کرے گا \*

پھر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ کو یوں روایت فرمایا ہے کہ وہ لفظ جو آنحضرت کی زبان سے نکلے وہ الفرائق العالی تھے اور بڑے بڑے مفسرین نے اسکی یہ توجہ کی ہے کہ لا یبعد ان ہذا کان قرآن والمواد بالفرائق العالی و ان شفاعتہن لتتجعی باللائقۃ کہ ان لفظوں کا قرآن سے ہونا کچھ بعید نہیں اور مراد اُن سے ملائکہ ہیں درجۃ الشفاعۃ من الملائکۃ صحیح اور اُنکی شفاعت صحیح ہے پھر بعد اس تاریخ کے یہ فرمایا ہے کہ اب یہ لفظ جو قرآن میں نہیں ہیں اسکا سبب یہ ہے کہ کلمات منسوخ التورۃ میں داخل ہو گئے

✦ میں اس مقام پر اس سے زیادہ بھٹ نہیں کرتا اس لیے کہ میرے لڑدیک منسوخ التورۃ کوئی چیز نہیں ہے اور اس بھٹ کی میں نہایت تفصیل سے علحدہ لکھ رہا تھا —

مقلد بطلان اس کا ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کی پڑائیاں اور اُن کی عبادت کرنے اور شفاعت پر اعتقاد رکھنے کو کفر و شرک نہواتے رہے اور ابتداً ہمیشہ سے آخر تک اس وقت پر ثابت قدم رہے کفار مکہ نے اسی وجہ سے طرح طرح کی تکلیف دی تو کیونکر قیاس میں آسکتا ہے کہ آنحضرت کی زبان سے ایسا کلمہ نکلا ہو — مرہود یا نادان یا احمق ہی جو اس پر یقین کرے کبریت کلمۃ تضرع من انراہم ان یتولون الاذنہا \*

پھر یہ کلمات ایسے بے ربط و بے ضبط ہیں کہ اول کر آخر سے کچھ نسبت نہیں اور پیغمبر خدا کی نصاحت و بلاغت مسلم تھی تو کیونکر خیال میں آسکے کہ ایک نفور بیچ میں ایسے کلام کے حضرت نے فرمایا ہو جس کو کچھ بھی مقام اور موقع سے مناسبت نہ ہو

نقل اس کی موضوعیت ظاہر ہے در طرح سے اول نفس روایت میں اس درجہ اختلاف ہے کہ وہ اختلاف ہی اس کی موضوعیت پر شاہد ہے کوئی کہتا ہے کہ آنحضرت نے ان شفاعتہا لتتجعی فرمایا کوئی کہتا ہے کہ لتتجعی ارشاد کیا کوئی کہتا ہے کہ الفرائق العالی تلک الشفاعۃ لتتجعی فرمایا کوئی کہتا ہے کہ انہا امج الغرائیق العالی زبان مبارک سے نکلا پھر کوئی نادان کہتا ہے کہ شیطان نے آنحضرت کی زبان سے یہ لفظ پڑا دیئے کوئی کہتا ہے کہ شیطان نے لوگوں کے کانوں میں آواز ایسی کھدی کہ انہوں نے جانا کہ حضرت فرماتے ہیں اور حضرت کو خبر نہ ہوئی جب تک کہ چرنیک امین آئے اور انہوں نے اس واقعہ کی خبر دی \*

درجہ اس روایت کا سلسلہ منقطع ہے اور رواۃ مشتبہ اور جھوٹے ہیں کبھی ایک جھوٹا ساری دنیا کا ہی گو وہ مفسر ہو اور گو چند جھالے نے اس کی تفسیر کو عمدہ تفاسیر سمجھا ہو مگر مہققین نے اس کو کذاب اور ضعیف لکھا ہے جیسا کہ ابوبکر بزاز نے

کہا ہے کہ اما حدیث الکلبی نعم لا یجوز الزاویۃ منہ بقرۃ ضغفہ و کذبہ اور باقی روایتوں کے سلسلے منقطع ہیں کوئی متصل نہیں اور وہ حدیث جس میں روایت شعیبہ سے ہے وہ معین ہے کماری شعیبہ من ابی بصیر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس اور اُس کی تسبیح قاضی میاض نے لکھا ہے کہ وائم یسند من شعیبہ الامیۃ بن خالد و غیرہ یرسلہ عن سعید بن جبیر اور یہ واقعہ عبداللہ بن عباس کی پیدائش یا عرش سے پہلے کا ہے اور انہوں نے راوی کا نام نہیں بتایا مگر حقیقت میں یہ تمہ کی میثاق بن عباس پر اور یہ امر تحقیقات سے ظاہر ہے کہ سلسلے روایت عبداللہ بن عباس کے اکثر جھوٹے اور غلط اور موضوع ہیں کیونکہ لوگوں نے اُن پر بھی سی تمہیں کی ہیں اور اکثر تفسیروں کی غلط روایتوں کو اُن سے منسوب

جیسا کہ قاضی میاض ہائیں تفصیلات فرماتے ہیں کہ ورنہ نثارۃ تک  
اللفظین اللہیں وجد الشیطان ہما سبیلہ للاباس کما نسخ کثیر من القرآن  
و نصف تبارۃ و کان فی انزال اللہ تعالیٰ انک حکمۃ و فی نصف حکمۃ  
لیفک پہ من یشاء و یمدی من یشاء و ما یفک پہ الانفساں جو شخص  
خرا بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے رتبہ اور عزت اور مرتبہ  
اور منزلت سے واقف ہوگا وہ کہی ایسی باتوں کو کہ مانیکا نہ وہ  
ایسی تاویلیں کرے گا مگر ہمارے بعض عالموں کو رادروں کی مصمت  
کے خیال نے اس بلا میں ڈالا کہ انہوں نے براہ حسن ظن ہو شخص  
کی روایت کو حتی الوسع تسلیم کیا اور تالیس کو معصوم جانا اور جہاں  
تک ہوسکا اُنکی مصمت کو بچایا مگر انوس کہ انہوں نے پیغمبر خدا  
کی مصمت کا ذرا بھی لحاظ نہ فرمایا اور قرآن اور تیرۃ کے معقوظ  
رہنے سے روایتوں کی مصمت کو مقدم سمجھا ورنہ ایسی بیوج بیہودہ  
روایتیں جسے کوئی غیر مذهب کا دانشمند آدمی بھی نہ مانیکا ہماری  
کتابوں میں درج نہوتیں اور ہمارے یہاں کے حضرات علما ایسی باتوں  
کی تاویلات و تکیہ کرنے میں اپنی عمو عزیز کا حصہ ضایع نہ کرتے

رات—م

مہدی علی مقامہ

نمبر ۲۰۲

## روڈاں

اجلاس ممبران مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسة العلوم للمسلمین

معتقدہ دسویں فروری سنہ ۱۸۷۳ع

نمبر ۱۰

صدر انجمن

نواب محمد حسن خاں بہادر \*

ممبران موجودہ

- موزا محمد رحمۃ اللہ بیگ صاحب \*
- مولوی اشرف حسین خاں صاحب \*
- مولوی محمد عارف صاحب \*
- منشی سید علی حسن صاحب \*
- شیخ غلام علی صاحب \*
- سید محمد حامد صاحب \*
- سید محمد مصدقہ صاحب \*

سکرتوری

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی \*

پچیس ممبروں نے اس سے پہلے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ  
مدرسة العلوم علیکۃ میں قائم کیا جاوے اُن کے علاوہ مفصلہ ذیل  
ممبروں نے بھی اسی جگہ کو پسند کیا ہی \*

۲۶ مولوی اشرف حسین خاں صاحب \*

۲۷ سید میر بادشاہ صاحب \*

۲۸ حافظ محمد نظام الدین صاحب \*

۲۹ مولوی محمد امانت اللہ صاحب \*

۳۰ مولوی فضل احمد خاں صاحب \*

۳۱ حضرت مولوی امداد علی صاحب \*

۳۲ نواب محمد احمد اللہ خاں صاحب \*

۳۳ منشی محمد ذکاء اللہ صاحب \*

۳۴ حکیم محمد حکمت اللہ صاحب \*

۳۵ مولوی محمد حامد حسن خاں صاحب \*

۳۶ سید محمد احمد خاں صاحب \*

۳۷ شیخ محمد نیاز علی صاحب \*

۳۸ میر سید ثواب علی صاحب \*

۳۹ مولوی محمد غیاث رسول صاحب \*

۴۰ شیخ خیر الدین احمد صاحب \*

۴۱ مولوی سید فرید الدین احمد صاحب \*

۴۲ منشی محمد اکرام صاحب \*

۴۳ مولوی نجم الدین صاحب \*

۴۴ شیخ محمد جان صاحب \*

۴۵ نواب محمد فیض علی خاں بہادر سی ایس آئی \*

۴۶ منشی محمد صدیق صاحب \*

۴۷ جناب مولوی محمد عثمان خاں بہادر نے اگرچہ کوئی صاف

راے نہیں دی مگر علیکۃ کے پسندیدہ ہونے کو تسلیم کیا ہی \*

ممبران مہصلہ نے اختلاف رائے کیا

۱ مولوی محمد حیدر حسین صاحب نے الہ آباد تجویز کیا \*

۲ میر سید ظہور حسین صاحب نے مراد آباد تجویز کیا \*

مفصلہ ذیل ممبروں پاس سے جواب نہیں آیا

۱ محمد میدا لشکر خاں صاحب \*

۲ مولوی میدا احمد صاحب \*

۳ منشی محمد الہی بخش صاحب \*

صدر انجمن نے فرمایا کہ ہوگا ہارس میپرو میں سے سینٹالکس  
میپرو نے علیحدہ میں مدرسۃ العلوم قائم ہونے پر اتفاق رائے کیا تو  
اب اس بات کا تصفیہ قضی ہو گیا کہ علیحدہ میں مدرسۃ العلوم قائم  
ہوگا اور اس بات کی تصریح کی کہ سیکرٹری کو اجازت دی جاوے کہ  
علیحدہ میں خواہ اس کے قرب و جوار کے اضلاع میں مدرسۃ العلوم کے  
لیئے جائداد خرید کریں \*

ہرزا رحمۃ اللہ بیگ صاحب نے اس تصریح کی تائید کی اور  
بالاتفاق منظور ہوئی \*

بعد اس کے سیکرٹری نے کہا کہ دفعہ ۲۰ قواعد کمیٹی میں زر  
چندہ سے صرف گورنمنٹ پرامیسری ٹرسٹ یا روزمنہ ہاے دوامی چنکا  
ذکر ایکھ ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ ع میں یہ یا بنگ آف بنگال کے حصہ یا  
اراضی معافی دوامی کے خریدنے کی اجازت ہی مگر سوائے پرامیسری  
ٹرسٹ کے جسکو ہم خود اس وجہ سے کہ اس سے منافع بہت قلیل  
حاصل ہوتا ہے خریدنا نہیں چاہتے اور کسی قسم کی جائداد اقسام  
جائداد مذکورہ بالا میں سے دستیاب نہیں ہوتی یا قدرے قلیل بہت  
گراں قیمت پر ملتی ہے \*

تمام تصریح کار آدمیوں کی یہ رائے تھی کہ دیہات زمینداری  
مالگداری کے خریدنے میں بھی کچھ نقصان و ہرج متصور نہیں ہے  
اس میں تصریح کرتا ہوں کہ دفعہ مذکورہ توسیع ہو اور دیہات  
زمینداری مالگداری کے خریدنے کی بھی اجازت دی جاوے \*

مولوی اشرف حسین صاحب نے اس تصریح کی تائید کی  
اور بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ واسطے توسیع دفعہ مذکورہ کے جملہ  
ممبروں کمیٹی سے حسب منشاء دفعہ ۲۰ قواعد کمیٹی کے رائے طلب  
کی جاوے \*

سید محمد محمود صاحب نے کمیٹی سے مضامین ہو کر یہ کہا کہ  
جب میں ولایت میں تھا اور اس کمیٹی کے اس ارادہ کا حال سنا کہ  
بعد تصدیقات اسباب موانع ترقی تعلیم مسلمانان یہہ ٹہرا ہی کہ  
مدرسہ خاص مسلمانوں کے لیئے بنایا جاوے جس میں تعلیم مسلمانوں  
کے حال کے مناسب ہو اور نیز اس بات کی اطلاع پا کر کہ کمیٹی نے  
مجھکو حقوق مہتری سے مشور کیا ہی میں اس بات پر توجہ کی  
کہ ولایت کے اسکولوں اور کالجوں اور یونیورسٹیوں کے انتظام اور طریقہ  
تعلیم کو دیکھوں اور ایک تدبیر جو کہ میری رائے میں ہماری قوم کے  
حالات کے مناسب ہو بصلاح و مشورہ ولایت کے نامی و قابل احیاء کے  
اس مدرسۃ العلوم کے لیئے طیار کر کے کمیٹی میں پیش کروں چنانچہ

وہ تصریح میں مرتب کی ہی اور کمیٹی کے سامنے اس امید سے پیش  
کرتا ہوں کہ اگر اور ممبر بھی اسکو پسند کریں تو اس تصریح کے  
موافق عمل کیا جاوے \*

اس تصریح میں میں نے مدرسوں کو دو حصوں پر منقسم کر دیا  
ہی ایک صیفہ اسکول کا ہی جسکا نام مدرسہ رکھا ہی اور ایک صیفہ  
کالج کا ہی جسکا نام مدرسۃ العلوم رکھا ہی اور یہ دونوں صیفہ  
مدرسہ ملحدہ قائم کیئے ہیں اور قیل قائم ہونے مدرسۃ العلوم کے آڑی  
مدرسوں کا جو اس کے تحت میں ہونے قائم ہوگا ممکن ہی ہے  
اگر میپروں کمیٹی اس تصریح کو پسند کریں تو میں یہہ بھی تصریح  
کرتا ہوں کہ یہ جلد مدرسہ مقام میپرو میں قائم کیا جاوے اور  
جیکہ روپیہ کافی جمع ہو جاوے گا اسوقت مدرسۃ العلوم بھی قائم  
ہو جائیگا \*

میری تصریح میں جو میں نے پیش کی ہی اس میں میں نے یہہ  
بھی غور و خوض کیا کہ اس کمیٹی کا نام بجائے کمیٹی مدرسۃ العلوم  
کے کمیٹی دارالعلوم رکھا جاوے اور میں تصریح کرتا ہوں کہ اس  
تہذیب سے تبدیل نام کے لیئے بھی اور میپروں سے رائے طلب  
کی جاوے \*

بعد اس کے سید محمد محمود صاحب نے اپنی تصریح پیش کی  
جو روٹنڈا کے اخیر میں مندرج ہی اس کے مندرج کے بعد میپروں  
موجودہ نے اس کو پسند کیا اور صدر انجمن نے اس بات کی تصریح  
کی کہ امور مذکورہ بالا کی تسکین میپروں سے رائے طلب ہو اور یہہ  
تصریح چاہیے ہو کہ جملہ میپروں کے پاس اور نیز جن اخبار نویسوں  
کے پاس مناسب ہو ان کے پاس بھی بھیجی جائے اور جو کہ گورنمنٹ  
شمالی مغربی اضلاع اور نیز گورنمنٹ ہندوستان نے بذریعہ اپنی چٹھیا  
کے اس مدرسہ کے لیئے گرانٹ ان ایڈ مرحمت کرنے کا وعدہ کیا ہی  
اس لیئے چند کانپیاں ان دونوں گورنمنٹوں میں بھیجی جائیں  
امید ہے کہ گورنمنٹ بھی یہہ تصریح پسند فرمائیں گی اور اگر اس  
تدبیر کے موافق کام یا اسکول قائم ہو تو اس گرانٹ ان ایڈ سے  
مدد دیگی \*

مولوی محمد عارف صاحب نے اس تصریح کی تائید کی اور  
بالاتفاق منظور ہوئی \*

بعد اس کے شریک صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس پراسس  
ہوئی \*

دستخط

سید احمد خان بہادر سی ایس آفیسر  
سیکریٹری

بمقام علیحدہ — مصلح علیحدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا



۰۵ ۳۰۳ ۸۹۱۳

تہذیب اور تمدن

جلد سوم

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار  
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی  
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۱۱/۵/۵۶

۱۱/۵/۵۶

۱۱/۵/۵۶

۱۱/۵/۵۶







